بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
الم ذلک الکتاب لاریب فیہ
الم ○ یہ کتاب (یونیورسل اسلامک ورلڈ آرڈر)
ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے
ہر دور کے ہمہ جہت چیلنجوں سے عہدہ برا ہونے کیلئے
خالق و مالک کا عطا کردہ
یونیورسل اسلامک ورلڈ آرڈر
بمقابلہ
انسانی ورلڈ آرڈرز
از
عبدالرشید ارشد
میاں نور محمد میموریل النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

ہر دور کے ہمہ جہت چیلنجوں سے عہدہ برا ہونے کیلئے

خالق و مالک کا عطا کردہ

یونیورسل اسلامک ورلڈ آرڈر

بمقابلہ

انسانی ورلڈ آرڈرز

از
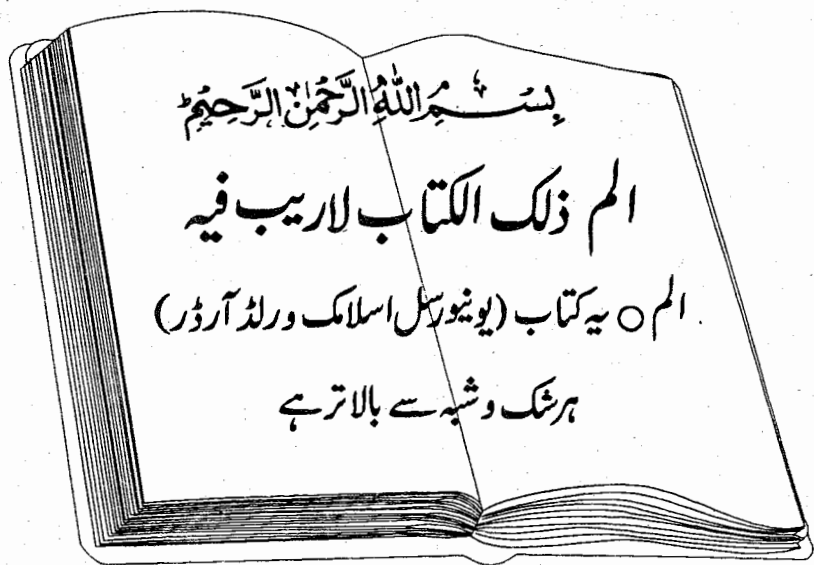
عبدالرشید ارشد

میاں نور محمد میموریل النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

انتساب

اپنے پیارے بھائی کے نام

جو ہر قدم پر

میرے لئے مولانا شوکت علی ثابت ہوئے

اگرچہ

میں محمد علی جوہر نہ بن سکا

عبدالرشید ارشد

نام کتاب : یونیورسل اسلامک ورلڈ آرڈر

مصنف : عبدالرشید ارشد

مطبع : جوہر پریس جوہر آباد فون 3401

تعداد : ایک ہزار

قیمت : (برائے تقسیم تبلیغی مقاصد کیلئے)

برائے عطیات : مسلم کمرشل بنک لمیٹڈ جوہر آباد اکاؤنٹ نمبر CD-897

ملنے کا پتہ : میاں نور محمد میموریل النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

جوہر پریس بلڈنگ جوہر آباد فون 720401

آئینہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

عالمی حالات پر نظر رکھنے والا ہر شخص اس بات پر اتفاق کرے گا کہ باوجود ہر ترقی کے انسان نے اپنا "بہت کچھ" کھویا ہے اور اس کھونے پر وہ خود بھی گواہ ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ اس حقیقت کو تسلیم کرے یا نہ کرے۔ اس "بہت کچھ" میں سماجی معاشرتی اقدار بھی ہیں اور ہر انسان کا مطلوب سکھ، سکون، تحفظ اور خوشحالی بھی ہے کہ عملاً ہماری زندگی انہیں عناصر کے گرد گھومتی ہے۔ باقی ہر چیز ثانوی حیثیت کی حامل ہے۔

سکھ چین کے لئے خوشحالی اور تحفظ دونوں بنیادی لازمہ ہیں۔ تحفظ کا فقدان ہو تو خوشحالی کاٹنے کو دوڑتی ہے اور فرد ہو یا افراد ہوں اس عدم تحفظ کے سبب بے سکون دیکھے جاتے ہیں۔ اس پر میں بھی گواہ ہوں اور یقیناً آپ بھی گواہ ہونگے۔ خوشحالی سے حصول سکون کی خاطر نہ تو کوئی محافظ خریدا جا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی دوسرا نسخہ مارکیٹ میں دستیاب ہے۔

سوال کیا جا سکتا ہے کہ پھر کوئی تو اس مسئلے کا حل ہو گا اس کا سادہ سا جواب، جو عقل و شعور باآسانی تسلیم کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں، یہ ہے کہ خالقِ انسانیت ہی، جس نے انسان کے داعیات اور جبلی تقاضے تخلیق کئے، بہترین حل دے سکتا ہے۔ یہ کائنات، اور اس کائنات کا مرکز و محور، انسان __ اشرف المخلوقات __ الل ٹپ اور بلا جواز تخلیق نہیں ہے۔ یہ قادرِ مطلق خالق کے ایک مکمل و مربوط منصوبے کے تحت وجود میں آیا ہے۔ لامحالہ اس خالق نے اسے پیش آنے والے مسائل کا حل بھی اسی منصوبہ میں رکھا ہو گا کہ آج کا گیا گزرا انسان بھی اپنی فیزیبلٹی Feasibility میں منفی و مثبت پہلوؤں کو نظرانداز کرنا حماقت سمجھتا ہے۔

قادرِ مطلق خالق نے اشرف المخلوقات انسان کے ہمہ جہت سکھ، سکون، تحفظ اور خوشحالی کے لئے اپنی فیز یبلٹی میں، یونیورسل ورلڈ آرڈر یا اسلامک ورلڈ آرڈر میں، معمولی جزیات کی حد تک خیال رکھا ہے اور نہ صرف یہ کہ اسے محض تحریری شکل میں عالمی سطح پر متعارف کرایا بلکہ انسانیت پر اس کا سب سے بڑا احسان یہ بھی ہے کہ اس نے اس یونیورسل اسلامک ورلڈ آرڈر کے لئے ایسے مثالی انسان کا انتخاب فرمایا جو امام الامم اور سردار دو جہاں کے مرتبہ پر فائز ہوا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اسی کے ذریعے اس ورلڈ آرڈر کی علمی اور عملی تشریح کا قابل قدر انتظام فرمایا جس کے مقابلے میں دنیا کوئی مثال سامنے لانے سے بالیقین قاصر ہے۔

میرے بڑے بھائی عبدالرشید ارشد صاحب اسلامک ورلڈ آرڈر کے مختلف پہلوؤں پر ماضی میں اپنی علمی کاوش عوام کے سامنے لاتے رہے ہیں اور الحمد للہ ان تحریروں کو پسند بھی کیا گیا ہے اور نافع بھی قرار دیا گیا ہے۔ زیرِ نظر علمی کوشش بھی منفرد اہمیت کی حامل ہے کہ آج کی دنیا میں ادیان باطلہ کے ورلڈ آرڈر "بالاختصار عامتہ الناس" کے سامنے رکھتے ہوئے انہوں نے اسلامک ورلڈ آرڈر سے نمونتاً توضیحات بھی پیش کی ہیں کہ عقل و شعور رکھنے والے غیر مسلم اور اسلام کے لئے معذرت خواہانہ رویہ رکھنے والے مسلمان بھی تقابلی مطالعہ سے یہ دیکھ سکیں کہ پائیدار سکھ، سکون، تحفظ اور خوشحالی کی حقیقی ضمانت کہاں ہے۔

مجھے یقین ہے کہ ہر وہ غیر مسلم جو تعصب کا چشمہ اتار کر، کھلے قلب و ذہن سے مطالعہ کرے گا وہ سچائی کی ٹھنڈک سے، روشنی سے، اپنے قلب و ذہن کو ٹھنڈا بھی پائے گا اور منور بھی۔ بمشیت اللہ تعالیٰ

میری دلی دعا ہے کہ بارگاہ رب العزت میں یہ مقبول ہو اور اللہ کی مخلوق کے لئے بالفعل نفع بخش بھی ثابت ہو۔ آمین

میاں عبدالطیف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ و بہ نستعین ○

ابتدائیہ

کسی معاشرہ کی بقاء یا اس کے استحکام کا استحقاق' جس سبب سے ممکن ہوتا ہے اسے مختصراً" یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ اس معاشرے کے حساس اور باشعور لوگ' مقدور بھر کوشش کے ساتھ گردوپیش کے لوگوں کو اپنے "اصل" (خیر) کی طرف رجوع کی دعوت دیں اور "اصل" کے خلاف ہر محاذ پر شر کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ اس جنگ میں شامل 'فوج' جس قدر اخلاص نیت' استقلال و عزم اور اصل کی سچائی پر یقین محکم کے ہتھیاروں سے لیس ہو گی' کامیابی و کامرانی کے لئے تائید و نصرتِ خالق اس کا مقدر بنے گی۔ ہر انسان کے لئے اس کا "اصل" اس کے خالق و رب (پرورش کنندہ) کا فرمان ہے۔ایسے مردان کار کے لئے بہت سے لوگوں نے بہت کچھ کہا مثلاً" انگریزی کی نظم میں یوں مدعا بیان کیا گیا ہے۔

Not gold, but only a men can make, "سونا نہیں صرف افراد ہیں

A Nation great and strong, جو کسی قوم کو مضبوطی اور عظمت دیتے ہیں

Men, who work, while others sleep,

افراد جو اس وقت بھی مصروفِ عمل ہوتے ہیں جبکہ دوسرے آرام کرتے ہیں

Men, who dare, while others flee

افراد جو اپنے قدم مضبوط رکھتے ہیں جب بہت سے راہِ فرار اختیار کرتے ہیں

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں' خیر کے لئے کام کرنے والے بہت ہیں جو اپنے اپنے انداز میں خیر کے ساتھ ساتھ شر کے سامنے سدِّ سکندری بن کر سینہ سپر ہیں' کسی جگہ باہم تعاون دیکھنے کو ملتا ہے تو اکثر اپنے اپنے راستوں کے راہی بھی دیکھنے میں آتے

ہیں۔ یہی محنت ہے کہ پاکستانی معاشرہ اپنے وجود کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔ خیر کا یہی کام کرنے والے ایک صاحبِ سوزِ دروں سے' ایک روز اچانک ملاقات ہو گئی اور مل کر حقیقتاً" دل خوش ہوا کہ اس "بڑے کام" (ذٰلِکَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ) کے لئے جس دردمندی کی ضرورت ہے (لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ○ (توبہ : 128) اس کی جھلک اس میں موجود پائی گئی۔ مجھے مل کر جس بات پر خوشی ہوئی وہ یہ تھی کہ شر کے لئے ان میں مداہنت نہیں بلکہ شر کے خلاف مومنانہ جرأت ہے۔

دوران گفتگو انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ جس طرح انا کے مارے انسان دنیا کو اپنا اپنا ورلڈ آرڈر دے رہے ہیں ضرورت ہے کہ سکھ چین کی پیاسی' تحفظ کے لئے ترستی انسانیت کے سامنے اسلامک ورلڈ آرڈر پیش کیا جائے جو فی الواقعہ یونیورسل ورلڈ آرڈر ہے اور جس میں ہر خطہ کے' ہر رنگ و نسل اور مذہب و ملت کے انسان کے سکھ' چین اور حقوق و تحفظات کے لئے ضمانت ہے میں نے عرض کیا کہ آپ کی اس خواہش کی تکمیل میرے ذمہ ہے اور یوں لگاتار سولہ دن کی محنت آپ کے سامنے ہے۔

قلم ہاتھ میں لیتے ہی یہ خیال ذہن میں آیا کہ اگر میں صرف اسلامک ورلڈ آرڈر تک اپنے آپ کو محدود رکھونگا تو یہ موضوع سے انصاف نہ ہو گا۔ اس کے لئے پہلے دنیا میں مروجہ ورلڈ آرڈرز کا ہلکا پھلکا تعارف ہو' پھر اسلامک ورلڈ آرڈر کے مختلف پہلو سامنے آئیں تاکہ قاری خود موازنہ کرے کہ انسانیت کی سچی خیر خواہی کا حامل کونسا ورلڈ آرڈر ہے' انسان کا تشکیل دیا ہوا' یا رحمٰن کا تخلیق کیا ہوا' اور اس فرق کو سمجھنے کے لئے عقل و شعور کی بڑی مقدار کی ضرورت بھی نہیں ہے بلکہ یہ کہنا بھی مبالغہ آمیزی نہیں ہے کہ دونوں طرز کے ورلڈ آرڈر پڑھتے ہی ہر انسان کے اندر سے سچائی بولتی ہے پھر یہ باہر والے انسان کی اپنی ہمت ہے کہ اندر کی سچائی کو دبا دے یا اسے باہر لاکر اپنے جسم و جان پر عملاً لاگو کر کے دنیوی اور اخروی سکھ چین' تحفظ اور خوشحالی کا حقدار بن جائے۔

میں اپنے بیٹوں کا بھی احسان مند ہوں کہ انہوں نے مجھے لکھنے کے لئے فرصت اور پرسکون ماحول مہیا کیا ورنہ شاید سولہ دن کی قلیل مدت میں یہ کام مشکل ہو جاتا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بعد میری فکر کو اس حقیقی روشنی سے منور کرنے والے میرے محسن میرے مرشدؒ ہیں' جنہوں نے اسلامک ورلڈ آرڈر کو اس صدی میں اس قدر سہل بنا کر عامتہ الناس کے سامنے رکھا کہ میرے جیسا کم علم بھی یہ خوشہ چینی کر سکا۔ تاہم اہل علم احباب کا شکر گزار ہونگا اگر وہ میری علمی کوتاہیوں کی نشاندہی فرما دیں تاکہ ان کی راہنمائی سے یہ محنت کچھ نہ کچھ معیاری کہلا سکے۔ میری اغلاط کی نشاندہی کرنے والے فی الواقعہ میرے محسن ہونگے۔

میں خلوص دل سے ان سب کے لئے دعا کرتا ہوں جو کسی بھی طرح اس کام کی تکمیل کا سبب بنے۔ خصوصاً" صدیقی ٹرسٹ' کراچی کے صدر جناب محمد منصور الزمان صدیقی صاحب اور میاں فضل حق ویلفیئر ٹرسٹ خوشاب کے روح رواں جناب میاں عطاء الرحمٰن طارق صاحب کا کہ اسے خوبصورت کتاب بنانے میں ان کی مالی معاونت کارفرما ہے۔ اللہ تعالیٰ اس محنت کو ہم سب کے لئے صدقہ جاریہ بنائے اور ان اوراق کو بے شمار لوگوں کے لئے نشان راہ بنا دے کہ اس ذریعے انہیں اصل مکمل و مدلل اسلامک ورلڈ آرڈر (قرآن) تک رسائی نصیب ہو' جس کے ذریعے وہ حقیقی منزل پا لیں۔ آمین۔

رشید ارشد

جوہر آباد 10-10-96

عبدالرشید ارشد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عالمی سکھ، سکون اور خوشحالی کا ضامن
یونیورسل اسلامک ورلڈ آرڈر

روئے زمین پر آپ جدھر نظر دوڑائیں، ترقی یافتہ ممالک ہوں، ترقی پذیر ممالک ہوں یا غیر ترقی یافتہ ممالک، قدر مشترک کے طور پر آپ کو شرقاً غرباً اور شمالاً جنوباً بے سکونی، بے اطمینانی اور عدم تحفظ کا احساس ملے گا۔ یہ ممکن ہے کہ یہ صورتحال کسی جگہ زیادہ ہو اور کسی جگہ کم محسوس ہو مگر اس کم محسوس ہونے میں، "دور کے ڈھول سہانے" کو عموماً بہت دخل ہوتا ہے۔ ہر خطہ کے عوام و خواص کی مشترک طلب خوشحالی بھی ہے کہ لوازم زندگی میں خوشحالی، سکھ چین اور تحفظ نہ ہو تو "مقصدِ حیات" کی تکمیل ہی نہیں ہوتی۔

"مقصدِ حیات" کی تکمیل کے لئے تخلیق آدم سے آج تک، ہر دور کے انسان نے انفرادی اور اجتماعی سطح پر ممکن حد تک کوشش کی ہے۔ اپنے اپنے دور میں حکمرانوں نے ورلڈ آرڈرز جاری کیئے تاکہ حصولِ مقصد سہل ہو جائے مثلاً ایک ورلڈ آرڈر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور میں نمرود کا تھا تو ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں فرعونِ مصر کا تھا جس کا تسلسل آج تک یہود کا ورلڈ آرڈر ہے۔ اسی طرح افغانستان میں روسی شکست اور اس کے بکھرے شیرازے کے بعد بش، کلنٹن ورلڈ آرڈر ہے، علی ھذا القیاس، ہمارے چاروں طرف ورلڈ آرڈرز بکھرے پڑے ہیں۔

ہر دور کے ان ورلڈ آرڈرز کے باوجود دھرتی سکھ، سکون اور تحفظ کے تحفے سے محروم رہی ہے جس پر تاریخ کے اوراق گواہ ہیں۔ قرآن حکیم نے، اختصار اور فصاحت

و بلاغت' جس کا اعجاز ہے' ایک مختصر جملے میں اس اٹل حقیقت کی یوں نشاندہی فرمائی ہے۔ وَالْعَصْرِ ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ○ یعنی زمانہ (ماضی و حال) اس بات پر گواہ ہے کہ انسانیت سراسر خسارے (انحطاط) میں ہے۔ اس خسارے پر کون گواہ نہیں ہے۔ اس خسارے کا سبب یہ ہے کہ مذکورہ ورلڈ آرڈرز کے ہر خالق کے پیش نظر صرف اپنی حکمرانی' اپنی انانیت یا اس سے تھوڑا آگے اپنی قوم کے مفادات تھے یا آج بھی ہیں۔

محدود سوچ رکھنے والا انسان کبھی اپنے خول سے باہر آ کر کسی دوسرے کے لئے ایسا ورلڈ آرڈر بنائے' جس کے سبب اس کے علاوہ دوسرے لوگ بھی وہی کچھ حاصل کر پائیں ناممکن ہے' کہ انسان کی فطرت اور جبلتیں سدِّراہ بنتی ہیں اس کسوٹی پر آپ یہود کا ورلڈ آرڈر یا بش' کلنٹن کا ورلڈ آرڈر پرکھ کر دیکھ لیجئے ہماری بات کا ثبوت مل جائے گا۔ انسانی فطرت میں دوسرے کو دبا کر رکھنے کا داعیہ ہے حسد اس کی جبلت ہے اور جب ان داعیات کا حامل فرد یا افراد کوئی ورلڈ آرڈر بنائینگے تو ان کی بنیادی خواہش' دوسروں کے سکھ' سکون' تحفظ اور خوشحالی پر اپنا محل تعمیر کرنے کی ہوگی۔

عقل و دانش اگر ساتھ ہو تو یہ تسلیم کر لینے میں ذرہ بھر دشواری پیش نہیں آتی کہ حقیقی اور نفع دینے والا ورلڈ آرڈر اسی حکمران کا جاری کردہ ہو سکتا ہے جو انسان کی زندگی اور موت پر قادر ہے' وسائلِ رزق جس کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور اپنی تخلیق کی فطری خوبیوں خامیوں سے مکمل طور پر آگاہ بھی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اسے ہمارے گزرے کل یا گزرتے آج ہی خبر نہیں بلکہ اسے ہماری زندگی کی آخری کل کی بھی مکمل خبر ہے یعنی ورلڈ آرڈر مکمل و اکمل اور قابل اعتماد اسی کا ہو سکتا ہے جو خالق ہے' قادر ہے' علیم و خبیر ہے اور حکیم و ودود ہے' رحمان و رحیم ہے۔ یہ لازمی مطلوبہ صفات ہیں۔

تاریخی اعتبار سے ورلڈ آرڈز کی ترتیب دیکھی جائے' جو آج کی دنیا میں کسی نہ کسی پہلو چل رہے ہیں' تو انہیں یوں بیان کیا جا سکتا ہے:۔

ا) خالقِ کائنات کا ورلڈ آرڈر' (آفاقی تعلیم انبیاء و رسل کے ذریعے) یعنی یونیورسل اسلامک ورلڈ آرڈر'

ب) یہود کا ورلڈ آرڈر (وثائق یہودیت - پروٹوکولز)'

ج) مسیحی ورلڈ آرڈر یا امریکی صدر بش یا بعد میں کلنٹن کا ورلڈ آرڈر'

د) اشتراکی ورلڈ آرڈر یا سوشلزم کا ورلڈ آرڈر (یہ فی الواقعہ یہودی ورلڈ آرڈر ہی کا دوسرا نام ہے۔ شواہد آگے آئیں گے)

"مقصدِ حیات" سکھ' سکون' تحفظ اور خوشحالی کے حوالے سے' ہم ایک ایک ورلڈ آرڈر پر اپنا نقطہ نظر آپ کے سامنے رکھیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ ہم پہلے یہود و نصاریٰ کے ورلڈ آرڈر کی جھلکیاں آپ کے سامنے رکھیں اور پھر خالق کائنات کے ورلڈ آرڈر پر تفصیلی بات کریں۔ خالق اور اس کے بندوں کے وضع کردہ ورلڈ آرڈرز میں ایک نمایاں بنیادی فرق یہ ہے کہ خالق کے ورلڈ آرڈر میں سب کے لئے بلا تفریق مذہب و ملت' محبت مودّت و رحمت ہے' خیر خواہی ہے' مگر انسانوں کے وضع کردہ ورلڈ آرڈرز میں دوسروں کو غلام بنانے کے داعیہ کی بنیاد پر نفرت و حقارت ہے' سازشوں کا مکروہ جال ہے' قدم قدم پر بے ضمیری ہے۔ اختصار کے ساتھ جھلکیاں ملاحظہ فرمایئے۔ پہلے جیوش ورلڈ آرڈر (وثائق یہودیت - پروٹوکولز)

جیوش ورلڈ آرڈر (وثائق یہودیت' پروٹوکولز)

☆ "یہودیت کے خفیہ ریکارڈ کی رو سے 929 قبل مسیح میں' سلیمان اور یہود کے سربراہوں نے پر امن عالمی تسخیر کا عملی منصوبہ بنایا' تاریخ جوں جوں آگے بڑھی' اس کام میں ملوث افراد نے اس منصوبہ پر کام کر کے اس کی جزئیات طے کیں۔ جس سے وہ بڑی خاموشی اور امن کے ساتھ یہود کے لئے تسخیر عالم کا

خواب شرمندہ تعبیر کر سکیں اور یہ علامتی سانپ، یہودی منصوبے کی اس طرح تشریح کرتا ہے کہ سانپ کا سر، منصوبہ سازوں اور منتظمین کی علامت ہے تو دھڑ پوری یہودی قوم ہے۔ ان یہودی افراد اور انتظامیہ کو ہمیشہ عوام بلکہ یہودی قوم کی نظروں سے بھی اوجھل رکھا گیا ہے۔

پھر جن اقوام پر بھی یلغار کی گئی اس سانپ نے ان غیر یہود کے قلب و دماغ میں گھس کر ان کی حکومتوں کی قوت سلب کرلی۔ یہ کہا جاتا ہے کہ سانپ کا کام ابھی طے شدہ منصوبہ کے مطابق ختم نہیں ہوا، جب تک کہ یہ یورپ کے گرد اپنا گھیرا مکمل نہ کرلے بلکہ اس سے بھی آگے پوری دنیا اس کی کنڈلی میں نہ آجائے۔ اس مقصد کا حصول ان ممالک کی معیشت پر مکمل قبضہ سے ممکن ہے۔

صیہونی علامتی سانپ کا سر، صیہونیت کے مرکز (القدس) تک اسی وقت پہنچ سکے گا جب یورپی ممالک کی تمام تر حاکمیت اس کے قدموں میں گر چکی ہو گی اور یہ سب کچھ اس وقت ممکن ہو گا جب معاشی بحران، ہمہ جہت تباہی و بربادی، مذہبی اور اخلاقی دیوالیہ پن، جس میں یہودی دوشیزائیں اہم کردار ادا کریں گی، اپنی انتہا کو پہنچے گی۔ اقوام عالم کی چیدہ شخصیات اور سربراہان مملکت کے اندر فحاشی کی سرائیت کا یہ یقینی راستہ ہے"۔

(The Symbolic Snake of Judaism - 14-15, Notes)

☆ "کوئی حکومت اپنے ہی ہاتھوں دم توڑ جائے یا اس کی اندرونی خلفشار اس پر کسی دوسرے دشمن کو مسلط کر دے، معاملہ جیسا بھی ہو، یہ ناقابل تلافی نقصان ہے اور اب یہ ہماری

(حقیقی) قوت ہے۔ سرمایہ پر بلاشرکت غیرے ہمارا کنٹرول ہے
(ورلڈ بنک اور عالمی مالیاتی ادارہ IMF وغیرہ) جو' ہم جس قدر
چاہیں کسی حکومت کو دیں' وہ خوش دلی سے اسے قبول کرتی رہے
یا پھر مالی بحران اس کا مقدر بنے"۔

(Protocols, 1:8 page - 1:8)

☆ "ہمارے عروج کو ان لوگوں نے بہت سہل کر دیا
ہے جن سے تعلقات کو ہم نے انسانی ذہن کے حساس نقطہ' روپیہ
پیسہ' طمع و لالچ' مطلوب مادی وسائل کے عدم توازن جیسی
کمزوریوں پر مرکوز رکھا اور ان میں سے ہر کمزوری اپنی جگہ حقیقی
قوت عمل کو مفلوج کر دینے والی ہے اور اس کے سبب وہ کسی
"فعال" کے پاس "گروی" ہو جاتے ہیں"۔

(Protocols 1:27, page - 26)

☆ "جہاں تک ممکن ہو ہمیں غیر یہود کو ایسی جنگوں میں
الجھانا ہے جس سے انہیں کسی علاقے پر قبضہ نصیب نہ ہو بلکہ وہ
جنگ کے نتیجے میں معاشی تباہی سے دو چار ہو کر بدحال ہوں اور
پھر پہلے سے تاک میں لگے ہمارے مالیاتی ادارے (ورلڈ بنک اور
آئی ایم ایف وغیرہ) امداد فراہم کریں' جس امداد کے ذریعے بے
شمار نگران آنکھیں ان پر مسلط ہو کر ہماری ناگزیر ضرورت کی
تکمیل کریں گی' خواہ ان کے اپنے اقدامات کچھ بھی کیوں نہ
ہوں۔ اس کے رد عمل میں ہمارے اپنے بین الاقوامی حقوق ان
کے قومی حقوق کو بہا لے جائیں گے' پھر یہ حق اسی انداز سے ان
کے جملہ حقوق و معاملات پر لاگو ہو جائے گا جس طرح کبھی ان
کی اپنی حکومت ان سے معاملہ کیا کرتی تھی"۔

(Protocols, 2:1, page - 27)

☆ "(جہاں ہم کامیاب ہونگے) عوام میں سے جو بھی انتظامیہ ہم منتخب کریں گے اپنی (صیہونی) وفاداریوں کی تکمیل کی صلاحیت کے حوالے سے وہ ان حکومتوں کے اپنے تیار کردہ افراد کی طرح تربیت یافتہ نہ ہونگے بلکہ بچپن سے کہ ارض پر حکمرانی کے لئے زیر تربیت رکھے گئے وہ لوگ ہونگے جو مہروں کی طرح ہمارے ماہرین' مشیروں اور دانشوروں (بلکہ اب بیرونی سرمایہ کاروں - ارشد) کے اشارہ ابرو کو سمجھیں گے اور عمل کریں گے جیساکہ آپ جانتے ہیں ہمارے یہ ماہرین' مشیر' دانشور (اور اب بیرونی سرمایہ کار بھی) اپنے حکمرانی کے تقاضوں کی تکمیل کی خاطر مطلوب معلومات' تاریخی نچوڑ' ہمارے سیاسی عزائم اور ہر گزرتے لمحہ کے واقعات و مشاہدات سے لیتے ہیں' غیر یہودیوں کو غیر متعصب حتمی تاریخی مشاہدات سے عملی راہنمائی دینے کے بجائے محض غیر عملی معلومات فراہم کی جاتی ہیں اس لئے ہمیں ان کے لئے فکرمند ہونے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ وقت معینہ آنے تک ان کو اسی خوش فہمی میں لگا رہنے دو"۔

(Protocols, 2:2, page - 27,28)

☆ "حکومتوں کے ہاتھ میں رائے عامہ بنانے کے لئے' عوام کے ذہنوں کو ایک جہت دینے کے لئے' آج پریس کی زبردست قوت موجود ہے' (اب ریڈیو' ٹی وی اور ڈش بھی - ارشد) پریس کا کردار یہ ہے کہ وہ ہماری ناگزیر ترجیحات کو موثر انداز میں پھیلائے' عوامی شکایات کو اجاگر کرے اور عامتہ الناس میں بے چینی پیدا کرے' پریس ہی کے ذریعے آزادی اظہار ایک قوت بن کر ابھرتی ہے غیر یہودی حکومتیں ابھی اس ہتھیار کے موثر استعمال سے واقف نہیں ہیں اور یوں پریس ہمارا مطیع فرمان

ہے یہ پریس ہی ہے جس کے سبب خود پس پشت رہتے ہوئے ہم
نے طاقت حاصل کی ہے۔ پریس (اب ریڈیو' ٹی وی اور ڈش بھی
- ارشد) ہمارے لئے کھرا سونا ہے ......"

(Protocols, 2 : 5, page - 29)

وثائق یہودیت (پروٹوکولز) جن کی کل تعداد 24 ہے میں سے بطور نمونہ چند پیرے آپ کے سامنے رکھے ہیں خط کشیدہ جملوں کو بار بار پڑھئیے گردوپیش کے حالات کا جائزہ لیجئے' جیوش ورلڈ آرڈر تمام تر جزیات کے ساتھ چہار سو عمل پیرا آپ کے سامنے ہے۔ ہنری فورڈ' جو اسی طبقے کا ترجمان ہے' کا ان وثائق پر تبصرہ ملاحظہ فرما لیجئے۔

☆ "وثائق یہودیت پر تبصرہ کے ضمن میں میں جو کچھ کہہ سکتا ہوں وہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ جو حالات و واقعات گردوپیش گزر رہے ہیں ان سے' ان وثائق کی بڑی مطابقت ہے اگرچہ یہ سولہ سال پرانے ہیں مگر اب تک یہ عالمی حالات کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں اور آج کے حالات بھی ہر طرح اسی فریم میں فٹ دیکھے جا سکتے ہیں" (غلط بیانی ہے کہ یہ خفیہ منصوبہ 929 ق م کو بنایا گیا)

(Henry Ford-17.2.21, New York World)

برطانوی وزیراعظم ڈسرائیلی جو صیہونیت کا پُرجوش مبلغ تھا' کہتا ہے کہ :-

☆ "یہود کا مقصد وحید یہ نہیں ہے کہ یہودی مہاجرین گلّے (ریوڑ) کی شکل میں گھومتے پھرتے دنیا کے کسی کونے میں زندگی بسر کرنے کی کوئی جگہ پالیں' بلکہ وہ وقت آئیگا جب پوری دنیا پر یہودی تعلیمات چھا جائیں گی اور قوموں کی عالمی برادری میں' فی الحقیقت یہود عظیم تر اسرائیل کے مالک ہونگے اور

دوسرے تمام مذاہب مٹ جائینگے"

("Jewesh World of London" Feb; 3,1893)

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مذکورہ بیان کا ایک ایک لفظ اپنے اندر معنی و مطلب رکھتا ہے کیونکہ منصوبہ کا ایک حصہ برطانیہ ہی کی سرپرستی میں 1948ء میں موجودہ اسرائیل کی شکل میں پورا ہو چکا ہے جبکہ قوموں کی عالمی برادری(UNO) انکے حقیقی مقصد کی تکمیل کیلئے امریکہ اور برطانیہ کی سرکردگی میں' معروف ہے اور "عالمی بنک' عالمی مالیاتی ادارہ" مقصد کے جلد حصول کی خاطر ہمہ جہت معروف پیکار ہے۔ ان تینوں اداروں کا ترجیحی ہدف اسلامی ممالک خصوصاً" پاکستان ہے 67ء کی جنگ کے بعد پیرس میں منعقدہ تجزیاتی کانفرنس سے اسرائیل کے وزیر اعظم بن گوریان کا کہنا ہے کہ :۔

☆ "عالمی یہودی تحریک کو' اپنے لئے پاکستانی خطرے کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے اور پاکستان اس کا پہلا ہدف ہونا چاہئے کیونکہ یہ نظریاتی ریاست یہودیوں کی بقا کیلئے سخت خطرہ ہے اور یہ کہ سارا پاکستان عربوں سے محبت اور یہودیوں سے نفرت کرتا ہے۔ اس طرح عربوں سے انکی محبت ہمارے لئے عربوں کی دشمنی سے زیادہ خطرناک ہے لہٰذا عالمی یہودی تنظیم کو پاکستان کے خلاف فوری اقدام کرنا چاہیے۔

بھارت پاکستان کا ہمسایہ ملک ہے جس کی ہندو آبادی پاکستان کے مسلمانوں کی ازلی دشمن ہے جس پر تاریخ گواہ ہے - بھارت کے ہندو کی اس مسلم دشمنی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے' بھارت کو استعمال کرتے ہوئے' پاکستان کے خلاف کام کا آغاز کرنا چاہیے ہمیں اس دشمنی کی خلیج کو وسیع تر کرتے رہنا چاہیے۔ یوں پاکستان پر کاری ضرب لگا کر ہمیں اپنے خفیہ منصوبوں کی تکمیل کرنا ہے' تاکہ صیہونیت اور یہودیت کے یہ دشمن ہمیشہ کیلئے نیست و نابود

ہوں"

(Bin Gourian, Prime Minister,

Jewish Chronicle 19.8.67)

مذکورہ تجزیہ کے بعد اب انکے عملی اقدامات کیلئے چند نقاط بھی اختصار کے ساتھ ہم آپ کے سامنے رکھتے ہیں تاکہ آپ جیوش ورلڈ آرڈ کو عملی میدان میں کام کرتا دیکھ کر پہچان سکیں۔ جو کچھ پیش کیا جا رہا ہے نہ یہ 'سب کچھ' ہے اور نہ ہی یہ 'بہت کچھ' ہے بلکہ مشتے از خروارے کے مصداق بہت ہی کم ہے۔

بقول انکے' یہود کا ایمان ہے کہ :-

☆ 1- اگر یہودیوں کو اس دنیا میں پھلنا پھولنا ہے تو انسان کے دل و دماغ سے انکے پیغمبروں کی محبت' ایمانیات اور انکی رسوم و رواج کی اعلیٰ اقدار کو تہس نہس کرنا بلکہ کھرچ کر نکالنا ہو گا۔

☆ 2- مذکورہ مقصد کی تکمیل کیلئے یہودیوں کو غیر یہودیوں میں معاشی،لسانی،علاقائی اور مذہبی تعصبات کی آگ کو بھڑکانا ہو گا۔

☆ 3- "عیسائی پادری ہوں یا مسلمان علماء ہر کسی کی کوئی نہ کوئی قیمت ضرور ہوتی ہے - سونے کی چمک کے سامنے کوئی نہیں ٹہر سکتا۔ ایسے بکاؤ مال سے ربطہ قائم رہنا چاہیے"

☆ 4- "عیسائی اور مسلمان علماء کو تبلیغ دین کے نام پر مالی امداد فراہم کی جائے تو وہ اس بنیاد پر اپنے کام کو پھیلا لینگے۔ پھر اچانک ہاتھ روک کر انہیں پریشان کیا جا سکتا ہے کہ پھیلے کام کو کیسے ترک کیا جائے لہٰذا اس صورت حال میں وہ یہودی مقاصد کی تکمیل کی خاطر مشروط مالی امداد قبول کرنے پر بھی رضا مند ہو جائینگے"

☆ 5- "یہودی مقاصد کی تکمیل اور فوری نتائج کیلئے ایک سیاسی طالع آزما کی تلاش بے حد اہم ہے جس کی پشت پر مخصوص پراپیگنڈہ ہو۔ اس سیاسی طالع آزما کو اگر اپنی (یہود) طرف سے

حصول اقتدار کیلئے امداد کا وعدہ، موثر تشہیر، جامع پروگرام اور منصوبہ بندی کے ساتھ ساتھ یہ یقین بھی دلا دیا جائے کہ تمہارے اقتدار میں آنے سے قوم کی تقدیر بدل جائیگی اور تمہارے اقتدار کو اس سبب سے استحکام مل جائے گا تو وہ ہمارے مقاصد پورے کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑے گا"

☆ 6- "یہودی جہاں بلاواسطہ کامیاب ہونے میں دشواری محسوس کرتے ہیں وہاں وہ بالواسطہ طور پر عوامی مقرر قسم کے لوگوں کو سامنے لاتے ہیں کیونکہ کچھ لوگ پیٹ کے بھوکے ہوتے ہیں تو کچھ لوگ شہرت کی بھوک میں بلکتے ہیں - شہرت اور دولت کے ایسے بھوکے اگر کبھی بھٹکنے لگیں تو یہودی انہیں غیر موثر بنا کر فہرست سے اگلا مہرہ سامنے لے آتے ہیں ایسا جو شخص بعد از تلاش بسیار ہتھے چڑھ جاتا ہے، یہودی تنظیم اپنے تمام ذرائع سے اسے عوام میں مقبولیت دلانے کیلئے اہم کردار ادا کرتی ہے اور یوں اس شخص پر اسکی محسن، صیہونیت کی گرفت مضبوط تر ہوتی جاتی ہے پھر ایسے شخص کو جب اقتدار سے الگ کرنے یا عوام کی نظروں سے گرائے جانے کی دھمکی دی جاتی ہے تو وہ اس بلیک میل میں یہودی مقاصد کی تکمیل کیلئے ہر کام کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے خواہ یہ کسقدر شرمناک ہو یا مذہب سے متصادم"

☆ 7- "اوپر بیان کیا گیا فارمولا شاعروں، ادیبوں اداکاروں، صحافیوں اور دوسرے تعلیم یافتہ طبقوں مثلاً" اساتذہ، پروفیسرز، وکلاء اور ڈاکٹر حضرات کیلئے بھی موثر ہے۔"

☆ 8- "یہود حتی الامکان اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ دشمن ممالک میں انکی تمام تر اخلاقی سماجی، معاشرتی، تعلیمی، روحانی اور مذہبی اقدار کو تلپٹ کر دیا جائے - سماجی اور معاشی برائیوں کو فروغ دیا جائے مثلاً" فحاشی، رشوت ستانی وغیرہ سے عوام کی حقیقی

مسرت کو "بابر بہ عیش کوش کہ عالم دو بار نیست" امن کو تخریب و سازش' اور راحت کو لالچ و ہوس کے حوالے سے متعارف کرایا جائے۔" (ریڈیو' ٹی وی 'ڈش اور بعض جرائد یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ ارشد)

☆ 9-"یہود اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ سائنسی طریقوں سے بیماریاں پیدا کی جاسکتی ہیں اور اس مقصد کے حصول کی خاطر انکے ڈاکٹر اور سائنسدان ہمہ وقت معروف عمل ہیں" (ایڈز اسکی منہ بولتی مثال ہے کہ انسان کی قوت مدافعت چھین لینے والے جراثیمی بم کی تیاری کے دوران' لاپروائی سے بنانے والے خود متاثر ہوئے' ان سے یہ ایڈز آگے پھیلی)

نمونے کے یہ چند نکات کسی بھی باشعور کی آنکھیں کھولنے کیلئے کافی ہیں۔ چہار سو پھیلے معاملات مسائل اور ان کو حل کرنے کے دعویداروں کے عمل پر نظر دوڑایئے ہر کردار' ہر مہرہ' بلا کسی نقاب کے' آپ سامنے کھڑا پائینگے۔ انہیں پہچاننے کیلئے عقل و دانش و بصیرت کی کثیر مقدار کی ضرورت نہیں ہے۔ یہود کی عالمی تنظیم میں شامل منصوبہ سازوں نے ہر ملک سے اپنے ڈھب کے افراد تلاش کرنے کی خاطر' وقار اور شہرت کے بھوکوں کو پھانسنے کیلئے عالمی رفاہی اداروں کے بھیس میں بے شمار ذیلی تنظیمیں بنا رکھیں ہیں مثلاً" لائنز انٹرنیشنل' روٹری انٹرنیشنل 'رائیٹرز گلڈ' ڈائینرز کلب طرز کے ادارے ہیں' ملک کی بااثر شخصیات جنکی ممبرشپ اور بیج لگانے کے شوق میں آگے قدم بڑھا کر فری میسنز کا چارہ بن جاتی ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ مذکورہ طرز کے اداروں کا ہر ممبر لازما" فری میسن تحریک کا ممبر ہے۔ بہت ہونگے جن پر یہ حقیقت آشکارا نہ ہو گی مگر بہت ایسے بھی ہیں جو پیچھے ہٹنے کا راستہ بند پا کر بہ امر مجبوری صیہونیت کے مقاصد کی تکمیل میں لگے ہیں۔

یہود نے عالمی سطح پر اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کیلئے اپنے تین شعبوں کو منظم کیا ہے۔ ان کا مختصر تعارف بھی جیوش ورلڈ آرڈ کو سمجھنے میں ممد و معاون ثابت ہو گا۔ یہ تین شعبے مشارک یہودی 'عسکریہ یا جبریہ اور تخریب کار ہیں۔ یہ سب آپس میں

باہم مربوط' عالمی صیہونی تحریک کے مقاصد کی تکمیل کیلئے ہمہ جہت کام کرتے ہیں۔ اس کام کو آپ اپنے ملک کے ماضی اور حال پر منطبق کر کے دیکھئے ہر ہر قدم پر انکی فعالیت پر آپ کا قلب و ذہن اور شعور آپ کو راہنمائی فراہم کرتا نظر آئے گا۔ اگر عقیدے اور وطن سے محبت آپ میں موجود ہے تو مستقبل کے خطرات سے بچنے کیلئے ہاتھ پاؤں ہلانا آپ پر فرض ہے کہ مستقبل کا مورخ آپ کیلئے کلمہ خیر کہنے کا جواز موجود پائے۔

شارک

☆ "شارک سرمایہ دار ہے اور سود کیلئے سرمایہ پھیلا کر اپنا شکار قابو کرتا ہے۔ وہ یہودی مقاصد کے حصول کی خاطر سرمایہ لگا کر غیر یہودی دانشوروں 'صحافیوں' سیاستدانوں 'ریڈیو ٹیلی وژن کے فنکاروں 'شاعروں اور ادیبوں کو پس پردہ رہ کر خریدتا ہے وہ بنیادی اسامیوں پر تعینات بااثر سرکاری 'نیم سرکاری افسران کو خریدتا ہے تاکہ ملک کی سیاسی' معاشرتی اور معاشی حیثیت پر کاملا اسکی گرفت مضبوط ہو' خصوصاً" جہاں انکا تعلق ملک کی خفیہ ایجنسیوں سے ہو یا ملکی پالیسی بنانے والوں سے۔

شارک 'ملک کے اندر ایسی تنظیموں کو بھی مالی امداد دیتے ہیں جو توڑ پھوڑ پر ایمان رکھتی ہیں۔ وہ قتل و غارت گری' لوٹ کھسوٹ' آتش زنی اور ڈاکے جیسے قبیح واقعات کی سرپرستی کرتے ہیں۔ زیر زمین رہ کر سیاسی عدم استحکام کیلئے ہنگامے اور جلوس اور دیگر غیر شائستہ سرگرمیوں میں ملوث افراد کو مالی کمزوری کا احساس نہیں ہونے دیتے۔

شارک' جنگ کے مواقع پیدا کرنے کیلئے 'مختلف قسم کے تنازعوں کی خاطر اکساہٹیں پیدا کرنے کیلئے سرگرم عمل رہتا ہے۔ (71ء کی پاک بھارت جنگ' 67ء کی عرب اسرائیل جنگ' ایران عراق اور کویت عراق جنگیں اس کا عملی ثبوت ہیں۔ ارشد)

عسکریہ

☆ "دنیا بھر میں پھیلے ایجنٹوں کی راہنمائی، رابطہ ان سے رپورٹیں لینا' اسی مناسبت سے ہدایات جاری کرنا اس شعبہ کا کام ہے تاکہ دنیا کے ہر کونے میں کام ایک ہی نہج پر ایک ہی رفتار سے ہو۔ یہ دراصل ربیوں کی مرکزی کونسل کے پیرس میں متعین ربی اعظم کے اشاروں کی تکمیل کا شعبہ بھی ہے۔ جو عالمی حالات پر ہمہ وقت نظر رکھتا ہے"

تخریب کار

☆ "یہودی مقاصد کی تکمیل کیلئے سرگرم عمل گروہ میں مارکس اور اینگلز کی منصوبہ بندی کے مطابق سوشلسٹ / کمیونسٹ بھی شامل ہیں ان کا ایمان ہے کہ مزدور کسی بھی ملک میں' کسی بھی وقت بے چینی پیدا کرنے کیلئے مؤثر قوت ہے جس کے ذریعے کسی ملک کی پیداواری صلاحیت کو تباہ کر کے اسکی معاشی' اخلاقی' سیاسی ساکھ پر کاری ضرب لگا کر افراط زر سے عوام الناس میں بے چینی پیدا کی جا سکتی ہے۔ عالمی سطح پر مزدوروں کو کنٹرول کرنے کیلئے یو این او کا ذیلی ادارہ آئی ایل او ہے تو روس کے اندر پولٹ بیورو۔ ان اداروں کی پہلی اور آخری کوشش یہ ہے کہ مزدور کبھی محب وطن نہ بن سکیں۔

یہود کے شعبہ تخریب کا دائرہ عمل کسی ملک کی مسلح افواج تک بھی پھیلتا ہے ____ مسلح افواج' جو ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ درپردہ یہود سب سے پہلے ترقی و اقتدار کے بھوکے فوجی افسران کو "فردا" "فردا" اپنے شیشے میں اتارتے ہیں پھر اعتماد میں لئے گئے ان لوگوں کو باہم ملواتے ہیں۔ پھر افواج میں سے اپنے خریدے ہوئے ایجنٹوں کے ذریعے علاقائی لسانی' قومی' مذہبی تعصبات کو ہوا دی جاتی ہے تاکہ نفرتوں کے شعلے بھڑکیں اور اتحاد مملکت پارہ پارہ

جیوش ورلڈ آرڈرز اور یہودی ریاست

یوں تو قدم قدم پر جیوش ورلڈ آرڈر کے کرشمے' دیکھنے والے کے سامنے آتے ہیں مگر ہم یہاں عالمی تناظر میں واقعات کا تسلسل آپ کے سامنے رکھتے ہیں جس سے مذکورہ تمام باتوں کی تصدیق ہو گی - 1895ء میں یہودیوں کی عالمی کانفرنس سوئٹزر لینڈ میں منعقد ہوئی جس میں ڈاکٹر ہیزل نے یہودی ریاست کیلئے منصوبہ پیش کیا - 1896ء میں متحدہ ہندوستان میں طاعون کی وبا پھوٹ نکلی جس پر قابو پانے کے بہانے یہودی ڈاکٹر ھفکن بمبئی پہنچا جس نے وبا پر کنٹرول کی آڑ میں ہزہائی نس پرنس آغا خان سے ملاقات کر کے انہیں اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ ترک حکمران سلطان عبدالحمید کو آمادہ کریں کہ وہ یہودیوں کے ہاتھوں فلسطین کی کچھ اراضی فروخت کر دے مگر آغا خان کو سلطان نے صاف جواب دے دیا کہ وہ ایک انچ جگہ یہود کو نہ دے گا اس پر یہود نے 1905ء میں جنگ عظیم اول کا یوں منصوبہ طے کیا کہ :-

☆ عالمی جنگ ہو جس میں برطانیہ لازماً" حصہ لے'

☆ ترکی کو ہرحال میں برطانیہ کے خلاف جنگ میں ملوث کیا جائے'

☆ ترکوں کو ہر حال میں شکست دی جائے'

☆ اقوام متحدہ تشکیل دی جائے(League of Nations) جو یہودی مقاصد کو تحفظ دے'

☆ برطانوی حکومت کی سرپرستی میں یہودی ریاست قائم ہو'

اشتراکی ورلڈ آرڈر

اشتراکیت بذات خود کوئی چیز نہیں ہے بلکہ یہ یہود ہی کی اختراع ہے - کیمونزم کا مادہ کیمون ہے جو یہودیوں کا مذہبی ادارہ ہے یہود ہی کی منصوبہ بندی تھی کہ روس کے اندر پہلے مرحلے میں بالشویک انقلاب لایا جائے جس کے نتیجے میں سوشلزم آئے اور

با لآخر یہی سوشلزم کیمونزم بن جائے۔ اس حقیقت پر مندرجہ ذیل آرا روشنی ڈالتی ہیں۔

☆ "کیمونزم کی روح دراصل یہودیت کی روح ہے"

(انیسویں صدی اور بعد" لندن' صفحہ 29 جنوری 1929ء "از پروفیسر ایف اے' اوسینڈوسکی)

☆ "یہودیت کے بے شمار اعضاء و جوارح کیونزم کی ترویج کیلئے قوت فراہم کرتے ہیں"

(ڈاکٹر آسکر لیوی (یہودی) "دی ورلڈ سگنیفائز دی رشین ریولیوشن" صفحہ 12 آکسفورڈ 1920ء)

☆ "کیمونسٹ پارٹی نے اپنی تاسیس ہی سے یہودیوں کو اپنی صفوں میں سمونا شروع کر دیا تھا"

(ڈاکٹر الیگزانڈر الیس کو ہکی "ان کنٹیمپریری جیوش ریکارڈ۔ امریکن جیوش کمیٹی صفحہ 471 -1940ء)

اشتراکی ورلڈ آرڈر اگر کسی نہ کسی پہلو تھا بھی تو وہ روس کے افغانستان میں شکست کھانے کے ساتھ' روسی فیڈریشن میں شامل ریاستوں کی علاحدگی کے بعد دم توڑ گیا۔ گورباچوف کے زمانے میں ہی کیمونزم کے غبارے سے ہوا نکل گئی تھی اور کیمونزم کی 'سرخ جنت' سے بھاگنے والوں نے سکھ کا سانس لیا تھا۔

مسیحی ورلڈ آرڈر

روس کی شکست کے بعد امریکہ نے اس زعم میں کہ اب اس دھرتی پر صرف وہی ایک بڑی قوت (بزعم خویش سپرپاور) ہے' عالمی سطح پر اپنی اجارہ داری بنانے کے نقطہ نظر سے ایک ورلڈ آرڈر متعارف کرایا۔ امر واقع یہ ہے کہ یہ ورلڈ آرڈر صرف عالم اسلام کیلئے وضع کیا گیا کیونکہ روس کی شکست کے بعد جب امریکی ذمہ داروں سے سوال کیا گیا کہ اب جبکہ آپ کا حریف کمزور ہو چکا ہے' فوجی بجٹ میں کمی آنی چاہیے اب تو کوئی آپ کا دشمن نہیں ہے' تو برملا جواب دیا گیا کہ ہمارا حقیقی اور بڑا دشمن'

اسلام تو میدان میں موجود ہے جس سے ہم غافل نہیں ہو سکتے لہٰذا فوجی بجٹ میں کمی نہیں ہو سکتی۔ یہی بات NATO کے سیکرٹری نے بھی کہی تھی۔

مسیحی ورلڈ آرڈر یا امریکی ورلڈ آرڈر' جیوش ورلڈ آرڈر کی طرح سیانوں کا لکھا نوشتہ نہیں ہے بلکہ مجذوب کی بڑ کی طرح عالمی سطح پر امریکی غنڈہ گردی کیلئے یہ ایک دھمکی سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا (ہم نے بڑی سوچ کے بعد انتہائی محتاط لفظ غنڈہ گردی تجویز کیا ہے ورنہ امریکہ اور اسکے حواری اس سے بہت آگے ہیں جن کی مثالیں ہم پیش کریں گے) ایک جملے میں اس ورلڈ آرڈر کا خلاصہ یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ "امریکی مفادات کی خاطر امریکہ ہر ضابطہ اخلاق سے انحراف کرتے ہوئے' ہر جگہ ہر طرح کی کاروائی کا حق رکھتا ہے" گویا بھیڑیا جس بھیڑ کو ہڑپ کرنا چاہے' بھیڑ کی ہر دلیل اس کے سامنے بے حقیقت ہے۔

مسیحی ورلڈ آرڈر بھی فی الواقعہ یہود ہی کی تخلیق ہے اور یہودی مفادات کے تحفظ کیلئے ہے مسیحی صرف یہود کے مہروں کے طور پر دنیا کی بساط میں معروفِ عمل ہیں۔ مسیحی تو اس حد تک بے بس یا احمق ہیں کہ یہود نے انہیں مذہب کے نام پر جو دیا اسے سینے سے لگا کر بیٹھ گئے۔ اسکی صرف ایک مثال ملاحظہ فرمایئے۔ 1945ء کے لگ بھگ جب بحرِ مردار کے قریب قمران کے غاروں سے اتفاقاً" چرواہوں کے ہاتھ لگے مخطوطات منظر عام پر آئے تو مسیحی حضرات نے کہنا شروع کیا کہ ان قدیم مخطوطات سے موجودہ انجیل کی "صحت و حقانیت" ثابت ہوتی ہے مگر جب اصل حقائق سامنے آئے تو مسیحی برادری کا سر شرم سے جھک گیا۔ ایک خبر سے اقتباس دیکھئے:

☆ "عیسائیت کے بنیادی عقائد یہودیوں کے وضع کردہ تھے" (سُرخی)

"بحر مردار کی غاروں سے قدیم مخطوطات کی دریافت نے یہودیت اور عیسائیت کے موجودہ عقائد کی حقیقت واضح کر دی ہے۔ اسرائیل نے سالہا سال تک ان مخطوطات کو ہوا نہیں لگنے دی"۔ نیویارک (انٹرنیشنل ڈیسک) بحر مردار سے جو قدیم تحریری نوادرات

مخطوطات کی شکل میں برآمد ہوئے ہیں محققین کو اس پر کام کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ لانگ بیچ کیلیفورنیا سٹیٹ یونیورسٹی میں مشرق وسطیٰ کے مذاہب کے پروفیسر رابرٹ ایزمن نے حال ہی میں ان مخطوطات کا دقیق مطالعہ کرنے کے بعد یہ انکشاف کر کے علم کی دنیا میں تہلکہ مچا دیا ہے کہ عیسائیوں کا حضرت یسوع مسیح (علیہ) کو "صلیب" دیئے جانے کا عقیدہ دراصل ایک قدیم یہودی فرقے کی اختراع ہے۔ بحر مردار کے مخطوطات کا مصنف ایک یہودی تحریک سے تعلق رکھتا تھا اور اس نے ابتدائی مسیحی نظریات کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کیا........"

یہود کے مسیحی حکومتوں پر خصوصی اثرات کا اندازہ ان حقائق سے لگا لیجئے کہ امریکہ کا صدر منتخب ہونے کیلئے یہود کو خوش رکھنا ضروری ہے یہود کے ووٹ کم بھی ہوں تو سرمایہ ووٹ خرید کر اسکی کمی پوری کر دیتا ہے یوں یہودی یورپی ممالک کے پکے اور کھرے محسنوں کی فہرست میں صف اول کے محسن شمار ہوتے ہیں اور ایسے محسنوں کو خوش رکھنے' تحفظات فراہم کرنے کی خاطر اخلاق سے عاری ایک نہیں دسیوں ورلڈ آرڈر متعارف کرائے جا سکتے ہیں۔ ان تحفظات کیلئے امریکہ، برطانیہ یا فرانس ہی مستعد نہیں پائے جاتے بلکہ U.N.O. اور اسکے ذیلی مالیاتی ادارے ورلڈ بنک اور IMF ہوں یا I.L.O. اور سماجی خدمات کے بھیس میں دوسرے عالمی ادارے ہوں، جنکے کارندے کھلے کانوں اور کھلی آنکھوں کے ساتھ بھاری پرس کے سہارے ہمہ وقت' ہمہ جہت معروف رہتے ہیں۔

مسیحی ورلڈ آرڈر کا عملی اطلاق

جیسا کہ ہم ابھی عرض کر چکے ہیں کہ اگر بھیڑیا بھیڑ کو کھانا چاہے تو بھیڑ کی کوئی دلیل اسے باز نہیں رکھ سکتی اور اسے 'سزا' مل کر رہتی ہے' مسیحی ورلڈ آرڈر اپنے قول

وفعل سے کسی طرح بھی بھیڑیئے والے رویہ سے مختلف نہیں ہے مثلاً!

☆ لیبیا پر بلاجواز فضائی حملے' فضائی ناکہ بندی اور اقتصادی پابندیاں لگانا'

☆ پانامہ پر خود ساختہ جواز سے چڑھائی کرنا پانامہ کے داخلی معاملات میں کھلی مداخلت اور اس کے ملکی وقار کی تذلیل کرنا'

☆ ایران پر شب خون مارنا جس کی بین الاقوامی قانون کسی طرح اجازت نہیں دیتا'

☆ اسرائیل کو عراق سے ممکنہ خطرہ کے خلاف تحفظ فراہم کرنے کیلئے' نیز امریکی یورپی گرتی معیشت کو سہارا دینے اور جنگ کی آڑ میں عربوں کے مال سے اسرائیل کو اسلحہ پہنچانے کیلئے' عراق کو اکسا کر کویت پر حملہ کرانے اور پھر کویت کی مدد کی خاطر عراق پر حملہ کرنا بھی ورلڈ آرڈر کا حصہ ہے۔

☆ عراق پر دوبارہ' سہ بارہ حملہ کرنا' کبھی کویت کی حمایت کے نام پر تو کبھی کردوں کے تحفظ اور فلائی زون کا 'تقدس' بحال کرنے کیلئے۔

ورلڈ آرڈر کے اطلاق کی یہ چند بڑی بڑی مثالیں ہیں جو مسیحیت کے بقول' انکے نمبر ایک دشمن ،مسلمان کے خلاف اور نمبر ایک محسن' یہودی کو ہر تحفظ فراہم کرنے کیلئے کی گئی کاروائی ہیں ۔لیبیا ہو یا عراق اس سے امریکہ ،برطانیہ یا فرانس وغیرہ کو عملاً" کوئی خطرہ نہیں ہے خطرہ ہو سکتا ہے تو اسرائیل کو۔ اس خطرے کو کم و بیش ایک صدی کے چوتھائی' تہائی یا نصف تک دور رکھنے کیلئے زیادہ خطرناک کو مفلوج کرنا ضروری تھا اور اسرائیل کے گرد و پیش زیادہ خطرناک' لیبیا اور عراق تھے ۔شام ،اردن اور مصر وغیرہ سے اسرائیل کو کوئی خطرہ نہیں کہ وہ امریکہ نواز ہیں بلکہ سچائی تو یہ ہے کہ اگر ا = ب کے اور ب = ج کے ہو تو لامحالہ ا = ج کے ہے 'عرب امریکہ نواز ہیں اور امریکہ یہود نواز تو بعض عرب بھی یہود نواز ہی ٹھہرئیں گے۔

انہی عربوں' خصوصاً" سعودیہ اور کویت وغیرہ سے حمایت کے نام پر مغربی

اتحادیوں نے جو زرِ تعاون حاصل کیا وہ امریکہ اور دوسرے یورپی ممالک کا کئی سالوں کا بجٹ ہے اور یہ زرِ تعاون یہود کے مالیاتی اداروں (بنکوں) کے استحکام کا ضامن بنا ہے(اگرچہ پہلے بھی عربوں کا تمام تر سرمایہ یہودیوں کی سرپرستی میں چلنے والے بنکوں ہی میں ہے) اسی طرح یورپی ممالک سے جو اسلحہ عراق کے خلاف استعمال کی خاطر لایا گیا اس کا معتدبہ حصہ اسرائیل منتقل ہوا اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں تمام اعداد و شمار جمع کر لیجئے اور چشم تصور بھی وا رکھیئے۔ بصیرت کو معمولی زحمت دے کر سوچئے کہ اگر یہ سارا اسلحہ عراق پر وا قعتہ" گرتا تو عراق نہ صرف کھنڈرات کا ملک ہوتا بلکہ اسکی زمین کا ہر انچ گڑھا ہوتا۔ یوں ورلڈ آرڈر نے ایک تیر سے کئی شکار کیئے۔ اپنا پرانا اسلحہ مسلمانوں پر ختم کیا' نیا اسلحہ مسلمانوں پر ٹسٹ کیا' دونوں طرح کے اسلحے کی منہ مانگی قیمت مسلمانوں سے وصول کی' مسلمانوں کے مال پر اسلحہ کا معقول حصہ اسرائیل پہنچایا اور سب سے بڑھ کر یہ بھی کہ مسلمانوں کا مسلّمہ محسن بھی بن گیا۔ بصیرت جو مومن کی میراث تھی' بتدریج اس کا ساتھ چھوڑتی جا رہی ہے کہ مومن نے اپنے ایمان سے بتدریج پسپائی کا روّیہ اپنا لیا ہے' دنیا کی رنگینی کے ساتھ سمجھوتے کا روّیہ جوں جوں رنگ دکھاتا ہے خالق کی کتاب کے ساتھ تعلق ڈھیلا پڑتا جاتا ہے اور کتاب سے دوری انسانی ورلڈ آرڈر سے قربت یا بالفاظ دیگر ورلڈ آرڈر کا چارہ بناتی ہے۔ مذکورہ واقعات جو کل کی بات ہیں اس پر شاہد ہیں۔ خالق نے جن سے دور رہنے کا حکم دیا تھا کہ یہود و نصاریٰ تمہارے کھلے دشمن ہیں' مسلمانوں نے انہی دشمنوں کو محافظ تسلیم کر لیا ہے۔

جیوش ورلڈ آرڈر ہو یا اس کا چربہ اور تتمہ مسیحی ورلڈ آرڈر اسکی تکمیل کیلئے عالمی سطح پر یورپی برادری اور اقوام متحدہ' اپنے تمام تر ذیلی اداروں کے ساتھ' خواہ یہ ادارے مالیاتی ہوں یا مبینہ طور پر سماجی' معاشرتی اور رفاہی ہوں' مصروف عمل ہے مگر اس کے باوجود دھرتی سکھ' سکون' تحفظ اور خوشحالی سے کوسوں دور ہے۔ افراد ہوں یا ادارے مصائب و مشکلات کے گرداب میں پھنسے پس رہے ہیں۔

ورلڈ آرڈرز کا تجزیہ کیوں؟

مختلف نوع کے ورلڈ آرڈرز کا زیر نظر تجزیہ ہم نے کسی کو نیچا دکھانے کی

غرض سے آپ کے سامنے نہیں رکھا۔ جو بات ہم آپ کے گوش گزار کرنا چاہتے ہیں
وہ یہ ہے کہ انسان فطرتاً" کمزور ہے' لالچی ہے' خود غرض ہے' حاسد ہے' رقابت و خود
نمائی کا جذبہ اس میں ہے اور سب سے بڑھ کر یہ بھی کہ اپنے مقابلے میں دوسروں کو
مغلوب دیکھنے کا متمنی ہے - جیوش ورلڈ آرڈر (پروٹوکولز) اور مسیحی ورلڈ آرڈر پر ایک
بار پھر نظر ڈال لیجئے آپ ہماری بات سے اتفاق کریں گے مذکورہ صفات کے ساتھ کوئی
بھی تنہا کسی اعلیٰ کی سرپرستی کے بغیر مکمل ورلڈ آرڈر دے ہی نہیں سکتا۔

سوال ذہن میں آتا ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ مختصراً" اس کا جواب یہ دیا جا سکتا
ہے کہ انسان اس دھرتی پر اپنے آپ کو خود مختار سمجھتا ہے اور دوسروں کو اپنے تابع
دیکھنے کا داعیہ اس میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ انسان اس حقیقت کا اظہار کریں نہ کریں
انکی صفوں میں چھپی یا کھلی خواہش رکھنے والوں کی کمی نہیں ہے جو یہ چاہتے ہیں کہ
چہار سو انہی کی [illegible] انہی کے تذکرے ہوں لوگ انہی کی طرف رجوع کریں۔ وہ جسے
چاہیں نوازیں اور جنہیں چاہیں دھتکار دیں یہ داعیہ تخلیق آدم سے ہی نوع انسان کے
ساتھ قدم بہ قدم [illegible] مسیحی ورلڈ
آرڈر کی تخلیق کا مقصد [illegible]
آیئے اس داعیے کی تسکین کیلئے [illegible] اس بات کی
تائید [illegible] نصاری یہودی
مفادات کے محافظ ہیں [illegible]
[illegible]
مسیحی ورلڈ آرڈر کی حقیقی تصویر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

آپکے پاس ہمارے نمائندوں اور کارندوں کی بھیجی ہوئی جو
معلومات جمع ہو چکی ہیں، مصری اور اسرائیلی انٹیلیجنس کی جو
رپورٹیں ہمیں ملی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ مصر اور اسرائیل

کے مابین جو سمجھوتہ ہونے والا ہے اسکے راستے میں مزاحم ہونے والی حقیقی قوت اسلامی تنظیمیں ہیں ان تنظیموں میں سرفہرست "اخوان المسلمون" ہے جو مختلف شکلوں میں عرب ممالک کے علاوہ یورپ اور امریکہ میں بھی کام کر رہی ہے ۔ اسرائیلی محکمہ جاسوسی نے سفارش کی ہے کہ معاہدہ پر دستخطوں سے پہلے اس جماعت پر کاری ضرب لگائی جائے تاکہ معاہدے پر دستخط ہونے کی ضمانت مل سکے اور دستخطوں کے بعد اس پر عملدرآمد ہونے کی بھی۔ اس سفارش پر سابق مصری وزیر اعظم کی حکومت نے جزوی عمل کر کے "جمیعۃ الھجرہ والتکفیر" پر ضرب لگائی تھی۔
ان سب باتوں کے پیش نظر ہم "اخوان" سے نپٹنے کیلئے متبادل حل کے طور پر مندرجہ ذیل ذرائع اختیار کرنے کی تجویز پیش کرتے ہیں :-

(1)- مکمل خاتمے کے بجائے جزوی خاتمے پر اکتفا کیا جائے صرف ان راہنما شخصیتوں کو ختم کیا جائے جو دوسرے ذرائع سے، جن کا ہم آگے ذکر کرنے والے ہیں، قابو میں نہ آئیں ہم اس بات کو ترجیح دیتے ہیں کہ ان شخصیات کا خاتمہ ایسے طریقوں سے کیا جائے جو بالکل طبعی اور فطری معلوم ہوں۔ ان میں سے بعض شخصیتیں سعودی عرب میں موجود ہیں ان سے جلد چھٹکارا حاصل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ اس سے دو مقاصد حاصل ہونگے ۔ ایک جزوی خاتمے پر عمل اور دوسرے اخوان اور سعودی حکومت کے درمیان غلط فہمیاں جس سے ہمیں اپنے مقاصد کے حصول میں مدد ملیگی۔

(2)- جن بڑی شخصیات سے چھٹکارا حاصل کرنے کا فیصلہ کیا جائے ان کے سلسلے میں ہم مندرجہ ذیل اقدامات کی سفارش کرتے

ہیں۔

(ا)- جن لوگوں کو بڑے بڑے منصب سے ورغلایا جا سکتا ہے انکو بے ضرر قسم کے بڑے بڑے اسلامی منصوبوں میں بڑے بڑے منصب دیئے جائیں تا کہ انکی قوتیں وہیں نچڑ جائیں اس کے ساتھ ہی ان پر اور انکے اہل وعیال پر مادی سہولتوں کی بارش کر دی جائے تا کہ وہ ان میں غرق ہو جائیں اور عوام سے ان کا رابطہ کٹ جائے اور بنیاد ہی نہ رہے۔

(ب)- ان سب کو' جن کے کاروباری رجحانات ہوں' ایسے کاروباری منصبوں میں حصہ دار بنانے کی کوشش کی جائے' جن کے بارے میں طے ہے کہ معاہدے کے بعد مصر اسرائیل تعاون سے مکمل ہونگے۔

(ج)- پٹرول پیدا کرنے والے عرب ممالک میں انکے لئے مواقع پیدا کئے جائیں کہ وہ اسلامی سرگرمیوں سے دور ہو جائیں۔

(د)- یورپ اور امریکہ میں فعال عناصر کے بارے میں ہماری تجاویز یہ ہیں:-

(I)- ان کی قوتوں اور کوششوں کو غیر مسلموں پر صرف کروایا جائے اور پھر اپنے اداروں کے ذریعے ان کاوشوں کو لاحاصل بنا دیا جائے'

(II)- انکی کوششوں کو اسلامی کتابچے چھاپنے اور تقسیم کرنے میں لگا دیا جائے اور ساتھ ہی ان کے نتائج کو ناکام بنا دیا جائے'

(III)- انکی قیادتوں کو آپس کے شکوک و شبہات سے ٹکرا دیا جائے۔ اختلافات کے بیج بو کر خلیج وسیع سے وسیع تر کی جائے تا کہ باہمی سر پھٹول سے تعمیری کام ممکن نہ رہے۔

(3)- نوجوانوں کی سرگرمیوں کو کنٹرول کرنے کیلئے ہم تجویز کرتے ہیں کہ:-

(ا)- انکی قوتوں کو مذہبی رسوم و عبادات میں کھپایا جائے اس سلسلے میں ایسی مذہبی قیادتیں مفید ثابت ہو سکتی ہیں جو صرف عبادت پر زور دیتی ہیں سیاست سے تعرض نہیں کرتیں'

(ب)- مذہبی فروعی اختلافات کی خلیج کو وسیع کیا جائے اور نوجوان ذہنوں میں ان کو نمایاں رکھا جائے۔

(ج)- سنت پر حملے کئے جائیں' ایسا کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جائے' سنت اور دوسرے اسلامی ماخذوں کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کیئے جائیں۔

(د)- مختلف اسلامی جماعتوں میں پھوٹ ڈالی جائے' ان جماعتوں کے مابین اور اندر تنازعات کھڑے کر کے اس خلیج کو وسیع تر کیا جاتا رہے'

(ھ) - نوجوانوں کی توجہ اسلامی تعلیمات کی طرف بڑھ رہی ہے یہ ایک رو ہے جس کا مقابلہ ضروری ہے خاص طور پر لڑکیاں اسلامی لباس کا التزام کر رہی ہیں اس کا مقابلہ ذرائع نشرواشاعت (پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا) اور جوابی ثقافتی سرگرمیوں کے ذریعے ضروری ہے'

(و)- مختلف مراحل میں تعلیمی سرگرمیوں کے ذریعے 'اسلامی جماعتوں کے مسئلہ کے حل کی خاطر تگ و دو کی جائے اور انکا دائرہ کار محدود سے محدود تر کیا جائے۔

دستخط (مچل - رچرڈ بی مچل)
بہ شکریہ الدعوہ' الکویت

بظاہر یہ خط مصر کی اسلامی جماعت 'الاخوان المسلمون' کا زور توڑ کر یہود کیلئے راہ ہموار کرنا ہے لیکن اگر ایک لحہ کیلئے مصر کا لفظ حذف کر کے اپنے ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان لکھ کر دوبارہ سہ بارہ اس کو پڑھیں تو آپ کے قلب و ذہن کو ہلا ڈالنے کیلئے یہ کافی ہے۔ یہود کے مفادات اس دھرتی کے ہر ملک سے وابستہ ہیں اور سی

آئی اے طرز کے ادارے ہر جگہ مشترکہ ورلڈ آرڈر کی تکمیل کیلئے سرگرم ہیں۔ عملاً دین کا نظام نافذ کرنے کیلئے سعی و جہد میں معروف انکے دشمن نمبر ایک ہیں' پاکستان ہو' مصر و مراکش ہو' ترکی یا فلسطین ہو۔ فریقین کی کشمکش ہر جگہ کھلی آنکھ سے دیکھی جا سکتی ہے۔

خالق کا ورلڈ آرڈر / یونیورسل اسلامک ورلڈ آرڈر

خالق کائنات کے تخلیق کردہ انسان کے تخلیق کردہ ورلڈ آرڈرز آپ دیکھ چکے ہیں۔ جیوش ورلڈ آرڈر ہو یا مسیحی ورلڈ آرڈر یا متروک اشتراکی ورلڈ آرڈر' کوئی ذی ہوش انسان ان میں کسی ایک خوبی والی سطر یا جملے کی نشاندہی نہیں کر سکتا۔ بالعموم یہ کہا جاتا ہے کہ ہر چیز کے اچھے اور برے پہلو ہوتے ہیں مگر یہاں بالیقین یہ کہا جا سکتا ہے بلکہ ثابت شدہ ہے کہ گذشتہ اوراق میں پیش کئے گئے ورلڈ آرڈرز ہر خیر سے خالی ہیں اور انکے بالفعل نفوذ سے کسی خطے کا انسان نہ سکھ چین کے دن گزار سکتا ہے اور نہ ہی تحفظ اور خوشحالی اس کا مقدر بن سکتی ہے - نہ نافذ کرنے والوں کیلئے اور نہ ہی ان کیلئے جن پر یہ نافذ ہونگے۔ یہ ورلڈ آرڈرز تو ہر دور کے انسان سے ہر چیز کے چھن جانے کی 'خوشخبری' سناتے ہیں کہ انکی بنیاد تخریب پر ہے' سازش پر ہے' اقدار کو تہس نہس کرنے کے عندیہ پر ہے۔ انسانیت کو سکھ' سکون' تحفظ اور خوشحالی صرف اسی وقت اور اسی حالت میں مل سکتی ہے جب رقابت نہ ہو' سازش نہ ہو' تخریب نہ ہو بلکہ بلعکس محبت و مودّت ہو' اُخوّت و بھائی چارہ ہو' دکھ سکھ کی سانجھ ہو' دینے والے کے پاس بہت کچھ ہو' لینے والے کے پاس ممنونیت اور شکرو سپاس کے جذبات ہوں۔

اللہ رب العالمین جو اس پوری کائنات کا واحد تخلیق کنندہ اور پرورش کنندہ ہے' جسے اپنی تخلیق کی ہمہ پہلو ضروریات' ہمہ جہت صلاحیتوں اور کمزوریوں کا مکمل ادراک ہے' وہ کوئی ورلڈ آرڈر دے تو عقل تسلیم کرتی ہے کہ یہ ہر خامی سے پاک اور ہر خیر سے پُر ہو گا کہ وہ صرف خالق ہی نہیں' وہ صرف رب ہی نہیں' وہ رحمٰن و رحیم و ودود بھی ہے' حکیم بھی ہے' علیم و خبیر بھی ہے اور قادر مطلق بھی کہ اپنا ورلڈ آرڈر

جہاں جن جزیات کے ساتھ نافذ کرنا چاہے کوئی نہ روک سکتا ہے نہ حائل ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالی نے یہ کائنات الل ٹپ پیدا نہیں فرمائی بلکہ ایک مکمل و اکمل فیزے بیلٹی کے نتیجے میں یہ کائنات ظہور میں آئی ہے جس میں نہ کچھ کم ہے اور نہ ہی کچھ زیادہ ہے۔ تخلیق شدہ ہر چیز' جاندار ہو یا بے جان باہم مربوط نظام کا اہم حصہ ہے۔ جب سے حضرت انسان نے اس دھرتی پر آنکھ کھولی اور شعور اس کا مقدر بنا' اس نے کسی چیز میں کسی بھی پہلو سے کوئی جھول نہیں دیکھا۔ طے شدہ نظام الاوقات کے مطابق ہر طرح کی تخلیق اپنے اپنے دائرہ کار میں مصروف عمل ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام پہلے مرد اور حوّا پہلی عورت ہیں جن سے تخلیق انسانیت کی ابتداء ہوئی اس پہلے جوڑے کی تخلیق کے ساتھ ہی طے شدہ فیزے بیلٹی کے مطابق اس دنیا میں انسان کی عملی زندگی کیلئے کامل راہنمائی کا انتظام بھی کر دیا گیا۔ یہ انتظام دو طرح سے تھا ایک یہ کہ ان انسانوں میں سے معیاری بندہ چن کر اسے ہادی اور راہنما بنایا جائے اور دوسرے یہ کہ اس قطعاً" ناسمجھ انسان کو اپنی طرف سے ہدایات 'بصورت مرتب آئین و قانون' فراہم کی جائیں۔ چنانچہ انبیاء و رسل اور آفاقی تعلیم بذریعہ وحی الٰہی کا بہترین انتظام فرمایا گیا۔ جو حضرت آدم علیہ سے شروع ہوا اور سرور دو عالم حضرت محمد ﷺ پر اختتام پذیر ہوا۔

چونکہ خالق ایک تھا اور حضرت آدم اور حوا کے جوڑے سے معرض وجود میں آئی تخلیق بھی ایک ہی جیسی جبلتوں اور بنیادی ضروریات کے ساتھ صفحہ ہستی پر آئی تھی اسلئے لامحالہ طرز زندگی کیلئے بنیادی تعلیم بھی ایک ہی جیسی تھی۔ البتہ ماحول اور حالات کی مناسبت سے بعض چھوٹی موٹی تبدیلیاں ضرور ہوتی رہیں مگر بنیادی تعلیم اور اقدار میں سرِمو فرق نہیں آیا۔ انسانیت کیلئے ہر چیز سے بڑھ کر ضروری ربانی ہدایت تھی' جس کا تسلسل نبی آخرالزماںؐ تک برقرار رہا۔

بنی نوع انسان نے پیدائش کے بعد انبیاء و رسل کے ذریعے سامان ہدایت پایا۔ کچھ اس ہدایت کے سامنے سرِ تسلیم خم کر کے مسلم کہلوائے تو کچھ ہٹ دھرمی و انکار سے غیر مسلم بن گئے۔ مسلم کے معنی مطیع و فرمانبردار کے ہیں اسلئے انسانیت کا دین بھی

شروع سے ایک ہی رہا یعنی اسلام اور انبیاء و رسل کے پیرو کار بھی ہمیشہ مسلم رہے یہ تو ہر امت کے باغی اور فتنہ پرور تھے جنہوں نے اپنے لئے دوسرے نام تجویز کئے مثلاً" یہودی' عیسائی وغیرہ ورنہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو یہودی یا عیسائی پیدا نہیں فرمایا اور نہ ہی ہر قوم کیلئے الگ الگ تعلیم بھیجی یا چارٹر آف لائف وغیرہ۔

انبیاء و رسل اور کتب سماوی کا تسلسل اور سردار دو جہاں حضرت محمد ﷺ پر اختتام اس سبب سے ہے کہ پہلے انبیاء و رسل اپنی اپنی قوم اور اپنے اپنے علاقے کیلئے آئے تھے اس بڑھتی پھیلتی دنیا میں عالمگیریت نہ تھی کہ تخلیق سے پہلے طے فیڑے بیلٹی میں یہی لکھا گیا تھا۔ اسی مناسبت سے کتب ہدایات' صحف ابراہیمی علیہ السلام' تورات و زبور اور انجیل وغیرہ نازل ہوئیں جن کو انسانی فطرت کی کمزوریوں اور فطری جبلی تقاضوں سے مجبور انسانوں نے بدل ڈالا۔ پھر جب طے شدہ وقت کے ساتھ اس دھرتی پر انسان کا رخ عالمگیریت کی طرف پھرا تو خالق نے اسی طے شدہ پروگرام کے تحت عالمگیر ہستی سرور دو عالم حضرت محمد ﷺ کو نبی آخرالزماں کے رتبے پر فائز کر کے اپنی آخری مکمل و اکمل کتابِ ہدایت قرآن سے' فائنل اور یونیورسل ورلڈ آرڈر کی صورت میں نوازا۔

اس ورلڈ آرڈر کو دنیا کے لئے ہمہ پہلو چیلنج بنایا۔ ہر تحریف سے محفوظ رکھنے کی گارنٹی دی۔ ہر شعبہ زندگی سے متعلق مدلل راہنمائی دی اور یوں ہر دور کی' ہر خطہ کی' سکھ' تحفظ اور خوشحالی کی طلبگار انسانیت کی ضرورت پوری فرمائی۔ اس کتاب ہدایت سے' اس دائمی ورلڈ آرڈر سے فرد' افراد اور اقوام نے استفادہ کیا تو اس نے کسی کو محروم نہیں رکھا۔ آج کی بات ہو یا آنے والے کل کی' مشرق و مغرب کے بسنے والے ہوں یا شمال و جنوب میں' گورے ہوں یا سیاہ فام' مسلم ہوں یا غیر متعصب غیر مسلم' اس ورلڈ آرڈر نے ہر کسی کو اپنے دامنِ رحمت میں پناہ دی ہے جس پر مصدقہ تاریخ شاہد ہے۔

آیئے اب ذرا اس ورلڈ آرڈر' اس چارٹر کا جائزہ لیتے ہیں کہ یہ انسانیت کے دکھوں کا مداوا کیسے کرتا ہے۔ تورات' زبور یا انجیل کے مقابلے میں کس طرح ہمہ جہت معیاری

رہنمائی دیتا ہے:۔

اسلامک ورلڈ آرڈر کا دیباچہ

کتاب سے استفادہ کرنے والا ہر شخص اس بات سے واقف ہے کہ کتاب کے شروع میں ایک دیباچہ Preamble ہوتا ہے جس میں اختصار کے ساتھ کتاب کے مندرجات کا تعارف ہوتا ہے۔ یہ دیباچہ قاری کو ذہنی طور پر کتاب میں دی گئی تعلیم یا مصنف کی بات سمجھنے کیلئے تیار کرتا ہے۔ اگر قاری' بلاکسی پیشگی قائم کردہ رائے یا بلاکسی تعصب کے' کھلے دل و دماغ کے ساتھ کسی کتاب سے استفادہ کرے تو زیرِ نظر کتاب میں اگر خیر و بھلائی ہے تو وہ اس کا مقدر بنے گی اور اگر اس میں شر ہے تو وہ اس سے محفوظ رہے گا لیکن وہی قاری اگر کوئی مخصوص چشمہ لگا کر کسی کتاب کو ہاتھ لگائے گا تو نہ خیر سے مکمل فیضیاب ہو گا اور نہ ہی شر سے مکمل طور پر محفوظ رہ سکے گا۔

بنی نوع انسان کو خالق نے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، تخلیق کے ساتھ ہی ورلڈ آرڈر (ہدایت ربانی) سے نواز دیا تھا اور پھر حالات کے تقاضوں اور بڑھتی گھٹتی ضروریات کے ساتھ' ہر پیغمبر کے ذریعے اسکی امت کی ضرورت کے مطابق اس ورلڈ آرڈر کے اجزا اسے پہنچتے رہے تا آنکہ امتوں کے سردار کی تشریف آوری ہوئی اور اسلامک ورلڈ آرڈر بصورت قرآن کریم انسانیت کی خیر و فلاح کیلئے مکمل و مدلل آخری اتھارٹی قرار پایا۔ قرآن حکیم کے آغاز میں سورت فاتحہ (دیباچہ قرآن) میں رب العزت نے انسان کے سامنے' قرآن سے استفادہ کرنے والے کیلئے' اس کے مطلوب رویے کی تصویر کشی کی ہے۔ دیباچے کی گہرائی اور گیرائی پر غور فرمایئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَۙ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِۙ۝
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِؕ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُؕ۝
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَۙ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۝

"شکر و ثنا اللہ کیلئے ہے جو سب جہانوں (کی مخلوق) کا پرورش کنندہ

ہے' جس کی رحمت و مہربانی انتہائی پرجوش اور مسلسل ہے' جو
قیامت کے روز اعمال کا حساب لیگا اور فیصلہ دیگا۔ ہم (اے اللہ)
تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ تو ہمیں
راہِ راست سے مستفید فرما۔ راہِ راست(ہدایت) ان لوگوں والی
جن پر تیرے انعامات کی بارش ہوئی اور نہ (چلا ہمیں) اس راستے
پر جو گمراہ لوگوں کا ہے' جن پر تیرا غضب نازل ہوا" (الفاتحہ)

اسلامک ورلڈ آرڈر کا آغاز 'ورلڈ آرڈر سے مستفید ہونے والے انسان کے' ورلڈ آرڈر دینے والے محسن کیلئے شکروسپاس کے اُمڈتے جذبات سے ہوتا ہے۔ اس کے حقیقی پرورش کنندہ ہونے کا اعتراف ہے کہ وہ شکم مادر سے شکم زمین تک ہر ہر لحہ پرورش کے ہمہ جہت تقاضوں سے باخبر ہی نہیں انکی تکمیل بھی فرماتا ہے اور یہ اس لئے کہ اس ذات کا جذبۂ محبت و مودّت اور رحمت ہمہ وقت پرُجوش ہے کہ جو اسکی جانب چلے وہ (اللہ) اسکی طرف لپکتا ہے اور پھر یہ مودّت و رحمت کا جوش عارضی نہیں دائمی ہے۔ وہ اس عارضی قیام گاہ (دنیا)میں ورلڈ آرڈر سے استفادہ کرنے اور نہ کرنے والوں کے مابین' یہاں کے قیام کی مدت پوری ہوتے ہی یعنی قیامت کے دن عدل کے تقاضے پورے کرنے پر قادر ہے۔ یہ جان لینے کے بعد سچے استفادہ کرنے والے کے دل و دماغ سے جو لہریں اُٹھتی ہیں وہ اسے اس اقرار پر مجبور کر دیتی ہیں اور وہ شعور کے ساتھ یہ عہد کرتا ہے کہ میں نے آپ کو خالق' الہ اور رب' (پیدا کرنے والا معبود اور پرورش کنندہ) مان لیا ہے لہٰذا اب اطاعت و فرمانبرداری میں جھکونگا تو صرف آپ کے سامنے' اور چونکہ ہر خزانے کی کنجی آپ کے پاس ہے اس لئے مدد بھی مانگونگا تو صرف آپ سے ۔ میرے دل نے یہ بھی تسلیم کر لیا ہے کہ ہدایت بھی انہی صفات کی حامل ہستی سے مل سکتی ہے لہٰذا میں ہدایت کیلئے آپ ہی سے رجوع کرتا ہوں۔

محض ہدایت کے لفظ سے میرا دل مطمئن نہیں ہوتا' دراصل میں اس راہ ہدایت کا طلبگار ہوں جس پر چلنے والوں کو تیری ذات نے انعامات سے نوازا۔ وہ راستہ مطلوب نہیں جس کے راہی گمراہ ہوئے اور تو ان پر ناراض ہوا۔

اسلامک ورلڈ آرڈر سے مستفید ہونے والے اور اسکی صحت وحقانیت:

صحت و حقانیت

کسی بھی دستاویز کی صحت وحقانیت کا جب تک یقین نہ ہو جائے اس پر عمل محال ہو جاتا ہے اس لئے اسلامک ورلڈ آرڈر' قران پاک کے دیباچے کے بعد' سب سے پہلے جو بات کہی گئی ہے وہ اسکی صحت و حقانیت Authanticity ہے کہ یہ کتاب من جانب خالق ہونے میں یا اسکے مندرجات کی پختگی میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

☆ الٓمٓ ○ ذٰلِکَ الۡکِتَابُ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ ○
یہ ایک (بلند مرتبہ) کتاب (یونیورسل اسلامک ورلڈ آرڈر) ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے" (البقرہ - 1)

☆ وَاِنۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ رَیۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰی عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَۃٍ مِّنۡ مِّثۡلِہٖ وَادۡعُوۡا شُہَدَآءَکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ۔ "ہم نے اپنے بندے پر جو کتاب نازل کی ہے اس میں اگر تمہیں کوئی شک ہے تو تم اور تمہارے حمائتی اس جیسی کوئی ایک سورت بنا لاؤ" (البقرہ - 23)

☆ اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىہُ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِعَشۡرِ سُوَرٍ مِّثۡلِہٖ مُفۡتَرَیٰتٍ وَّادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ○ (ھود - 13) یہ (منکر) کہتے ہیں کہ یہ قرآن من گھڑت ہے - ان سے کہئے کہ تم اور تمہارے مددگار مل کر اس جیسی دس سورتیں بنا لاؤ اگر تم سچے ہو۔

☆ قُلۡ لَّئِنِ اجۡتَمَعَتِ الۡاِنۡسُ وَالۡجِنُّ عَلٰۤی اَنۡ یَّاۡتُوۡا بِمِثۡلِ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لَا یَاۡتُوۡنَ بِمِثۡلِہٖ وَلَوۡ کَانَ بَعۡضُہُمۡ لِبَعۡضٍ ظَہِیۡرًا (بنی اسرائیل - 88)
"ان سے فرما دیجئے اگر انسان اور جن مل کر اس قران کے مثل

کچھ لانا چاہیں تو اس باہمی مدد و تعاون کے باوجود اسکے مثل کچھ نہ لا سکیں گے"

اسلامک ورلڈ آرڈر سے کون استفادہ کر سکتے ہیں:

اس امر کی وضاحت بھی اپنی جگہ اہم ہے کہ" صفات کے حامل لوگ اس ورلڈ آرڈر سے حقیقتاً" فیضیاب ہو سکتے ہیں۔

☆ "هُدًى لِلْمُتَّقِيْنَ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" (البقرہ 1 تا 5)

"ہدایت ہے اللہ سے ڈرنے والے نیکوکاروں کے لئے جو غیب پر ایمان لانے والے' نماز ادا کرنے والے' اور جو کچھ وسائل رزق ہم نے دیئے ہیں ان میں سے خرچ کرنے والے ہیں۔(نیز) وہ اس پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ پر نازل ہوا (یہ قران حکیم) اور جو آپ سے پہلے آنے والے (انبیاء) پر نازل ہوا' اور یوم آخرت (کے جزا و سزا اور مواخذہ) پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی (ہدایت پانے والوں کی فہرست میں) جانب سے ہدایت یافتہ ہیں اور فلاح پانے والے ہیں"

☆ "قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى

وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ - وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ۔ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝

"بلا شک و شبہ فلاح پائی ان اہل ایمان نے جو اپنی نمازوں میں گڑ گڑاتے ہیں' جو لغویات کے قریب نہیں پھٹکتے' جو ہمہ وقت ہر حال میں 'ہر عمل میں پاکیزگی کا خیال رکھتے ہیں' جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کئے رکھتے ہیں (زانی نہیں ہیں) ماسوائے اپنی منکوحہ بیویوں یا لونڈیوں کے جس پر کوئی پابندی نہیں ہے' مگر جو اس حد کو توڑنے والے ہیں وہ زیادتی کے مرتکب (مجرم) ہیں۔ جو امانت دار اور عہد کی پاسداری کرنے والے ہیں 'جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے (اہتمام اور پابندی وقت کے ساتھ ادا کرنے والے) ہیں۔ یہی لوگ حقیقی وارث ہیں جنت الفردوس کے' جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے"

اختصار کے ساتھ یہ وہ صفات ہیں جنکے حامل حقیقی معنوں میں اسلامک ورلڈ آرڈر سے استفادہ کر سکیں گے۔ یہ وہ بنیادی صفات ہیں جن سے عملی زندگی کیلئے مطلوب' بہت سی دوسری صفات جنم لیتی ہیں یا نمو پاتی ہیں۔ مگر اختصار کے ساتھ بیان شدہ مذکورہ صفات کی تکمیل معیارِ مطلوب کو نہیں پہنچتی جب تک یہ اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کسوٹی پر ثابت شدہ نہ ہوں۔ یعنی قرآن اور سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے والے' اس اسلامک ورلڈ آرڈر سے حقیقی استفادہ کنندگان ہو سکتے ہیں - ان دونوں سے یا ان میں سے کسی ایک سے رخ پھیر کر استفادہ کا تصور ہی محال ہے کہ خالق کی ہدایت ہے :-

☆ "لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ..."
بے شک تمہارے لئے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔
(الاحزاب - 21)

☆ "وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوْا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (الحشر ۷)

"رسول اللہ جو تمہیں (دین کی بات) دیں، لے لو اور (دین کے حوالے سے) جس چیز سے روکیں، اس کو چھوڑ دو، اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے"۔

☆ "فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (النساء ۶۵)

تمہارے رب کی قسم وہ مومن نہیں بن سکتے جب تک کہ باہمی تنازعات میں تمہیں حکم مان لینے کے بعد، آپ کے فیصلہ پر دل میں تنگی محسوس نہ کریں، بلکہ (کھلے دل و دماغ سے) سرِ تسلیم خم کر دیں۔

انسانیت کے سکھ، سکون، ہر تحفظ اور ہر خوشحالی کے ضامن، خالق کائنات کے ورلڈ آرڈر سے استفادہ کرنے کے لوازم اور صفات کا تعین بھی خود خالق نے فرمایا ہے کہ اس سے بہتر اور کوئی ہستی یقیناً" بیان ہی نہ کر پاتی۔

اسلامک ورلڈ آرڈر کا دائرہ کار:

دنیا میں یہ معروف طریقہ اور دستور ہے کہ ہر ضابطے اور قانون کا متعین دائرہ کار (Jurisdiction) ہوتا ہے۔ جو دستور و قانون جس قدر اہم ہو گا اسی قدر دائرہ کار کی جزیات اہتمام سے واضح طور پر متعین کی گئی ہونگی۔ اسلامک ورلڈ آرڈر (قران حکیم) کے اطلاق کا دائرہ کا ملاحظہ فرمایئے:۔

☆ "يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ

عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ " (الحجرت - 13)

"اے بنی نوع انسان ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت کے جوڑے سے پیدا کیا ہے اور تمہاری برادریاں، تمہارے قبیلے (تو محض) تمہاری باہم پہچان کیلئے بنائے (کہ تم ایک دوسرے سے متعارف ہو سکو) (ورنہ) اللہ کے سب سے زیادہ قریب (اس کا چہیتا) تو اس سے زیادہ ڈرنے والا ہے"

☆ "يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَاۗءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاۗءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا (النساء ۱)

"اے بنی نوع انسان! اپنے پرورش کنندہ کے فرمانبردار بن جاؤ جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اسکا جوڑا بنایا اور پھر دونوں سے بے شمار مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو کہ اسی کے نام سے سوال کرتے ہو' رشتوں کا لحاظ کرو۔ اللہ ہر لحہ تمہیں دیکھ رہا ہے"۔

اسلامک ورلڈ آرڈر کا دائرہ آپ نے دیکھ لیا کہ یہ کسی مخصوص گروہ قبیلے یا کسی مخصوص عقیدے یا کسی خاص نبی کے لئے نہیں بلکہ پوری انسانیت کی فلاح و بہبود کیلئے ہے۔ ہر وہ شخص (بلالحاظ عقیدہ و مذہب) جو اپنے آپ کو باشعور سمجھتا ہے اس اسلامک ورلڈ آرڈر کا مخاطب ہے۔ بلکہ سچی اور کھری بات تو ہے کہ اس کا دائرہ کار انسانیت سے بہت آگے' دوسری مخلوق کو بھی اپنے دامنِ رحمت ومودت میں لیتا ہے مثلاً" حیوانات تک پر ظلم و زیادتی سے روکا گیا ہے۔

اسلامک ورلڈ آرڈر کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ یہ بزور کسی کو عمل کیلئے مجبور نہیں کرتا۔ اس نے اعلان کر دیا ہے کہ لَاۤ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ۔ دین (اسلامک ورلڈ آرڈر) کی قبولیت کیلئے کسی کو مجبور نہ کیا جائے۔ یہ صرف اسی کیلئے ہے جو اسے بخوشی اپنانا چاہے۔ دوسری جگہ اس کے خالق نے یہی بات ایک دوسرے انداز میں بیان فرمائی

کہ ماننے والے اور نہ ماننے والے گروہ ہر دور میں ہر جگہ پائے گئے کہ یہ بھی مشیت الٰہی کا بنیادی جزو ہے۔ فرمایا گیا:۔

☆ "قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ۝ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ۝ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ۝ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَا عَبَدْتُمْ۝ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ۝ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ۝ (الکافرون)

"(اے صاحب قرآن) فرما دیجئے کہ اے کافرو! (میری رسالت اور اس سچے ورلڈ آرڈر کا انکار کرنے والو) نہ تو میں عبادت کرتا ہوں انکی جن کی تم عبادت کرتے ہو اور نہ تم عبادت کرتے ہو اسکی جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ نہ میں اسکی عبادت کروں گا جس کی عبادت تم نے کی اور نہ تم کرو گے اسکی جس کی میں نے کی، پس تمہیں تمہارا دین مبارک اور میرے لئے میرا دین (مبارک)"۔

مگر یہ آخری بات ان ہٹ دھرموں کیلئے ہے جو نہ صرف یہ کہ حقیقت کی طرف سے دانستہ جہالت کے سبب آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں بلکہ اسی ضد کے سبب جھگڑا کھڑا کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔ ایسی صورت حال کیلئے نسخہ بتا دیا گیا کہ "اپنا دین چھوڑنا نہیں اور دوسرے کے دین کو چھیڑنا نہیں"۔ ایسا کرنے سے جھوٹے دین والا تمہارے سچے دین کو برا کہے گا۔ مگر حکمت و تدبر کے ساتھ محبت و اخوت کی فضا میں علمی سطح پر باہم تبادلہ خیال پر کوئی قدغن نہیں ہے کہ خود خالق نے اسی اسلامک ورلڈ آرڈر کی طرف، دکھوں کی ستائی انسانیت کو بلانے، دعوت دینے کا سلیقہ سکھایا ہے۔

☆ "اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ..... (النحل ۱۲۵)

"اپنے رب کے راستے (قران کی تعلیم) کی طرف حکمت و تدبر اور بہترین طریقے سے دعوت دو......"

اسلامک ورلڈ آرڈر کے مبادیات:

اسلامک ورلڈ آرڈر (قرآن) جن تین مرکزی ستونوں پر قائم ہے وہ توحید' رسالت اور آخرت ہیں کہ ان بنیادی امور پر شرح صدر اگر کسی کا مقدر نہ ہو تو نہ اسکی دینوی عمارت درست تعمیر ہوتی ہے اور نہ ہی اخروی منزل تک رسائی کی کوئی گارنٹی اسکا نصیبہ بنتی ہے۔ اللہ رب العزت کی ذات والا صفات کی یکتائی پر غیر متزلزل ایمان کے بعد اس دینوی آزمائش گاہ کے جملہ معاملات کو کوئی چیز صحیح سمت راہنمائی دے سکتی ہے تو وہ صرف اور صرف رسالت ہے اور تمام ترجزیات کے ساتھ عمل کے مطلوب تقاضے پورے ہو سکتے ہیں تو شعورِ آخرت کی بنیاد پر۔

یہ محض کتابی بات نہیں ہے ماضی و حال پر نظر پھیریئے آپ کو اپنے معاشرتی اور سماجی رہن سہن میں جن بے شمار افراد سے روزمرہ زندگی میں واسطہ پڑتا ہے یا واسطہ پڑا ہے' ان میں سے جن حضرات میں جس قدر کم یا زیادہ آخرت پر یقین آپ کو دیکھنے کو ملا اسی قدر معاملات کا کھرا پن اور کردار کا نکھار بھی سامنے آیا ہو گا۔ جس قدر کوئی فکر آخرت یا شعورِ آخرت سے کورا پایا گیا اسی قدر اقدار کا فقدان بھی اس میں دیکھنے کو ملا ہو گا۔ فکرِ آخرت کے حوالے سے اصحاب الرسول ﷺ کی زندگیوں کا مطالعہ حقیقی راہنمائی کا ذریعہ ہے۔ 'خدا رحمت کنند ایں عاشقان پاک طینت را'۔

عملی زندگی اور اسلامک ورلڈ آرڈر:

اس یونیورسل اسلامک ورلڈ آرڈر (قرآن حکیم اور سنت رسول ﷺ) کی بنیادی صفت یہ ہے کہ اس میں محض کوئی تھیوری بیان نہیں کی گئی بلکہ انسان کی ہمہ وقت اور ہمہ جہت عملی زندگی پر ہر لحاظ سے مکمل واکمل راہنمائی دی گئی ہے فرد ہوں یا افراد' بچے ہوں' نوجوان ہوں یا بوڑھے ہوں یا خواتین ہوں' ماں ہو بیوی ہو بہن ہو یا بیٹی غرض کوئی رشتہ ہو' سب کے حقوق و فرائض متعین ہیں۔ اسی طرح تاجر ہو' ملازم ہو' آجر ہو یا اجیر ہر کسی کیلئے حقوق و فرائض طے ہیں اور اگر معاشرہ کے افراد ان طے شدہ حقوق و فرائض کے مطابق زندگی گزار لیں تو ہر سکھ' ہر طرح کا سکون'

تمام تر تحفظات کے ساتھ ساتھ ہر طرح کی خوشحالی حضرت انسان کا مقدر ہے کہ ان پر عمل عین ممکن ہے کوئی چیز ناقابل عمل نہیں ہے۔

بلعکس تخلیق انسانیت سے آج تک کے جتنے بھی انسانوں کے تخلیق کردہ ورلڈ آرڈر تھے' ان میں تعصب' تخریب' حسد 'نمرودیت و فرعونیت و شدادئیت اور یہودیت دیکھنے کو ملی جس کی بنیاد پر ہر دور میں اعلی انسانی اقدار کا جھٹکا ہوا ہے' نمرود کا ورلڈ آرڈر دیکھ لیجئے 'فرعون کا ورلڈ آرڈر ملاحظہ فرمایئے یا موجودہ دور کے جیوش ورلڈ آرڈر اور امریکن ورلڈ آرڈر کی جھلکیاں دیکھ لیجئے۔ ہم چوما دیگرے نیست کی تفسیر ملے گی۔ تعصب' ظلم' بربریت اور اخلاق سے عاری ہر چیز یہاں پائی جاتی ہے۔

سماجی و معاشرتی زندگی اور اسلامک ورلڈ آرڈر:

عملی انسانی زندگی فرد سے شروع ہو کر افراد و اقوام تک جاتی ہے جہاں سماجی و معاشرتی اور اجتماعی مسائل جنم لیتے ہیں جن سے اگر حکمت و تدبر سے عہدہ برا نہ ہوا جائے تو یہ انسان کا سکھ' سکون' تحفظ اور خوشحالی سب کچھ ساتھ بہا کر لے جاتے ہیں بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر اخروی خسران کا باعث بنتے ہیں مثلاً" دو دوستوں میں خوش گپیوں نے بڑھتے بڑھتے بے تکلف گالیوں کی شکل اختیار کر لی جو رنجش پر ختم ہوئی' رنجش نے جھگڑے کی صورت اختیار کی تو شیطان نے غصہ بڑھا کر قتل تک پہنچا دیا۔ یوں ایک مذاق نے قتل تک پہنچا دیا۔ یہ محض مثال نہیں ہے ایسے واقعات عملاً" ہماری روز مرّہ زندگی کا حصہ ہیں۔ مذکورہ صورتحال کا تجزیہ کیجئے تو سکھ اور سکون شروع میں فورا" ختم ہوا۔ جھگڑا عدم تحفظ کا سبب بنا تو قتل خوشحالی ساتھ لے گیا اور قتل معاف نہ ہوا' توبہ کی توفیق نہ ملی تو آخرت بھی تباہ ہوئی۔ اسلامک ورلڈ آرڈر کسی چھوٹی چیز کو بھی نظر انداز نہیں کرتا۔ ملاحظہ فرمایئے:

بنیادی اصول

"اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ" (الحجرات - 10)

مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔

"حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' مومن باہم ایک دوسرے کیلئے ایسے ہیں جیسے عمارت میں ایک اینٹ دوسری اینٹ کو سہارا دیئے ہوئے اسکی پختگی کا باعث بنتی ہے۔ یہ ارشاد فرماتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھایا (کہ اس طرح مومن باہم ایک دوسرے کو قوت بہم پہنچاتے ہیں" (الحدیث) (بخاری کتاب الصلوۃ باب تشبیک الاصابعہ فی المسجد وغیرہ)

مسلمان خواہ کسی قبیلے، رنگ و نسل کا ہو' ایمان کی بنیاد پر باہم سب ایک ہیں اور پھر ہر کسی پر یہ ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے کہ ہر دوسرے کے عزو شرف کا نگہبان بنے اور کسی حال میں مسلمان بھائی کو نہ بے عزت کرے نہ اس کا کوئی چھوٹا بڑا حق تلف کرے۔ اس اصول کو پیشِ نظر رکھ کر اب اسلامک ورلڈ آرڈر کے مختلف پہلوؤں کو پرکھ لیجئے کہ کس طرح یہ ہر دور کیلئے قابلِ عمل ہیں۔

فرد کا شخصی عزت و احترام

☆ "يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا

فَكَرِهْتُمُوْهُ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ الرَّحِيْمٌ
(الحجرات 12 - 11)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں وہی ظالم ہیں۔ اے لوگو جو ایماں لائے ہو بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ اور تم میں سے کوئی غیبت نہ کرے کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کریگا، دیکھو! تم خود اس سے گھن کھاتے ہو۔ اللہ سے ڈرو، اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے" (تفہیم القران)

☆ "وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ (الہمزہ 3 - 1)

"ہلاکت ہے انکے لئے جو منہ در منہ طعنے دیں اور اشاروں کنائیوں سے برائی بیان کریں اور انکے لئے بھی جو مال و دولت گن گن کر سمیٹیں اس گمان سے کہ یہ ہمیشہ ہی انکے پاس رہیگی (اور اپنی ضرورت سے زائد ضرورت مندوں پر خرچ نہ کریں)"

☆ "حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسے بے یارو مددگار چھوڑے اور نہ اسکو حقیر سمجھے۔ تقوی یہاں ہے (تین بار) اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

آپ ﷺ نے فرمایا' انسان کو شر سے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے' ہر مسلمان کا خون' مال اور آبرو تمام مسلمانوں پر حرام ہے" (مسلم ،مشکوۃ - باب الشفقتہ ص 414)

افراد اور اسلامک ورلڈ آرڈر:

فرد سے افراد کی جانب جب رخ پھرتا ہے تو سب سے پہلے گھر کی زندگی سامنے آتی ہے' ماں اور باپ سے جس کا آغاز ہوتا ہے پھر قریب کے رشتے 'چچا' ماموں' خالہ' پھوپھی وغیرہ اسکے بعد اہل محلہ پھر اہل شہر یا گردو پیش پھیلا سماج - اسلام نے اپنے ورلڈ آرڈر میں کسی کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ تفصیلات سے بہ امر مجبوری صرفِ نظر کرتے ہوئے ہم قران و حدیث سے صرف چند نمونے سامنے لاتے ہیں - جن سے اسلامک ورلڈ آرڈر کی عظمت آپکے سامنے آئے گی:

"وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ (بنی اسرائیل 24 - 23)

"اور تمہارے رب نے حکم دیا ہے کہ عبادت صرف اسی کی کرو اور ماں باپ کے ساتھ عمدہ سلوک کرو۔ اگر تمہارے سامنے دونوں یا کوئی ایک موجود ہو اور وہ بڑھاپے کو پہنچیں تو انکو اُف تک نہ کہنا اور نہ ہی انہیں جھڑکنا بلکہ ان سے تعظیم کے ساتھ بات کرنا۔ کندھے جھکا کر عاجزی سے تو اُنکے سامنے رہ اور دعا کیا کر کہ اے اللہ ان پر رحم فرما جیسے انہوں نے مجھ پر رحم کیا تھا جب میں چھوٹا تھا"

"وَ وَصَّيۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَيۡهِ حَمَلَتۡهُ اُمُّهٗ وَهۡنًا عَلٰى وَهۡنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِىۡ عَامَيۡنِ اَنِ اشۡكُرۡ لِىۡ وَلِـوَالِدَيۡكَ اِلَىَّ الۡمَصِيۡرُ‏ ○ (لقمن - 14)

"اور ہم نے انسان کو حکم دیا کہ وہ والدین کا احترام کرے' اسکی ماں نے مشقت پر مشقت برداشت کر کے اپنے پیٹ میں رکھا پھر جنم دیا اور دو برس دودھ پلایا۔ (انسان سے مطالبہ کیا کہ) میرا حق مان اور اپنے والدین کا' آخر تمہیں آنا تو میرے ہی پاس ہے"

"رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تین بار فرمایا' وہ ذلیل اور رسوا ہوا' عرض کیا گیا' حضورؐ! کون؟ فرمایا جسکے پاس بوڑھے والدین یا ان میں سے کوئی ایک یا دونوں موجود ہوں اور وہ (انکی خدمت کر کے) جنت میں نہ جائے" (مسلم کتاب البرّوا لصّلتہ عن ابی ہریرہؓ)

"حضرت عبداللہ بن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنے والدین کو روتا چھوڑ کر ہجرت پر بیعت کی غرض سے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا' "جاؤ اور انکو جس طرح رلایا ہے اسی طرح ہنسا کر (خوش کر کے) میرے پاس واپس آؤ" (بخاری - الادب المفرد)

"وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِيۡثَاقَ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ لَا تَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا وَّذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَقُوۡلُوۡا لِلنَّاسِ حُسۡنًا وَّاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ - ثُمَّ تَوَلَّيۡتُمۡ اِلَّا قَلِيۡلًا مِّنۡكُمۡ وَاَنۡتُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ‏ ○ (البقرہ - 83)

"اور جب ہم نے بنی اسرئیل سے عہد لیا کہ میرے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتہ داروں تیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز قائم کرو (کہ یہ معاشرتی اجتماعیت کی کنجی ہے) اور زکوۃ دو (کہ

یہ امیر غریب کو باہم مربوط رکھتی ہے) مگر تم (بنی اسرائیل) پھر گئے ماسوائے گنتی کے چند لوگوں کے یوں تم منحرف ٹھہرے"

"......وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ...... (البقرہ - 177)

"...... اور اللہ کی محبت میں اپنا پیارا مال اپنے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، راہ گیروں، سائلوں اور غلام آزاد کرانے میں خرچ کرو......"

"اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْىِ...... (النحل - 90)

"بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے انصاف و نیکی کا، رشتہ داروں کو دینے کا، اور منع کرتا ہے برائی، بے حیائی کے کاموں اور بغاوت کے رویہ سے"

☆ "حضرت انسؓ اور حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا ساری مخلوق اللہ کی عیال ہے مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ کو محبوب وہ ہے جو اللہ کی عیال یعنی کمزوروں اور ناتوانوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آئے" (مشکوۃ باب الشفقۃ)

☆ "رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسی امت کو پاکیزگی نہیں بخشتا جس کے ماحول میں ناتوانوں اور کمزوروں کو حق نہ دلوایا جائے" (مشکوۃ باب الاحیاء والموات)

☆ "حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا، رسول ﷺ نے، محتاج و نادار لوگوں کی مدد کرنے والا، ان کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا، اس شخص کی طرح ہے جو اللہ کی راہ میں (جہاد)

سرگرمی دکھا رہا ہے" (راوی کا خیال ہے) شب زندہ دار کی طرح" (متفق علیہ ،مشکوۃ باب الشفقتہ)

☆ "جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا اللہ اس پر رحم نہیں کرتا جو خود لوگوں پر رحم نہیں کرتا" (متفق علیہ مشکوۃ باب الشفقتہ)

☆ "حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا خادم گرمی اور دھواں برداشت کرتے ہوئے کھانا تیار کر کے لائے تو تم پر لازم ہے کہ تم خادم کو بھی ساتھ بٹھا لو اور خادم کو چاہیے کہ وہ ساتھ شامل ہو جائے' چاہے ایک ہی لقمہ لے" (مسلم ،مشکوۃ باب النفقات)

☆ "رسول ﷺ نے فرمایا مومن سراپا محبت و الفت ہے۔ اس شخص میں کوئی خیر نہیں جو نہ کسی سے محبت و الفت رکھتا ہے اور نہ کوئی اس سے مانوس ہے" (مشکوۃ - باب الشفقتہ - رواہ احمد)

اسلامک ورلڈ آرڈر اور حقوق نسواں

عورت جو بہتر نصف (better half) کہلاتی ہے اور جو آج حقوق کیلئے ہر دیوار پھلانگ رہی ہے ،بلکہ حقوق کی جنگ کے نام پر غیر مسلموں کا کھلونا بن کر خوش ہے اور نہیں جانتی کہ اسلامک ورلڈ آرڈر نے اسکی پیدائش سے موت تک کیلئے ،کس حد تک تحفظات سے اسے نوازا ہے یہ پہلے بیوی ہے' پھر ماں ہے اور اسکے بعد بیٹی اور بہن ہے۔ ایک گھر میں اس سے آگے کوئی رشتہ نہیں ہے اور اسلام نے اسے ہر رشتہ میں بہترین تحفظ سے نواز ہے۔

عورت ہو یا مرد اسے جس تحفظ کی' جان کے تحفظ کے بعد' ضرورت ہوتی ہے وہ معاشی تحفظ ہے اور دوسرے نمبر پر مطلوب سماجی اور معاشرتی تحفظ ہے اور خالق

کائنات نے اس کیلئے اپنے ورلڈ آرڈر میں جس طرح کے مکمل تحفظات کا اہتمام فرمایا' دنیا کا ہر دوسرا ورلڈ آرڈر اسکے مقابلے میں ہیچ ہے۔ جیسا کہ ہم نے ابھی عرض کیا ہے کہ عورت کی پہلی حیثیت بیوی کی ہے' پھر ماں 'بیٹی اور بہن ہے ان تمام حیثیتوں میں خصوصی احکامات کے علاوہ معاشرے میں بحیثیت عورت عمومی تحفظات بھی ہر دوسرے معاشرے کی نسبت اعلیٰ وارفع ہیں اسی ترتیب سے ملاحظہ فرمائیے کہ کس طرح مرد کو انکے لئے احکامات دیئے گئے ہیں۔

☆..."اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا" (النساء 35 - 34)

"مرد عورتوں پر قوام (انکے معاملات چلانے کیلئے نگہبان و ذمہ دار) ہیں' اس بناء پر کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس بناء پر کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ پس جو نیک عورتیں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں اور مردوں کے پیچھے اللہ کی حفاظت و نگرانی میں انکے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں اور جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو انہیں سمجھاؤ ان سے بستر الگ کر لو اور (ناگزیر ہو جائے تو) مارو پھر اگر وہ تمہاری مطیع ہو جائیں تو خواہ مخواہ مارنے کے بہانے تلاش نہ کرو' یقین رکھو کہ اوپر اللہ موجود ہے جو بڑا اور بالاتر ہے اور اگر تم لوگوں کو کہیں میاں بیوی کے تعلقات بگڑ جانے کا اندیشہ ہو تو

ایک ایک ثالث فریقین کے رشتہ داروں سے مقرر کرو' وہ دونوں اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ انکے درمیان موافقت کی صورت پیدا کر دے گا۔ اللہ سب کچھ جانتا ہے اور باخبر ہے"

☆ "وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ط فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا ٥ (النساء - 4)

"اور عورتوں کے حق مہر خوشدلی کے ساتھ (فرض جانتے ہوئے) ادا کرو' البتہ اگر وہ خود خوشی سے مہر کا کوئی حصہ معاف کر دیں تو اسے تم خوشدلی سے اپنی ضرورت میں لگاؤ"

☆ "يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ط وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ط اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ط فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ٥ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ط وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ط وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ

مُضَآرٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ (النساء 11 - 12)

"تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تمہیں ہدایت کرتا ہے کہ' مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے' اگر میت کی وارث دو سے زائد لڑکیاں ہوں تو انہیں ترکے کا دو تہائی دیا جائے' اور اگر ایک ہی لڑکی وارث ہو تو آدھا ترکہ اس کا ہے۔ اگر میت صاحب اولاد ہو تو اسکے والدین میں سے ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصہ ملنا چاہیئے اور اگر وہ صاحب اولاد نہ ہو اور والدین ہی اسکے وارث ہوں تو ماں کو تیسرا حصہ دیا جائے گا اور اگر میت کے بھائی بہن بھی ہوں تو ماں چھٹے حصے کی حقدار ہو گی۔ یہ سب حصے اس وقت نکالے جائیں گے جبکہ میت کی وصیت پوری کر لی جائے گی اور میت کا قرض اتار لیا جائے گا۔ تم نہیں جانتے کہ تمہارے ماں باپ اور تمہاری اولاد میں سے کون بلحاظ نفع تم سے قریب تر ہے۔ یہ حصے اللہ نے مقرر کئے ہیں اور اللہ یقیناً" سب حقیقتوں سے واقف اور ساری مصلحتوں کا جاننے والا ہے۔

اور تمہاری بیویوں نے جو کچھ چھوڑا ہے اس کا آدھا حصہ تمہیں ملے گا' اگر وہ بے اولاد ہوں 'ورنہ اولاد ہونے کی صورت میں ترکہ کا ایک چوتھائی حصہ تمہارا ہے اسکی وصیت کی تکمیل کے بعد اور قرض ادا کرنے کے بعد (اسی طرح) وہ تمہارے ترکہ میں سے چوتھائی کی حقدار ہونگی اگر تم بے اولاد ہو ورنہ صاحب اولاد ہونے کی صورت میں انکا حصہ آٹھواں ہو گا تمہاری وصیت کی تکمیل اور تمہارے قرض کی ادائیگی کے بعد۔ اور اگر وہ (مرد یا عورت یعنی میت' جس کی میراث تقسیم طلب ہے) بے اولاد بھی ہو تو اور اسکے ماں باپ بھی زندہ نہ ہوں - مگر اسکا ایک بھائی یا ایک بہن موجود ہو تو بھائی بہن ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اور

بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو کل ترکہ کے ایک تہائی میں وہ
سب شریک ہونگے مگر وصیت کی تکمیل اور قرض بذمہ میت کی
ادائیگی کے بعد، بشرطیکہ وہ ضرر رساں نہ ہو" یہ حکم ہے اللہ
دانا بینا اور ہمدرد و نرم خو کا۔"

معاشی اعتبار سے، عورت کے ہر حیثیت میں، حقوق کے تحفظ کی یہ صرف ایک مثال ہے ورنہ اسلامک ورلڈ آرڈر نے اس ضمن میں معمولی جزیات تک کا خیال رکھا ہے۔ تعصب کا چشمہ اتار کر جو کوئی بھی اس چشمہ فیض سے سیراب ہونا چاہے یہ اس کی دائمی پیاس بجھانے پر قادر ہے۔

معاشرتی تحفظ

معاشی تحفظ کے بعد، ہر دوسرے شخص کی طرح عورت کی بھی بنیادی ضرورت، عزت و ناموس کا تحفظ ہے۔ عزت و ناموس کو خطرہ میں ڈالنے والے اسباب و عِلَل سے ہر باشعور بخوبی واقف ہے اور خدا خوفی کا فقدان انہیں مہمیز لگاتا ہے۔ خالق، جس نے اپنی درست منصوبہ بندی کے ساتھ انسان کو پیدا فرمایا، جو اس کی نفسیات، کمزوریوں اور خوبیوں کا بھی خالق ہے، اس سے بڑھ کر اسے سمجھنے کا کوئی دوسرا دعوی کرے، تو اس سے بڑا احمق کوئی نہیں ہے۔ اس نے "فرُوج" کو شر کا سرچشمہ قرار دیا ہے۔ فرج کے معنی چشمہ آب بھی ہے اور سوراخ بھی، یوں ہم آسانی سے کہہ سکتے ہیں کہ جسمانی سوراخ دراصل عزت و ناموس کے لئے خطرہ ہیں مثلاً" آنکھ کے دو سوراخ، کان کے دو سوراخ، منہ کا سوراخ، سینہ کے دو سوراخ (عورت کے لئے) شرمگاہ مرد اور عورت کے لئے۔ شیطان ان ہی سوراخوں کو اپنے موثر مورچے بنا کر حملہ آور ہوتا ہے۔ اسلامک ورلڈ آرڈر، قرآن و حدیث، انہیں محاسن کا نام دیتے ہیں، جنہیں کسی بھی غیر محرم کے سامنے کھولنے پر دائمی پابندی ہے ماسوائے اضطرار کے۔

ہم نے شیطان کے موثر مورچوں کا ذکر کیا ہے، اس میں حیران ہونے کی بات نہیں ہے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ کو شیطان کے تیر سے تشبیہ دی ہے ہم میں سے کون نہیں جانتا کہ یہی "آنکھ لڑتی" ہے تو دوسرے سوراخ مصروفِ عمل ہوتے

ہیں۔ آنکھ لڑتی ہے' شیطان کے تیر چلتے ہیں تو زبان کا سوراخ لوچدار لہجہ میں ابلیسی لہریں کانوں تک پہنچاتا ہے۔ کان انہیں دل و دماغ تک لے جاتے ہیں اور یوں شیطان کا کام مکمل ہو جاتا ہے کہ انسان ہر سورخ کے استعمال میں ملوث ہو جاتا ہے۔

فرد یا افراد کی لوچدار آواز گمراہ کرے یا ریڈیو ٹی وی کی موسیقی' قلب و ذہن میں ہیجان پیدا ہونا فطری امر ہے اور ایسے فطری امور کا رَدِّعمل بھی فطری ہے۔ اسلامک ورلڈ آرڈر نے عورت کی حیا کے جذبے کو تقویت دی ہے اور یوں اس کی عزت و ناموس کو تحفظ فراہم کیا مگر بدنصیب عورت محسن کے احسان پر اظہارِ شکر ادا کرنے کے بجائے خود ساختہ حقوق کے سراب کے پیچھے آبلہ پا ہے۔ جو کچھ گنوا رہی ہے اس کا اسے شعور و ادراک نہیں ہے جبکہ یورپ کی غیر مسلم عورت اس اسلامک ورلڈ آرڈر کے دامن رحمت میں آ رہی ہے۔

لندن کے روزنامہ ٹائمز کا تجزیہ نگار' "برطانوی خواتین اسلام کیوں قبول کر رہی ہیں' کے حوالے سے 9 نومبر 93ء کی اشاعت میں اس امر پر متعجب ہے کہ:۔

☆ "مغربی میڈیا کی معاندانہ روش کے باوجود اسلام (اسلامک ورلڈ آرڈر) مغربی دلوں کو فتح کر رہا ہے"۔

☆ "یہ اور بھی ستم ظریفی کی بات ہے کہ اکثر نومسلم' برطانوی خواتین ہیں حالانکہ مغرب میں یہ نظریہ بہت پھیلا ہوا ہے کہ اسلام عورت سے گھٹیا سلوک کرتا ہے"۔

☆ "مغرب کے لوگ خود اپنی سوسائٹی سے مایوس ہو رہے ہیں' جس میں بڑھتے ہوئے جرائم' خاندانی نظام کی تباہی' منشیات اور شراب نوشی کا دور دورہ ہے بالاخر وہ اسلام کے (ورلڈ آرڈر) دیئے ہوئے نظم و ضبط اور تحفظ کی تعریف کرتے ہیں"۔

☆ "مغربی عورت اور مسلم عورت کا تقابلی مطالعہ کریں تو واضح فرق ملتا ہے۔ اسلامی تعلیمات (اسلامک ورلڈ آرڈر) میں عورت کو زیادہ تقدس اور عظمت حاصل ہے جو مغرب کی عورت کو

حاصل نہیں ہے بلکہ تحریک آزادی نسواں کا اس کے سوا کوئی نتیجہ نہیں نکلا کہ عورت دوہرے بوجھ تلے دب گئی ہے"۔

☆ "برطانیہ کی نومسلم خواتین نے ہمیں بتایا کہ "اسلام میں ہمارے لئے کشش کا سبب ہی یہ ہوا کہ اسلام مرد اور عورت کو الگ الگ دائرہ کار دیتا ہے جو دونوں کی جسمانی اور حیاتیاتی ساخت کے عین مطابق ہے' مغرب کی آزادی و حقوق نسواں کی تحریک' عورت کے ساتھ بغاوت تھی یعنی عورتیں مردوں کی نقالی کریں اور یہ ایسا عمل ہے جسمیں نسوانیت کی اپنی کوئی قدروقیمت باقی نہیں رہتی"

(Daily <Londan Times" - Nov: 9,1993)

یہ ہے داستان اس معاشرے کی جس نے فروج' یعنی ہر سوراخ کو مادر پدر آزاد چھوڑ کر اس کا انتہائی تلخ پھل چکھا اور اسکے نتیجے میں جب انفرادی و اجتماعی سکھ چین اور تحفظ ختم ہوا تو ان میں سے شعور کے ساتھ سکھ چین اور تحفظ کے متلاشیوں کو' یہ اسلامک ورلڈ آرڈر کے دامن رحمت میں نصیب ہوا۔ اب اختصار کے ساتھ ایک جھلک ملاحظہ فرمائیے کہ خالق نے ان تمام سوراخوں کو کس انداز میں ڈھانپ کر عزت و ناموس کی حفاظت کی ضمانت دی ہے۔

"قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ○ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْاٰبَآئِهِنَّ اَوْاٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْاَبْنَآئِهِنَّ اَوْاَبْنَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْاِخْوَانِهِنَّ اَوْبَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْبَنِيْٓ اَخَوَاتِهِنَّ اَوْنِسَآءِ

ئِهِنَّ اَوْمَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِالتّٰبِعِيْنَ غَيْرِاُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِالطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَايُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْآ اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ" (النور- 30، 31)

"اے نبی مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظروں کو بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں (فروج، سوراخوں) کی حفاظت کریں یہ انکے لئے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے اور اے نبیؐ مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں (فروج) کی حفاظت کریں، اور اپنا بناؤ سنگار نہ دکھائیں بجز اس کے جو خود بخود ظاہر ہو اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھینوں کے آنچل ڈالے رہیں وہ اپنا بناؤ سنگار ظاہر نہ کریں مگر ان لوگوں کے سامنے شوہر، باپ، شوہروں کے باپ، اپنے بیٹے، شوہروں کے (سابقہ بیوی سے) بیٹے، بھائی، بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے، اپنے میل جول کی عورتیں، اپنے مملوک، وہ زیردست مرد (ملازم) جو کسی اور قسم کی غرض (جنسی خواہش یا سمجھ بوجھ) نہ رکھتے ہوں اور وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ہوئے ہوں۔ وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلا کریں کہ اپنی جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ہو اسکا لوگوں کو علم ہو جائے اے مومنو! تم سب اللہ سے توبہ کرو توقع ہے کہ تم فلاح پاؤ گے"

"يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا" (الاحزاب- 32)

"اے نبیؐ کی بیویو! (بظاہر خطاب امہات المومنات کی طرف ہے مگر فی الواقعہ یہ عالمی چارٹر کا قابل قدر حصہ ہے جو اسلوب یہاں اپنایا

گیا وہ قابل توجہ ہے کہ نبیؐ کی بیگمات جو ہر امتی کیلئے ماں کا درجہ رکھتی ہیں اگر ان سعید ہستیوں سے یہ تقاضا ہے تو امت کی عام عورت کو اس ہدایت ربانی کی بدرجہ اتم ضرورت ہے۔ ارشد) تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو' اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو دبی زبان (ملائمت) سے بات نہ کیا کرو کہ دل کے مرض میں مبتلا' کوئی شخص لالچ میں پڑ جائے بلکہ سیدھی (کھرے انداز میں) بات کیا کرو۔ (تاکہ کسی کو غلط اندازہ لگانے کی ہمت ہی نہ ہو)"

مذکورہ ہدایات پر کوئی بھی باشعور جب حاضر قلب و ذہن کے ساتھ غور و فکر کرے گا' خواہ وہ کسی قوم اور کسی عقیدہ سے متعلق ہو' تو خود اس کے اندر سے اس کا زندہ ضمیر پکار اٹھے گا کہ اس سے زیادہ بہتر ہدایات اور کہیں نہیں ہیں جو معاشرتی و سماجی عملی زندگی میں فرد یا افراد کے سکھ سکون اور تحفظ کی حقیقی ضامن ثابت ہو سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی عورت اپنے معاشرتی ڈھانچے سے بیزاری کا اظہار کر کے اسلامک ورلڈ آرڈر کی صداقت پر ایمان لاتی ہے مگر کس قدر بدنصیب ہے وہ مسلمان عورت کہ اس سرچشمہ رحمت سے استفادہ کرنے کی اسے توفیق نہیں اور بے سکونی کے ماروں کے پیچھے تلاش سکون کیلئے ماری پھرتی ہے۔ اسلام تو عورت کی عزت و عصمت اور حیا کا اس قدر رکھوالا ہے کہ گھر کی چار دیواری میں داخل ہونے والوں پر اجازت لیکر داخل ہونے کی پابندی تو لگاتا ہی ہے' گھر کے اندر رہنے والے افراد کو بھی ایک دوسرے کے کمرے میں داخل ہونے سے پہلے اجازت کا پابند بناتا ہے۔ یہ احتیاط بلاوجہ نہیں ہے' ایک لحہ کیلئے خود ہی سوچ لیجئے!

"يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ

بَعْدَهُنَّ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ"۔ (النور 59 - 58)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو لازم ہے کہ تمہارے مملوک اور تمہارے وہ بچے جو ابھی عقل کی حد کو نہیں پہنچے ہیں' تین اوقات میں اجازت لیکر تمہارے پاس (تمہارے کمرے میں) آیا کریں' صبح کی نماز سے پہلے' اور دوپہر کو جب تم کپڑے اتار کر رکھ دیتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد' یہ تین وقت تمہارے لئے پردہ کے اوقات ہیں۔ ان کے بعد وہ بلااجازت آئیں تو نہ تم پر کوئی گناہ ہے نہ ہی ان پر' تمہیں ایک دوسرے کے پاس بار بار آنا ہی ہوتا ہے ۔ اس طرح اللہ تمہارے لئے اپنے ارشادات کی توضیح کرتا ہے اور وہ علیم و حکیم ہے اور جب تمہارے معصوم بچے عقل کی حد کو پہنچ جائیں تو چاہیئے کہ اسی طرح اجازت لیکر آئیں جس طرح انکے بڑے اجازت لیتے رہے ہیں اسطرح اللہ اپنی آیات تمہارے سامنے کھولتا ہے اور وہ علیم و حکیم ہے"

نمونہ کے طور پر حقوق نسواں اور تحفظ نسائیت کے حوالے سے اسلامک ورلڈ آرڈر کی بعض توضیحات آپ کے سامنے رکھی ہیں دنیا کے کسی دوسرے مذہب سے موازنہ کرکے ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ انسانیت (بلالحاظ مذہب و ملت) کیلئے یہ کس قدر ہمہ پہلو نفع بخش ہے۔ یورپی مفکر کارلائل اپنی کتاب Woman and Islam میں' دوسرے ادیان اور دوسری تہذیبوں کا موازنہ کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ "اسلام نے عورت کو جن حقوق اور جس آزادی سے نوازا ہے' مقابلے کے تمام ادیان ملکر اسکا عشر عشیر بھی نہیں دیتے"

اسلامک ورلڈ آرڈر اور عدل و انصاف

عدل و انصاف کے تقاضے پورے کرنے کیلئے بنیادی ضرورت ، قضیہ کی تہہ تک پہنچنا ہے اور یہ ضرورت پوری ہوتی ہے شہادت یا گواہی سے ' اس اہم پہلو سے بھی اسلامک ورلڈ آرڈر کا جائزہ نفع بخش ہو گا اسی بنیاد پر بات آگے بڑھتی عدل اجتماعی کا سبب بنتی ہے۔ قرآن کا فرمان دیکھیے۔

☆ "یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَاءَ بِالْقِسْطِ....." (المائدہ ۸)

"اے ایمان لانے والو! سچائی اور دیانت سے گواہی دیتے اللہ کے حکم کی تکمیل کرو"

☆ "یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَاءَ لِلّٰہِ وَلَوْ عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اَوِالْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ اَنْ یَّکُنْ غَنِیًّا اَوْفَقِیْرًا فَاللّٰہُ اَوْلٰی بِھِمَا (قف) فَلَا تَتَّبِعُوا الْھَوٰی اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗا اَوْتُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا"۔ (النساء - 135)

"اے ایمان کا دعوی کرنے والو! انصاف کے علمبردار اور سچ کے لئے خدا واسطے کے گواہ بنو اگرچہ تمہاری سچائی اور انصاف کی زد خود تمہاری اپنی ذات پر یا تمہارے والدین پر یا تمہارے رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو۔ فریق معاملہ مالدار ہو یا غریب اللہ تم سے زیادہ انکا خیر خواہ ہے لہٰذا اپنی خواہش نفس کی پیروی میں عدل سے باز نہ رہو اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا سچائی سے پہلو بچایا تو جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اسکی خبر ہے"

☆ "وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَۃِ شُھَدَآءَ فَاجْلِدُوْھُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَۃً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَھُمْ

شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ۔" (النور: 4)

"جو (پاکدامن) خواتین پر الزام عائد کریں پھر چار گواہ پیش نہ کر سکیں تو انہیں اسّی کوڑے لگاؤ اور آئندہ کبھی بھی انکی گواہی قبول نہ کرو کہ وہ واقعتہ" فاسق ہیں"

☆ "...وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ" (المائدہ: 8)

"کسی گروہ کی دشمنی تمہیں اتنا مشتعل نہ کر دے کہ تم انصاف سے پھر جاؤ عدل کرو کہ یہ خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے"

☆ "اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا۔"

(النساء: 58)

"مسلمانو! اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو اور جب لوگوں کے مابین فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ' اللہ کی یہ عمدہ نصیحت ہے اور یقیناً" اللہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے"

گواہی اور عدل کی بات مکمل نہیں ہوتی جب تک اسلامی نظام تعزیر پر بات نہ ہو۔ اسلام سے عدم واقفیت اور تعصب کی بنیاد پر غیر مسلم اقوام کی یہ ہاؤ ہو کہ اسلام میں بڑی ظالمانہ سزائیں دی جاتی ہیں اور انسانی حقوق پامال کیئے جاتے ہیں ہر لحاظ سے محل نظر ہے۔ بحیثیت مسلمان ہمیں ان سزاوں کی حکمت سمجھ میں نہ بھی آئے تو ہم اسے اپنی عقل و بصیرت کی کمی پر محمول کریں گے کہ انتہائی مہربان' حکیم و دانا خالق انسانیت نے اپنی مخلوق کیلئے جرائم کی مناسبت سے جو سزائیں تجویز فرمائیں ہیں' وہی فی الواقعہ بنی نوع انسان کے سکھ' سکون' تحفظ اور خوشحالی کی ضامن ہیں۔ سماجی معاشرتی

زندگی میں انہیں عملاً کار فرما دیکھنا ہو تو برس دو برس نہیں' خلافت راشدہ کے 40 سالہ دور میں دیکھئے۔ قتل کے بدلے قتل' چور کا ہاتھ کاٹنا' زانی کو سنگسار کرنا ہو یا شرابی کیلئے کوڑے ہوں انکی حکمت بڑی آسانی سے سمجھ آتی ہے بشرطیکہ انسان لمحہ بھر کے لئے آنکھ بند کر کے اپنے آپ کو متاثرہ شخص کی جگہ رکھے جس کا کوئی قتل ہوا ہے' جس کے گھر ڈاکہ پڑا ہے' چوری ہوئی ہے' جس کی عزت و عصمت لٹی ہے یا جو شرابی کے قبیح افعال سے متاثر ہوا ہے۔ ان متاثرین کے جذبات کا اندازہ لگانے والے اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اگر مذکورہ جرائم پر بروقت گرفت کر کے سزا نہ دی جائے تو لوگ قانون کو ہاتھ میں لیکر خود بدلہ لینے کیلئے جو کاروائی کریں گے اس کے نتائجِ بد سے پورا معاشرہ متاثر ہو گا اور جو آج دیکھنے میں آ رہا ہے کہ قتل کی دشمنیوں میں خاندان تک ختم ہو گئے ہیں۔

سعودی معاشرہ میں اگرچہ سو فیصد اسلامک ورلڈ آرڈر (قرآن) نافذ نہیں ہے مگر کسی نہ کسی حال میں اسلام کا نظامِ تعزیر نافذ ہے۔ سزا عوام کے سامنے قرآن کے فرمان کے مطابق نافذ ہوتی ہے جن لوگوں نے سرعام ان سزاؤں کا نفاذ دیکھا ہے (راقم الحروف بھی شاہد ہے) ان کا کہنا ہے کہ اسطرح نفاذ کے سبب دنیا کے ہر' مہذب ملک کے مقابلے میں' یہاں جرائم آٹے میں نمک کے برابر ہیں ۔ سعودیہ کے قتل' ڈاکے' چوری' زنا بالجبر اور دوسرے اخلاقی جرائم کے اعداد و شمار کا مقابلہ یورپ اور امریکہ کے کسی حقوق انسانی کے چیمپئن ملک سے کر دیکھئے' ہر دوسرا گراف اونچا ہو گا۔ واویلا مچانے والے نہیں جانتے کہ اسلام مجرم کو سزا دینے کیلئے بے قرار و بے چین نہیں ہے بلکہ اسلامی نظامِ عدل میں شک وغیرہ کا سب سے زیادہ فائدہ ملزم کو پہنچتا ہے ۔ گواہوں کا ہر جگہ مروّجہ ڈھیلا نظام' اسلامک ورلڈ آرڈر میں قابل قبول نہیں ہے۔

تعزیرات کا یہ مطالبہ صرف اسلامک ورلڈ آرڈر میں ہی نہیں ہے بلکہ یہی مطالبہ نبی آخر الزماں ﷺ سے پہلے ہر نبی کی امت کیلئے تھا مثلاً" تورات' زبور اور انجیل وغیرہ شاہد ہیں مگر باثر لوگوں کے خوف سے ان تعزیرات میں رد و بدل کر دیا گیا' ہم یہاں صرف ہندومت کے حوالے سے ایک مثال آپ کے سامنے رکھتے ہیں 'تورات و انجیل میں بھی مثالیں موجود ہیں۔

"جو شخص اپنی ذات کی لڑکی سے اسکی رضامندی سے زنا کرے وہ کسی سزا کا مستحق نہیں ہے - لڑکی کا باپ راضی ہو تو وہ معاوضہ دے کر شادی کر سکتا ہے - البتہ اگر لڑکی اونچی ذات کی ہو اور مرد نیچ ذات سے تو لڑکی کو گھر سے نکال دینا چاہئے اور مرد کو قطع اعضا (تناسل) کی سزا دینی چاہئے (ادھیائے - 18، شلوک 365/366) یہ سزا زندہ جلا دینے کی سزا میں تبدیل ہو سکتی ہے اگر لڑکی برہمن ذات سے ہو" (اشلوک 377)

مذکورہ توضیحات اسلام کے نظام عدل و انصاف میں مساوات، راستی اور نکھار پر شاہد ہیں۔ یہ اختصار کے ساتھ محض نمونہ ہے اس نظام عدل پر مفصل ،مکمل اور مدلل راہنمائی قرآن و حدیث میں موجود ہے جو کئی ضخیم جلدوں کی متقاضی ہے۔

معیشت اور اسلامک ورلڈ آرڈر

معاش و معیشت ہر دور کے انسان کا بنیادی مسئلہ ہے - حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر نبیؐ آخر الزمان تک ہر امت کو خالقِ انسانیت نے معیشت پر واضح ہدایات سے نوازا اور انسان کی ہر دور میں یہ بدقسمتی رہی کہ فکرِ معاش و معیشت میں وہ فرامین الٰہی کو پس پشت ڈال کر اسقدر آگے نکل گیا کہ پھر عذاب الٰہی ہی اس کا مقدر ٹھرا۔ مثلاً" حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کی تباہی میں کارفرما بنیادی عمل، کثرتِ معاش کی خاطر ناپ تول میں کمی کی ہٹ دھرمی تھی۔

اسلام نے مال (معاش و معیشت) کو اچھوتے انداز میں حضرتِ انسان کے سامنے رکھا اور اسے یہ بنیادی نقطہ سمجھایا ہے کہ یہ عطیہ الٰہی ہے اور اس سے استفادہ کیلئے قواعد و ضوابط بھی خالق ہی نے پورے شرح و بسط کے ساتھ تمہارے سامنے رکھے ہیں۔ ان کے مطابق اس نعمت سے فیضیاب ہو گے تو اختتام زندگی پر ابدی جنت تمہاری منتظر ہو گی اور نافرمانی کا روّیہ اپنا کر آؤ گے تو جہنم کو منتظر پاؤ گے - یہ مال تمہارے لئے اس عارضی دنیا میں آزمائش ہے۔ یہ تمہاری جنت بھی ہے اور جہنم بھی ہے۔

☆ "...وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ" (البقرہ: 3)

"...جو رزق (مال) ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں"

☆ "اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ اَمَلًا"
(الکہف: 46)

"یہ مال اور یہ اولاد محض دنیوی زندگی کی ہنگامی آرائش ہے۔ اصل تو باقی رہ جانے والی نیکیاں ہی تیرے رب کے نزدیک بہتر ہیں"

☆ "اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ..." (التغابن: 15)

"بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے سخت آزمائش ہیں"

☆ "يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَا اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ" (المنافقون: 9)

"اے ایمان کا اقرار کرنے والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر (مقصد حیات) سے غافل نہ کردیں اور جو ایسا کرے گا وہی حقیقی خسارے میں ہو گا"

☆ "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾ (النسآء 29)

"اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ مگر لین دین ہونا چاہئے باہمی رضا مندی سے۔ یوں اپنے آپ کو قتل نہ کرو بیشک اللہ مہربان ہے"

☆ "يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ آلِ عمران"

"اے ایمان کا اقرار کرنے والو! یہ بڑھتا چڑھتا سود کھانا چھوڑ دو اور اللہ سے ڈرو، تاکہ فلاح و خیر تمہارا مقدر بنے"

☆ "يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ○ (البقرہ : 279)

" اے ایمان والو! خدا سے ڈرو اور جو کچھ تمہارا سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر واقعی تم صاحب ایمان ہو، لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو آگاہ رہو کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے اب بھی توبہ کر لو اور سود چھوڑ دو تو تم اپنا اصل سرمایہ لینے کے حق دار ہو۔ نہ تم ظلم کرو، نہ ہی تم پر ظلم کیا جائے"

☆ "اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَ اَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ" (البقرہ : 275)

"(مگر) جو لوگ سود کھاتے ہیں ان کا حال اس شخص کا سا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر باؤلا کر دیا ہے اور اس حالت میں اس کے مبتلا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ تجارت بھی تو آخر سود جیسی چیز ہی ہے حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام

کیا ہے۔ لہٰذا جس شخص کو اس کے رب کی یہ ہدایت پہنچے اور آئندہ کے لئے وہ سود خوری سے باز آجائے تو جو کچھ پہلے کھا چکا ہے سو کھا چکا ہے' اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو باز نہ آئے بلکہ سود کھاتا رہے وہ جہنمی ہے جہاں ہمیشہ رہیگا"

☆* "حضرت معمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے غلہ (ریٹ بڑھانے کے لئے) روکا وہ خطا کار ہے" (مسلم' مشکوۃ : باختصار)

☆* "حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر غلہ کے ایک ڈھیر پر ہوا۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس ڈھیر میں ڈالا تو نمی کا احساس ہوا (نیچے غلہ گیلا تھا) آپ نے فرمایا غلہ والے! یہ کیا معاملہ ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ڈھیر پر بارش پڑ گئی تھی' آپؐ نے فرمایا کہ تم نے گیلا غلہ اوپر کیوں نہ رکھا؟ تاکہ لوگ دیکھ سکیں' (خبردار) جو دھوکا دے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں" (مسلم و مشکواۃ ص 248)

وسائل معاش پر' جو ہر انسان کی سب سے بڑی کمزوری ہے اور جس کے سبب وہ تمام رشتے اور اخلاقی اقدار داؤ پر لگانے کے لئے ہمہ وقت (الا ماشا اللہ) مستعد دیکھا جاتا ہے' اپنا شب و روز کا آرام تک تج دیتا ہے' اسلامک ورلڈ آرڈر کے چند پہلو آپ کے سامنے رکھے ہیں تاکہ آپ آج کے ترقی پسندوں کی ترجیحات کے ساتھ موازنہ کرکے خود فیصلہ کر سکیں کہ راست روی و راست بازی کس پلڑے میں ہے۔

ایک انتہائی اہم نقطہ جو انسانی ذہن کو ہر لحہ پریشان رکھتا ہے یہ ہے کہ ایمان کے دعویدار' جن کی مدد و نصرت کے لئے اللہ برحق کا وعدہ موجود ہے' مالی معاملات میں غیر مسلموں کے دست نگر دیکھے جا رہے۔ ایسا کیوں ہے؟ غیر مسلم ہر جگہ مسلمانوں کی پھیلی جھولی میں خیرات ڈالتے ہیں خواہ جھولی میں ڈالنے والے مختلف ممالک ہوں یا ورلڈ بنک ہو یا عالمی مالیاتی ادارہ (آئی ایم ایف) ہو۔ یہ نقطہ بلا شبہ بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔

یہ حقیقت بھی اپنی جگہ مسلّمہ ہے کہ تخلیقِ انسانیت سے آج تک' ہر نبی کے امتیوں میں تین طرح کے گروہ پائے گئے ہیں' ایک گروہ نبی کی تعلیم پر شرح صدر سے ایمان لاکر' اپنے عمل کو ایمان کے تابع رکھنے والا' دوسرا گروہ ایمان بیزار' منکرِ خدا و رسول اور عمل کے لئے مادر پدر آزاد' جبکہ تیسرا گروہ 'نیمے دَروں نیمے بَروں' کی پالیسی والا نہ کھلا صاحب ایمان نہ کھلا منکر بلکہ جہاں میٹھا ملا لے لیا جہاں کڑواہٹ دیکھی پیچھے ہٹ گئے آپ اسے حلال و حرام ملا کر کھانے والا عملاً منافق گروہ کہہ لیجئے۔ یہ تیسرا گروہ صرف پیٹ کے بندوں اور مال پسندوں کا گروہ ہے۔

عملی زندگی میں ہر انسان کا یہ عمومی رویہ ہے کہ جس کسی سے وہ دوستی کرنا چاہتا ہے' رشتہ جوڑنا چاہتا ہے یا کوئی کاروباری تعلق پیش نظر ہے تو وہ متعلقہ فرد یا افراد کی چھان پھٹک کرنے کے بعد جب اعتماد کے قابل سمجھے گا تو عملاً معاملہ کرنے کے لئے قدم بڑھائیگا' دوستی کرے یا سرپرستی یا کاروباری شراکت یا رشتہ داری وغیرہ۔ اللہ رب العزت جس نے اپنے بندے کی نہ صرف یہ کہ اس دنیا میں سرپرستی کرنی ہے بلکہ آخرت کے انعامات سے بھی اسے نوازنا ہے' وہ اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ اپنے بندے کا کھرا پن پرکھے اس کی پرکھنے کی یہ سنت ازل سے ابد تک کے لئے ہے جس سے کوئی انسان مبرّا exampted نہیں ہے بلکہ انبیاء علیہ السلام کی آزمائش عام انسان سے زیادہ کڑی رہی ہے۔

پہلے گروہ کے کھرا پن کو پرکھ کر کہ یہ حلال کے طلبگار ہیں' اسی کے لئے سعی و جہد کرتے ہیں اور سعی و جہد کے دوران عمل کا نکھار ان میں دیکھنے کو ملتا ہے اللہ تعالیٰ انہیں بے پناہ دنیوی وسائل سے نوازتا ہے مثلاً خلافت راشدہ کے چالیس سالہ طویل دور میں زکوۃ دینے والے تو بے شمار تھے مگر لینے والے نہ ملتے تھے۔ اور آخرت کی کامرانیوں کا برحق وعدہ الگ۔ یہ گروہ ہے اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً (دین کو مکمل حالت میں عملی زندگی میں سمیٹو) کی کسوٹی پر پورا اترنے والا اور ایمان میں خالص ہے۔

دوسرا گروہ اپنے کفر میں خالص لوگوں کا ہے وہ خدائی تعلیمات کے منکر ہیں اور "بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست" پر ایمان رکھتے ہیں۔ آخرت پر ایمان نہیں

ہے۔ رب العزت کی ذات ہمہ پہلو عادل ہے۔ منکرین حق کا چونکہ انکارِ آخرت کی بنیاد پر' آخرت میں حصہ نہیں ہے اس لئے ان کا وہ حصہ بھی انہیں دنیا میں ہی دے دیا جاتا ہے' کہ محشر میں یہ عذر نہ کر سکیں کہ نہ ہمیں دنیا میں دیا اور اب آخرت میں بھی محروم رہے' جہنم ہمارا مقدر ٹھہرا۔ لہٰذا ان کی دنیا کو سارے مال و دولت سے بھر دیا گیا ہے۔

تیسرا گروہ جو حلال اور حرام ملا کر کھانا چاہتا ہے سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے کیونکہ نہ یہ اپنے ایمان میں خالص ہے اور نہ ہی اپنے کفر میں خالص ہے بلکہ اپنی منافقت میں ڈوبا ہوا ہے' جن کے لئے اللہ رب العزت کا فرمان ہے۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ○ یعنی یہ منافقین کھلے منکروں سے بھی جہنم میں انتہائی نیچے ہوں گے۔ دنیا میں حرام کی ملاوٹ ان کے حلال کو بھی ساتھ بہالے جائیگی اور آخرت میں بھی کوئی حصہ نہ ہو گا۔ یہ دنیا و آخرت میں راندہ درگاہ ہوں گے۔

مذکورہ کسوٹی پر ذہن میں آنے والے ہر نقطے کو پرکھ لیجئے' اپنے انفرادی اور اجتماعی ملی معاملات کا جائزہ لے لیجئے' امریکہ کے وائٹ ہاؤس کے گیٹ پر یا ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کے صدر دروازے پر "ایک روٹی ایک ڈالر دے خدا کے نام پر" کی مکمل داستان آپ کے سامنے آجائے گی۔ یہ اسلامک ورلڈ آرڈر سے انحراف کی سزا ہے جو قوم بھگت رہی ہے اور جب تک اس کے مندرجات پر مکمل ایمان کے ساتھ خالص عمل کی طرف نہیں پلٹے گی اس میں کسی تبدیلی کا تصور ہی محال ہے کہ سنت باری تعالیٰ نہ کبھی تبدیل ہوئی ہے اور نہ ہی کبھی ہو گی' لَا تَبْدِيْلَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ اللہ رب العزت اپنے دین کے لئے غیرت مند ہے اور اصولوں پر کبھی سمجھوتا نہیں کرتا۔

اسلامک ورلڈ آرڈر کے حوالے سے مالیاتی امور پر مختصراً" چند اشارات اور سوالات سامنے آئے ہیں۔ فقہاءِ اسلام نے معاش و معیشت کے اسلامی اصولوں پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اسلام کے مالیاتی نظام پر گہری نظر نہ ہونے کے باعث سطحی فکر رکھنے والے اعتراض کرتے ہیں کہ عالمی بنکاری کے ساتھ،خصوصاً غیر سودی بنکاری کے

حوالے سے، معاملات کیسے نبھ سکیں گے۔ مسلم ماہرین بنکاری نے اب دو اور دو چار کی زبان میں یہ کر دکھایا کہ بلا سود بنکاری بھی ممکن ہے اور اس کے بین الاقوامی بنکاری کے ساتھ روابط اور باہم لین دین بھی ناممکن نہیں رہا بلکہ اب تو عملاً ایسے بنک عالمی سطح پر کام کر رہے ہیں۔ مسلم ماہرین معاشیات نے اس اہم موضوع پر بہت سا علمی مواد عقلمندوں کے سامنے رکھا ہے کہ وہ اپنی راہیں درست کر لیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ معیشت کے راستے شیطان انسان پر موثر حملے کرتا ہے، کبھی اولاد کے لئے مال جمع کرنے کی ترغیب دیتا ہے تو کبھی آسائشیں خریدنے کی خاطر تجوری بھرنے کی طرف راغب کرتا ہے۔ کبھی سٹیٹس کا سراب دکھاتا ہے تو کبھی دوستوں کے مقابلے میں مال کی بنیاد پر گردن اونچی کرنے کا جھانسا دیتا ہے اور بے عقل انسان، اسی دوڑ میں سرگرداں انسان، خالی ہاتھ اپنے منطقی انجام کی طرف سفر کر جاتا ہے اور جن کے لئے تمام عمر وہ یہ سب کچھ کرتا رہا وہ چار دن رو کر ہمیشہ کے لئے اسے بھول جاتے ہیں۔

اسلامک ورلڈ آرڈر اور سائنس

تخلیق کائنات

☆ "وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ○ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ○ (الدخان: 39-38)

"یہ آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی چیزیں ہم نے محض کھیل کے طور پر نہیں بنائیں۔ ان کو ہم نے برحق پیدا کیا ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے"

☆ "بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ط وَ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ○ (البقرہ: 117)

"وہ (اللہ تعالیٰ) آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اور جس بات کا وہ

فیصلہ کرتا ہے اس کے لئے بس حکم دیتا ہے کہ "ہوجا" اور وہ ہو جاتی ہے"

☆ "وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَّ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ" (النحل: 49)

"زمین اور آسمانوں میں جس قدر جان دار مخلوق ہے اور جتنے فرشتے ہیں سب اللہ کے آگے سر بسجود ہیں اور وہ ہرگز سرکشی نہیں کرتے"

تسخیر کائنات

☆ "وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ج وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ" (ابراھیم: 33)

" (یہ اللہ ہی تو ہے جس نے) تمہارے لئے سورج اور چاند کو مسخر کیا کہ لگاتار چل رہے ہیں اور رات دن کو مسخر کیا تمہارے لئے"

☆ "اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ج وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِىَ فِى الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ج وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ" (ابراھیم: 32)

"اللہ ہی تو ہے جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا۔ پھر اس کے ذریعے تمہاری رزق رسانی کے لئے طرح طرح کے پھل پیدا کئے۔ جس نے کشتی کو تمہارے لئے مسخر کیا کہ سمندر میں اس کے حکم سے چلے اور دریاؤں کو تمہارے لئے مسخر کیا"

☆ "وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِى الْاَرْضِ

جَمِیْعًا مِّنْهُ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ"

(جاثیہ: 13)

"اور اللہ نے زمین اور آسمان کی ساری چیزوں کو تمہارے لئے مسخر کیا' سب کچھ اپنے پاس سے اس میں بڑی نشانیاں ہیں غور و فکر کرنے والوں کے لئے"

علم الابدان (فزیولوجی)

☆ "وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ○ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّکِیْنٍ○ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَکَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَکَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ○" (المومنون: 12-14)

"ہم نے پہلے انسان (آدم کو) مٹی کے ست سے بنایا' پھر اسے ایک محفوظ جگہ ٹپکی ہوئی بوند میں تبدیل کیا' پھر اس بوند کو (مادیہ منویہ سے ایک یا محدود جرثوموں کو) لوتھڑے کی شکل دی' پھر لوتھڑے کو بوٹی بنا دیا' پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں' پھر ہڈیوں پر (مناسب و متناسب) گوشت چڑھایا' پھر اسے ایک دوسری ہی مخلوق بنا کھڑا کیا۔ اور اللہ سب کاریگروں سے بڑا اور بابرکت کاریگر ہے"

علم فلکیات

☆ "فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ○ الْجَوَارِ الْکُنَّسِ○ وَالَّیْلِ اِذَا عَسْعَسَ○ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ" (تکویر: 15-18)

"باربار چمکنے اور پھر ہر رات کے بعد چھپ جانے والے ستارے

گواہ ہیں' رات جب رخصت ہوتی ہے اور دن جب طلوع ہوتا ہے گواہ ہے"

☆ "يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ○" (البقرہ: 189)

"لوگ تم سے چاند کی گھٹتی بڑھتی شکلوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں' کہہ دیجئے کہ یہ لوگوں کے لئے تاریخوں کے تعین اور حج کے تعین کی علامت ہیں"

☆ "وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ○ لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِيْ لَهَا اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ"

(يٰسٓ: 40-39)

" اور چاند' اس کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ ان سے گذرتا ہوا وہ پھر کھجور کی سوکھی شاخ کی مانند رہ جاتا ہے۔ نہ سورج کے بس میں یہ ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جا سکتی ہے بس (یہ سب) ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں"

☆ "وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ" (النحل: 16)

"اور اس (اللہ) نے زمین میں راستہ بتانے والی علامتیں رکھ دیں اور تاروں سے بھی لوگ (دوران سفر) راہنمائی لیتے ہیں"

زراعت

☆ "الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○"

(البقرہ: 22)

"وہی (اللہ) تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کا فرش بچھایا'

آسمان کی چھت بنائی۔ آسمان سے پانی برسایا اور اس کے ذریعے (زمین) سے ہر طرح کی پیداوار نکال کر تمہارے لئے رزق بہم پہنچایا۔ پس جب تم یہ سب کچھ جانتے ہو تو دوسروں کو اللہ کا مدِ مقابل نہ ٹھہراؤ"

☆ "أَفَرَءَيْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ ○ ءَأَنْتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ ○ لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ" (الواقعہ: 63-65)

"تم ہی بتاؤ کہ کاشت کیئے بیج سے فصل تم بناتے ہو یا یہ ہم بناتے ہیں ہم چاہیں تو اسے روند کر (بھس بنا دیں) تباہ کر دیں تم باتیں بناتے رہ جاؤ"

☆ "وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ جَنَّاتٍ مَعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا أُكُلُهُ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ○" (انعام: 142)

" وہ اللہ ہی ہے جس نے طرح طرح کے باغات، تاکستان اور نخلستان پیدا کئے، کھیتیاں اگائیں جن سے قسم قسم کے ماکولات حاصل ہوتے ہیں، زیتون انار کے درخت پیدا کئے جن کے پھل کہ صورت میں مشابہ اور مزے میں مختلف ہوتے ہیں۔ ان کی پیداوار کھاؤ جب یہ پھل دیں اور اللہ کا حق ادا کرو (عشر دو) جب ان کی فصل کاٹو اور حد سے نہ گذرو۔ اللہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"

☆ "أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا إِنَّ فِي

ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ۝" (الزمر: 21)

"کیا تم نے غور کیا کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے زمین میں چشمے بنے اور کھیتی سیراب ہو کر کئی رنگوں میں فصل بنی، پھر سوکھ گئی تو رنگت پیلی ہوئی، پھر ریزہ ریزہ ہو کر ختم ہو گئی۔ (اللہ کی ان نشانیوں میں) غور و فکر کرنے والوں کے لئے رجوع الی اللہ کا سامان ہے"

سیاست

☆ "شَرَعَ لَکُمْ مِنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِہٖ نُوْحًا وَّ الَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ وَ مَا وَصَّیْنَا بِہٖٓ اِبْرٰھِیْمَ وَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰٓی اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ کَبُرَ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ مَا تَدْعُوْھُمْ اِلَیْہِ اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ۝" (شوریٰ: 13)

"اس (اللہ) نے تمہارے لئے دین (عملی زندگی کے جملہ معاملات سے عہدہ برا ہونے) کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے نوحؑ کو دیا تھا اور جسے (اے محمدؐ) اب تمہاری طرف ہم نے وحی کے ذریعہ بھیجا ہے اور جس کی ہدایت ہم ابراھیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دے چکے ہیں اس تاکید کے ساتھ کہ اس دین کو قائم (نافذ) کرو اور باہم گروہ بندی میں مبتلا نہ ہو جاؤ، یہی بات ان مشرکوں کو ناگوار ہوئی ہے جس کی طرف (اے محمدؐ) تم انہیں دعوت دیتے ہو۔ اللہ جسے چاہتا ہے اپنا کر لیتا ہے اور وہ اپنی طرف آنے کا راستہ صرف اسی کو دکھاتا ہے جو (کھلے دل و دماغ کے ساتھ) اس کی طرف آئے"

☆ "وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ○"
(شوریٰ : 38)

"اور جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں' نماز قائم کرتے ہیں' اپنے معاملات باہمی مشورے سے چلاتے ہیں' اور جس رزق سے ہم نے نوازا ہے اس میں سے ہماری خوشنودی کے لئے خرچ کرتے ہیں"

☆ "يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا"
(الاحزاب : 70)

"اے ایمان کا دعویٰ کرنے والو! (ہمیشہ ہی) خدا خوفی کا رویہ اختیار کیئے رہو اور پکی کھری بات کیا کرو (تاکہ اپنے کہے پر ندامت نہ ہو)"

☆ "يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ○" (النساء : 59)

"اے ایمان کا اقرار کرنے والو! اللہ اور اس کے رسول اور اپنے میں سے مقرر کیئے گئے راہنما کے احکامات کی پاسداری کرو اور اگر تم میں باہم تنازع کی شکل پیدا ہو تو (اس کے بہترین حل کے لئے) اللہ اور اس کے رسول (کتاب و سنت) کی طرف رجوع کرو اگر (واقعتاً تم) اللہ اور قیامت (کے بعد جزا و سزا) پر ایمان رکھتے ہو۔ عمدہ انجام (معاملہ سلجھا کر) کیلئے یہی راستہ ہے"

ملکی سیاست ہو یا بین الاقوامی سیاست' راہنما اصول یہی ہیں کہ اللہ کی دھرتی پر اللہ کا قانون نافذ کرنا ہے اسی کا حکم حضرت آدمؑ سے آخری نبی ﷺ تک ہر ایک

کو دیا گیا۔ نفاذ دین کے لئے عملی معاملات کا دوسرا نام سیاست ہے اور نفاذ دین کے لئے کی جانے والی سیاست کی بنیادی ضرورت باہم مشاورت (اسمبلی) ہے۔ پکی اور کھری' کردار کے نکھار کے ساتھ بات ہے اور باہم اختلافِ رائے کی صورت میں کتاب و سنت سے راہنمائی لینے کی تاکید ہے اور بلاشبہ کامیاب انجام کے لئے یہی بنیادی نکات حقیقی ضمانت ہیں۔ اگر سیاست سے انہیں خارج کر دیا جائے تو چنگیزی بھی ہے' اللہ سے بغاوت بھی' کہ اقلیت ہو' اکثریت ہو' خدا کے قانون کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہو سکتی جیسی برطانوی اکثریت نے کی کہ ہم جنسی کو قانونی شکل دی تھی اور ملکہ کو اکثریت کے بنائے قانون' کے سبب اس کی توثیق کرنی پڑی یا دوسرے خدا بیزار ملکوں کے بعض قوانین ہیں۔

سیاست میں بار بار جمہوریت کا نام لیکر اس کی برکات' عامتہ الناس کے سامنے بڑے اہتمام سے بیان کی جاتی ہیں۔ طریق حکمرانی کے لئے کوئی بادشاہت سے نالاں ہے تو کوئی امریت پر برستا ہے اور کسی کو مغربی جمہوریت میں قوم کے لئے ہُن برستا نظر آ رہا ہے حالانکہ امرواقع یہ ہے کہ انسانیت کے لئے نافع جمہوریت آج روئے زمین پر کسی جگہ نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جمہور اصحاب الرائے نے جمہوری انداز میں خلفا کا انتخاب کیا اور ہر خلیفہ اپنے دور میں ہر کسی کے سامنے جوابدہ تھا اور کسی معترض کے خلاف کاروائی کی ادنی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ آج ووٹ لینے کی حد تک جمہوریت اور ووٹ کے بعد حکمران بنتے ہی آمر۔ کوئی فوجی آمر ہے تو کوئی جمہوری آمر' حقیقی جمہوریت منہ دیکھتی رہ گئی ہے۔ ہر جگہ کے انسان کی حقیقی ضرورت خلافت راشدہ والی جمہوریت کا عملاً نفاذ ہے۔

طب و معالجہ

انسانی زندگی کا ایک کمزور پہلو بیماری بھی ہے۔ بیماری کسی بھی قسم کی ہو انسان کو جسمانی اور روحانی طور پر کمزور کر دیتی ہے' روحانی کمزوری سے ہماری مراد وساوس ہیں جس سے ایمان ڈانواں ڈول ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالی کے دوسرے انعامات کی طرح بیماری بھی ایک انعام ہے اور دوسری آزمائشوں کی طرح ایک آزمائش بھی ہے۔ بیماری

انعام ہے صبر کی صورت میں کہ یہ گناہوں کا کفارہ بنتی ہے اور آزمائش ہے جب بندہ ہائے وائے اور بے صبری کا رویہ اپناتا ہے۔ بیماری اگرچہ خالق کی طرف سے مقدر ہو چکی ہوتی ہے مگر اس مقدر کے لئے اسباب خود بندہ پیدا کرتا ہے مثلاً" کھلی ہوا میں ٹھنڈے پانی سے نہا کر نمونیہ کی صورت انسان خود پیدا کرتا ہے۔ غلط غذا کھا کر پیٹ خود خراب کرتا ہے' لاپرواہی سے گاڑی چلاتے حادثہ کا شکار ہو کر ہڈیاں خود تڑوا لیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

بعض امراض بندے کے لئے قدرت کا انعام ہیں کہ اگر وہ تکلیف نہ ہو تو بندہ مر ہی جائے' ایسا عارضہ فی الواقعہ کسی دوسرے مرض کا قدرتی علاج ہوتا ہے مثلا نمونیہ کے ساتھ اگر بخار نہ ہو تو موت بہت قریب ہوتی ہے۔ عمومی بخار جسم کے اندر پیدا یا بڑھتے کسی دوسرے عارضے کی نشاندہی کرتا ہے مثلاً گلے کی خرابی ہو یا گردے کی' بخار انفیکشن کی علامت ظاہر کرتا ہے علی ہذا القیاس۔ رب العزت نے بیماری اور شفا کو اپنی ذات کے ساتھ متعلق رکھ کر ہر شیطانی وسوسے کی جڑ کاٹ دی ہے۔ نمرود کے دربار میں ذات باری کے حوالہ سے مکالمہ کے دوران حضرت ابرہیم علیہ السلام نے بھرے دربار من جملہ دوسری باتوں کے ایک دلیل یہ بھی دی کہ "وَاِذَا مَرِضۡتُ فَهُوَ يَشۡفِيۡنِ۝" (الشعرا: 80) یعنی جب میں بیمار پڑتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے' گویا علاج معالجہ کے تمام لازمی اسباب اپنی جگہ انتہائی ضروری ہیں مگر ان اسباب کو کامیابی سے ہمکنار کر کے شفا دینا صرف اللہ کے ہاتھ ہے۔

☆ "وَنُنَزِّلُ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحۡمَةٌ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ" (بنی اسرائیل: 82)

"ہم نے اس قران میں وہ کچھ نازل کیا ہے جو اہل ایمان کے لئے رحمت اور شفاء ہے"

ہم نے آغاز میں جسمانی اور روحانی عوارض کا ذکر کیا ہے' امراض جسمانی عارضوں کی آماجگاہ ہوتے ہیں تو وساوس روحانی طور پر تکلیف دہ صورت پیدا کرتے ہیں جبکہ جادو متعلقہ انسان کو جسمانی اور روحانی طور پر مفلوج کرتا ہے اور قرآن حکیم'

اسلامک ورلڈ آرڈر' تینوں ہی صورتوں میں پیغام شفا ہے۔ مثلاً وساوس کا قلع قمع کرتا ہے ظن وگمان اور وسوسہ سے یہ کہہ کر روک دیا کہ "اے اہل ایمان! بہت زیادہ گمان کرنے (وسوسوں) سے بچو کہ اکثر گمان (وسوسے) گناہ ہوتے ہیں (مکمل آیت پہلے گزر چکی ہے) جادو کے سلسلے میں' قرآن حکیم کی آخری دو سورتوں پر' سب کا اتفاق ہے کہ جب خود نبی رحمت ﷺ پر یہود نے جادو کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیلؑ کو یہ علاج دے کر بھیجا تھا۔ رہی تیسری صورت جسمانی عوارض کی تو اس کے قرآن سے نمونے کی صرف دو مثالیں آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔

حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے وقت حضرت مریمؑ یکہ و تنہا تھیں اور دردِ زہ (جو جسم کے ہر درد کے مقابلے میں زیادہ شدید اور ناقابل برداشت ہوتا ہے' بلکہ سچ تو یوں ہے کہ ایک زندگی داؤ پر لگتی ہے تو دوسری زندگی جنم لیتی ہے) کی وجہ سے بے حال تھیں' اس شدتِ تکلیف اور کنواری ماں بننے کے احساس سے مغلوب یہ زبان سے نکل گیا کہ "مَامِتُّ قَبلَ هٰذَا وَ كُنتُ نَسْيًا مَنسِيًّا○" (مریم: 23) کاش میں اس (موقع) سے پہلے ہی مرمٹ چکی ہوتی۔ خالق' جو دیکھ بھی رہا تھا اور سن بھی رہا تھا' نے فوراً دستگیری کرتے پیغام دیا

☆ "فَنَادٰهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا○ وَ هُزِّىْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا۫ (مریم: 25-24)

"تو (پیغامِ الٰہی نے) اسے اس کے نیچے سے پکارا کہ غم نہ کھا' بے شک تیرے رب نے تیرے نیچے ایک نہر بہا دی ہے اور کھجور کے تنے کو ذرا ہلا' تازہ پکی کھجوریں کھا (جو نیچے گریں) اور (پانی) پی"

میڈیکل سائنس اور عمومی تجربہ اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ زچگی کے درد شروع ہوتے ہی اگر زچہ کو کھجور یا چھوارے کھلا دیئے جائیں تو ولادت سہل ہو جاتی ہے۔ اب قران حکیم سے دوسری مثال لیجئے فرمایا گیا:

☆ "ثُمَّ كُلِىْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُكِىْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○" (النحل: 69)

"(شہید کی مکھی سے کہا کہ) پھر تو ہر قسم کے پھل سے رس چوس (کھا) اور اپنے رب کے مقرر کردہ راستہ پر چل کہ یہ تیرے لئے سہل ہے۔ اس (شہید کی مکھی) کے پیٹ سے مختلف رنگوں میں بہنے والا مادہ خارج ہوتا ہے جس میں بنی نوع انسان کے لئے شفاء ہے"

شہد کی طبی حیثیت اب محتاج تحقیق نہیں ہے بلکہ اس پر ماہرین کا اتفاق ہے کہ شہد جراثیم کش ہے اور انسان کو بیمار کرنے والے سخت جان جراثیم کا خاتمہ کرنے میں اس کا ثانی نہیں ہے۔ شہد کے اندر پانی جذب کرنے کی بے مثال صلاحیت موجود ہے یہاں تک کہ وہ دھات' شیشہ اور پتھر تک کی رطوبت کھینچ لیتا ہے۔ مختلف قسم کے یونانی اور ایلوپیتھک مرکبات میں شہد موثر جزو کے طور پر شامل پایا جاتا ہے۔ اس پر تحقیقی مقالہ مرتبہ و مطبوعہ' کیلیفورنیا قابل توجہ ہے۔

(Rosicrucian Digest, Sept. 1975, Page - 11)

قرآن کی اسی اتھارٹی پر نبی اکرم ﷺ نے اسہال کے مریض ایک صحابیؓ کے لئے شہد تجویز فرمایا اور صحابیؓ کے وارث صحابیؓ نے فرمانِ نبوت کی اتھارٹی پر اسے شہد پلایا (اور دوبارہ شہد کا اثر ظاہر نہ ہونے کے باوجود ترک نہ کیا) بالاخر اسی شہد کے علاج سے صحابیؓ شفا یاب ہو گئے۔ کہ اپنی اپنی جگہ ہر اتھارٹی مسلّمہ تھی' قرآن بھی اور صاحب قرآن بھی۔

اسلامک ورلڈ آرڈر اور دفاع

غیر مسلم اسلام کے خلاف' حقیقت تک رسائی نہ ہونے کے سبب یا شعوری

تعصب کی بنا پر، جس چیز کو سب سے زیادہ اچھالتے ہیں وہ اسلام کا نظام دفاع ہے، جہاد ہے، جو مسلمان پر فرض عین ہے، جس کے لئے "اسلام بزور شمشیر" کا پراپیگنڈا ہر دور کا ہتھیار رہا ہے اور جس میں ذرہ بھر بھی حقیقت آج تک ثابت نہیں کی جا سکی۔ اس سوچ پر سکھوں کے مشہور لیڈر ماسٹر تارا سنگھ کا تبصرہ ملاحظہ فرمایئے کہ سردار تارا سنگھ نے مختصر جملوں میں کتنی بڑی بات کہہ دی ہے:

> "جب کبھی مجھے کوئی کہتا ہے کہ حضرت محمد نے تلوار کے زور سے اپنا مذہب پھیلایا ہے تو مجھے اس شخص کی کم فہمی پر ہنسی آتی ہے۔ اگر ایک صاحب دنیا کے مقابلے میں تلوار سے کامیاب ہوتے ہیں تو یقیناً یہ ایک معجزہ ہے۔ اپنی سچائی اور ایمان کی مدد سے اپنی کامیابی حاصل کرنا اتنا بڑا معجزہ ہے جتنا ایک آدمی کا تلوار کے زور سے مذہب پھیلانے میں کامیابی حاصل کرنا۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ محمد صاحب نے پہلا مسلمان، پھر دوسرا، پھر تیسرا، پھر چوتھا، پانچواں اور چھٹا مسلمان تلوار کے زور پر ہی کیا تھا تو یہ اشخاص جبراً مسلمان کئے جانے کے سبب ضرور ہی محمد صاحب کے دشمن ہو گئے ہوں گے۔ ایک ایک کو تلوار کے زور سے محمد صاحب مسلمان کر سکتے ہیں لیکن جب تین چار اکٹھے ہو گئے ہوں گے تو انہوں نے مل کر محمد صاحب سے بدلہ کیوں نہ لیا۔"
>
> (بحوالہ کتاب الاسلام ص 235 وامام الامم ص۔ 29)

امر واقع یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ہدایت و سرکردگی میں لڑی گئی تمام لڑائیوں میں قتل ہونے والوں کی تعداد[1] شاید سو ڈیڑھ سو سے متجاوز نہیں جبکہ تہذیب و اخلاق کے دوسرے دعویداروں کی جھولیاں انسانیت کی کھوپڑیوں سے بھری پڑی ہیں اور عمومی اخلاق کے بخیے جس طرح ان فاتحین نے ادھیڑے ہیں وہ کسی ذی شعور کی نظر سے اوجھل نہیں ہیں۔ ماضی تو رہا ایک طرف، حال ہی پر نظر ڈال لیجئے، عراق پر امریکی حملے ہوں یا بوسنیا پر سربوں کی یلغار ہو یا اسرائیل کی ہٹ دھرمی، اخلاق و کردار کا سکہ

---

[1] دس لاکھ مربع میل پر اسلامی حکومت کے قیام کیلئے صرف 225 مسلمان شہید ہوئے اور 759 کفار قتل ہوئے

کس کے پاس ہے، کہیں اجتماعی عصمت دری ہے تو کہیں اجتماعی قتل عام کے نتیجے میں ملنے والی قبریں ہیں۔ تہذیب کے فرزندوں سے نہ بچے محفوظ، نہ بوڑھے اور عورتیں۔

اسلام نے قتلِ انسان کی اجازت صرف تین صورتوں میں دی ہے اس کے علاوہ انسان کا قتل سختی کے ساتھ ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ قتل انسان کی پہلی اجازت قتلِ عمد کے بدلے قتل کرنا (قصاص) ہے (اگر مقتول کے ورثا قتل معاف نہ کریں) دوسرے مرتد کا قتل ہے کہ بلا جبر و اکراہ اسلام قبول کیا اور پھر اسے (کسی مفاد وغیرہ کی لالچ میں) چھوڑ دیا، اور تیسری صورت یہ ہے کہ نفاذ دین کے راستے میں عملاً مزاحم ہو (دین، جو مظلوم کو ظالم کے پنجے سے نجات دلاتا ہے اور اللہ کے نظام عدل و انصاف کو اللہ کے بندوں کی بہبود کے لئے نافذ کرتا ہے)

حضرت آدمؑ سے سرور دو عالم ﷺ تک ہر نبی اور اس کی امت کی یہ ذمہ داری رہی ہے کہ وہ اللہ کے دین کو عملاً نافذ کریں تاکہ انسانیت اس سے فیضیاب ہو۔ یہی کام نبی آخر الزماں ﷺ کے ذمہ لگایا گیا۔ قرآن کا فرمان ملاحظہ فرمائیے:

☆ "هُوَ الَّذِىٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَ دِيۡنِ الۡحَـقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ" ۝
(الصف: 5)

"یہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ وہ اسے (محرف ادیان باطلہ پر) غالب کرے خواہ یہ مشرکوں کو ناگوار گذرے"

ظلم و غلامی میں پسی ہوئی انسانیت کی خیر خواہی میں جب اہل ایمان اٹھے تو ایسا نہیں ہوا کہ مسیحی صلیبوں کی طرح جنگ کے جنوں میں ہر طرح کی قتل و غارت کو روا رکھا گیا بلکہ لحہ لحہ، قدم قدم اعلیٰ اخلاقی اقدار کو پیش نظر رکھا گیا۔ اپنے قاصدوں کے ذریعے ہر مقابل کے سامنے تین شرائط رکھی گئیں کہ اسلام قبول کرکے ہمارے بھائی بن جاؤ، اطاعت قبول کرو اور جزیہ دو، ہم تمہاری عزت و آبرو اور تمہارے اموال کے محافظ ہوں گے تمہیں برابر کے حقوق شہریت سے نوازیں گے، اور اگر یہ قبول نہیں تو پھر

تیسری اور آخری صورت یہ ہے کہ تلوار اٹھاؤ' سامنے آجاؤ' کہ ہم تمہیں مغلوب کر کے اس دھرتی پر اللہ تعالیٰ کا مطلوبہ مشن (نفاذ دین) مکمل کر دیں۔ اس کے علاوہ اسلام نے قتلِ انسان کی کوئی چوتھی صورت نہیں چھوڑی۔

اسلام قبول کرنے سے انکار کرنے والوں اور بحیثیت اقلیت اطاعت کے منکرین سے جب میدان جہاد میں آمنا سامنا ہو' تو اس حالتِ غیض و غضب کے لئے' اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی وساطت سے اہل ایمان کو واضح ہدایات دیں اور تاریخ شاہد ہے کہ ان ہدایات پر عمل بھی کروایا۔ اخلاق کا یہ معیار کس کے پاس ہے کہ صلاح الدین ایوبی رچرڈ کو گھوڑا پیش کرے (کہ دوران معرکہ مسلم سپاہ کے حملہ سے اس کا گھوڑا قتل ہو گیا تھا) رچرڈ بیمار ہو تو تیمارداری کے لئے خود دشمن کیمپ میں صلاح الدین ایوبی پہنچ جائے۔ حضرت علیؓ دشمن کے سینے پر سوار ہوں اور اسے قتل کرنا ہی چاہتے ہیں' موت کے منہ میں آیا دشمن یقینی موت دیکھتے حضرت علیؓ کے چہرہ پر تھوک دیتا ہے' آپؓ قتل کرنے کے بجائے چھوڑ دیتے ہیں تو دشمن ششدر رہ جاتا ہے۔

اسلام نے مقابلے میں ہتھیار اٹھانے والوں کے قتل کی اجازت دی ہے' مگر زخمی' بوڑھا' عورت اور بچہ سب سے صرف نظر کرنے کا حکم دیا ہے جبکہ مسیحی ورلڈ آرڈر والوں کا روّیہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔ اسلامک ورلڈ آرڈر کا ضابطۂ حرب بھی دیکھ لیجئے:

☆ "آنحضرت ﷺ جب کسی دشمن قوم پر رات کے وقت پہنچتے تو جب تک صبح نہ ہو جاتی حملہ نہ کرتے تھے" (الجہاد فی الاسلام: ص 224)

☆ "آگ کا عذاب دینا (کسی کو جلا ڈالنا) سوائے آگ کے پیدا کرنے والے کے اور کسی کو سزاوار نہیں ہے" (ایضا: ص 225)

☆ "مفتوحہ علاقہ کی فصلیں اور درخت تباہ نہ کئے جائیں" (فتح الباری: ج 7 ص 234)

☆ "کسی مجروح پر حملہ نہ کیا جائے' کسی بھاگنے والے کا پیچھا نہ کیا جائے' کسی قیدی کو قتل نہ کیا جائے اور جو (دشمن) اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے وہ امان میں ہے" (فتوح البلدان : 47)

☆ "نہ کسی سفیر کو قتل کیا جائے' نہ کسی مقتول کا مثلہ کیا جائے' نہ دشمن کے مویشی ہلاک کئے جائیں اور دشمن کے مذہبی راہنماؤں کو ستایا جائے' نہ ہی عبادت گاہیں مسمار کی جائیں"

اسلامک ورلڈ آرڈر اور محسنِ انسانیتؐ کا حقوق انسانی کا چارٹر

اسلامک ورلڈ آرڈر کا اجمالی تعارف آپ کے سامنے آ چکا ہے اب آخر میں ہم زبانِ نبوت سے حقوق انسانی کا چارٹر (خطبہ حج الوداع) آپ کے مطالعہ کیلئے پیش کرتے ہیں کہ آج چہار سو ہر فرد حقوقِ انسانی کے غم میں گھلا جا رہا ہے' کوئی اپنے لئے حقوق کا طلب گار ہے تو کوئی دوسروں کیلئے حقوق کی جنگ لڑ کر گردن اونچی کرنے کے چکر میں ہے اور ہر کسی کے ہاتھ مکمل ہاتھی کے بجائے اسکی ٹانگ' کان اور سونڈ وغیرہ پر ہیں اور اسی حصے کو وہ ہاتھی سمجھے ہوئے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے خطبہ حج الوداع، آپ ﷺ نے فرمایا کہ :-

لوگو ! تمہارا خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہیں (یعنی ایک دوسرے کا قتل اور لوٹنا تمہارے لئے ہمیشہ حرام ہے) بالکل اسی طرح جس طرح کہ آج یوم العرفات کے دن ذی الحجہ کے اس مبارک مہینہ میں' اپنے اس مقدس شہر مکہ میں (تم ناحق کسی کا خون کرنا اور کسی کا مال لینا حرام جانتے ہو) خوب ذہن نشین کر لو کہ جاہلیت کی ساری چیزیں (یعنی اسلام کی روشنی کے دور سے پہلے تاریکی اور گمراہی کے زمانہ کی ساری باتیں اور تمام قصے ختم ہیں) میرے دونوں قدموں کے نیچے دفن اور پامال ہیں (میں انکے خاتمہ اور منسوخی کا اعلان کرتا ہوں) اور زمانہ جاہلیت کے خون

بھی ختم ہیں' معاف ہیں (یعنی جاہلیت کے دور کے کسی خون کا بدلہ نہیں لیا جائے گا اور سب سے پہلے میں اپنے گھرانہ کے ایک خون ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کے فرزند کا خون معاف کیئے جانے کا اعلان کرتا ہوں جو قبیلہ بنو سعد کے ایک گھر میں دودھ پینے کیلیئے رہتے تھے اور انکو قبیلہ ہذیل کے آدمیوں نے قتل کر دیا تھا (ہذیل سے بدلہ لینا ابھی باقی تھا)۔

زمانہ جاہلیت کے سارے سودی مطالبات (جو کسی کے ذمہ باقی ہیں وہ سب بھی) ختم اور سوخت ہیں (اب کوئی مسلمان کسی سے اپنا سودی مطالبہ نہیں کرے گا) اور اس ضمن میں بھی میں سب سے پہلے اپنے خاندان کے سودی مطالبات میں سے اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کے سودی مطالبات کے ختم اور سوخت ہونے کا اعلان کرتا ہوں (اب وہ کسی سے اپنا سود وصول نہیں کرینگے کہ آج انکے سارے مطالبات ختم کر دیئے گئے ہیں)

<u>اے لوگو! عورتوں کے حقوق اور انکے ساتھ برتاؤ کے بارے میں خدا سے ڈرو' اس لئے کہ تم نے انکو اللہ کی امانت کے طور پر لیا</u> ہے اور اللہ کے حکم اور اسکے قانون سے انکے ساتھ تمتع تمہارے لئے حلال ہوا ہے اور تمہارا خاص حق ان پر یہ ہے کہ جس آدمی کا گھر پر آنا اور تمہاری جگہ اور تمہارے بستر پر بیٹھنا تم کو پسند نہ ہو وہ اسکو اسکا موقع نہ دیں' لیکن اگر وہ غلطی کریں تو تم (تنبیہہ اور آئندہ سدّباب کیلیئے کچھ سرزنش کرنا یا سزا دینا چاہو اور مفید سمجھو) انکو کوئی خفیف سی سزا دے سکتے ہو اور انکا خاص حق تم پر یہ ہے کہ اپنے مقدّر اور حیثیت کے مطابق انکے کھانے پہنے کا انتظام کرو۔ اور میں تمہارے لئے وہ سامان چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اس سے وابستہ رہے اور اسکی پیروی کرتے رہے تو تم کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ ہے کتاب اللہ (قرآن حکیم)۔

اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے، تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا (کہ میں نے احکام الٰہی کو تم تک کس حد تک پہنچایا) تو بتاؤ کہ وہاں تم کیا کہو گے' کیا جواب دو گے؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جواباً" عرض کیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں اور قیامت کے دن بھی گواہی دیں گے کہ آپ نے پیغام ربانی اور احکام و ہدایت الٰہی ہم تک اسطرح پہنچائے کہ تبلیغ و راہنمائی کا حق ادا ہو گیا اور نصیحت و خیر خواہی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا" (بحوالہ معارف الحدیث جلد چہارم صفحہ 30-229)

"میں تمہیں پھر متنبہ کرتا ہوں' تاکید کرتا ہوں کہ ذات باری تعالیٰ سے ڈرتے رہنا' اسی کی عبادت کرنا' اسی سے مدد مانگنا اور نیک راہ اختیار کیئے رہنا۔ لوگو! میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ میں اس سال کے بعد تم سے پھر اس جگہ مل سکوں یا نہ مل سکوں اس لئے جو آج کہہ رہا ہوں اسے سنکر خوب ذہن نشین کر لو ...... جاہلیت کے تمام دساتیر (ورلڈ آرڈرز) و رواج آج میرے پاؤں کے نیچے پڑے سسک رہے ہیں' دم توڑ رہے ہیں' میں انہیں کچل رہا ہوں' دورِ فخر و کبر مٹ گیا اب نہ کسی عربی کو عجمی پر اور نہ عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت ہے' سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم محض خاک کے ایک پتلے ہیں۔ تمام کلمہ گو' تمام فرزندان توحید' تمام مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں۔ ہاں سن لو! میں غلاموں (نجی ملازموں) کے متعلق کہہ رہا ہوں کہ جو خود کھاؤ انہیں بھی وہ کھلاؤ اور پہناؤ۔

اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو وراثت میں حق دیا ہے۔ اب کسی کے حق میں (ان حقوق کے خلاف) وصیت جائز نہیں اور بیٹا بھی اسی

کا ہو گا جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا ہے' منہ بولا رشتہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا' زنا کار و زانی کا بیٹا زانی کیلئے پتھر ثابت ہو گا (زانی سنگسار کیا جائے گا) اس کا حساب خدا کو دینا ہو گا۔ جو شخص اپنے باپ کے سوا خود کو کسی دوسرے نسب سے منسوب کرے یا غلام خود کو کسی دوسرے کا غلام ظاہر کرے اسپر اللہ کی لعنت ہے ...... جس جس پر کسی کا قرض ہے ادا کر دے عاریتاً" لی ہوئی چیزیں مالکوں کو واپس کر دیں اور جو ضامن ہے وہ ضمانت و تاوان کا ذمہ دار ہے ...... لوگو! دیکھو میرے بعد گمراہ ہو کر باہم خانہ جنگی شروع نہ کر دینا' ایک دوسرے کا گلا نہ کاٹنا ہر شخص اپنے کئے کا ذمہ دار ہے اسی سے محاسبہ ہو گا اور ہاں دیکھو! اگر نکٹا حبشی غلام بھی تمہارا امیر یا سربراہ ہو اور وہ تمہیں خدا کی کتاب کے مطابق چلائے تو اسکی مکمل اطاعت کرنا تمہارا فرض ہے ۔ تمہارے اس شہر میں قیامت تک شیطان کی پوجا نہ ہو گی۔ وہ مایوس ہو چکا مگر جزوی و فروعی امور میں تم اس کا اتباع کرنے لگو گے اور وہ اسی سے خوش ہو گا"۔ بعد ازاں آپؐ نے کارِنبوت پر گواہی لیکر شکرادا کیا۔ اس لمحے اللہ کا فرمان لیکر حضرت جبرائیل علیہ آئے' اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا" آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تمام کر کے تمہارے لئے دین (زندگی گزارنے کا طریقہ) اسلام (یونیورسل اسلامک ورلڈ آرڈر) کو پسند کیا۔ (بحوالہ محبوب کائنات' مرتبہ مولانا عبدالحمید دہلوی - صفحہ 16-515)

بھلائی کی بات

اسلامک ورلڈ آرڈر' جو فی الواقعہ یونیورسل ورلڈ آرڈر ہے' کا مطالعہ بہت زیادہ

مفید نہ بن سکتا کہ یہ محض یک طرفہ بات ہوتی' محض بنیاد پرستوں کی بات ہوتی' محض مولویانہ موشگافی کہلاتی' باوجود اس کے کہ انسانیت کی بھلائی کیلئے اس سے بڑھ کر سچی اور کھری بات کہیں نہیں ہے' اسلئے ہم نے مقابلے کے ورلڈ آرڈرز سے بھی جھلکیاں آپ کے سامنے رکھ دیں کہ آپ عقل و شعور کی کسوٹی پر پرکھ کر خود اپنے ضمیر کی آواز سن سکیں۔ ضمیر"جو مسلم کا ہو یا غیر مسلم کا" کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ اسپر ہم تاریخ سے ایک دو مثالیں آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔

تورات' انجیل میں آخری نبی آنے کی خبر موجود ہے اور عرب کے یہود' مقامی غیر یہود کو دھمکی دیا کرتے تھے کہ آخری نبی کو آلینے دو پھر تم ہم پر ظلم نہ کر سکو گے ان حالات میں جب حضرت محمد ﷺ کے اعلانِ نبوّت کی خبر ادھر ادھر پھیلی' تو اہل مدینہ سے نبی پر ایمان میں سبقت کی خاطر' یہود نے مکہ تحقیق کیلئے نمائندہ وفد بھیجا تو واپسی پر جو مکالمہ ہوا وہ قابل توجہ ہے کہ ضمیر کی سچائی کو کس طرح تعصب کی ہٹ دھرمی سے دبا لیا جاتا ہے (اس باہمی مکالمہ کی راوی' ام المئومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا ہیں جو ان نمائندگان میں سے ایک کی بیٹی اور ایک کی بھتیجی تھیں)

چچا (یہ مکالمہ خود حضرت صفیہؓ نے سنا اور نبی اکرمؐ سے بیان کیا) کیا واقعی یہ وہی نبی ہیں جس کی خبریں ہماری کتابوں میں دی گئی ہی)؟

والد: خدا کی قسم ہاں'

چچا: کیا تم کو اس کا یقین ہے؟

والد: ہاں'

چچا: پھر کیا ارادہ ہے'

والد: جب تک جان میں جان ہے اسکی مخالفت کرونگا اور اسکی بات نہ چلنے دونگا (کہ وہ قریش میں سے ہے' یہود میں سے نہیں ہے) (ابن ہشام جلد دوم صفحہ 165)

اسلامک ورلڈ آرڈر (قرآن) کی صداقت پر یہود کے ایمان کی دوسری مثال یہ ہے کہ 1967ء میں عرب صحرائے سینا پر اسرائیل کا قبضہ ہوا' تو صحرائے سینا کے اس مقام پر جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پتھر پر عصا مارنے کا حکم دیا گیا تھا اور جس کے

نتیجے میں بارہ چشمے پھوٹ نکلے تھے اور ہر قبیلے کا اپنا چشمہ تھا' یہود نے کہا کہ چونکہ قرآن کہتا ہے یہاں چشمے پھوٹے تھے لہٰذا یقیناً یہاں پانی ہے۔ یہودیوں نے اس مقام پر ڈرلنگ کر کے پانی حاصل کر لیا مگر جس قرآن کی اتھارٹی پر ڈرلنگ کر کے پانی لیا اس پر ایمان کی سعادت سے محروم رہے کہ تعصب سدِّ راہ ہے (قرآن میں مذکورہ واقع ملاحظہ فرمایئے)

"وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ..." (البقرہ - 60)

"یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم کیلئے' پانی مانگا تو ہم نے کہا کہ فلاں چٹان پر اپنا عصا مارو 'چنانچہ عصا مارنے پر اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے"

اس مذہبی تعصب کے بلعکس 'اسلامک ورلڈ آرڈر کا مبنی بر انصاف روّیہ بھی اسی اتھارٹی (قرآن) سے ملاحظہ فرمالیجئے کہ یہ ہر تعصب کی جڑ کاٹ کر بلالحاظ مذہب و ملت' رنگ و نسل مساوات کے اصول پر ہر کسی کو انصاف کی ضمانت دیتا ہے۔ مدینہ کی بستی میں اسلام کی ابھی ابتدا تھی۔ اسلام قبول کرنے والوں کی تربیت ابھی مکمل نہ ہوئی تھی - جاہلیت کے اثراتِ بد ابھی لوگوں میں اسلام قبول کرنے کے باوجود کچھ نہ کچھ موجود تھے۔ یوں بعض مسلمانوں نے (جو شیطان کے ورغلاوے میں آ گئے تھے) ایک یہودی پر چوری کا الزام لگا کر مقدمہ سرورِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیا' غلط گواہوں سے فیصلہ یہودی کے خلاف ہوا چاہتا تھا کہ اسلامک ورلڈ آرڈر کے خالق نے حقیقتِ حال سے اپنے نبی کو آگاہ فرما دیا 'یوں یہودی کو انصاف مل گیا اور الزام لگانے والوں کی سرزنش اس طرح ہوئی کہ یہ تنبیہہ قیامت تک کیلئے ورلڈ آرڈر کا حصہ بن گئی' دیکھئے:

"اے نبی ہم نے یہ کتاب (راہنمائی) حق کے ساتھ تمہاری طرف نازل کی ہے تاکہ اللہ نے جو راستہ تمہیں دکھایا اسکے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو' اللہ بڑا درگزر کرنے والا اور رحیم

ہے۔ جو لوگ اپنے نفس سے خیانت کرتے ہیں تم انکی وکالت نہ کرو۔ اللہ کو ایسا شخص پسند نہیں ہے جو خیانت کار اور معصیت پیشہ ہو یہ لوگوں سے اپنی حرکات چھپاتے ہیں مگر خدا سے نہیں چھپاتے' وہ تو اس وقت بھی انکے ساتھ ہوتا ہے جب وہ راتوں کو چھپ کر ایسے مشورے کرتے ہیں جو اسے ناپسند ہیں۔ اللہ انکے سارے اعمال کا جو وہ کرتے ہیں احاطہ کئے ہوئے ہے! ہاں' تم لوگوں نے ان مجرموں کی طرف سے زندگی میں تو بحث کر لی مگر قیامت کے روز کون اللہ سے بحث کریگا یا کون وہاں انکی ذمہ داری اٹھانے والا ہو گا......" (النساء 105 تا 109)

اس یونیورسل ورلڈ آرڈر سے' جو ہمارے سامنے اسلامک ورلڈ آرڈر کی صورت میں موجود ہے' چند حقیقتیں سامنے آتی ہیں مثلاً" یہ کہ تخلیق کائنات سے قبل تیار شدہ اس فیزے ۔بیلیٹی رپورٹ کے خالق کا علم اول و آخر کس قدر مسلمہ ہے (کہ لوح محفوظ پر پہلے سے لکھے اس مخطوطہ کے مندرجات کی ہر تفصیل بعد میں آنے والے واقعات کی تائید کرتی ہے) پھر اس ہستی کے پاس صرف علم ہی نہیں بلکہ وہ دیکھتا اور سنتا بھی ہے (اِنِّیۡ اَسۡمَعُ وَاَرٰی) جس کی روشنی میں وہ ضرورت کے مطابق موقعہ کی مناسبت اور لوگوں کے سوالات کے جواب میں' اس ورلڈ آرڈر کے متعلقہ حصے نازل فرماتا رہا ہے یعنی اسے خبر تھی کہ آخری نبیؐ کی امت یہ اور یہ سوال کریگی - یہ اور واقعات رونما ہونگے اور انکے لئے مجھے یہ ہدایات جاری کرنا ہونگی ۔عقل باور کرتی ہے کہ اگر انسان اپنا دشمن آپ نہیں ہے تو اس رحمت و مودّت سے بھرپور ہمہ جہت ہدایت کے سرچشمہ سے ہی اسکی حقیقی پیاس بجھ سکتی ہے اس سے وہ جسقدر دور ہو گا سکھ' سکون' تحفظ اور خوشحالی سے بھی اسی قدر دور ہو گا خواہ بظاہر وہ بنک بیلنس والا ہی کیوں نہ ہو کہ خوشحالی صرف مال سے نہیں آتی۔

آخری بات

اس اسلامک ورلڈ آرڈر پر عمل کیلئے قدم قدم پر مددِ باری تعالٰی کی ضرورت

ہے کہ اسکے بغیر تکمیل بموجب معیار مطلوب مشکل بلکہ ناممکن ہے اس کا نسخہ بھی اسی ورلڈ آرڈر میں لکھا موجود ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ اسْتَعِیْنُوْابِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃ "اے ایمان والوں میری مدد نماز اور صبر سے حاصل کرو" دوسری جگہ یہی صفت اس طرح بیان فرمائی کہ دینوی اور اخروی خسارے سے بچنے والے وہ ہیں جو تواصی بالحق کا کام کرتے ہیں تواصی بالصبر پر عمل کرنے والے ہیں۔ پس ہر مشکل مرحلے پر نماز اور صبر سے مدد لیکر اس اسلامک ورلڈ آرڈر کی تکمیل ممکن ہے۔

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روز محشر عذر ہائے من پذیر
گر تو می بینی حسابم ناگزیر
از نگاہ مصطفیٰ پنہاں بگیر

تعاونوا بالبرّ والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان

بھلائی کے کاموں میں تعاون کریں

☆

میاں نور محمد میموریل اَلنوّر ٹرسٹ رجسٹرڈ' اسلام اور نظریہ پاکستان کے استحکام کے لئے کام کرنے والا ایک سماجی ادارہ ہے ٹرسٹ کا شعبہ تحقیق و تالیف گزشتہ ایک سال سے مصروفِ عمل ہے اور اسلامی تعلیمات کے حوالے سے اب تک کئی کتب اور کتابچے مخیر اداروں اور مخیر حضرات کے تعاون سے آپ کے سامنے لا چکا ہے الحمد للہ مختلف حلقوں میں اس کام کی افادیت کو تسلیم بھی کیا گیا ہے۔

آج جب ہمارے گردوپیش بگاڑ ہے اور روز بروز اس میں اضافہ ہو رہا ہے یہ ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ خیروبھلائی کو زیادہ موثر انداز میں پھیلایا جائے۔ اتحادِ ملت کے لئے قرآن و سنت کی تعلیم کو عوام کے سامنے لایا جائے۔

اَلنوّر ٹرسٹ کا کام آپ کے سامنے ہے یہ کام کسی اکیلے شخص یا ادارے کا نہیں ہے اس میں دامے درمے سخنے ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ تاریکی چھٹے گی تو روشنی پھیلے گی اور روشنی پھیلے گی تو میرا اور آپ کا رہنا سہل ہو گا ہماری آئندہ نسل تنزل سے محفوظ رہے گی۔ انشاالله تعالیٰ۔

اپنے اور اپنی اولاد کے سکھ بھرے مستقبل کی خاطر تعاون کیجئے کہ اسلام کی روشنی پھیلے' اتحاد ملت پروان چڑھے۔

عطیات کے لئے :۔ مسلم کمرشل بنک اکاؤنٹ نمبر MCB/CD-897

میاں نور محمد میموریل اَلنوّر ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

TO MEET
EVERY CHALLENGE OF EVERY TIME

ALMIGHTY'S UNIVERSAL ISLAMIC WORLD ORDER

in comparison with
MAN GIVEN WORLD ORDERS

BY
Abdur Rasheed Arshad

AN NOOR MUHAMMAD MEMORIAL ANNOOR TRUST (REGD.)

حدودِ ستر

اور

اہمیتِ حجاب

از

عبدالرشید ارشد

النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ) جوہر پریس بلڈنگ جوہر آباد
فون نمبر 3401-720401

غیر مسلم جو شعور سے اسلام قبول کرتے ہیں' اس پردہ کو اپناتے ہیں جبکہ روایتی مسلمان اس پردہ سے خائف ہی نہیں اس کی مخالفت کرتے ہیں

﴾ بسم اللہ الرحمن الرحیم ﴿

حدود ستر اور اہمیت حجاب

ابتدائیہ

چشم فلک نے ایسا پاکیزہ معاشرہ کبھی نہ دیکھا ہوگا جس کے تشکیل دینے والے محبوب خدا اور محسن انسانیت ﷺ تھے، جسکی تشکیل اور تکمیل کیلئے بلاواسطہ خالق کائنات کی راہنمائی میسر تھی۔ معاشرہ کے افراد کی تربیت کیلئے محض علمی (Theoritical) کتابی راہنمائی میسر نہ تھی بلکہ تخلیق کنندہ نے اپنے معزز و محترم ترین ہادی و راہنما حضرت محمد ﷺ کے ذریعے ہمہ پہلو عملی تربیت (Practical Training) کا خصوصی اہتمام بھی فرمایا جنھوں نے عملی زندگی کے ہر گوشہ میں کسی متوقع کمی بیشی کی راہ روک کر، ایک انتہائی معتدل معاشرہ تشکیل دے کر، اسے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بنی نوع انسان کیلئے نمونہ کے طور پر پیش کر دیا۔

یہ معاشرہ اخلاق و اقدار کی جن بلندیوں کو چھو کر ہماری تاریخ کا حصہ بنا، وہ رفعت بعد کے ادوار میں کبھی ملت مسلمہ کا مقدر نہ بن سکی۔ اس انحطاط کے اسباب و علل کسی ذی شعور سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ ان اسباب کا تجزیہ اپنے پرائیوں نے اپنے اپنے انداز میں کیا ہے۔ سب تجزیہ نگار اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ من جملہ دیگر اسباب کے ہر دور میں انحطاط یا عدم انحطاط کا زیادہ دارومدار عورت کی معاشرہ میں حیثیت کے تعین سے کسی نہ کسی پہلو ضرور رہا ہے۔

اس پر اسلام کی تعلیم کے حوالے سے کچھ کہنے سے پیشتر ہم ایک مغربی سکالر کی رائے پیش کرتے ہیں کہ اسلام سے خائف ذہن اس آئینہ میں معاشرتی انحطاط کی وجوہات جان لیں:-

"انسانیت کی پوری تاریخ میں کوئی ایک مثال بھی اس قسم کی نہیں ملتی کہ کوئی ایسی سوسائٹی تمدن کی بلندی تک پہنچ گئی ہو، جسکے لڑکے لڑکیوں کی

پرورش اور تربیت ایسے ماحول میں ہوئی ہو جس میں مرد و زن مخلوط رہے ہوں۔ تاریخ عالم میں کوئی بھی مثال ایسی نہیں ملے گی کہ وہ قوم اپنی تمدنی بلندی کو قائم رکھ سکی ہو۔ اس کے برعکس صرف وہی اقوام تہذیب کی انتہائی بلندیوں پر پہنچ سکی ہیں جنہوں نے مخلوط میل جول پر پابندی عائد کی۔"

"کوئی گروہ کیسے ہی جغرافیائی ماحول میں رہتا ہو،اس کی تمدنی سطح بلند ہو گئی تھی یا نیچے گر گئی تھی، اس بات کا انحصار صرف ان حالات پر ہے کہ اس نے اپنے ماضی اور حال میں مرد اور عورت کے میل جول کے لئے کس قسم کے ضوابط مرتب اور نافذ کئے تھے۔"

"اگر کسی قوم کی تاریخ آپ دیکھیں کہ کس وقت اس کی تمدنی سطح بلند تھی یا پست تو تحقیق سے معلوم ہوگا کہ اس قوم نے مردوزن کے تعلقات میں کیا تبدیلی کی تھی جس کی نتیجے میں اس کی تمدنی سطح بلند تھی یا پست۔"

("Sex of Culture" - Page 340, Prof. Dr. J.D. Unwin, Cambridge University,)

قرآن و حدیث کی حقیقی کسوٹی سے پہلے ایک غیر مسلم محقق کے تجزیہ کی روشنی میں عالمی سطح پر مختلف اقوام و ملل کے معاشروں کا جائزہ لیتے جایئے آپ کو مذکورہ تجزیئے کے ایک ایک حرف کی صداقت پر دل سے گواہی ملے گی۔ مختلف ادوار میں سماجی معاشرتی اقدار کو اپنے اہداف سے ہم آہنگ قرار دے کر معاشروں کی تشکیل کی گئی۔ کبھی مردوزن کے اختلاط پر قدغن لگا کر کامیابی کی منزل قریب لائی گئی تو کبھی مردوزن کو کھلی چھٹی دے کر اسے سکھ اور سکون کی گارنٹی سمجھ لیا گیا۔ مثلاً مضمون نگار کے نام جرمن چانسلر کے خط کا ایک اقتباس دیکھئے :-

☆ In the Federal Republic of Western Ger-

many, we discuss your mentioned points mostly in view of the existing youth law. Experience in other Europian Countries has shown that wide liberalism in sex has cut down the rate of criminal faults and indecent assaults.

As a matter of principle, it is our system that we don't interfere in the moral view of our people, provided there is no fear of social defaults on the whole. ☆

(W. German Chancellor to A.R.Arshad, dated 31-5-77)

فکر کی کجی

پروفیسر ڈاکٹر جے ڈی انون اور جرمن چانسلر ہلمٹ شوٹمڈ کے نکتہ ہائے نظر آپ ملاحظہ فرما چکے۔ دونوں حضرات یورپی معاشرہ کے انتہائی ذمہ دار فرد ہیں۔ دونوں کے خیالات میں بعد المشرقین ہے۔ سچائی اور حقیقت کس پلڑے میں ہے، اسے پرکھنے کے لئے صرف ایک دو مثالیں ہی کافی ہیں۔ یورپی معاشرہ ہو یا امریکی (جو فی الواقعہ ایک ہی نہج پر استوار ہیں) اس کی جھلکیاں ملاحظہ فرمالیجئے۔

میڈیا کی اس خبر پر ایک زمانہ شاہد ہے کہ آزادی و حقوق کے چیمپئن ادارہ اقوام متحدہ کی ناک کے عین نیچے نیویارک میں رات کو محض چند گھنٹے بجلی بند ہو گئی اور اس دوران تہذیب کے

فرزندوں نے کتنی عصمتوں کو پامال کیا، کس قدر جنسی تشدد ریکارڈ پر آیا، کس قدر لوٹ مار ہوئی اور مہذب معاشرے میں کتنی جانوں کا اتلاف ہوا، یہ اس معاشرے کی تصویر ہے جس میں جنسی آزادی سے "معاشرہ فیضیاب" ہے۔

دوسری مثال، یورپ میں خواتین کے مسائل اور اپنے دین سے نفرت کے حوالے سے ہے۔ خبر گھر کے بھیدی نے دی ہے اس لئے مصدقہ ہے۔

"مغرب کے لوگ اپنی سوسائٹی سے مایوس ہو رہے ہیں، جس میں بڑھتے ہوئے جرائم، خاندانی نظام کی تباہی، منشیات اور شراب نوشی کا دور دورہ ہے۔ بالآخر وہ اسلام کے دیئے ہوئے نظم وضبط اور تحفظ کی تعریف کرتے ہیں۔"

"برطانیہ کی نو مسلم خواتین نے ہمیں بتایا کہ اسلام میں ہمارے لئے کشش کا سبب ہی یہ ہوا کہ اسلام مرد اور عورت دونوں کے لئے علیحدہ علیحدہ دائرہ کار تجویز کرتا ہے جو دونوں کی جسمانی اور حیاتیاتی ساخت کے عین مطابق ہے۔"

(Daily "Times" London, Nov:9, 1993, Survey Report - "Why Europian Women embrace Islam!")

اس روشنی میں اگر جرمن چانسلر کے نکتہ نظر کا جائزہ لیا جائے تو معلوم یہ ہوتا ہے کہ نوجوانوں کو جنسی آزادی دینے سے انہیں جو سکھ اور سکون (بقول انکے) ملتا ہے وہ اس طرح کہ نوجوان لڑکے لڑکیاں جنسی آزادی انجوائے کرنے میں مشغول رہیں اور یوں وہ ان کی سیاست، ان کے اقتدار کیلئے خطرہ نہ بن سکیں۔ یہی کچھ آج عملاً بعض مسلم ممالک میں بھی ہو رہا ہے جہاں نوجوانوں کی الگ وزارتیں ہیں جو انہیں مشرق بعید میں عیاشی کے اڈوں پر لے جا کر ایک بار راہ دکھا دیتی ہیں تاکہ بعد میں نوجوان اسی کوچہ کے ہو رہیں اور کرسی کو خطرہ نہ ہو۔

بلٹ شوٹد کا یہ کہنا کہ Wide Liberalism in Sex has cut down

the rate of criminal faults قطعی طور پر سطحی تجزیہ ہے اگر ذرا بھی حقیقت پسندی جرمن چانسلر کا مقدر ہوتی تو وہ دیکھتے کہ اس 'وائڈ لبر لازم' کے نتیجے میں کس شرح سے طلاق، خود کشی اور خاندانی ٹوٹ پھوٹ یورپ کا مقدر بنی ہے جس کے نتیجے میں سکھ اور سکون کی طلبگار ہوشمند خواتین اسلام کے دامن میں پناہ لے رہی ہیں۔

اسلام اور مرد و زن

اسلام نے ساڑھے چودہ سو سال قبل آفاقی ہدایت کے تابع جس معاشرہ کی بنیاد رکھی تھی اور جس کی گئی گذری صورت آج کے مسلم ممالک میں، یورپی معاشرہ سے بدرجہا بہتر دیکھی جا رہی ہے، مرد وزن کیلئے ضابطہ حیات پر تھی کہ عدل اجتماعی اس کے بغیر ممکن نہ تھا۔ مرد وزن گاڑی کے دو پہیے ہوں یا ایک ہی سکے کے دو رخ اپنی ساخت اور قوت کار کی حوالے سے اپنا اپنا الگ تشخص رکھتے ہیں جسے کسی بھی حالت میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور بقول ڈاکٹر انون نظر انداز کرنے یا نہ کرنے پر معاشرہ کی بلندی یا پستی کا انحصار ہے۔

مرد وزن کے درمیان حد فاصل کیلئے عورت اور مرد کیلئے ستر کی حدود کا تعین کیا گیا۔ رشتوں کے اعتبار سے میل جول کی حدیں مقرر کی گئیں اور حدود کا تعین کسی انسان کی سوچ نہیں بلکہ مرد وزن کے خالق کا حکیمانہ فیصلہ ہے کہ وہ اپنی تخلیق میں خیر و شر کے داعیات سے حقیقی واقفیت رکھتا ہے، اسے خبر ہے کہ میرے مطلوبہ فلاحی معاشرہ کیلئے کیا کچھ درکار ہے اور کیا کچھ غیر مطلوب ہے۔

انسانی معاشرے میں اہم ترین (King Pin) وجود عورت کا ہے اور اس اہم ترین وجود کا قیمتی سرمایہ عزت و عصمت ہے، عفت و حیا ہے۔ اس کی حفاظت پر معاشرہ کی بقا یا عدم بقا کا انحصار ہے جس کے لئے خالق و مالک کائنات نے بالتخصیص اور بالتفصیل ہدایات سے اسے نوازا۔ ان ہدایات میں ایک قسم وہ ہے جس کا تعلق نجی عائلی زندگی سے ہے یعنی گھر کی چار دیواری کے اندر اور

دوسری قسم کی ہدایات کا تعلق گھر سے باہر کی عملی زندگی سے ہے اور دونوں جگہ مقصود ہے گوہر عصمت کی حفاظت۔

معاشرتی زندگی میں مذکورہ دونوں قسم کی ہدایات یعنی حدود ستر اور حدود حجاب کو باہم گڈ مڈ کرنے اور اپنے نقطہ نظر کو اہمیت دینے کے سبب جو خرابی پیش آرہی ہے وہ کسی ذی شعور سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اگر عقل و شعور کی معمولی سی مقدار استعمال کرلی جائے تو یہ بات آسانی سے سمجھ آجاتی ہے کہ اگر حدود ستر ہی پردہ یا حجاب کا حکم تھا تو خالق جو علیم و حکیم بھی ہے کو آیات حجاب نازل کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی اور جن کو مخاطب کر کے (امہات المومنینؓ) امت کو درس دیا گیا، وہ تو امت کی مائیں تھیں اور کون نہیں جانتا کہ انتہائی گیا گذرا انسان بھی ماں کی عزت و عصمت کیلئے کیا جذبات رکھتا ہے۔ دراصل دونوں قسم کے احکامات کا دائرہ عمل الگ الگ واضح کرنا ضروری تھا۔

حدود ستر

"جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہ آنا چاہیئے سوائے چہرہ اور کلائی کے جوڑ تک ہاتھ کے۔"

"جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ اپنے جسم میں سے کچھ ظاہر کرے سوائے چہرے کے اور اسکے، یہ فرما کر آپ ﷺ نے اپنی کلائی پر اس طرح ہاتھ رکھا کہ آپ کی گرفت کے مقام اور ہتھیلی کے درمیان مٹھی بھر جگہ باقی تھی۔" (ابن جریر)

عورت کا تمام جسم ستر ہے ماسوائے ہاتھ اور چہرہ کے جبکہ مرد کیلئے حدود ستر ناف سے گھٹنوں تک کا جسم ہے۔ مرد و زن کیلئے ان حدود کی پاسداری فرض عین ہے ماسوائے میاں بیوی اور مالک کیلئے شرعی لونڈی (آج کل یہ متروک ہے) کے۔ اس کے لئے خالق نے وضاحت یوں فرما

دی ہے کہ گھروں میں اہل خانہ کی موجودگی میں تمہارا طرز عمل کیا ہونا چاہیئے اور گھر سے باہر کیسا رویہ ہو۔ اپنوں سے معاملہ کیسے کیا جائے اور پرائیوں سے کیسے!

"اے نبی! مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کا طریقہ ہے یقیناً اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور مومن عورتوں سے کہو کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس زینت کے جو خود بخود ظاہر ہو جائے اور وہ اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل مار لیا کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر ان لوگوں کے سامنے، شوہر، باپ، خسر، بیٹے، سوتیلے بیٹے، بھائی، بھتیجے، بھانجے، اپنی عورتیں، اپنے غلام، وہ مرد خدمتگار جو عورتوں سے کچھ مطلب نہیں رکھتے، وہ لڑکے جو ابھی عورتوں کی پردہ کی باتوں سے آگاہ نہیں ہوئے ہیں (نیز ان عورتوں کو یہ بھی حکم دو کہ) وہ چلتے وقت اپنے پاؤں زمین پر اس طرح نہ مارتی چلیں کہ جو زینت (پاؤں کا زیور۔ پازیب وغیرہ) انہوں نے چھپار کھی ہے (آواز کے ذریعے) اس کا اظہار ہو۔" (النور 30-31)

"اور بڑی بوڑھی عورتیں جو نکاح کی امید نہیں رکھتیں اگر اپنے دوپٹے اتار رکھا کریں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بشرطیکہ اپنی زینت کی نمائش مقصود نہ ہو اور اگر احتیاط برتیں تو یہ ان کے لئے بہتر ہے۔" (النور 60)

حدود حجاب

گھر کی چار دیواری میں رہتے ہوئے غیر مردوں سے مکمل حجاب کا حکم دیا گیا۔ یہ اس تصورِ پردہ کی جڑ کاٹتا ہے جس کے لئے کہا جاتا ہے کہ چہرہ کھلا رکھنے کی گنجائش ہے اور بطور دلیل یہ کہا

جاتا ہے کہ چونکہ احرام کی حالت میں چہرہ کھلا رہتا ہے اور گردوپیش لاکھوں ہوتے ہیں اس لئے شرعاً چہرہ کھلا رکھ کر گھر کی چار دیواری سے باہر جایا جاسکتا ہے۔ اگر مسئلہ ایسا ہی ہوتا تو خالق کو یہ کہنے کی ضرورت ہی نہ تھی کہ :-

"اور جب تم عورتوں سے کوئی چیز مانگو (غیر محرم) تو پردے کی اوٹ سے مانگو (پردہ کے سامنے کھڑے ہونے کی بھی اجازت نہیں ہے) اس میں تمہارے دلوں کیلئے بھی پاکیزگی ہے اور ان کے دلوں کی بھی۔" (الاحزاب 53)

"اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (جب دہلیز سے باہر قدم رکھیں) اپنے اوپر اپنی چادروں کے گھونگٹ ڈال لیا کریں (چہرہ چھپانے کا اہتمام کریں) اس سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ (شریف زادیاں) پہچانی جائیں گی اور ان کو ستایا نہ جائے گا۔" (الاحزاب 95)

اب ایک نظر دیکھ لیجئے لباس احرام میں چہرہ کھلا رکھنے کی دلیل کی اصلیت، جسے شرعی پردہ کا جواز بنایا جاتا ہے۔

"فاطمہ بنت المنذر کا بیان ہے کہ ہم حالت احرام میں اپنے چہروں پر کپڑا ڈال لیا کرتی تھیں۔ ہمارے ساتھ ابو بکرؓ کی صاحبزادی حضرت اسمأ تھیں۔ انہوں نے ہمیں منع نہیں کیا۔" (موطا امام مالک باب الحج)

"عورت حالت احرام میں اپنی چادر اپنے سر سے چہرہ پر لٹکا لیا کرے۔" (حضرت عائشہؓ فتح الباری کتاب الحج)

"حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سوار ہمارے قریب سے گذرتے تھے اور ہم

عورتیں رسول ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں ہوتی تھیں پس جو لوگ ہمارے سامنے آجاتے تو ہم اپنی چادریں اپنے سروں کی طرف سے (آج کے مروجہ برقع کے نقاب کی طرز پر) اپنے چہروں پر ڈال لیتی تھیں اور جب وہ گذر جاتے تو ہم منہ کھول لیتی تھیں۔" (ابو داؤد، باب فی المحرمة تغطی وجہھا)

چہرہ کے پردہ کیلئے اس سے واضح ہدایات کہاں ہوں گی اور پھر بھی کوئی اسلام سے خائف عقلمند محض جدید کہلوانے کے لئے اپنے مطلب و منشا کی مطابق توجیح و تاویل کر لے تو اسے یقیناً عقلمند کہنے میں ہمیں تامل ہے۔ اسلام کو موجودہ دور سے ہم آہنگ کرنے کی ایسی مجتہدانہ سعی قابل مذمت ہی قرار پائے گی اور قرآن و حدیث کے مقابلے میں ناپسندیدہ جسارت کہلائے گی۔

حجاب اور نو مسلم خواتین

حجاب کے ضمن میں نو مسلم خواتین کا رویہ بھی ملاحظہ فرمالیجئے اور نسلی پیدائشی مسلم خواتین کے رویہ سے اس کا موازنہ کر لیجئے :-

لکاتا ایک جاپانی نژاد لڑکی ہے جس کی پرورش جاپان کے معاشرے میں ہوتی ہے جہاں منی سکرٹ قسم کا لباس پہنا جاتا ہے۔ مرد و زن کے اختلاط پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ لکاتا اعلیٰ تعلیم کیلئے گھر سے نکل کر ویسے ہی آزاد یورپی معاشرے میں پیرس جیسے رنگین شہر میں پہنچتی ہے۔ فرانس میں قیام کے دوران اس کے اندر موجود فطرت سلیم انگڑائی لیتی ہے اور وہ دین کی طرف مائل ہوتی ہے اور بالآخر وہ مشیت ربی سے محض لکاتا سے خولہ لکاتا بن کر مکمل و اکمل دین کے دائرہ میں آجاتی ہے۔ بچپن سے جوانی تک بے پردگی کے بعد عملاً خولہ لکاتا کیلئے حجاب مشکل ترین مرحلہ ہوتا مگر چونکہ وہ نسلی مسلمان عورت کے بجائے شعوری مسلمان خاتون بن چکی تھی اس لئے قرآن و سنت کا کوئی حکم اس کے لئے "بوجھ"، "وبال" یا مصیبت نہ تھا۔ اس نے بڑی خوشدلی سے حجاب کو

اپنایا۔ اس کی زبانی سنیئے :-

"اگرچہ میں حجاب کی عادی نہ تھی لیکن اپنا مذہب تبدیل کرنے کے بعد میں فوراً ہی اس کا فائدہ محسوس کرنے لگی۔"

"ایک حجاب پہننے والی مسلمان عورت جم غفیر میں بھی قابل شناخت ہوتی ہے اس کے برعکس کسی غیر مسلم کا عقیدہ اکثر الفاظ کے ذریعے بیان کرنے سے ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ حجاب کے بعد مجھے ایک لفظ کہنے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ یہ میرے عقیدے کا واضح اظہار ہے۔ یہ دوسروں کیلئے اللہ تعالیٰ کے وجود کی یاد دہانی اور میرے لئے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے اور سپرد کرنے کی یاد دہانی۔ میرا حجاب مجھے مستعد اور آمادہ کرتا ہے کہ "ہوشیار ہو جاؤ" تمہارا طرز عمل ایک مسلم کی طرح ہونا چاہیئے۔ جس طرح پولیس کا ایک سپاہی اپنی وردی میں اپنے پیشے کا لحاظ رکھتا ہے اسی طرح میرا حجاب بھی میری مسلم شناخت کو تقویت دیتا ہے۔"

"میری دانست میں اسلام عورتوں کو ستر پوشی کی اور شخصیت کو پوشیدہ رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔ اس حکم کی تعمیل میں کوئی عورت برقعے کا جو طرز پسند کرے استعمال کر سکتی ہے مگر نہ تو یہ باریک اور چست ہو اور نہ ہی زیب و زینت والا۔"

"ایک بار ٹرین میں ایک بزرگ نے مجھ سے حجاب کے بارے میں دریافت کیا۔ میں نے وضاحت کی کہ میں مسلمان ہوں...... (مسلم اور غیر مسلم کے لباس کے حوالے سے، میں نے آخر میں کہا کہ) منی اسکرٹ کا مطلب ہوتا ہے کہ "اگر آپ کو میری ضرورت ہے تو مجھے لے جا سکتے ہیں" حجاب صاف طور پر یہ بتاتا ہے کہ "میں آپ کے لئے ممنوع ہوں۔"

"اگر آپ کسی شے کو پوشیدہ رکھیں تو اس کی قدر بڑھ جاتی ہے۔ عورتوں کے جسم کو پوشیدہ رکھنے سے اس کی جاذبیت اور دلکشی بڑھ جاتی ہے جیسا کہ دنیا کی بعض ثقافتوں سے ظاہر ہوتا ہے۔"

"پہلے مجھے حیرت ہوتی تھی کہ مسلم بہنیں برقع کے اندر کیسے آسانی سے سانس لے سکتی ہیں...... پہلی بار میں نے نقاب لگایا تو مجھے عمدہ لگا۔ انتہائی حیرت انگیز، ایسا محسوس ہوا، گویا میں اہم شخصیت ہوں۔ مجھے ایسے شاہکار کی مالکہ ہونے کا احساس ہوا جو اپنی پوشیدہ مسرتوں سے لطف اندوز ہو۔ میرے پاس ایک خزانہ تھا جس کے بارے میں کسی کو معلوم نہ تھا جسے اجنبیوں کو دیکھنے کی اجازت نہ تھی۔"

"باہر سے حجاب کو دیکھ کر کوئی شخص اس کیفیت کا اندازہ اور تصور ہی نہیں کر سکتا جس کا اندروں سے مشاہدہ ہوتا ہے۔"

"(حجاب کے سبب) اب مجھے بھیڑ میں کوئی پریشانی نہ تھی۔ مجھے محسوس ہوا کہ میں مردوں کیلئے غیر مرئی ہو گئی ہوں، آنکھوں کے پردے سے قبل مجھے اس وقت بڑی پریشانی ہوتی تھی جب اتفاقیہ طور پر میری نظریں کسی مرد کی نظروں سے ٹکراتی تھیں۔ اس حجاب نے سیاہ عینک کی طرح مجھے اجنبیوں کی گھورتی آنکھوں سے محفوظ کر دیا۔"

"کوئی شخص تعصب کی عینک لگا کر کسی ایسی عورت کی عظمت کا مشاہدہ کرنے کے لائق نہیں ہو سکتا جو حجاب میں پر اعتماد، پر سکون اور باوقار ہو، جس کے چہرے پر مظلومیت کا سایہ تک نہ ہو۔"

نو مسلم خولہ لکاتا کی حجاب کے حوالہ سے گفتگو (بشکریہ ترجمان القرآن مارچ 97ء) کے

چند اقتباسات نمونہ مشتی از خروارے آپ کے سامنے رکھے ہیں۔ اسلام کی تعلیمات کیلئے یہ احساسات وجذبات اور عمل کا داعیہ اسی وقت مقدر بنتا ہے جب کوئی شعور کے ساتھ اسلام قبول کرے ہماری اکثریت جو مسلمان گھرانے میں پیدائش کے سبب By Chance مسلمان ہے اس رفعت کے پانے میں اسی سبب کمزور ہے۔

خولہ لکاتا کی طرح جب مریم جمیلہ صاحبہ نے اس دائرہ عافیت کے اندر قدم رکھا تھا تو امریکی معاشرے کی بے حجابی میں برس ہابرس گذارنے کے باوجود خولہ لکاتا کی طرح انہیں اعتماد، سکون اور راحت ملی تو حجاب میں، کہ یہ خالق کا فرمان ہے، جو ہمہ جہت حکیمانہ ہے اور جسے سطحی سوچ والا مسلمان سمجھنے سے قاصر ہے یاوہ گردوپیش سے اس قدر مسحور ہے کہ اسلام کو اس سے ہم آہنگ دیکھنے کیلئے تاویل پہ تاویل کیے جاتا ہے۔ کبھی مصر سے فتویٰ لاتا ہے تو کبھی بعض احادیث سے "استنباط" کرتا ہے۔

اخلاص نیت کے ساتھ، دوسروں کو قریب لانے کے نقطہ نظر سے، بعض لوگ حجاب والی سختی کو کم کرنے کی خاطر کچھ احادیث کا سہارا ڈھونڈتے ہیں۔ مگر سچی بات تو یہ ہے کہ اگر واقعتہً حجاب کی پابندی سخت اذیتناک ہوتی تو رحیم وشفیق خالق اپنے بندوں سے اس پر عمل کا مطالبہ ہی نہ کرتا۔ ہم سب سے زیادہ اس کی (جل جلالہ) خواہش ہے کہ لوگ اس کے دین کی طرف آئیں اسی دعوت کیلئے کم وبیش سوالاکھ انبیاء کرام اس نے فلاح انسانیت کیلئے بھیجے۔

(بظاہر متضاد احادیث۔ حضرت ام مکتومؓ سے پردہ اور پھر ان کے ہاں عدت گذارنے کا حکم) جواز اور عدم جواز کی احادیث پر مفکر اسلام سید ابوالاعلی مودودیؒ کا انتہائی معقول نکتہ نظر ملاحظہ فرمایئے اس سے زیادہ بصیرت افروز بات اور کیا ہوگی۔

> "ان مستثنیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شارع کا مقصد دیکھنے کو کلیتہً روک دینا نہیں ہے بلکہ دراصل فتنے کا سدباب مقصود ہے اور اس غرض کیلئے صرف ایسے دیکھنے کو ممنوع قرار دیا گیا ہے جس کی کوئی حاجت

بھی نہ ہو، جس کا کوئی تمدنی فائدہ بھی نہ ہو اور جس میں جذبات شہوانی کو تحریک دینے کے اسباب بھی موجود ہوں۔

یہ حکم جس طرح مردوں کیلئے ہے اسی طرح عورتوں کیلئے بھی ہے۔ چنانچہ حدیث میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ وہ ایک مرتبہ حضرت میمونہؓ کے ہمراہ (ایک روایت میں حضرت عائشہؓ کا نام ہے) نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھی تھیں۔ اتنے میں حضرت ام مکتومؓ آئے جو نابینا تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ان سے پردہ کرو۔ حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا، کیا یہ نابینا نہیں ہیں؟ نہ وہ ہم کو دیکھیں گے نہ ہمیں پہچانیں گے۔ حضور ﷺ نے جواب دیا، کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم انہیں نہیں دیکھتی ہو؟۔

مگر عورت کے مردوں کو دیکھنے اور مرد کے عورتوں کو دیکھنے میں نفسیات کے اعتبار سے ایک نازک فرق ہے۔ مرد کی فطرت میں اقدام ہے۔ کسی چیز کو پسند کرنے کے بعد وہ اس کے حصول کی سعی میں پیشقدمی کرتا ہے مگر عورت کی فطرت میں تمانع اور فرار ہے۔ جب تک کہ اس کی فطرت (عزیز مصر کی بیوی کی طرح۔ ارشد) بالکل ہی مسخ نہ ہو جائے۔ وہ کبھی اس قدر دراز دست، جری اور بے باک نہیں ہو سکتی کہ کسی کو پسند کرنے کے بعد اس کی طرف پیش قدمی کرے۔ شارع نے اس فرق کو ملحوظ رکھ کر عورتوں کیلئے غیر مردوں کو دیکھنے کے معاملہ میں وہ سختی نہیں کی جو مردوں کیلئے غیر عورتوں کو دیکھنے کے معاملہ میں کی ہے۔ چنانچہ احادیث میں حضرت عائشہؓ کی یہ روایت مشہور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عید کی موقع پر ان کو حبشیوں کا تماشہ دکھایا تھا (اس وقت حضرت عائشہ کی عمر 15 ` 16 سال تھی، انہوں نے پورا جسم چادر سے ڈھانپ رکھا تھا اور نبی اکرم ﷺ کے

کندھے پر ٹھوڑی رکھ کر کھڑی تھیں) اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا مردوں کو دیکھنا مطلقاً ممنوع نہیں ہے بلکہ ایک مجلس میں مل کر بیٹھنا اور نظر جما کر دیکھنا مکروہ ہے اور ایسی نظر بھی جائز نہیں جس میں فتنے کا احتمال ہو (اس بات کا فیصلہ نظر پڑتے ہی اندر کا انسان کر دیتا ہے) وہی نابینا صحابی حضرت ام مکتومؓ جن سے نبی اکرم ﷺ نے حضرت ام سلمہ کو پردہ کرنے کا حکم دیا تھا، ایک دوسرے موقع پر حضور ﷺ انہیں کے گھر میں فاطمہ بنت قیس کو عدت بسر کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ قاضی ابو بکر ابن العربی نے اپنی کتاب احکام القرآن میں اس واقع کو یوں بیان کیا ہے کہ فاطمہ بنت قیس ام شریک کے گھر میں عدت گذارنا چاہتی تھیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس گھر میں لوگ آتے جاتے رہتے ہیں۔ تم ابن مکتوم کے ہاں رہو کیونکہ وہ اندھا آدمی ہے اور اس کے ہاں تم بے پردہ (بلا حجاب) رہ سکتی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل مقصد فتنے کے احتمالات کو کم کرنا ہے۔ جہاں فتنے کا احتمال زیادہ تھا وہاں رہنے سے منع فرمادیا۔ جہاں احتمال کم تھا وہاں رہنے کی اجازت دے دی کیونکہ بہر حال اس عورت کو کہیں تو رہنا ضرور تھا۔ لیکن جہاں کوئی حقیقی ضرورت نہ تھی وہاں خواتین کو ایک غیر مرد کے ساتھ ایک مجلس میں جمع ہونے اور روبرو اس کو دیکھنے سے روک دیا۔

<u>یہ سب مراتب حکمت پر مبنی ہیں اور جو شخص مغز شریعت تک پہنچنے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ غض بصر (جس پر عمل کی ایک صورت، مطلوب حجاب ہے) کے احکام کن مصالح پر مبنی ہیں اور ان مصالح کے لحاظ سے ان احکام میں شدت اور تخفیف کا مدار کن امور پر ہے۔ شارع کا اصل مقصد نظر بازی سے روکنا ہے ورنہ اسے تمہاری آنکھوں سے</u>

کوئی دشمنی نہیں ہے۔"(پردہ - صفحات 300تا302)

حجاب کے حوالہ سے یہ طویل اقتباس ہر طرح مکمل Self Explainatory ہے لہذا اپنی طرف سے کچھ مزید کہے بغیر شاعر مشرق کے اس شعر پر بات ختم کرتے ہیں علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں ؎

بڑھ جاتا ہے جب ذوق نظر اپنی حدوں سے
ہو جاتے ہیں افکار پراگندہ و ابتر

ظاہر ہے کہ پراگندہ وابتر افکار کے ساتھ کوئی قوم بامِ عروج تک نہیں پہنچتی اور انسان کے خالق نے اسے بامِ عروج پر دیکھنے کیلئے ستر اور حجاب کے واضح احکامات سے نوازا ہے۔

عبدالرشید ارشد

19-9-97

اہل وطن ہوشیار

امریکی یہودی ہنری کیسنجر کی خفیہ رپورٹ "S-200" سے اقتباس

"تیسری دنیا بالعموم اور مسلم ممالک، پاکستان، مصر، بنگلہ دیش، ترکی، نائیجیریا اور انڈونیشیا بالخصوص آئندہ 25 سالوں میں آبادی کی بڑھوتری کے ساتھ امریکہ کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہیں۔

ماہرین کے مطابق مسلم دنیا میں آبادی بڑھنے سے ان ممالک کی سیاسی، معاشی اور عسکری قوت میں اضافہ ہوگا۔ ان ممالک سے نکلنے والے خام مال جس سے امریکہ اور یورپ کے کارخانوں کی چمنیاں گرم ہوتی ہیں، آنا بند ہو جائے گا۔ لوگوں میں قدرتی وسائل کو اپنے قبضے میں رکھنے کا شعور پیدا ہوگا اور مراعات یافتہ طبقے کے خلاف عوامی نفرت تحریکوں کی شکل اختیار کر لے گی جو طبقہ تیسری دنیا میں امریکی یورپی مفادات کی نگہبانی کرتا ہے"۔

(بحوالہ حکم نامہ 314، وائٹ ہاؤس، 26 نومبر 75)

عزیز ہم وطنو! یہ ہے ہمارے ملک میں بہبود آبادی کی بنیاد۔ جس کی کامیابی کا مژدہ، مسلمان وزیر خزانہ سرتاج عزیز نے 8 جولائی 98ء کی پریس کانفرنس میں 98-97ء کی مردم شماری میں آبادی کی شرح میں کمی کے حوالے سے، قوم کو سنایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

برادران اسلام!

ہمارے خالق کا ہم سے عمل کا ہر تقاضا ہماری بہتری کے لئے ہے' ہماری عملی زندگی کے سکھ اور سکون کا ضامن ہے۔

اسلام دشمن قوتیں جو صبح' دوپہر' شام اسلام کی ہمہ گیریت سے خائف ہیں' مسلمان کے دل سے دین کی محبت کے تقاضے ہر قیمت پر کھرچ ڈالنے کیلئے ہر لمحہ مستعد ہیں' وہ اسلامی اقدار پر ہمہ جہت حملہ آور ہیں انہی حملوں میں ستر و حجاب بھی شامل ہے بدقسمتی یہ ہے کہ مسلمان کہلوانے والی خواتین بھی ان کی لے میں لے ملانے پر فخر محسوس کرتی ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

سوچ لیجئے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔

میاں عبداللطیف

اہل وطن ہوشیار

آیوڈین ملا نمک زہر ہے۔ اپنے خاندان بچائیں

آیوڈین ملا نمک کھلا کر پاکستانی قوم کو بانجھ اور مفلوج بنانے کی ناپاک سازش

چند محدود و مخصوص علاقوں کو چھوڑ کر پورے پاکستان میں کوئی فرد آیوڈین کی کمی کا شکار نہیں ہے۔ پوری قوم کو آیوڈین ملا نمک کھانے پر آمادہ کرنا وطن فروشوں کی گھناؤنی سازش ہے جو یہود و نصاریٰ کے آلہ کار ہیں۔

(1) "حمل کے دوران آیوڈین کے استعمال سے گلہڑ زدہ بچے پیدا ہوتے ہیں"

(G.E. Steffen, JAM. MED: ASSOCIATION 1965, 192-571)

(2) "آیوڈین سے حساسیت کی وجہ سے مندرجہ ذیل علامات پیدا ہوتی ہیں :-

تیز زکام، آنکھوں سے پانی بہنا، آشوبِ چشم، حنجرہ کا ورم برانکائٹس، جلد پر سرخ دانے۔ یہ علامات کم مقدار سے بھی ہو سکتی ہیں اور متواتر استعمال سے بھی۔

آئیوڈائیڈ کے متواتر استعمال سے ذہنی پژمردگی، اعصابی تناؤ اور جنسی ناطاقتی (Impotency) بھی پیدا ہوتی ہے"۔

(Extra Pharmacopia - Martendale)

(3) "آیوڈائڈ کا استعمال خارش کی طرح کے دانے جلد پر پیدا کر سکتا ہے۔ یہ چھوٹی رسولیوں کی طرح کا ورم (Erythema nodosim of multiforme) سے ملتا جلتا ہے"۔

(R.L. Bear and H. Harris, J.AM. MED ASSOCIATION 1967, 202-710)

(4) "آیوڈین کے استعمال سے بے ڈھنگے (Thrombocytopenia) یا ناقص بچے پیدا ہوتے ہیں"

M.G. WILSON AM Journal Obstetric and Gynaecology - 1962, 83 - 818)

(5) "آیوڈین کے استعمال سے دمہ اور تپ دق میں اضافہ ہوتا ہے"۔

(J.A. Thomson and R.D. Riley Lancit - 1966, 635 Comments W. Singer (letter) Ibid - 1041)

(Extra Pharmacopia - Tendale - Page 984)

(6) "آیوڈین کا استعمال سر کے بال گراتا ہے"۔

(R.S Chapman and R.A. Main British Journal of Dermatology - 1967, 79 - 103)

(7) "گرد و غبار سے اٹی ہوئی ایک چکی پر جا کر معلوم ہوا کہ یہاں سے خاندانی منصوبہ بندی والے آیوڈین ملا نمک تیار کراتے ہیں"۔

(Dr. Mehmood Faizani - "Adaava" - Feb: 1998, Page 20)

یہ محض نمونہ ہے اور مذکورہ رائے رکھنے والے متعصب یا بنیاد پرست مسلمان نہیں بلکہ یہ انہی میں سے ہیں جو ہمیں نمک میں ملا کر آیوڈین کھلانے پر مصر ہیں اور بدقسمتی سے جنگی نمک میں زہر ملانے والے ہمارے "اپنے" ہیں۔

خیر اندیش :- **النور جنرل ہسپتال** 46 ایم بی (جوہر آباد گروٹ روڈ) فون نمبر 720401
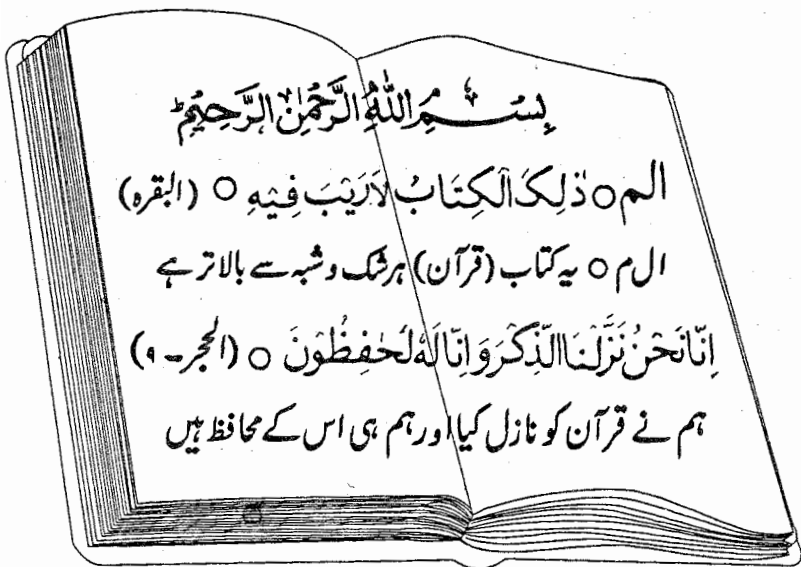
تدوین

عبدالرشید ارشد

میاں نور محمد میموریل النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

تعاون اشاعت :- رحمٰن کلینک جوہرآباد

جوہر پریس جوہرآباد فون 3401
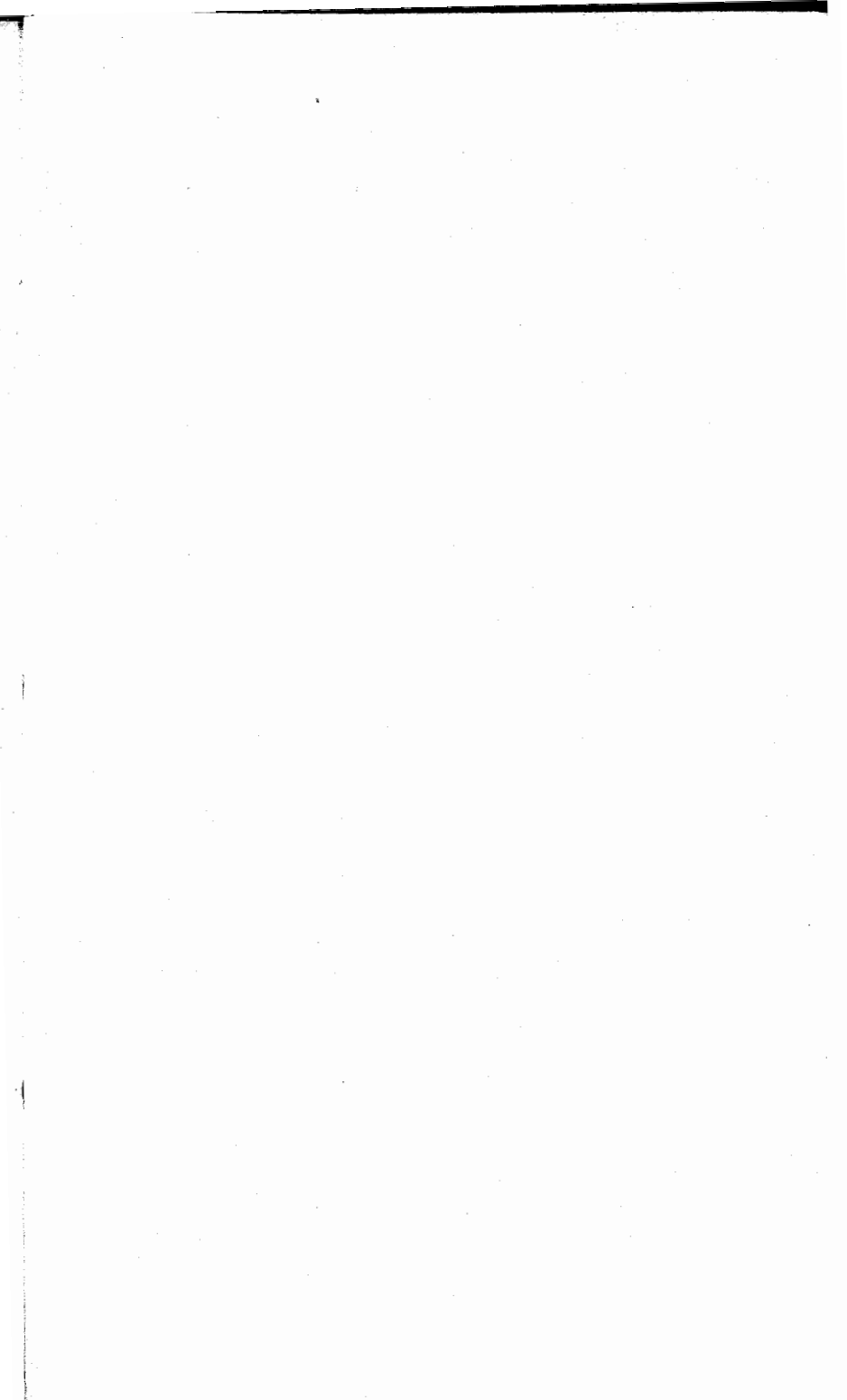
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ وبہ نستعین ○

ابتدائیہ

ایمان کا اقرار کرنے والا مسلمان، شعوری دعویٰ ایمان کے بعد، قرآن حکیم کی صحت و حقانیت کے ضمن میں کسی شبہ پر سوچنا بھی گناہ سمجھتا ہے کہ آغازِ کتاب میں ہی ذٰلِکَ الکِتَابُ لَارَیبَ فِیہِ نے ہر شک و شبہ کی جڑ کاٹ دی ہے۔ آج کم و بیش ساڑھے چودہ سو سال گزرنے پر بھی کوئی شخص اس میں تحریف کا ثبوت پیش نہیں کر سکا۔ باوجود اسکے کہ بعض طبقوں سے قرآن کے تیس کے بجائے چالیس پارے منسوب بھی کئے گئے۔

قرآن حکیم کی تدوین کے حوالے سے، نبی ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں کئے گئے کام پر بات کرتے ہوئے بہت سے افراد نے مختلف صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کے مرتب کردہ مسودہ جات پر کمی بیشی کے حوالے سے بات کی ہے جس سے عام مسلمان کے دل میں بالعموم شبہات جنم لیتے ہیں اور جنہیں غیر مسلم مستشرقین نے اچھالا بھی ہے مگر قرآن حکیم کے متن میں آج تک حروف کی کمی و بیشی تو رہی ایک طرف، زیر زبر یا پیش کا فرق بھی سامنے نہیں لایا جا سکا۔ یہ ہو بھی نہیں سکتا کہ اسکی حفاظت کی ذمہ داری خود خالق نے اپنے ذمہ لی ہے۔ خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے دور میں موجود تمام مسوداتِ قرآن کے تقابل سے جو قرآن پاک مرتب ہو کر اُمت کے سپرد ہوا، وہی ہے جو لوحِ محفوظ سے حضرت جبرئیل علیہ لسلام کے ذریعے سرور دو عالم، محسن انسانیت ﷺ پر نازل ہوا تھا اور جس کی صحت و حقانیت کے حوالے سے خود خالق نے بار بار چیلنج دیا کہ شک ہے تو اس جیسی کوئی ایک سورت ہی بنا لاؤ۔ سورۃ کوثر کو بابِ کعبہ پر لٹکانے اور وقت کے ممتاز شعرا کے یہ کہنے سے کہ "یہ کسی شاعر کا کلام نہیں" کون انکار کر سکتا ہے۔

علوم، وقت کے ساتھ ساتھ جن نئی جہتوں کی طرف انسان کی رہنمائی کرتے ہیں یہ جہتیں خالق کی وسیع و عریض کائنات میں پھیلے حقائق کی بتدریج نشان دہی کرتی ہیں بالفاظ دیگر یہ علوم خالق کے اس فرمان کی تائید کرتے ہیں کہ "اگر روئے زمین کے تمام درخت قلم اور تمام سمندر سیاہی بن جائیں تو بھی اللہ کی بات مکمل نہ ہو گی"

علوم ہی کا ایک جزو ایجادات ہیں جو آج انسانیت کو نئے افق سے روشناس کراتی ہیں۔ جدید دور کی ایک قابل قدر اور مفید ایجاد کمپیوٹر ہے جس نے گھنٹوں کے کام سیکنڈوں میں کرنے کی سہولت فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ عملی زندگی کے بہت سے شعبوں میں حیرت انگیز کارہائے نمایاں عامتہ الناس کے سامنے رکھے ہیں۔ اس سہولت سے فائدہ اٹھاتے جب مسلم ماہرین نے قرآن کے متن کا جائزہ لیا تو صحت و حقانیتِ قرآن کے حوالے سے، وہ قرآن کا داخلی انٹر لاکنگ سسٹم (Internal Interlocking System) دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ یہ آج کے انساان کی اپنی ایجاد کے ذریعے صحت و حقانیت تک پہنچ ہے۔ کل کا انسان علوم کی وسعت سے استفادہ کرتے کرتے نہ جانے خالقِ کائنات کے، اس کائنات میں پھیلے کون کون سے اسرار و رموز تک رسائی حاصل کریگا کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے آخری امت کو دیا گیا مکمل و اکمل دین، آخری گھڑی تک کیلئے ہر شعبۂ حیات کے جملہ مسائل سے عہدہ برا ہونے کے نقطہ نظر سے واحد موثر ذریعہ ہے۔ قرآن حکیم سے محبت، غور و فکر اور تدبر کرنے والوں کیلئے یہ کاوش انمول تحفہ ہے جسے آپ تک پہنچانے کے لئے طباعت کا بوجھ رحمان کلینک جوہر آباد نے بخوشی قبول کیا ہے دعا ہے کہ محنت، ہر محنت کرنے والے کیلئے، محشر میں کام آئے۔ آمین یا رب العلمین۔

میاں عبداللطیف

جوہر آباد
یکم مئی 97ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن کا متن غیر محرّف اور غیر مبدّل ہے

قرآن مجید کے متن کے غیر محرف اور ہر قسم کے حک و اضافہ سے پاک اور محفوظ ہونے کیلئے خود اسکے نازل کرنے والے خدائے بزرگ و برتر کی یہ یقین دہانی کافی ہونی چاہئے کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (سورۃ الحجر ۱۵، آیہ ۵) یعنی اس قران کو ہم نے نازل کیا اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ اس میں تحریف اور ردوبدل کرنے کا کبھی کسی کو موقع نہ مل سکے گا۔ یہ براہ راست اللہ کی حفاظت میں ہے۔ کسی کے مٹائے مٹ نہیں سکتا نہ کسی کے دبائے دب سکتا ہے اس خداوندی گارنٹی کے بعد بھی اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکے متن میں کمی بیشی یا تبدیلیاں کر دیں تو وہ کچھ اور تو ہو سکتا ہے یقیناً مسلمان نہیں ہو سکتا۔ عہد عثمانی میں ابھی بہت سے اکابر صحابہ مثلاً" حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت سعد بن زیدؓ وغیرہ موجود تھے۔ وہ قرآن میں کسی ردوبدل کو نہ تو برداشت کرتے نہ اسکی اجازت دیتے۔ بہت سے حفاظ صحابہؓ بھی موجود تھے جنکے سینوں میں قرآن کا ایک ایک لفظ اور حرف محفوظ تھا اور پھر جس احتیاط اور تحقیق کے ساتھ حضرت عثمانؓ کے مقرر کروہ بورڈ نے مستند متن کو مدوّن کر کے شائع کیا وہ بجائے خود ایک معرکہ آراء کام تھا۔ عہدِ صدیقی میں متن مرتب ہو چکا تھا اور محفوظ تھا۔ حضرت عثمانؓ نے اسکے متعدد نسخے تیار کراتے وقت ایک بار پھر تحقیق کرلی اور اطمینان ہو جانے کے بعد نسخے تیار کروا کر مختلف صوبائی مرکزوں میں بھجوا دیئے اور وہی متن آج تک مروّج و متداول چلا آتا ہے۔ حضرت عثمانؓ پر الزام لگانے والے بھی کوئی زیادہ صحیح اور معتبر متن پیش نہ کر سکے۔ قرآن کے متن کی صحت اور اسکے غیر محرف ہونے کے بارے میں غیر مسلم مستشرقین نے بھی گواہی دی ہے۔ مثلاً":

گزشتہ صدی کا مشہور متعصب مصنف سر ولیم میئور جو متحدہ ہندوستان کے صوبہ یوپی (موجودہ اتر پودیش) کا گورنر بھی رہا، لکھتا ہے:۔

"کوئی جزو' کوئی فقرہ' کوئی لفظ قرآن میں ایسا نہیں سنا گیا جسے جمع کرنے والے نے چھوڑ دیا ہو اور کوئی لفظ ایسا نہیں سنا گیا جو اس مجموعہ میں شامل کر دیا گیا ہو۔ جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے دنیا بھر میں ایک بھی کتاب نہیں جو قرآن کی طرح بارہ (اب چودہ) صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو۔ اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو احادیث میں' جن میں محمد ﷺ کی چھوٹی چھوٹی باتیں بھی محفوظ رکھی گئی ہیں انکا پتہ چل جاتا۔"

موجودہ صدی کا مشہور مستشرق ایچ ۔ اے ۔ آر گب اپنی تصنیف "محمڈن ازم" کے باب "قرآن" میں رقم طراز ہے۔

"یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ (قرآن کے) مواد اور معانی میں کوئی تبدیلیاں نہیں کی گئیں اور محمد ﷺ کے خطبات (سورتوں) کی اصل ہیت اور مافیہ کو بڑی احتیاط اور صحت کے ساتھ محفوظ رکھا گیا"

تازہ ترین شہادت زمانہ حال کے مشہور ماہر طب' سائنس دان اور محقق ڈاکٹر مورس بوکائی کی ہے جس کی معرکہ آرا تصنیف "بائبل' قرآن اور سائنس" عالمی شہرت حاصل کر چکی ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

"اگر بعد میں قرآنی متن میں کوئی تحریف یا ترمیم کی جاتی تو یہ بات بظاہر ناممکن معلوم ہوتی ہے کہ یہ مبہم آیات (یعنی آیات متشابہات' خاص کر سائنسی موضوعات سے متعلق) انسانی دستبرد سے محفوظ رہ سکتیں۔ متن میں ہلکی سی ترمیم بھی ان آیات میں پائے جانے والے باہمی ربط و ضبط کو خود بخود تباہ کر دیتی اور ہم اس قابل نہ رہتے کہ جدید علم اور ان آیات کے درمیان مطابقت کو ثابت کر سکتے۔ ان آپس میں مربوط آیات و بیانات کی قرآنی متن میں موجودگی ایک غیر جانبدار مبصر کو قرآن کے مستند اور ترمیم و تحریف سے پاک آسمانی صحیفہ ہونے کا قائل کر دیتی ہے۔"

قرآن کی صحت' صداقت اور عظمت کے یہ کھلے اعترافات مسلمانوں کی دلداری یا کسی سیاسی مصلحت پر مبنی نہیں کہ ان مصنفوں کے سامنے ایسی کوئی مصلحت نہ تھی۔

قرآن مجید کی کل آیات کی تعداد ۶۶۶۶ ہے۔ مختلف موضوعات کی آیات میں عددی توازن پایا جاتا ہے۔ مثلاً:۔

(۱) آیات وعدہ	۱۰۰۰	(۲) آیات وعید	۱۰۰۰
(۳) آیات نہی	۱۰۰۰	(۴) آیات امر	۱۰۰۰
(۵) آیات امثال	۱۰۰۰	(۶) آیات قصص	۱۰۰۰
(۷) آیات تحلیل	۲۵۰	(۸) آیات تحریم	۲۵۰
(۹) آیات تسبیح	۱۰۰	(۱۰) آیات متفرقہ	۶۶

سوچنے کی بات ہے کہ اگر قرآنی آیتوں اور سورتوں میں کوئی کمی بیشی کی گئی ہوتی تو کیا یہ توازن و تسویہ قائم رہ سکتا تھا؟ نیز اگر کوئی انسان اس کتاب (قرآن ابتداء ہی سے اپنے آپ کو کتاب کہہ کر متعارف کراتا ہے' مثلاً" ذالک الکتاب لاریب فیہ' کتاب انزل الیک' تنزیل الکتب من اللہ العزیز الحکیم' ذالک الکتاب مبین وغیرہ) کا مصنف ہوتا تو کیا ۲۳ سالہ زندگی کے دوران میں وہ یہ ترتیب و توازن اور عددی نظام برقرار رکھ سکتا تھا؟ ظاہر ہے کہ ابتدائی وقت نزول ہی سے اسکی کتابت' ترتیب' تدوین حکم الٰہی سے شروع کر دی گئی تھی اور حضور اکرم ﷺ اسے نزول وحی کے فوراً بعد لکھوا دیتے تھے۔ سورت اور آیت کی ترتیب اور مقام بھی بتا دیتے تھے۔ حیات اقدس کے آخری رمضان میں جبریل امین علیہ نے آپؐ کو خلافِ معمول دو دفعہ قرآن مجید کا دورہ کرایا اور وہ ترتیب کے ساتھ تھا نہ کہ الل ٹپ۔

علم طبیعیات کی جدید ترین تحقیق نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اعداد کا ایک خاص آرڈر (نظم و ضبط) اور انکی مخصوص ترتیب ہی کائنات کو وجود میں لانے کا باعث ہے یعنی کائنات ایک قفل ابجد کی طرح ہے۔ قرآن کی کمپیوٹری تحقیق سے یہ حیرت انگیز انکشاف ہوا ہے کہ مادی کائنات کی مخصوص اندرونی ترتیب و نظم کی طرح قرآن حکیم کے حروف و الفاظ و آیات و سُوَر کی طرح کائنات میں بھی ایک داخلی ترتیب و توازن اور نظم و آہنگ کارفرما ہے اور کمی بیشی کرنے سے اس میں بگاڑ پیدا ہو جائے گا۔ حضور اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق قرآن کے عجائبات کی کوئی حد نہیں ہے اسکے حروف و الفاظ و عبارات اپنے اندر اعجاز و عجائب کی بے شمار دنیائیں سمیٹے ہوئے ہیں۔ ان میں حروف و اعداد کے اعجاز کی دنیا بھی شامل ہے ۔موجودہ دور اعداد و شماریات

اور کمپیوٹروں کا دور ہے۔قرآنی تحقیقات میں بھی ان سے کام لیا جانے لگا ہے جس سے بعض حیرانگیز انکشافات ہوئے ہیں۔

رواں صدی کی چھٹی دہائی میں۔ایک مصری عالم محمود فواد عبدالباقی نے قرآنی شماریات پر ایک نئے زاویے سے تحقیق کی اور نتائج تحقیق کو اپنی تصنیف "المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الحکیم" میں دنیا کے سامنے پیش کیا جس سے قرآنی شماریات کے بارے میں جدید سائنسی تحقیق کا آغاز ہوا' ان کے ایک دوسرے ہم وطن ڈاکٹر عبدالرزاق نوفل نے اپنی تصنیف "اسلام دین و دنیا" میں انکی تحقیق کو نہ صرف آگے بڑھایا بلکہ اسے ایک چونکا دینے والی کروٹ دی۔ نوفل کی تصنیف سے چند دلچسپ حیران کن اور فکر انگیز اعداد و شمار' بطور مشتے نمونہ از خروارے' پیش کئے جاتے ہیں۔ جو ایک نئے پہلو سے قرآن کے کلام خداوندی اور تحریف و ترمیم سے پاک ہونے کی شہادت فراہم کرتے ہیں۔ اگر قرآنی متن میں انسانی ہاتھ کی ذرا سی بھی دخل اندازی ہوتی تو الفاظ کا یہ اندرونی توازن اور دروبست قائم نہ رہ سکتا۔ بعض متضاد باہم معنوی ربط رکھنے والے الفاظ قرآن میں مختلف مقامات پر الگ الگ وارد ہوئے ہیں اور ایسی سورتوں میں ہیں جو مختلف اوقات میں نازل ہوئیں لیکن انکی مجموعی تعداد آپس میں برابر ہے یا دگنی ہے یا نصف ہے اور ایک معنی خیز تناسب پر شاہد۔

مثالیں :۔

لفظ محمدؐ روح القدس اور شریعت چار چار مرتبہ آئے ہیں

قرآن اور ملائکہ ۶۸ ۔ ۶۸ مرتبہ

آخرت اور دنیا ۱۱۵ ۔ ۱۱۵ مرتبہ

رحمت اور ہدیٰ ۷۹ ۔ ۷۹ مرتبہ

زکوۃ اور برکات ۳۲ ۔ ۳۲ مرتبہ

ملائکہ (نمائندہ خیر) (معہ مشتقات) اور شیطان (نمائندہ شر) ۸۸ ۔ ۸۸ مرتبہ

صالحات (مع مشتقات) اور سیئیات (مع مشتقات) ۱۶۷ ۔ ۱۶۷ مرتبہ

جبر اور قہر ۱۰ ۔ ۱۰ مرتبہ

شدّت اور صبر ۱۰۲ ۔ ۱۰۲ مرتبہ

حرُ (گرمی) اور برَد (سردی) ۴ ۔ ۴ مرتبہ

نفع اور فساد ۵۰ ۔ ۵۰ مرتبہ

جحیم (جہنم) اور عقاب (سزا) ۲۶ - ۲۶ مرتبہ

طین (مٹی) اور نطفہ ۱۲ - ۱۲ مرتبہ

(انسان کی پیدائش پہلے طین یعنی مٹی اور پھر نطفہ سے ہوئی)

فعل اور اَجرَ ۱۰۸ - ۱۰۸ مرتبہ (فعل اور اَجرَ لازم و ملزوم)

رحیم ۱۱۴ مرتبہ اور مغفرت ۲۳۴ مرتبہ

(خدا کے علاوہ بندوں کیلئے بھی مستعمل) (خدا کیلئے مخصوص) (رحیم سے نصف)

جزا ۱۱۷ مرتبہ اور مغفرت ۲۳۴ مرتبہ

فجار ۳ مرتبہ' ابرار ۶ مرتبہ (فجار سے دگنی بار)

(مغفرت جزا سے دگنی اسلئے کہ جزا کے مقابلے میں زیادہ عام ہے)

قرآن حکیم سات آسمانوں (سبع سمٰوٰت) کا ذکر کرتا ہے اور یہ بھی سات ہی سورتوں میں سات بار آیا ہے۔

اللہ تعالٰی نے لفظ "قل" کا استعمال ۳۳۲ مرتبہ کیا ہے اللہ کی مخلوق جنّ' بشر اور ملائکہ نے بھی لفظ قول (قال' قالوُ وغیرہ) ۳۳۲ مرتبہ ہی استعمال کیا ہے۔ اللہ کے نزدیک مہینوں (شہور) کا شمار ۱۲ ہے۔ قرآن میں لفظ شہر (مہینہ) ۱۲ مرتبہ آیا ہے۔ کیا یہ نظم و توازن محض اتفاقی ہو سکتا ہے؟

راشد خلیفہ کا کام

محمد فواد عبدالباقی اور عبدالرزاق کے ہم وطن ڈاکٹر راشد خلیفہ کو قرآنی شماریات کے سلسلے میں کمپیوٹر سے کام لینے کا خیال آیا۔ انہوں نے کمپیوٹری تحقیق کی بنیاد پر قرآن حکیم کے داخلی نظم و ربط و توازن کے بارے میں جو حیرت انگیز حرفی و عددی حقائق منکشف کئے ہیں وہ ان غیر مسلم محققوں کی توجہ کو بھی اپنی طرف کھینچتے ہیں جو خالصتاً سائنسی نقطہ نظر رکھتے ہیں اور ہر چیز کو سائنس کی عینک سے دیکھتے ہیں۔ ڈاکٹر خلیفہ نے امریکی محققوں اور سائنس دانوں کے ایک نمائندہ اجتماع میں "حضرت محمد ﷺ کا دائمی معجزہ"

(The Perpetual Miracle of Muhammad) کے موضوع پر ایک بصیرت افروز لیکچر دیا۔ اس پر امریکی رسالہ "سائنٹیفک امریکن" کے شمارہ ستمبر ۱۹۸۰ء (صفحات ۲۲ تا ۲۴) میں تعریفی کلمات کے ساتھ تبصرہ کیا گیا۔ اس سے پہلے مصری مجلّہ "آخر

ساعۃ" کے شمارہ جون ۱۹۷۵ء میں ڈاکٹر خلیفہ کا انٹرویو شائع ہوا جسے رابطہ عالمی اسلامی (مکہ) کے اخبار 'العالم الاسلامی' نے اپنی ۱۹ جنوری ۱۹۷۶ء کی اشاعت میں نقل کیا۔ پھر ماہنامہ معارف (اعظم گڑھ) بھارت نے اس کا اردو ترجمہ شائع کیا جو بعد میں پاکستانی رسائل میں بھی چھپا۔

ڈاکٹر خلیفہ کا لیکچر جو انہوں نے امریکن سائنس دانوں کے اجتماع میں دیا' مذکورہ بالا عنوان کے تحت ایک کتابچے کی صورت میں شائع ہو چکا ہے' جس میں دیئے گئے کمپیوٹری تحقیق کے نتائج سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے جو بطور معجزہ بھی محمد ﷺ پر نازل ہوئی جیسا کہ سورۃ عنکبوت کی آیات ۵۰ - ۵۱ میں فرمایا گیا ہے۔ "یہ لوگ کہتے ہیں کہ کیوں نہ اتاری گئیں اس شخص پر نشانیاں اسکے رب کی طرف سے؟ کہو نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور میں صرف خبردار کرنے والا ہوں کھول کھول کر۔ اور کیا ان لوگوں کیلئے نشانی کافی نہیں ہے کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی جو انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔" اور پھر قرآن حکیم کے معجزہ ہونے پر اللہ نے مخالفین کو یہ چیلنج دیکر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ "کہہ دو کہ اگر انسان اور جنّ سب ملکر اس قرآن جیسی کوئی چیز لانے کی کوشش کریں تو نہ لا سکیں گے چاہے وہ سب ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہوں" (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۸۸) گویا قرآن حکیم رسولؐ کا سب سے بڑا دائمی معجزہ ہے۔

دوسری بات یہ کہ قرآن مجید میں آج تک کوئی تحریف و ترمیم نہیں ہوئی۔ خود اللہ اس کا محافظ ہے اللہ کی یہ کتاب چودہ صدیوں سے آج تک اپنی اصلی شکل میں موجود ہے اور کمپیوٹری شماریات نے سائنسی طریقے سے اسکے ثبوت فراہم کیئے ہیں چند ایک کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈاکٹر راشد خلیفہ نے قران حکیم کی پہلی آیت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو اپنی تحقیق کی بنیاد بنا کر اسے سارے قرآن پر منطبق کیا ہے یہ آیت کلیدی حیثیت رکھتی ہے یہ آیت جو ۱۹ حروف پر مشتمل ہے۔ قرآن حکیم کی ۱۱۴ سورتوں میں سے ۱۱۳ کے

آغاز میں اور سورۃ النمل کی اندرونی عبارت میں مکرّر واقعہ ہے اس طرح اسکی مجموعی تعداد قرآنی سورتوں کی تعداد کے برابر ۱۱۴ ہو گئی ہے جو آیت بسم اللہ کے ۱۹ حروف پر قابل تقسیم ہے۔
(۱۱۴ ÷ ۱۹ = ٦) جب کہ ۱۹ کا عدد فی نفسہ ناقابل تقسیم ہے۔ (۱)
راشد خلیفہ نے حروف آیہ بسم اللہ کو ایک عظیم سمندری تودہ برف (گلیشیئر) کی نمودار چوٹی سے مشابہ قرار دیا ہے کیونکہ سمندری تودہ برف (گلیشیئر) کا ۷۵ فصد حصہ زیرِ آب یعنی نظروں سے پوشیدہ رہتا ہے مزید یہ کہ آیہ بسم اللہ کے حروف کا عدد ۱۹ حسابی گنتی کے ابتدائی ۹ مفرد اعداد کے سلسلے کے پہلے عدد اور آخری عدد ۹ سے مرکب ہے۔ اس ابتداء اور انتہا میں سب کچھ آگیا ہے جو ھُوَالْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ ہے۔ ۱۹ کا عدد خود غیر منقسم ہے جو ایک اور معنویت ہے۔

ڈاکٹر خلیفہ کی تحقیق کی طرف مزید بڑھنے سے پیشتر یہ عرض کرنا نفع بخش ہے کہ :

سورۃ توبہ (۹) کے شروع میں بسم اللہ نہیں ہے۔ ہمارے مفسرین اسکی مختلف وجوہات بیان کرتے آئے ہیں۔ کسی نے کہا کہ قرآن حکیم کو جمع کرتے وقت جمع و ترتیب دینے والوں سے بھول ہو گئی۔ کسی نے کہا کہ انہوں نے سورۃ توبہ کو سورۃ انفال (۸) ہی کا حصہ سمجھا اس لئے بسم اللہ لکھنا ضروری نہ سمجھا۔ حالانکہ یہ بات متحقق ہے کہ رسولؐ نے قرآن کے جمع و ضبط، ترتیب تدوین، تلاوت اور رسم الخط ... کے بارے میں مفصل ہدایات دے دی تھیں اور کاتبان وحی نے حضورؐ کی ہدایت کے مطابق اسے لکھا۔ لہٰذا سورۃ توبہ کی ابتداء میں کسی غلط فہمی کی بنا پر آیہ بسم

---

(۱) اگر ۱۹ کو مفرد کیا جائے تو ۹ + ۱ = ۱۰ = ۱ ہے جو توحید خداوندی کی طرف اشارہ ہے اسم حسنیٰ واحد کا مفرد عدد بھی ہے۔ خود قرآن کا مفرد عدد ایک ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ خدا ایک، کتاب ایک، رسولؐ ایک (قرآن مجید میں رسول ﷺ کے دو نام محمد اور احمد آئے ہیں۔ دونوں کے اعداد کو جمع کر کے مفرد کریں تو ایک حاصل ہوتا ہے) اور تو اور عربی کے حروف تہجی کی تعداد ۲۸ ہے اس کا بھی مفرد عدد (۸ + ۲ = ۱۰ =۱) ایک ہے۔ حروف تہجی کو [illegible] بھی کہتے ہیں ابجد کا بھی مفرد ا ہے۔ ا + ب + ج + د یعنی ۱+ ۲ + ۳ + ۴ = ۱۰ = ۱) خود عربی کے حروف تہجی میں آج تک کوئی کمی بیشی نہ کی جا سکی تابہ قرآن چہ رسید!

اللہ نہ لکھے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایسا دراصل حضور ﷺ کی ہدایت کی تعمیل میں کیا گیا کیونکہ اگر آیت بسم اللہ لکھی جاتی تو قرآن میں کل تعداد ۱۱۵ ہو جاتی جو حروف بسم اللہ پر تقسیم نہ ہوتی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ۱۹ حروف کا قرآن حکیم کے داخلی نظم و ربط و توازن سے گہرا تعلق ہے۔ یہ آیت چار الفاظ اسم' اللہ' رحمٰن اور رحیم پر مشتمل ہے ان میں سے ہر لفظ قرآن حکیم میں جتنی دفعہ آیا ہے وہ ۱۹ پر تقسیم ہو جاتا ہے لفظ اسم ۱۹ مرتبہ یعنی آیہ بسم اللہ کے حروف کی تعداد کے برابر آیا ہے۔ لفظ اللہ ۲۶۹۸ مرتبہ (۱۹ x ۱۴۲) لفظ رحمٰن ۵۷ (۱۹ x ۳) مرتبہ اور لفظ رحیم ۱۱۴ (۱۹ x ۶) مرتبہ آیا ہے۔ یعنی پہلا اسم' حروف بسم اللہ کے برابر اور آخری رحیم سورتوں کی تعداد کے برابر۔ اصل معجزہ ۱۹ کے عدد میں نہیں ہے بلکہ آیہ بسم اللہ میں ہے جو ۱۹ مکررات ہیں۔ دوسرے لفظوں میں آیہ بسم اللہ کے ہر لفظ کے مکررات کی تعداد اس آیت کے حروف کی تعداد پر تقسیم ہوتی ہے۔ کیا اسے محض اتفاق کہا جا سکتا ہے؟ اتفاق صرف ایک دوبار ہو سکتا ہے۔ مگر بار بار نہیں ہوتا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آیہ کریمہ اپنے الفاظ و حروف کے ذریعے نہ صرف یہ کہ قرآن حکیم کے غیر انسانی کلام ہونے کا مادی اور محسوس ثبوت پیش کرتی ہے بلکہ اس ابدی حقیقت کی شہادت بھی فراہم کرتی ہے کہ دوسری آسمانی کتابوں کے برعکس قرآن حکیم ادنیٰ تحریف سے بھی محفوظ ہے۔

بعض حضرات نے عدد ۱۹ پر اعتراض کیا ہے کہ یہ بہائیوں کا مخصوص عدد ہے اور انکے ہاں ہر جگہ لکھا جاتا ہے لیکن کراچی کے بہائی ریسٹورانوں میں یہ کہیں نظر نہیں آیا اور پھر یہ کہ راشد خلیفہ بہائی نہیں اور بہائیوں کے نزدیک قرآن منسوخ ہو چکا ہے راشد خلیفہ کی امریکی بیوی بھی مسلمان ہے (۱)

حروف مقطعات

ڈاکٹر راشد خلیفہ نے بعض سورتوں کی ابتداء میں واقع حروف مقطعات کی عددی معنویت کی طرف بھی توجہ دلائی ہے اور بسم اللہ کے حروف کے عدد ۱۹ کی ہر جگہ کارفرمائی کو اجاگر کر کے ثابت کیا ہے ان حروف کا متعلقہ سورتوں کے ساتھ ایک حیرت انگیز قفلی نظام (Interlocking System) ہے جو کسی انسان مصنف کے بس کا

نہیں۔ عربی حروف تہجی کے نصف یعنی ۱۴ حروف مقطعات کے طور پر آئے ہیں یعنی ا ح ر س ص ط ع ق ک ل م ن ہ اور ی۔ ان کے ۱۴ سیٹ بن گئے ہیں جو حسب ذیل ۲۹ سورتوں کے آغاز میں واقعہ ہوئے ہیں:

البقر، آل عمران، مریم، طہٰ، الشعراء، النمل، العنکبوت، روم، لقمن، السجدہ، یٰسین، ص، المؤمن، حم السجدہ، الشوریٰ، الزخرف، الدخان، الجاثیہ، الاحقاف، ق اور القلم۔

ان قرآنی مقطعات کا آیہ بسم اللہ کے حرفی عدد ۱۹ سے راست اور مستقل تعلق ہے مقطعات میں اگر شامل ۱۴ حروف تہجی، مقطعات کے ۱۴ سیٹ اور جن ۲۹ سورتوں کے آغاز میں یہ واقع ہیں، کی تعداد جمع کی جائے تو ۱۴ + ۱۴ + ۲۹ = ۵۷ حاصل ہوتا ہے اور ۵۷ کا عدد حروف بسم اللہ کے عدد ۱۹ پر تقسیم ہو جاتا ہے (۵۷ ÷ ۱۹ = ۳)۔ اگر کسی اور سورت کے آغاز میں بھی ایک، دو تین یا چار حروف مقطعات ہوتے تو مجموعی عدد ۱۹ پر قابل تقسیم نہ رہتا۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ مذکورہ بالا سورتیں مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر نازل ہوئیں اور عرصہ نزول کئی سالوں پر حاوی ہے۔ ایک انسان

---

(۱) محترم مولانا عبدالقدوس ہاشمی نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ علی محمد باب کا سن پیدائش ۱۸۱۹ء ہے اس طرح اس کے سال پیدائش کا عدد ۱۹ ہے (۱۸۱۹ = ۹ + ۱ = ۱۹) اس لئے بہائیوں کے نزدیک ۱۹ کا عدد مقدس ہے۔ حالانکہ اسے مزید مفرد کیا جائے تو یہ ۱ ہو گا (۹ + ۱ = ۱۰ = ۱) بہرحال اگر اسے ۱۹ ہی مان لیا جائے تو بھی یہ بابی مذہب کے بانی علی محمد باب کا عدد پیدائش ہو گا نہ کہ بہائی مذہب کے بانی بہاء اللہ کا۔ موخرالذکر کا سن پیدائش ۱۸۱۷ء ہے لہٰذا عدد پیدائش ۱۷۔ اس نے ابتدائی تقلید کے بعد علی محمد باب سے اختلافات کیا اور بہائی مذہب کی بنیاد ڈالی۔ علی محمد باب کی کتابیں "الواح" اور "بیان" ہیں جو بابیوں کے نزدیک مقدس ہیں۔ بہاء اللہ نے انہیں رد کر کے بہائیوں کیلئے "اقدس" اور "ایقان" تصنیف کیں۔ ایرانی شاعر پورداؤد نے شعر ذیل میں اس اختلافات کو واضح کر دیا ہے۔

پرستد بابی 'الواح' و 'بیاں' را
بہائی 'اقدس' و 'ایقان' پرستد

بہرحال اگر ۱۹ کا عدد بہائیوں کے نزدیک بھی مقدس ہو تو اس سے قرآن مجید کے اعداد و شماریات پر کیونکر اثر پڑ سکتا ہے۔ بہائیوں کے نزدیک تو قرآن اور شریعتِ محمدی منسوخ ہو چکے اگر کچھ لیا تو انہوں نے قرآن سے لیا نہ کہ قرآن نے ان سے لیا۔

مصنف کیلئے یہ نظم و توازن اور عددی ہم آہنگی قائم رکھنا ممکن نہیں۔ اگر بعد میں کسی سورت، آیت یا لفظ کی کمی بیشی یا تحریف و ترمیم کی گئی ہوتی تو بھی یہ عددی توازن قائم نہ رہ سکتا۔

مقطعاتی سورتوں کے متن میں آنے والے اس کے حروف مقطعات کے اعداد کی تعداد اور اسکے ۱۹ پر قابل تقسیم ہونے کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

سورۃ الرعد (۱۳) کے شروع میں حروف ا ل م ر بطور مقطعات آئے ہیں سورۃ کے متن میں ان حروف کی مجموعی تعداد ۱۵۱۰ ہے جو ۱۹ پر قابل تقسیم ہے۔ (۱۵۰۱ ÷ ۱۹ = ۷۹)۔ سورۃ مریم کے حروف مقطعات ک ہ ی ع ص، متن کی صورت میں ۷۹۸ مرتبہ آئے ہیں اور یہ تعداد ۱۹ پر تقسیم ہو جاتی ہے۔ (۷۹۸ ÷ ۱۹ = ۴۲)۔ سورۃ طٰہٰ کے حروف مقطعات ط اور ہ متن میں ۳۴۲ مرتبہ آئے ہیں یعنی ۱۹ x ۱۸۔ علیٰ ہذالقیاس

سورۃ ق (۵۰) کا ابتدائی حرف مقطع ق متن میں ۵۷ مرتبہ آیا ہے جو ۱۹ پر قابل تقسیم ہے۔ سورۃ ق کی آیت ۱۳ (وعاد و فرعون و اخوان لوط) میں ایک مزید ق آنے کا امکان ہو سکتا تھا یعنی اخوان لوط کی بجائے قومِ لوط کہا جا سکتا تھا۔ قرآنِ حکیم میں دوسرے تمام ۱۲ مقامات پر قومِ لوط ہی کے الفاظ آئے ہیں۔ لیکن اس تیرھویں موقع پر سورۃ ق کی تیرھویں آیت میں خصوصیت سے اخوانِ لوط اس لئے کہا گیا کہ یہاں بھی قومِ لوط کہا جاتا تو ایک حرف ق کا اضافہ ہو کر کل تعداد ۵۸ ہو جاتی جو ۱۹ پر تقسیم نہ ہوتی۔ سورۃ ق کے علاوہ حرف ق صرف ایک اور سورت الشعرء (۴۲) کے ابتدائی حروف مقطعات (ح م ع س ق) میں شامل ہے۔ کتنی حیرت کی بات ہے کہ سورۃ الشعراء میں بھی ق کی تعداد وہی ہے یعنی ۵۷ ---- دونوں سورتوں کے حرف ق کی تعداد ملکر ۱۱۴ ہو جاتی ہے جو قرآن کی کل سورتوں کی تعداد کے برابر ہے ۱۹ x ۶ ق کا حرف مقطع رکھنے والی ان دو سورتوں کے مجموعی ۱۱۴ ق یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ۱۱۴ سورتیں ہی قرآن ہیں، پورا قرآن۔ ق سے قرآن۔ حرف ق کا ابجدی عدد ۱۰۰ ہے جس کا مفرد ایک ہے۔ قرآن (ق ر ا ن) ابجدی عدد ۳۵۲ ہے اس کا مفرد عدد بھی ایک ہے (۲+۵+۳=۱+۰+۱) اور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے حروفی عدد ۱۹ کا مفرد بھی ایک ہے (۹+۱=۱۰=۱) کیا الل ٹپ طریقے سے ایسا ریاضیاتی نظم و توازن قائم رہ سکتا تھا؟ اگر گزشتہ ۱۴ صدیوں میں ان دونوں سورتوں میں حرف ق کا حامل ایک بھی لفظ گھٹایا یا بڑھایا گیا ہو تو یہ داخلی نظم و توازن تہ و بالا ہو گیا ہوتا اور حروفِ مقطعات کا معجزاتی پہلو آج ہمارے سامنے یوں نمایاں ہو کر نہ آتا۔

ایک اور حیرت انگیز مثال ملاحظہ ہو

حرف ص صرف تین سورتوں الاعراف (۷)، مریم (۱۹) اور ص (۳۸) کے ابتدائی حروف مقطعات میں شامل ہے۔ تینوں سورتوں کے متین میں اس کی مجموعی تعداد ۱۵۲ ہے جو ۱۹ پر قابل تقسیم ہے۔ (۱۵۲÷۱۹=۸) سورہ ق کی طرح سورہ الاعراف میں بھی حیرت انگیز لفظی و حرفی نظم و توازن کا معجزہ سامنے آتا ہے اس کی آیت ۶۹ میں لفظ بَصۜطَۃً، حرف ص سے آیا ہے حالانکہ عربی میں اس کے عام مروجہ ہجے س ہی کے ساتھ بسطۃ کے ہوتے ہیں چنانچہ دوسری سورہ البقرہ کی آیت ۲۴ میں یہ لفظ حرف س ہی کے ساتھ آیا ہے یعنی بسطۃ فی العلم و الجسم۔ لیکن سورہ الاعراف میں اس کے ہجے حرف ص کے ساتھ واقع ہوئے ہیں اور ہمیشہ سے سبھی اس کی کتابت اور قرات اسی طرح کرتے چلے آئے ہیں یہ طرزِ کتابت توقیفی یعنی فرض اور لازم ہے، اسے بدلا نہیں جا سکتا۔ وجہ یہ ہے کہ اگر یہ لفظ سورہ اعراف میں بھی حرف س کے ساتھ آتا تو جن مذکورہ بالا تین سورتوں کی ابتداء میں حرف ص آیا ہے ان کے متن میں اس کی مجموعی تعداد ۱۵۲ کی بجائے ۱۵۱ رہ جاتی جو ۱۹ پر تقسیم نہ ہوتی جب کہ ۱۵۲ قابل تقسیم ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ سورہ الاعراف کے نزول کے وقت حضرت جرائیل نے خود اللہ تعالیٰ کے حکم سے رسول ﷺ کو بتایا ہو گا کہ اپنے کاتب وحی سے یہ لفظ "س" کی بجائے "ص" کے ساتھ لکھوائیں آپؐ کی وفات کے بعد بھی یہ کتابت برقرار رکھی گئی۔ جہاں طرزِ کتابت کو بھی برقرار رکھنے کا یہ اہتمام کیا گیا ہو وہاں متن میں تحریف و ترمیم کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارے میں انتہائی احتیاط اور دیانت سے کام لیا۔

جن سورتوں کے آغاز میں ایک سے زیادہ حروف مقطعات آئے ہیں ان حروف کو الگ الگ طور پر سورت کے متن میں گنا جائے تو نہ صرف یہ کہ ہر ایک کی تعداد

فردا" فردا" ۱۹ پر تقسیم ہو جاتی ہے بلکہ تمام مقطعاتی سورتوں میں آنے والے ایسے ہر حرف کی مجموعی تعداد بھی ۱۹ پر قابل تقسیم ہے مختلف سورتوں کے حروف و الفاظ کا یہ دروبست' نظم و توازن خود قرآن کے نازل کرنے والے خدائے حکیم و بصیر کے پیدا کردہ قفلی نظام (Interlocking System) پر شاہد ہے یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک عظیم اور تازہ منکشف نشانی ہے۔

قرآن حکیم کے داخلی ریاضیاتی' عددی اور حرفی نظام کی یہ چند مثالیں بھی ظاہر کرتی ہیں کہ اس کتابِ مقدس کا مصنف کوئی انسان نہیں بلکہ خود خالق کائنات ہے جس نے اپنی مادی کائنات کی طرح اس روحانی کائنات یا کائناتِ وحی کا نظم توازن بھی اپنی قدرتِ کاملہ سے قائم کیا اور اسے چودہ صدیوں سے علی حالہ قائم رکھا ہے رسول امی ﷺ کیسے ہی ذہین' فطین و جینیئس کیوں نہ ہوں ان کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ تیس سال کے طویل عرصے میں وقفہ وقفہ سے مختلف مقامات' اوقات اور حالات میں نازل ہونے والی ضخیم کتاب کے اندر وہ خود شعوری طور پر اس قسم کا ایک بنیادی قفلی نظام وضع کرتے اور اسے برقرار رکھ سکتے اور اس کا ربط و نظم اور ترتیب و توازن ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جوں کا توں قائم رہتا' تغیر و تبدل' ترمیم و تحریف سے پاک اور محفوظ۔ قرآن کے نازل کرنے والے نے خود اس کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے اور علی الاعلان فرمایا ہے کہ نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (ہم نے اس قرآن کو نازل کیا اور ہمیں اس کی حفاظت کرنے والے ہیں) اللہ ہی کو معلوم ہے کہ آگے چل کر قرآن حکیم کے اور کیا کیا اسرار و عجائبات دنیا کے سامنے آئیں گے اور تحریف و تبدل کے دعویداروں کو جھٹلاتے چلے جائیں گے۔

مذکورہ بالا اعداد و شمار کا مسلمانوں کے عقیدہ و عمل سے کوئی بنیادی اور لازمی تعلق نہیں ہے اور نہ رسول ﷺ نے ادھر خصوصی توجہ دلائی ہے۔ تاہم ان کا علم موجودہ سائنسی اور کمپیوٹری دور میں ایمان کی تازگی اور تقویت میں معاون ضرور ہو سکتا ہے اور یہ منکروں کے لئے ہر دور کا ایک چیلنج بھی ہے' یوں :

ایک پہلو یہ بھی ہے قرآن کی تفسیر کا!

بقول اقبال"

صد جہان تازہ در آیات اوست
عصر ہا پوشیدہ در آیات اوست

تعاونوا بالبر التقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان

بھلائی کے کاموں میں تعاون کریں

☆

میاں نور محمد میموریل اَلنّور ٹرسٹ رجسٹرڈ' اسلام اور نظریہ پاکستان کے استحکام کے لئے کام کرنے والا ایک سماجی ادارہ ہے ٹرسٹ کا شعبہ تحقیق و تالیف گزشتہ ایک سال سے مصروفِ عمل ہے اور اسلامی مہمات کے حوالے سے اب تک کئی کتب اور کتابچے مخیر اداروں اور مخیر حضرات کے تعاون سے آپ کے سامنے لا چکا ہے الحمد للہ مختلف حلقوں میں اس کام کی افادیت کو تسلیم بھی کیا گیا ہے۔

آج جب ہمارے گردوپیش بگاڑ ہے اور روز بروز اس میں اضافہ ہو رہا ہے یہ ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ خیروبھلائی کو زیادہ موثر انداز میں پھیلایا جائے۔ اتحادِ ملت کے لئے قرآن و سنت کی تعلیم کو عوام کے سامنے لایا جائے۔

اَلنّور ٹرسٹ کا کام آپ کے سامنے ہے یہ کام کسی اکیلے شخص یا ادارے کا نہیں ہے اس میں دامے درمے سخنے ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ تاریکی چھٹے گی تو روشنی پھیلے گی اور روشنی پھیلے گی تو میرا اور آپ کا رہنا سہل ہو گا ہماری آئندہ نسل تنزل سے محفوظ رہے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

اپنے اور اپنی اولاد کے سکھ بھرے مستقبل کی خاطر تعاون کیجئے کہ اسلام کی روشنی پھیلے' اتحادِ ملت پروان چڑھے۔

عطیات کے لئے :۔ مسلم کمرشل بنک اکاؤنٹ نمبر CD-810

میاں نور محمد میموریل اَلنّور ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

مطبوعات

میاں نور محمد میموریل النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

جوہر پریس بلڈنگ جوہر آباد فون 3401

1 قرآن کے سائے میں
2 امام الامم ﷺ
3 محمد ﷺ (قرآن و حدیث میں)
4 عورت (حقوق و فرائض - قرآن و حدیث میں)
5 الدعاء المستجاب
6 اسلام شدید ترین مغالطوں کی زد میں
7 نماز - (دنیوی و اخروی بھلائی کا نسخہ)
8 سوچ!
9 بڑھتی آبادی - گھٹتے وسائل، سچ کیا ہے؟
10 خاندانی منصوبہ بندی اور تحریف قرآن (حصہ اول)
11 خاندانی منصوبہ بندی اور تحریف قرآن (حصہ دوئم)
12 لمحہ فکریہ (آزادی و حقوق نسواں اور سماجی لوارے)
13 قرآن حکیم - صحت و حقانیت کی کسوٹی پر
14 محاکمہ (تورات و انجیل کی صحت و حقانیت
15 یونیورسل اسلامک ورلڈ آرڈر بمقابلہ انسانی ورلڈ آرڈرز
16 خطوط (منظور شدہ محکمہ تعلیم پنجاب)
17 شہری دفاع (منظور شدہ محکمہ دفاع، محکمہ شہری دفاع، محکمہ تعلیم پنجاب، سرحد، سندھ، بلوچستا
18 طبی امداد (زیر طبع)
19 اسلام اور فوٹو گرافی - اسلام اور ٹیلی ویژن
20 اسلام اور موسیقی، علاج بالشعر
21 انسانی اعضا کی پیوندکاری (قرن و حدیث کی رو سے)
22 ایک بنو - نیک بنو (وعتصموا بحبل اللہ جمیعا)
23 دو گز زمین
24 تعمیر ملت کیلئے تعلیمی تقاضے
25 پاکستان کے دفاعی تقاضے

۵۰، بلوچستا

تبلیغ

تبلیغ و اصلاح کے لئے جہاد کے جذبہ کی ضرورت ہے مسلمان جو عبادت و اطاعت کے لئے پیدا کیا گیا تھا' اب خود اپنی تعلیمیات کو فراموش کر رہا ہے۔

اگر آپ اس کی ضرورت محسوس نہیں کریں گے تو الحاد' لادینی اور بے حیائی کا طوفان پوری قوم کو تباہ کر دے گا۔

اس امر کے باوجود کہ آپ نماز' روزہ اور شعائر اسلامی کے پابند ہیں تبلیغ کے فرض کفایہ کی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔

بنی اسرائیل کی تاریخ گواہ ہے کہ کوئی قوم ہلاکت سے محفوظ نہیں ہے۔ تاوقتیکہ وہ خود بھی عمل کرے اور اپنے بھائیوں کی اصلاح کے لئے بھی کوشش کرے۔

یہ آپ کا فرض ہے اس کار خیر اور صدقہ جاریہ میں حصہ لیجئے۔

ان رسائل کی اشاعت اور مفت تقسیم کے لئے تعاون کیجئے' خود شائع کیجئے یا اپنے عطیات بذریعہ بنک ڈرافت اور منی آرڈر النور ٹرسٹ / صدیقی ٹرسٹ کے نام بھیجئے۔

آپ بھی اسلامی تعلیمات پر عمل کیجئے اور اپنی اولاد کو دین کی بنیادی تعلیم سے آراستہ کیجئے یہ ان کا حق اور آپ کا فرض ہے۔ اس کی جواب دہی آپ کے ذمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

النور ٹرسٹ جوہر پریس بلڈنگ' جوہر آباد (اکاؤنٹ MCB-CD-810)

صدیقی ٹرسٹ' صدیقی ہاؤس المنظر اپارٹمنٹس (نزد ۔سیلہ چوک) کراچی

اغیار کے افکار و تخیل کی گدائی!
کیا تجھ کو نہیں اپنی خودی تک بھی رسائی؟

بڑھتی آبادی - گھٹتے وسائل

عبدالرشید ارشد
(میاں نور محمد میموریل (النور) ٹرسٹ رجسٹرڈ جوہر آباد

تعاون اشاعت: صدیقی ٹرسٹ پوسٹ بکس 609 کراچی

جوہر پریس جوہر آباد فون 3401
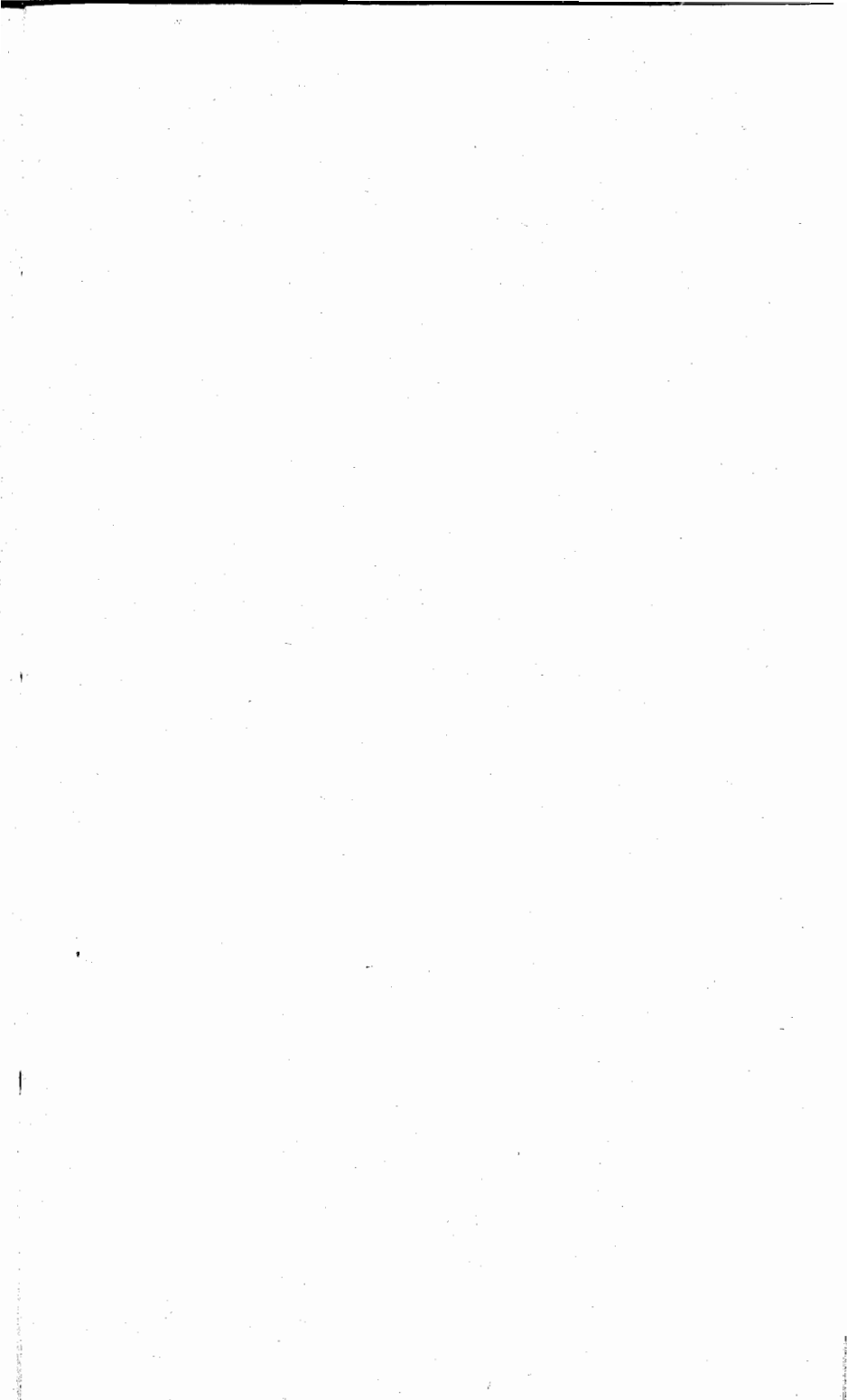
ابتدائیہ

خاندانی منصوبہ بندی یا بہبود آبادی اس وقت ہماری حکومت کی اولین ترجیح ہے کہ 'اوپر' سے یہی حکم ہے۔ اوپر والے کون ہیں؟ ہر باشعور پاکستانی جانتا ہے کہ وہ یہود و نصاریٰ ہیں اور ان کے کنٹرول میں ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف ہیں۔

اوپر والوں کی پہلی اور آخری خواہش اور اس کی تکمیل کے لئے سعی و جہد کا منتہا یہ ہے کہ مسلمان عددی برتری سے محروم رہے کہ استحکام اور حکمرانی کے لئے یہ ضروری ہے اور مسلمان کے قلب و ذہن سے اسلام کے حوالے سے سماجی' معاشرتی' تعلیمی' معاشی اور سیاسی اقدار کو کھرچ کر نکال دیا جائے اور یہ سب فحاشی اور بے حیائی کے پنپنے سے ہی کھرچی جا سکتی ہیں۔ یہ کام وہ بہبود آبادی کے کنڈوم کلچر اور ٹی وی کے لچر پروگراموں کو عوام کے گھر کے اندر پہنچا کر حاصل کر رہے ہیں اور بہت حد تک کامیاب ہو رہے ہیں کہ اسلام کے نام لیوا ان کے دست و بازو ہیں۔

توفیق باری تعالیٰ سے ہم پیشۂ بہبود آبادی اور تحریف قرآن کے عنوان سے دو حصے آپ کے سامنے پیش کر چکے ہیں اسی سلسلے کی کڑی "بڑھتی آبادی' گھٹتے وسائل' سچ کیا ہے" حاضر ہے۔

اس اہم ضرورت کو آپ تک پہنچانے کے لئے ہمیں سرپرستی نصیب ہے صدیقی ٹرسٹ کراچی کی۔ ہم اس تعاون و سرپرستی کے لئے صدیقی ٹرسٹ کی مجلس قائمہ کے ممنون احسان ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس محنت کو ہم سب کے لئے سرمایہ آخرت بنائے۔ آمین

عبدالرشید ارشد

تقریظ

"بڑھتی آبادی - گھٹتے وسائل" سچ کیا ہے؟ خاندانی منصوبہ بندی کے معروف نعرے کا تجزیہ ہے۔ حقیقت پسندانہ تجزیہ - رابرٹ مالتھس پہلا شخص تھا جس نے یہ شوشا چھوڑا اور تحقیق کے نام پر' اس تحقیق کشی پر' تحقیق کیئے بغیر' کئی ایک نے اس کی ہاں میں ہاں ملا کر عامتہ الناس کو بڑھتی آبادی کے عفریت سے خوف زدہ کر دیا۔ مگر بعد ازاں اسی کے ہم وطنوں نے اس غبارے سے ہوا نکال دی کہ اسے جھوٹا قرار دے دیا گیا۔

یو - این - او کے ذیلی ادارہ برائے خوراک .F.A.O نے 50ء سے آج تک بے شمار تجزیئے کئے۔ اس کے غیر مسلم ماہرین نے (مسلم ماہرین پر "ہم اعتماد نہیں کرتے") جو رپورٹیں مرتب کیں اور وہ عالمی سطح پر شائع بھی ہوئیں' ان میں سے کسی ایک رپورٹ نے عوام کے بھوکے مرنے کی "خوشخبری" نہیں سنائی بلکہ کہا گیا کہ:

☆ "مالتھس ایک جھوٹا پیغام رساں" (Malthus a false prophet)

☆ "اگلے 100 سالوں میں خوراک کی قلت کے لئے کوئی بنیاد نہیں ہے"

☆ "مجموعی اثرات ان تمام امید افزا اندازوں سے کہیں زیادہ ہیں جو رجائیت پسندوں نے قائم کئے ہیں"

☆ "28 ارب افراد کے لئے اعلی برطانوی معیار کی خوراک مہیا ہو سکتی ہے"

قومی سطح پر ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ اسلام اور پاکستان کے خلاف سازش

کرنے والے، منصوبہ بندی کے نام پر سازش کرتے ہیں اور ہمارے مبینہ دانشوروں، منصوبہ سازوں سے منوا لیتے ہیں کہ سبھی ان کی لے میں لے ملا کر بڑھتی آبادی کا ترانا گانا شروع کر دیتے ہیں۔ ان میں بلاشبہ بعض کے ضمیر ہلکے اور پرس بھاری ہوتے ہیں۔

میڈیا کی ذمہ داری ہے کہ حقائق کو عوام تک پہنچائے مگر قتل و ڈاکے اور سیاسی راہنماؤں کے سنسنی خیز چٹ پٹے بیان چونکہ سرکولیشن کے لئے ناگزیر ہیں اس لئے سازشی چہروں کو بے نقاب کون کرے اور اِکّا دُکّا اگر یہ خدمت کرتے ہیں تو عوام کا ان پڑھ ہونا آڑے آتا ہے۔ لے دے کے ٹی وی ریڈیو کے مقابلے میں مساجد سے اٹھنے والی آواز ہے جس سے مؤثّر کردار کی توقع کی جا سکتی ہے۔

بارگاہ رب العزت میں جہاں یہ دعا ہے کہ اللہ تعالی ہماری اس کاوش کو آخرت کے زاد راہ کا حصہ بنا دے وہیں بصمیم قلب یہ بھی دعا ہے کہ اسلام اور نظریہ پاکستان کے خلاف ہونے والی ہر سازش سے ہمارے علما کرام آگاہ ہوں اور مساجد سے ایک دوسرے کے خلاف بات کرنے والے سبھی مل کر قوم کو ان حقیقی خطرات سے آگاہ کریں۔ آمین یا رب العالمین

میاں عبداللطیف

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ وبہ نستعین ○

بڑھتی آبادی - گھٹتے وسائل - سچ کیا ہے؟

کوئی بھی شخص جو شعور کے ساتھ مسلمان ہے اور اپنے ایمان کے ساتھ (خواہ بے عملی کو اسکی عملی زندگی میں خاصا عمل دخل ہو) دنیوی امتحان گاہ سے گذر کر بارگاہ رب العزت میں حاضری کا خواہشمند ہے تو اپنی ہر کمزوری کے باوجود وہ فرمان الٰہی اور فرمان رسالت کو پتھر پر لکیر سمجھے گا' سر تسلیم خم کرنے کے تقاضے پورے نہ بھی کر پائے تو قرآن و سنت کے مقابلے میں اپنی عقل و فکر کے گھوڑے نہ دوڑائے گا۔

آج ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ محض چند روزہ زندگی کے فوائد حاصل کرنے' مثلاً" سرکار دربار میں کرسی یا مستقل مقررین کی فہرست میں نام کا اندراج کرانے اور حق الخدمت کے نام پر چند روپوں کا لالچ' کئی مدعیان ایمان بلکہ سید زادوں تک کو شرف انسانیت سے گرا دیتا ہے عالمی یوم بہبود آبادی پر تقاریر اور بعض اخبارات میں اوٹ پٹانگ مضامین دیکھ کر دکھ ہوا کہ مسلمان کہلوانے والے اس کھلی گمراہی کا کس طرح شکار ہیں۔

فیزے ·بیلٹی کی اہمیت

آج کا گیا گذرا انسان بھی عملی زندگی میں کسی کام کے آغاز سے قبل سوچ بچار کرتا ہے' مختلف قسم کے تخمینے لگاتا ہے اور پڑھے لکھے وسائل والے عقلمند تو فیزیبلٹی (Feasibility) کے بغیر کام میں ہاتھ ڈالنے کو گناہ سمجھتے ہیں' ایسی رپورٹوں کے لئے لاکھوں روپیہ ماہرین کو ادا کرتے ہیں' مگر وہی عقلمند جب خود پیدا ہو کر اس دنیا کے شراکت دار بن بیٹھے تو انہیں عقل نے اس قدر بے عقل کر دیا کہ اپنے پیدا

کرنے والے کے متعلق انہوں نے یہ یقین کر لیا کہ اس نے انہیں بغیر فیزے بیلٹی کے پیدا کر دیا ہے اور انکے بعد مزید مخلوق بھی وہ الل ٹپ پیدا کر کے انہیں، یعنی ان عقل و دانش کے "پتلوں کو" نت نئے مسائل میں الجھا رہا ہے اور معاشی مار دے رہا ہے انکی زندگی روز بروز عذاب بن رہی ہے۔

خالق کائنات کی فیزے بیلٹی

تخلیق کائنات کے ضمن میں تمام "سیانے" اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت انسان کی تخلیق سے قبل، اربوں کھربوں سال گذرنے کے بعد، حضرت انسان کو، دنیا مکمل کر کے اس میں اشرف المخلوقات کے اعزاز کے ساتھ لایا گیا۔ تھوڑی سی عقل استعمال کرنے پر یہ انسان، خلیفتہ اللہ، بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ خالق کائنات نے ان اربوں کھربوں سالوں میں کچھ نہ کچھ ضرور بنایا ہو گا۔ انسان کی طرح ستایا نہ ہو گا جس فیزے بیلٹی میں انسان کی تخلیق سے قبل طویل عرصہ کی محنت شامل ہو، باریک ترین جزیات تک کا خیال رکھا گیا ہو اور ہر نوع کی تخلیق باہم مربوط ثابت شدہ ہو، اس میں خالق کا پیدا کردہ انسان عقل کل بن کر، مین میخ نکال کر مزید منصوبہ سازی اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کرے تو اس سے بڑا باغی، اس سے بڑا احمق اور عاقبت نااندیش کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ خالق کے منصوبہ تخلیق کا مرکزی نقطہ تخلیق انسان تھا اور اس مقصد کے لئے تیار کردہ فیزے بیلٹی میں ہر دوسری چیز کی تخلیق اسی انسان کی پر سکون اور خوشحال زندگی کے لئے رکھی گئی اور اس کا دائرہ کار ازل سے ابد تک طے شدہ ہے۔

تکمیل فیزے بیلٹی کے لئے وسائل

اربوں کھربوں سال میں، پانی، پہاڑ، زمین و آسمان کے علاوہ بہت کچھ ایسا بھی تخلیق کیا گیا جو آج تک انتہائی ترقی کے باوجود ہمارے دائرہ ادراک سے باہر ہے مگر بتدریج سائنسی تحقیقات کچھ نہ کچھ حصہ سامنے لا رہی ہیں۔ اس کے باوجود کل تک رسائی کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا۔ انسانی زندگی کی احیا و بقا کے لئے پانی

کے اندر، پہاڑوں میں، سینہ دھرتی میں اور آسمان کی وسعتوں میں بادلوں سے پانی ہو یا سورج کی روشنی کی شکل میں، وہ سب کچھ موجود رکھا گیا جسکی ہر دور کے انسان کو ضرورت ہو سکتی ہے اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ انسان کو عملی زندگی گذارنے کے لئے تخلیق آدم سے آخری دور تک قدم قدم راہنمائی کے لئے انبیاء و رسل اور الہامی کتب سے بھی نوازا۔ ایسی مکمل و مدلل راہنمائی پر تاریخ شاہد ہے۔

پانی جو بذات خود نعمت رب قدیر ہے، اسکے اندر سمندروں اور دریاؤں میں انسانی خوراک کا نہ ختم ہونے والا حصہ رکھا، معیشت مستحکم کرنے کے لئے تیل و گیس کے ذخائر، معادن اور نہ جانے کیا کیا پیدا کیا گیا، پہاڑ اس بات پر گواہ ہیں کہ خوردنی نمک اور کوئلہ کے خزانوں سے لے کر تانبا، پیتل، سونا اور یورنیم وغیرہ کے بے بہا ذخائر سینہ کوہ میں کوہ کنوں کے انتظار میں ہیں اور رہی زمین تو اس نے محنت کرنے والے کو ہمیشہ ہی وافر خوراک کی خوشخبری دی ہے یہ ہماری اپنی محنت و ہمت کی کوتاہی ہو سکتی ہے، ہماری منصوبہ بندی کا فقدان ہو سکتا ہے جو ہمارے مصائب و مشکلات کا سبب بنا۔

آبادی کہاں اور کس قدر

ہر دور میں آبادی بڑھی ہے، یہ آج کا مسئلہ نہیں ہے اور ہر دور کے انسان کو اپنے وقت کے تقاضوں سے عہدہ برا ہونے کے لئے مطلوب صلاحیتوں اور وسائل کا ذمہ جو خالق نے لیا تھا بطریق احسن نبھتا رہا ہے۔ یہ سلسلہ بغیر کسی تعطل کے آج بھی جاری ہے اور قیامت تک جاری رہیگا کہ اسے جاری رکھنے والا کوئی انسان نہیں، صرف انسانوں کا خالق نہیں بلکہ وہ انسان سمیت اس پوری کائنات کا خالق ہے، جو اپنی فیزیبیلٹی کی تکمیل کے تقاضوں سے پوری طرح باخبر ہے اور قادر بھی ہے۔

آبادی کہاں کس قدر مطلوب ہے اور کہاں کس قدر غیر مطلوب ہے یہ آبادی کا حقیقی کنٹرولر، خالق و مالک بہتر جانتا ہے کہ پیدائش اور موت پر اس کے علاوہ کسی دوسرے کو دسترس حاصل نہیں ہے۔ یہ بڑی عام فہم بات ہے کہ جو کوئی بھی جس چیز کا خالق ہے، مینوفیکچرر ہے، پروڈیوسر ہے وہ اپنی تخلیق، اپنی صنعت اور پروڈیوس کے

لئے عملاً" منصوبہ بندی بھی کر سکتا ہے۔ دل و دماغ کو زحمت دے کر جواب دیجئے کہ کیا واقعی انسان' انسان کا خالق ہے؟ کیا انسان اپنے خالق کی منصوبہ بندی کو توڑ کر اس کے مقابلے میں بہتر منصوبہ بندی پر قادر ہو سکتا ہے؟ تخلیق کائنات' تخلیق انسان اور تقسیم وسائل رزق و معیشت پر قرآن کی تعلیم ملاحظہ فرمایئے کہ یہ خالق حقیقی کا فرمان ہے:۔

مخلوق کے رزق کی ضمانت (قرآن پاک میں)

1 ☆ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ (هود - 6)

(ترجمہ) "زمین پر چلنے والا کوئی ذی روح ایسا نہیں جس کا رزق اللہ نے اپنے ذمہ نہ لیا ہو' اسے یہ بھی معلوم ہے کہ وہ کہاں مقیم ہے اور کہاں دفن ہو گا۔ یہ سب ایک واضح کتاب (فیزے بیلٹی) میں لکھا ہے"

2 ☆ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ۝ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا (الدھر - 1' 2)

(ترجمہ) "بے شک انسان پر ایک لامتناہی دور ایسا گزرا کہ وہ اس دور میں کچھ نہ تھا (پھر) ہم نے انسان کو پانی کے ایک قطرہ (مادہ منویہ) سے آزمائش کی خاطر دیکھنے اور سننے کی صلاحیت کے ساتھ پیدا کیا اور بالتحقیق ہم نے اسے راہنمائی سے بھی نوازا' اب یہ اس کی مرضی ہے کہ وہ شکر گزار بنے یا کفر کا رویہ اختیار کرے"۔

3 ☆ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَ تَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَ جَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بٰرَكَ فِيْهَا وَ قَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَ هِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ لِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَآ اَتَيْنَا

طَآئِعِیْنَ ○ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَاَوْحٰی فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا وَ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَ حِفْظًا ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ○ (حٰمٓ السجدہ - 9 تا 11)

(ترجمہ) "اے نبی! ان سے کہو' کیا تم اللہ سے کفر کرتے ہو اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھہراتے ہو جس نے زمین کو دو دنوں میں بنایا' وہی تو سارے جہانوں کا (مخلوق کا) رب (پرورش کنندہ) ہے اس نے (زمین کو وجود میں لانے کے بعد) اوپر سے اس پر پہاڑ جما دیے اور اس میں برکتیں (رزق کے خزانے) رکھ دیں اور اس کے اندر سب مانگنے والوں کے لئے ہر ایک کی طلب و حاجت کے مطابق' (پیدائش سے قبل طے کردہ) ٹھیک اندازے سے خوراک کا سامان مہیا کر دیا۔ یہ سب کام 4 دن میں ہو گئے۔ پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جو اس وقت محض دھواں تھا۔ اس نے آسمان اور زمین سے کہا وجود میں آ جاؤ خواہ تم چاہو نہ چاہو "ہم آ گئے فرمانبرداروں کی طرح" تب اس نے 2 دنوں کے اندر سات آسمان بنا دیے اور ہر آسمان میں اسکا قانون وحی کر دیا اور آسمان دنیا کو چراغوں سے آراستہ کیا اور اسے خوب محفوظ کر دیا۔ یہ سب کچھ ایک زبردست عظیم ہستی کا منصوبہ ہے۔

مخلوق کے رزق کی ضمانت (حدیث میں)

فرمان الٰہی کے بعد اب فرمان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بھی' بحوالہ فراہمی رزق' ملاحظہ فرمایئے۔

1 ☆ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ' وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَنْ تَمُوْتَ نَفْسٌ قَبْلَ اَنْ تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ وَلَا یَحْمِلَنَّكُمُ اسْتِبْطَآءُ الرِّزْقِ عَلٰی اَنْ تَطْلُبُوْهُ بِغَیْرِ طَاعَةِ اللّٰهِ فَاِنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ لَا یُنَالُ اِلَّا بِطَاعَتِهٖ جُفَّتِ الْاَقْلَامُ وَ رُفِعَتِ الصُّحُفُ ○

(ترجمہ) "رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے کوئی شخص اپنے حصہ کا مکمل رزق لیے بغیر نہیں مرے گا۔ پس تم خدا سے ڈرو اور اس سے اچھی چیز مانگو۔ رزق کی کمی (یا کمی کا خوف)

تمہیں گناہ (ذریعہ حرام سے حصول رزق) میں مبتلا نہ کر دے کہ اللہ تعالی کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کی فرمانبرداری کے بغیر نہیں مل سکتا۔

نافرمانی یا کھلی بغاوت اور منافقت نہ ہو تو معمولی عقل و شعور والا مسلمان کوئی مزید شہادت طلب کیے بغیر مذکورہ جامع فرامین کے سامنے سر تسلیم خم کر دے گا۔ خالق و مالک کے آبادی کو کنٹرول کرنے کے منصوبے پر مطمئن ہو جائے گا کہ یہی عقل و دانش کا تقاضا ہے آبادی کی تحدید بذریعہ فطری موت' وبا' زلزلہ اور سیلاب یا جنگ وغیرہ کیا غیر موثر ہیں کہ عدم اطمینان کا اظہار کیا جائے۔ ان کے علاوہ تحدید آبادی کے حق میں عزل کی کھلی چھٹی کو دلیل بنایا جاتا ہے۔ یہ درست ہے کہ عزل سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں فرمایا گویا یہ اللہ اور اس کے محبوب کی اجازت ہے مگر یہ انفرادی اجازت ہے اسے تحریک بنانا یا اس کی ڈھال سے کنڈوم کلچر یا اسقاط کا جواز نکالنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

تحدید آبادی کے مقابلے میں کثرت آبادی کی ترغیب

جو لوگ قرآن و حدیث سے خاندانی منصوبہ بندی کا جواز نکالتے ہیں وہ سو فی صد جاہل ہیں کہ قرآن میں اشارہ کنایہ بھی تحدید کے حوالے سے نہیں ہے اور رہی حدیث' تو عزل کی اجازت کے ساتھ یہ فرمان رسالت بھی تو عزل کو تحریک بنانے کی جڑ کاٹتا ہے فرمایا'

1 ☆ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْمَوْلُوْدَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ ○

(ترجمہ) "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بہت پیار کرنے اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی سے شادی کرو کہ میں ۔ (محشر) میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں کے مقابلے میں کہہ سکوں گا کہ میری امت ہر امت سے بڑی ہے۔

(مشکوۃ کتاب النکاح عن معقل بن یسار' ابوداوٗد' نسائی)

رب العزت نے قرآن پاک میں بچے کو اپنی چھاتی سے دو سال تک دودھ پلانے کی ہدایت فرمائی ہے۔ میڈیکل سائنس اس بات سے اتفاق کرتی ہے کہ بچے کو چھاتی سے دودھ پلانے کے عرصہ میں وہ تمام ہارمونز مشغول رہتے ہیں جن کی بصورت دیگر (چھاتی سے دودھ نہ پلانے کے سبب) فرصت عورت کے حاملہ ہونے میں مدد دیتی ہے (دودھ پلانے کے دوران حمل کے واقعات بہت کم ہوتے ہیں۔ ایک سبب باقاعدگی سے دودھ پلانے میں کوتاہی بھی ہوتا ہے۔) یہ بھی فطری تحدید آبادی ہے' جس کا خالق نے خود انتظام فرمایا ہے اور جو سائنس کی دی ہوئی منصوبہ بندی کی طرح عورت کی صحت کی قاتل نہیں ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی کیوں؟

ضبط ولادت ہو' خاندانی منصوبہ بندی ہو یا بہبود آبادی کا خوشنما پروگرام' اس کی تہہ میں یہود و نصاری کی مشترکہ خواہش اور منصوبہ بندی ہے کہ مسلمان عددی برتری حاصل نہ کر سکیں اور ہماری برتری قائم رہے' اس قوم کو ہر لمحہ آبادی کی بڑھوتری کے عفریت سے خوف زدہ اور اس ضمن میں امداد سے ممنون احسان بھی رکھیں۔ یوں غلامی مسلمان کا مقدر بن جائے گی۔ وسائل ہم سمیٹیں گے۔

ماہر معاشیات رابرٹ مالتھس (نصرانی) وہ پہلا شخص ہے جس نے کثرت آبادی کا شوشہ چھوڑا۔ 1798 میں اس نے مشہور زمانہ کتاب "اصول آبادی" لکھی' جس کا پورا نام "An essay on the Principal of Population as it affects the Future Improvement of Society" تھا اس میں کثرت آبادی کے حوالے سے اس نے لکھا کہ:-

"آبادی' جب کہ وہ بے قید طور پر چھوڑ دی جائے جیومیٹری کے تناسب سے بڑھتی ہے اور اشیاء خوراک صرف ریاضی (ارتھمیٹک) کے تناسب سے بڑھتی ہیں۔" (یعنی آبادی اور خوراک ایک ہی نسبت سے نہیں بڑھتی مثلاً" آبادی میں اضافہ 1 - 2 - 4 - 8 - 16 - 32 - 64 کے تناسب سے ہوتا ہے اس کے برعکس خوراک کی اشیاء میں اضافہ کا تناسب 1 - 2 - 3 - 4 - 5 - 6 - 7 - 8 - 9 اور 10 رہتا ہے۔)

رابرٹ مالتھس پر کثرت آبادی کا خوف طاری ہوا اور ہر طرف اسے بھوک سے مرتے انسان نظر آنے لگے۔ اس کتاب نے بھی دنیا کو خوراک کی کمی کے خوف میں مبتلا کر دیا کہ کسی نے اس کا تجزیہ کرنا ضروری نہ سمجھا۔

اعداد و شمار کی حقیقت

وسائل کی کمی بیشی پر بات کرنے سے قبل کچھ ان اعداد و شمار کی فراہمی کے ضمن میں، جن اعداد و شمار کے ہوے سے امت مسلمہ کو ڈرایا جا رہا ہے بات کرنا ضروری ہے۔ تخلیق پاکستان سے قبل 'محکمہ دیہات سدھار' کی اعلیٰ قیادت نے دیہی سطح کے کارکنوں کو دیہات میں کھاد محفوظ کرنے کے لئے گڑھے کھدوانے کا حکم دیا کہ ہر دیہی کارکن اپنے حلقہ میں زیادہ سے زیادہ گڑھے کھدوائے۔ سہ ماہی گزرنے پر ہر کارکن سے اس ضمن میں کارکردگی رپورٹ لی گئی اور ہر ایک نے، حسب توفیق، یہ رپورٹ دی۔ صوبے کی سطح پر جب رپورٹوں سے ایک رپورٹ بنی تو پورے صوبے کی اصل اراضی سے گڑھے بڑھ گئے، یعنی گڑھے تھے تو اراضی نہیں بچتی تھی اور اگر اراضی دیکھیں تو اسقدر گڑھے نہیں تھے۔

آج کے دور میں اعداد و شمار 'بنتے' ہیں جس طرح دوسری مصنوعات حسب ضرورت بنتی ہیں۔ آبادی بڑھتی ہے، وسائل بھی بڑھتے ہیں مگر مخصوص چشمہ لگے عقلمندوں کو صرف آبادی کی بڑھوتری نظر آتی ہے کہ آقا کا حکم یہی ہے۔ آبادی اور وسائل کے حقیقی سروے کی توفیق کسی کو نہیں ہے۔ 'ٹھنڈے کمروں میں گرم حقائق' بنتے ہیں اور پھر پوری قوم کو ہراساں کرنے کے لئے، آقاؤں کے زیر قبضہ میڈیا پر پھیلائے جاتے ہیں۔

عالمی بنک کی عالمی ترقیاتی رپورٹ 1986ء

شائع کردہ بہبود آبادی ڈویژن حکومت پاکستان اسلام آباد بحوالہ "دنیا میں 5 اربویں بچے کی پیدائش کا دن 1987"

پاکستان (84-1965ء) بیس سال شرح پیدائش 12.5 فیصد - شرح اموات 28.9 فیصد - شیر خوار بچوں کی اموات 22.7 فیصد

نقشہ نمبر2، صفحہ 32

سیکرٹری جنرل اقوام متحدہ کے 'پیغام' برائے "پانچ اربویں بچے کا دن" کے مطابق

1930ء میں دنیا کی آبادی 2 ارب تھی
1960ء میں دنیا کی آبادی 3 ارب تھی
1975ء میں دنیا کی آبادی 4 ارب تھی
1987ء میں دنیا کی آبادی 5 ارب تھی

گویا 57 سال میں 2 سے 5 ارب ہو گئی کہا جاتا ہے کہ 2000ء تک یہ 9 ارب ہو جائے گی گویا 70 سال میں ساڑھے چار گنا ہو گئی

یہ صرف بڑھوتری کے اعداد و شمار ہیں مذکورہ رپورٹ کی طرح شرح پیدائش کے مقابلے میں شرح اموات کی زیادتی کو پیش نظر رکھ کر اس بڑھتی آبادی کا جائزہ لیا جائے تو یہ گھٹتی نظر آئے گی خود UNO کہتی ہے کہ شرح پیدائش 12.5 فیصد ہے تو شرح اموات 28.9 فیصد (اگرچہ یہ پاکستان کے اعداد ہیں مگر بڑھوتری کا ہوا بھی تو اہل پاکستان ہی کو دکھایا جا رہا ہے)

پاکستان سے متعلق یہی رپورٹ (بحوالہ غوث علی شاہ' صفحہ 8) ہمیں بتاتی ہے کہ 1947ء میں آبادی تین کروڑ بیس لاکھ تھی جبکہ 1986ء میں (29 سال میں) یہ نو کروڑ اسی لاکھ ہو گئی۔ تین سے نو کروڑ میں سے مذکورہ رپورٹ کی روشنی میں 12.5 فیصد پیدائش جمع کر کے 28.9 فیصد اموات منہا کرتے جائیے اور مرتب کروہ اعداد و شمار کی صحت و حقانیت پر سر دھنتے جائیے۔

یہ رپورٹیں ورلڈ بنک بنواتا ہے جو یہودی عزائم کا رکھوالا ہے اور یو این او کا ذیلی ادارہ .F.A.O ایسی یا سیت کی ماری رپورٹوں کی قلعی کھولتا ہے (حوالہ جات آگے دیئے جا رہے ہیں)۔

مطلوب کیا ہے!

امانت و دیانت اور جذبہ حب الوطنی کا حقیقی تقاضا تو یہ ہے کہ قوم کے سامنے اس کے اپنے ماہرین' ایمان و محبت وطن سے سرشار ماہرین' ہر شعبہ سے متعلق اعداد و شمار رکھیں: مثلاً"

☆ 1947ء سے 1995ء تک آبادی اتنے فی صد بڑھی ہے۔

☆ 1947ء سے 1995ء تک زرعی رقبہ میں (ناقابل کاشت کو قابل کاشت بنا کر) اتنے فی صد اضافہ کیا ہے۔

☆ 1947ء سے 1995ء تک صنعتی شعبہ میں اتنے فی صد اضافہ ہوا ہے۔

☆ 1947ء سے 1995ء تک زرعی اور صنعتی شعبے میں سائنس دانوں نے اتنے فی صد ترقی کی ہے۔

☆ 1947ء سے 1995ء تک دریاؤں اور پہاڑوں سے اتنے فی صد وسائل پر تحقیق ہوئی ہے۔ وغیرہ وغیرہ

وسائل نہیں تو بیرونی سرمایہ کاری کس لئے!

اس قوم کو یکطرفہ طور پر ایک ہی نعرہ دے کر کہ "آبادی ڈبل تھی گئی اور وسائل ہڑپ ہو گئے" اس کا خون خشک کیا ہوا ہے اس ملک کے تحقیقی اداروں نے یقیناً بڑھتی ضروریات کے پیش نظر ہمہ جہت محنت کی ہو گی اور عملاً کی بھی ہے مگر قوم کو بے خبر رکھا جا رہا ہے اگر واقعتاً وسائل نہیں ہیں تو غیر ملکی سرمایہ کاروں کو پاکستان میں سرمایہ کاری کی دعوت کس بنیاد پر اور انہیں اگر وسائل مل سکتے ہیں تو پاکستانی قوم کو وہی کچھ نصیب کیوں نہیں ہو سکتا۔ یہود و نصاریٰ کی غیر ملکی سرمایہ کار کمپنیاں ہر بندش سے آزاد اور تمام تر سہولیات کے ساتھ جس قدر چاہیں پاکستان کے وسائل سے فیضیاب ہوں مگر اہل وطن ہر لمحہ وسائل کی کمی کا نغمہ سنتے رہیں اور بڑھتی آبادی سے سہمے رہیں۔

جو لوگ آبادی کی بڑھوتری کے عفریت سے قوم کو ڈرا رہے ہیں اگر انہیں قوم سے ادنی سی بھی محبت ہوتی' ایمان کی کچھ بھی رمک ان میں ہوتی' تو یہ قوم کے

سامنے حقائق رکھتے' یا قوم کو اس تاریخ سے آگاہ کر دیتے جس تاریخ تک ان کے علم میں آئے وسائل کفالت کر سکتے ہیں اور جس کے بعد وسائل بالکل ختم ہونگے۔ روئے زمین خصوصاً" پاکستان کی آبادی بھوک کے سبب اوندھی مری پڑی ہو گی۔

علم و تحقیق کا دعوی ہے تو

قوم کو بتایا جاتا کہ:

☆ ہمارے پہاڑوں میں ہمارے سروے کے مطابق فلاں فلاں قسم کے معدنیات کے اس قدر ذخائر ہیں جو اتنی آبادی کی کفالت کر سکتے ہیں'

☆ ہمارے دریاؤں اور سمندروں' آبی خوراک اور دیگر معاون کی مقدار و مالیت اس قدر ہے اور فلاں تاریخ سے یہ خزانہ خالی ہو جائیگا'

☆ ہماری زرعی اراضی فلاں سال تک ہماری بے بسی' بے علمی اور بے وسیلگی کے سبب بانجھ ہو جائے گی'

☆ ہمارے بادل فلاں سال سے بارش برسانے سے انکار کر دیں گے کہ انہیں پانی نہیں ملے گا'

علم و تحقیق کا حقیقی مصرف

ہم ہر منصوبہ کے دعویدار ہیں' مگر ہم سے گذشتہ نصف صدی سے اگر کوئی منصوبہ بندی نہیں ہو سکی تو وہ یہ ہے کہ :-

☆ زرعی معیشت میں استحکام کے لئے بنجر و بے آباد اراضی کو قابل کاشت بنانا اور قومی طلب سے ہم آہنگ فصلوں کی کاشت کے جامع منصوبہ کو متعارف کرانا'

☆ بے روزگاری کے خاتمے' زرمبادلہ کے حصول اور عامتہ الناس کے معیار زندگی میں استحکام کے لئے پہاڑوں کا سینہ چاک کرنے والی صنعتوں کا قیام'

☆ # ملکی دفاع کے نقطہ نظر اور دیہی آبادی کی شہروں کو منتقلی روکنے' نیز بنجر اراضی کو زیر استعمال لا کر' زرعی اراضی بچانے کی غرض سے' صنعتی جگہوں کو غیر زرعی مقامات پر منتخب کرنا'

خاندانی منصوبہ بندی، تعلیم اور صحت

منصوبہ سازوں سے سوال کیا جا سکتا ہے کہ اگر فی الواقع وہ قوم کے خیر خواہ ہیں تو انہوں نے قوم کی تعلیم اور قوم کی صحت کے لئے 1947ء سے آج تک کس قدر رقوم بجٹ میں رکھیں۔ ہم پورے یقین و اعتماد سے یہ کہنے کی پوزیشن میں ہیں اور جس کا جی چاہے ہمیں جھٹلانے کے لئے خود ہر سال کے اعداد و شمار جمع کر کے تصدیق کر لے، کہ خاندانی منصوبہ بندی کے نام پر اخراجات کے مقابلے میں صحت عامہ اور تعلیم پر مصارف کی باہم کوئی نسبت ہی نہیں ہے حالانکہ تعلیم کے ساتھ صحت یا صحت کے ساتھ تعلیم ہی ہے جو قوم میں وہ شعور بیدار کرتی ہے جس سے خود بخود خاندان کی بہبود جنم لیتی ہے۔ جس قدر رقم آج تک خاندانی منصوبہ بندی پر پاکستان میں خرچ کی گئی ہے اگر فوجی فاؤنڈیشن کی طرز پر ادارہ بنا کر یہی امدادی رقوم اس کا حصہ بنتیں اور صنعت کے شعبہ میں کام ہوتا تو آج نہ بے روزگاری ہوتی اور نہ تعلیم و صحت عامہ کے مسائل ہوتے مگر یہ تو کسی طرح بھی مطلوب و مقصود نہ تھا کہ آقاؤں کا حکم نہیں۔

خاندانی منصوبہ بندی کا حقیقی مقصد

خاندانی منصوبہ بندی یا ضبط ولادت کے خالقوں کے پیش نظر مقاصد میں' مسلمانوں کی عددی برتری کے خاتمہ کے ساتھ ان میں اخلاقی بے راہ روی اور جنسی انار کی پیدا کرنا ہے اور ہر کوئی اس پر شاہد ہے کہ اس میں وہ کامیاب رہے انہوں نے مقاصد کی تکمیل کی خاطر مسلمان کہلوانے والوں کو ہی استعمال کیا ہے بلکہ بدستور مسلمان استعمال ہو رہے ہیں محکمہ بہبود آبادی ہو' الیکٹرانک میڈیا ہو یا پرنٹ میڈیا کام تو مسلمان ہی کرتے ہیں۔

وہ وقت دیکھنے والے ابھی بہت سے لوگ زندہ ہیں' جب مائیں اپنے بچو نکوں چڑیوں کا اختلاط تک دیکھنے نہ دیتی تھیں' نوجوان لڑکا محلے گلی میں کھیل کے دوران یا ویسے کسی لڑکی کا بازو پکڑ لیتا تو لڑکی خائف ہو جاتی کہ کہیں "کچھ ہو نہ جائے" مگر بھلا ہو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے بذر جمہوں کا کہ انہوں نے میڈیا اور خاندانی منصوبہ بندی کے کنڈوم کلچر کے ذریعے نوجوانوں کے دلوں سے ہر خوف نکال دیا اور اب مادر پدر آزاد قوم وہ سب کچھ کر رہی ہے جس کا شرافت اور اخلاقی اقدار سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ غیر مسلم اسی مقصد کی تکمیل کے لئے اربوں روپہ کی امداد دیتے ہیں اور گھر کی دہلیز کے اندر تک بے حیائی پہچانے کے لئے یہ خرچ ہو رہی ہے جبکہ اسکا زیادہ حصہ بعض کی 'انفرادی معیشت کے استحکام' کا سبب بھی ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق لٹریچر کی بھرمار' پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے غلیظ ترین اشتہارات کے بعد اسلامی اور اخلاقی اقدار کے بخیے ادھیڑنے والے ٹی وی ڈرامے مسلمان قوم کو بالالتزام دکھائے جا رہے ہیں' نوجوان لڑکے لڑکیوں کی موسیقی پروگراموں میں حیا سوز حرکات سے نوجوان نسل کے جنسی جذبات میں اشتعال پیدا کیا جاتا ہے اور ہر کوئی جانتا ہے کہ ایسی ا یگیحت کا ردعمل کیا ہوتا ہے اور منطقی انجام سے معاشرتی زندگی کس قدر مسموم ہوتی ہے اس فضا کی موجودگی میں نوجوان نسل سے

اسلامی و اخلاقی اقدار کی مکمل پاسداری کی توقع کرنا احمقانہ سوچ ہے کہ:۔

بقولِ شاعر

درمیاں قعرِ دریا تختہ بندم کردہ اِی ÷ بازی گوئی کہ دامن ترکمن ہشیار باش!
(دریا میں بیچ منجدھار دھکا دے کر کہا یہ جاتا ہے خبردار کپڑے گیلے نہ ہوں)

جو قوم اپنی اصل سے بے وفائی کرتی ہے، مسلم ہو یا غیر مسلم، کبھی بھی استحکام اس کا مقدر نہیں بنتا۔ اس کا مقدر دنیا میں ذلت و رسوائی اور غلامی ہوتا ہے تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ اسلام جن کا اصل تھا، انکی وفا اور بے وفائی کو دیکھ لیں پرکھ لیں تاریخ کی شہادت پر اونچا نیچا گراف دیکھ لیں، کیمونزم اور سوشلزم کو اس کسوٹی پر پرکھ لیں۔ اصل سے، مقصدیت سے، غداری نہ تو فرد کو سنوارتی ہے نہ اقوام و ملل کو۔

ہم غیروں کی بات نہیں کرتے، 1947ء سے 1996ء تک اسلامی جمہوریہ پاکستان کی تاریخ، جو ہر پاکستانی مسلمان کے سامنے کھلی کتاب ہے پیش کرتے ہیں۔ خدا لگتی کہیئے، ضمیر سے پوچھ لیجئے کیا کوئی لمحہ (ماسوائے 65 کی جنگ کے 17 دنوں کے) ایسا آیا جب ہم من حیث القوم اپنی اصل کے امین تھے؟ کیا ہمارا سارا قومی ماضی ہمارے سیاسی، معاشی، سماجی و معاشرتی، اخلاقی و دینی عدم استحکام کا ثبوت نہیں ہے جو ہمیں جھٹلانا چاہے وہ اس دور کی، مہ سال کی نشاندہی کر دے ہم ممنون احسان ہوں گے۔ بالعکس اگر اصل سے وفا اور استحکام دیکھنا ہو تو اسلام دشمن یہود اور انکے اسرائیل کو دیکھ لیجئے۔

عقل و شعور ہمارا سرمایہ ہے تو!

اگر ہم نے واقعتاً" اپنی قومی اجتماعی موت کا فیصلہ نہیں کر لیا اور زندگی کے لئے کوئی چنگاری ہمارا مقدر ہے تو آخری انگڑائی سے ماضی کی کوتاہیوں کو جھٹک کر نئے عزم و جذبہ کے ساتھ استحکام پاکستان کے لئے کمر ہمت باندھنے کا وقت ہے یہ ہاتھ سے نکل گیا تو ہاتھ ملنے سے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ زندگی کی حفاظت کرنے والی قوم کے شب و روز ہی اس کے منفی یا مثبت کردار کی گواہی ہوتے ہیں آپ بھی اپنے شب و روز سے اپنی سمت کا تعین کر سکتے ہیں۔

اگر ہم باوقار انداز میں زندہ رہنا چاہتے ہیں، عزت و وقار سے نئی صدی میں

داخل ہونا چاہتے ہیں اور مستقبل کی آمین نسل کو مضبوط و باوقار پاکستان دینا چاہتے ہیں تو:

☆ ہمیں بڑھتی آبادی سے خائف رہ کر بہبود آبادی کے پردہ میں بے حیائی' فحاشی اور اخلاقی اسلامی اقدار کی تباہی کے لئے خرچ نہیں کرنا چاہیے'

☆ ہمیں قومی صحت اور مقصد تخلیق پاکستان سے ہم آہنگ تعلیم پر زیادہ سے زیادہ رقوم خرچ کرنی چاہئیں اور نصاب تعلیم کا قبلہ درست کرنا چاہیے'

☆ ہمیں نئے سرے سے اپنی صنعتی اور زرعی پالیسی مرتب کرنا ہو گی مثلاً" معدنیات اور زراعت سے متعلقہ صنعتیں شہروں سے دور بے آباد اراضیوں پر جہاں خام مال قریب' لیبر سستی اور لیبر مسائل کم از کم' زرعی اراضی کی بچت اور بنجر اراضی کار آمد' ملکی دفاع کے نقطہ نظر سے بکھری صنعت دشمن کے ہوائی حملوں سے محفوظ بھی ہوتی ہے'

☆ ہمیں غیروں کو سرمایہ کاری کی دعوت دے کر پاکستان فروخت کرنے کے بجائے' ملکی سرمایہ داروں اور انکے سرمایہ کو تحفظ دینا ہو گا۔ زرمبادلہ ملک سے باہر نہیں جائے گا۔ ہر سطح پر پاکستانی نوجوان کام کریں گے۔ غیر ملکی اثر نفوذ سے ملکی راز' ملی کمزوریاں باہر نہیں جائیں گی جو عدم استحکام کا سبب ہوتی ہیں۔ (اسی طرح کی ایک غلطی نے شام میں گولان کی پہاڑیاں' بہترین دفاعی مورچہ' چند گھنٹوں میں اسرائیل کے قبضہ میں دلا دیئے تھے)'

☆ ہمیں کثرت آبادی کو صحتمند اور تعلیمیافتہ بنا کر (خاندانی منصوبہ بندی کا بجٹ بھی اس مقصد کے لئے استعمال کر کے) مسلمان لیبر' کاریگر اور منتظم بنا کر اپنے ملک کے پہاڑوں' دریاؤں اور میدانوں میں قدرت کے ودیعت کردہ لامتناہی وسائل کو ملک و ملت کی معیشت مستحکم کرنے میں لگانا ہے۔ فاضل مین پاور دوسرے ممالک کو دے کر زرمبادلہ کی ضروریات میں استحکام پیدا کرنا ہے کثرت کا خوف بلاوجہ ہے کہ آنے والا کھانے کے لئے ایک منہ اور کمانے کے لئے دو ہاتھ لے کر آتا ہے'

☆ ہمیں بہبود آبادی کے لئے قرآن و سنت کی راہنمائی پر مکمل توجہ سے عمل کرنا ہے کہ ولادت میں "مطلوبہ' صحتمند وقفہ" دو سال دودھ پلانے سے ممکن ہے

اور بچہ بھی صحتمند رہتا ہے حقیقی خالق' جو ہماری صلاحیتوں' ہماری نفسیات اور ہماری ضروریات بخوبی جانتا ہے' کی حکیمانہ ہدایات سے روگردانی کر کے ہم مسائل پر قابو نہیں پا سکتے۔

کچھ 'اُنہی' ہی کی زبان میں

قومی سطح پر ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ اسلام کے حوالے سے بات کرتے ہم شرما جاتے ہیں کہ ہمیں رجعت پسندی کا طعنہ دیا جائے گا' ہمارا رویہ معذرت خواہانہ ہوتا ہے کہ ترقی پسند ناراض نہ ہو جائیں اور جونہی کسی سمت سے تحقیق کے نام پر کچھ سامنے آ جائے ہماری باچھیں کھل جاتی ہیں ہم سکھ کا سانس لیتے ہیں کہ اب ہم چار آدمیوں میں بات کرنے کے قابل ہو گئے۔ وہی لوگ جو ہمیں اعداد و شمار کے حوالے سے بڑھتی آبادی' گھٹتے وسائل سے ڈرا رہے ہیں ذرا ان کا یہ نقطہ نظر بھی دیکھ لیجئے کہ شاید اسی سے ہمارا قبلہ درست ہو جائے:

سب سے پہلے رابرٹ مالتھس کے چھوڑے شوشہ کا ہی جائزہ ملاحظہ فرمائیے:

مالتھس کے نظریہ کا جائزہ سب سے پہلے مسٹر گوائن ڈائر (Dyer Gwynne) نے اپنے ایک تحقیقی مقالہ میں لیا جس کا عنوان تھا

(Malthus : The False Prophet)

"مالتھس کی موت کو اب 150 سال گذر چکے ہیں اور اس کی سنگین پیشین گوئیاں ابھی تک پوری نہیں ہوئیں۔ دنیا کی آبادی جیومیٹری کے حساب سے دگنا چوگنا ہو گئی جیسا کہ اس نے کہا تھا' اس میں جنگوں اور حوادث کی وجہ سے بس تھوڑا سا فرق پڑا ہے۔ جب مالتھس نے کتاب لکھی تھی اس وقت کی آبادی کے مقابلہ میں آج دنیا کی آبادی 8 گنا ہو چکی ہے مگر غذائی پیداوار بھی کچھ اضافہ ہی کے ساتھ بڑھتی رہی اور انسان کی موجودہ نسل کو اوسط سطح پر تاریخ کی سب سے بہتر غذا مل رہی ہے"

مسٹر گوائن ڈائر نے اپنا مقالہ اس بات پر ختم کیا:

"مالتھس غلطی پر تھا۔ ہمارے لئے یہ مقدر نہیں کہ ہماری اگلی نسلیں قحط میں پیدا ہوں"

(G-Dyer-Indian Times-Dec:28'1984)

"اب سے ایک صدی بعد آبادی دگنی یا تگنی ہو جائے گی' یعنی اندازہ ہے کہ اکیسویں صدی کے نصف آخر تک آبادی 6 ارب سے 12 ارب کے درمیان ہو گی اب تخمینہ یہ ہے کہ موجودہ زرعی طریقوں پر کوئی غیر معمولی بوجھ ڈالے بغیر' یعنی تمام دنیا میں ان طریقوں کو اختیار کر کے جو وہاں کے لئے موزوں ہوں اور جو فنی اعتبار سے اس معیار کے ہوں جو آج نیم صنعتی ممالک میں استعمال ہو رہے ہیں' اس آبادی کی خوراک کی ضرورت پورا کرنے کے لئے کافی ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اگلے 100 سالوں میں قلت خوراک کے لئے کوئی بنیاد موجود نہیں ہے اگر کوئی قحط آئے تو وہ انسان کی اپنی حماقت یا خود غرضی کی وجہ سے ہو گا۔"

(Bernel J.D. world without war - page 66)

"یہ تمام چیزیں اس یقین کے لئے مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہیں کہ اگلے سو سال کے اندر دنیا کے باقی دو تہائی حصے میں بھی وہی زرعی انقلاب واقع ہو جائے گا جو ابھی تک صرف ایک تہائی حصہ میں رونما ہوا ہے۔"

(F.A.O. - 10 year Report on Agricultural Dev: 45-55)

"یہ قطعی ممکن نظر آتا ہے کہ اس پروگرام کے مجموعی اثرات بالاخر ان تمام امید افزا اندازوں سے بھی کہیں زیادہ ہوں جو شدید ترین رجائیت پسندوں نے قائم کئے ہیں۔"

(So Bold an Aim - Dr. La martine yates - F.A.O.1955, p-130)

"آبادی اور خوراک اور زراعت و صنعت کے متعلق بحث و مباحثہ میں جو انتشار فکری Confusion ہے اس کا سبب موجودہ اور آئندہ وسائل کے بارے میں ہماری معلومات کی کمی ہے کبھی کبھی تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زرعی زمین کی پیداواری حیثیت کو ختم ہو جانے والا Exhaustable سمجھ لیا گیا ہے بالکل اس

طرح جس طرح کہ کوئلہ کی ایک کان ختم ہونے والی ہے بلاشبہ دور اندیشی کی کمی اور غلط طریقے پر کام کر کے اسے ختم کیا جا سکتا ہے مگر زمینوں کی پیدا آوری

Productivity کو بحال بھی کیا جا سکتا ہے اور بڑھایا بھی جا سکتا ہے یاس زدہ خیالات آج بڑے عام ہیں اور ان کا ٹیپ بند یہ ہے کہ قابل کاشت زمین اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے لیکن جدید ماہرین اس مایوسانہ نقطہ نظر سے قطعاً اتفاق نہیں کرتے"

Dr. Lamartine yates.

("Agriculture in the World Economy"),

(Rome) F.A.O.1956, p-35

"اگر دنیا کی زمین ٹھیک ٹھاک استعمال کی جائے تو موجودہ معلوم طریقوں کو استعمال کر کے بھی، موجودہ آبادی سے دس گنا زیادہ آبادی کو یعنی 28 ارب افراد کو، مغربی ممالک کی خوراک کے اعلیٰ معیار پر قائم رکھا جا سکتا ہے اور کثرت آبادی کا کوئی مسئلہ پیدا نہ ہو گا۔"

(Clark, Colin, (Economist)

"Population and living Standards"

Inernational Labour Review, Aug ; 53)

"آبادی میں عظیم اضافہ - ایسا اضافہ جو بے ضبط و بے لگام تھا - یورپ کو دنیا کی درجہ اول کی طاقت بنانے میں فیصلہ کن تھا، یورپ کی آبادی کے اس دھماکہ کے ساتھ پھٹ پڑنے ہی کا نتیجہ تھا کہ ملک میں نئی صنعتوں کو چلانے کے لئے کارندے بھی ملے اور دوسری طرف یورپ سے باہر دنیا بھی میں پھیل جانے کے لئے مہاجر اور ایسے سپاہی ملے جو دور دراز علاقوں میں پھیلی سلطنت کی سربراہی کر سکیں۔"

Prof: F.K. Organski and Stuart Laure

Population Explosion in Europe - July 17.1961

"غالباً" جدید معاشرہ میں صنعتوں کی اکثریت ایسی ہے جو بڑھتی ہوئی آبادی سے خاص طور پر مستفید ہوتی ہے۔"

(Clark, Colin. "Population Growth and Living Standards.)

مذکورہ تفصیلی بحث کو، جو قرآن و حدیث اور مغربی مفکرین کی آرا سے مزین ہے ہم آپ کے سپرد کر کے علامہ اقبالؒ کے اس فرمان سے سمیٹتے ہیں:

اغیار کے افکار و تخیل کی گدائی!
کیا تجھ کو نہیں اپنی خودی تک بھی رسائی؟

آپ کی توجہ کے لئے

(نقل کفر کفر نہ باشد)

ISLAM .... THE FALSE GOSPEL

"عرصہ دراز سے اسلام ایک جھوٹا دین قرار پا چکا ہے اور عیسائی' واحد سچے دین مسیحیت کی طرف مسلمانوں کو لانے کے لئے کوشاں ہیں"۔

یہ اقتباس ہے ڈلاس ٹیکساس 75381 (امریکہ) سے چھپ کر پاکستان میں تقسیم ہونے والے سرکلر کا،

ہم یقیناً متعصب نہیں ہیں مگر ہم یقیناً اسلام اور نظریہ پاکستان کے حوالے سے بے حس بھی نہیں ہیں۔ اقلیتوں کے حقوق سر آنکھوں پر' مگر عقلمندوں کے لئے حقوق ہمیشہ فرائض کے ساتھ مشروط ہوتے ہیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مادر پدر آزاد اقلیتیں عیسائی ہوں یا مرزائی وغیرہ جو گل کھلا رہے ہیں۔ مملکت کے بنیادی نظریہ کی جس قدر دھجیاں اڑا رہے ہیں وہ باشعور اہل وطن کی نظر سے اوجھل نہیں ہیں کہ اکثریت کے مسلمہ سچے مذہب کے باطل ہونے کی خبر قوم کو سنائی جا رہی ہے۔

بائبل خط و کتابت کورس ہوں یا مرزا کا ڈش سسٹم ہو' اقلیتوں کی دیدہ دلیری بلکہ محتاط الفاظ میں آئین پاکستان سے بغاوت کی منہ بولتی داستان ہے۔

بائبل کورس کی آڑ میں "تورات و انجیل کی صحت و حقانیت" مسلمان نوجوان لڑکے لڑکیوں کو پڑھائی جاتی ہے ہم نے ہی۔

"تورات و انجیل کی صحت و حقانیت" کا تجزیہ کر کے اہل وطن کے سامنے رکھا ہے جو زیر طبع ہے اس میں تورات و انجیل کی مسلمہ تحریف پر عیسائی دانشوروں کی گواہی پیش کی گئی ہے۔ بائبل کورس کرنے والے اور باشعور مسیحی اسے پڑھ کر خود صحت و حقانیت کا فیصلہ کر لیں۔ ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اقلیتوں کو قانون کے اندر رہنے کا پابند بنائے۔

میاں عبداللطیف
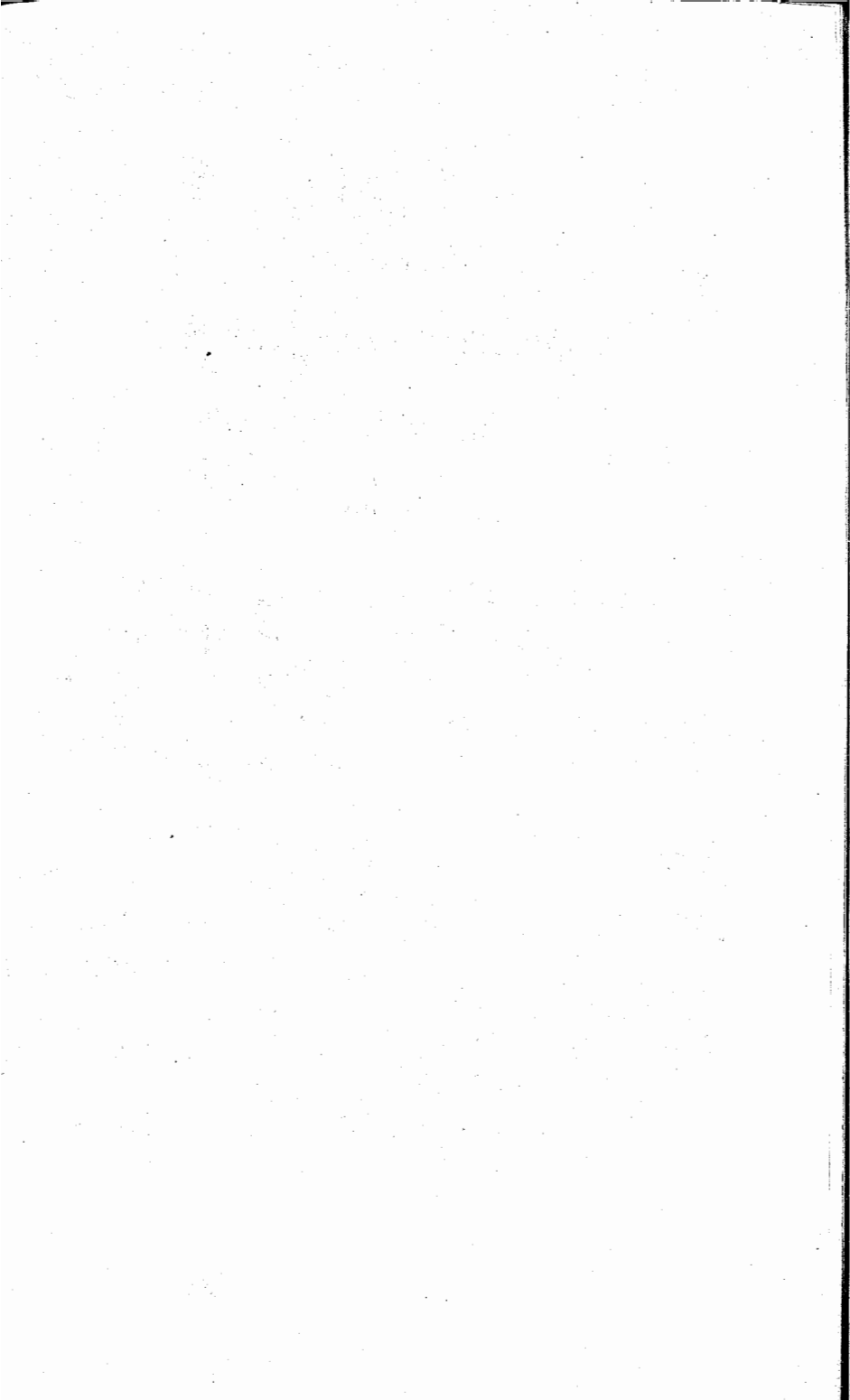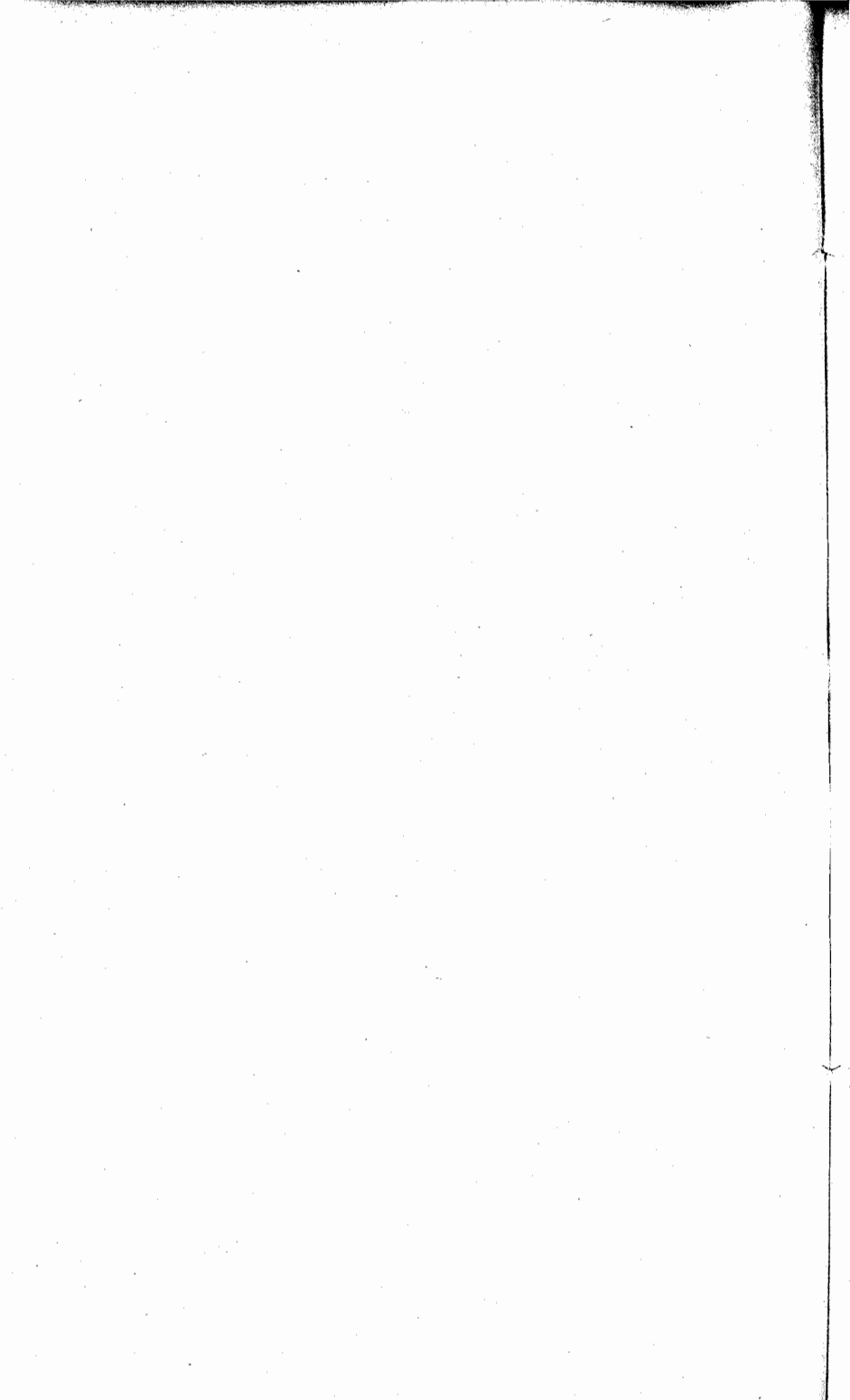
ہمارا مشن

اسلام اور نظریہ پاکستان کے حوالے سے وطن عزیز میں اپنے پرایوں کی دریدہ دہنی باشعور مسلمان کے لئے اذیت ناک ہے کبھی مسلمان کہلوانے والے خاندانی منصوبہ بندی کو قرآن و حدیث سے کھلی تحریف کے ساتھ ثابت کرتے ہیں تو کبھی عیسائی اقلیت "تورات و انجیل کی صحت و حقانیت" مسلمان قوم کے سامنے رکھتی ہے۔

ہم نے ایسے موضوعات پر گرفت کرتے ہوئے مندرجہ ذیل کتابچے عامتہ الناس کے سامنے رکھے ہیں تاکہ وہ حقائق سے روشناس ہوں۔ آپ کا دل ہماری اس محنت سے مطمئن ہو تو اس کارخیر کو آگے بڑھانے کے لئے مشورہ دیجئے، حوصلہ دیجئے۔

1 - خاندانی منصوبہ بندی اور تحریف قرآن حصہ اول (محکمانہ کیلنڈر پر آیات کی تحریف) :۔

2 - خاندانی منصوبہ بندی اور تحریف قرآن حصہ دوم (محمد جعفر شاہ پھلواری اور رفیع اللہ شہاب کی کتب پر محاکمہ) :۔

3 - آزادی و حقوق نسواں کی آڑ میں نام نہاد مسیحی اداروں کی نشتر زنی مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ

5 - توریت و انجیل کی صحت و حقانیت __ محاکمہ :۔

6 - آج کل مظلوم ترین دین - شدید ترین مغالطوں کی زد میں :۔

7 - نماز :۔

8 - سوچ آپ کے لئے

یہ کتابچے معمولی ہدیہ (محض صدقہ جاریہ کے نقطہ نظر سے) پر فراہم کئے جاتے ہیں اس مشن میں دامے درمے سخنے شمولیت کی آپ کو دعوت دی جاتی ہے زر تعاون کے لئے پنجاب بنک جوہر آباد اکاؤنٹ نمبر 330 یا بذریعہ منی آرڈر پتہ ذیل پر ارسال کیا جا سکتا ہے۔

الداعی

عبدالرشید ارشد، میاں عبداللطیف

جوہر پریس جوہر آباد فون 3401

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بائبل کورس کے نام پر

پھیلائی جانے والی کتاب

"توریت شریف اور انجیل شریف"

کی

صحت و حقانیت

کا

عبدالرشید ارشد

☆☆☆

تعاون اشاعت، صدیقی ٹرسٹ کراچی پوسٹ بکس جی پی او ۶۰۹،

رائٹرز فورم - جوہر پریس بلڈنگ جوہر آباد
فون - 3401
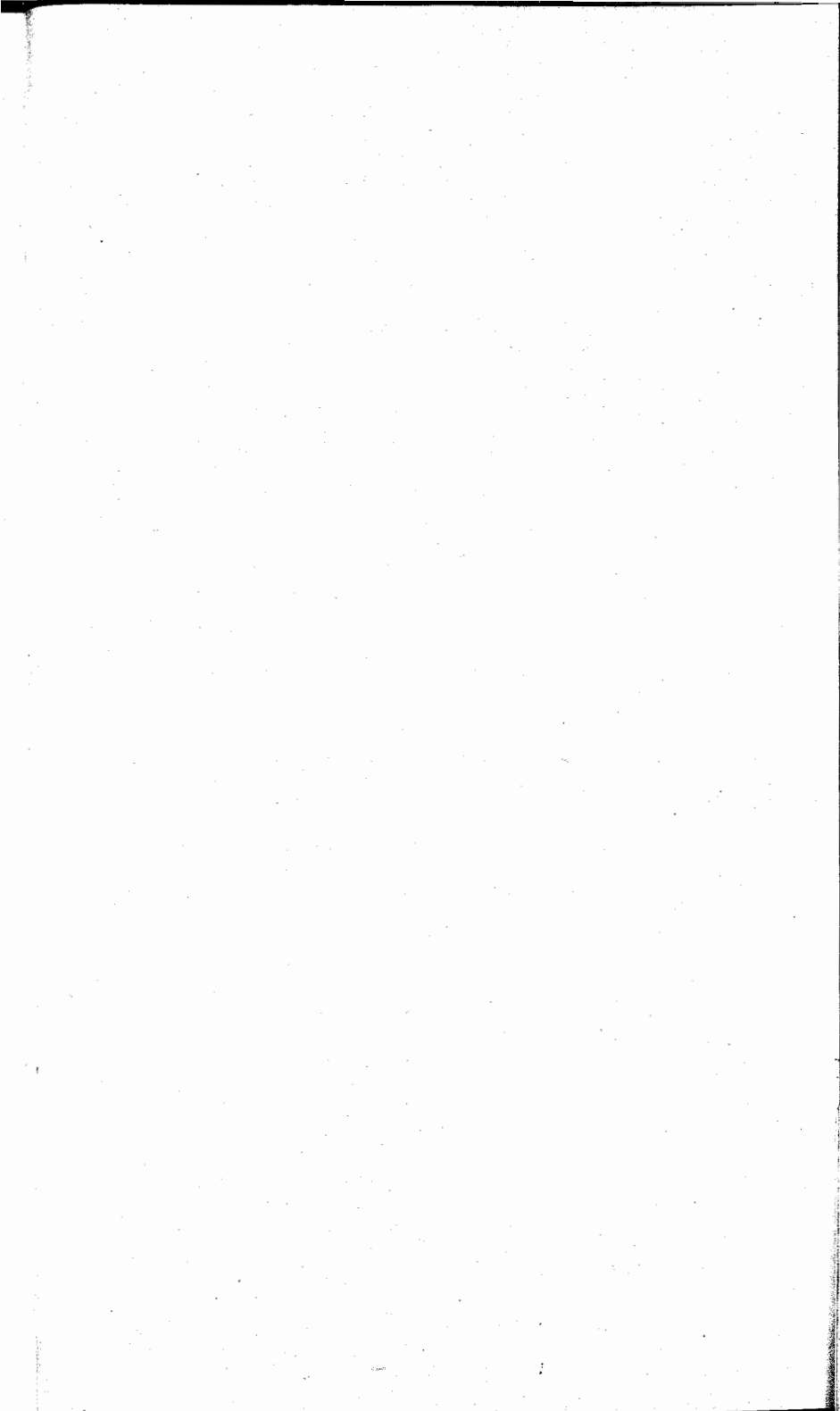
انتساب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سچے اور باعمل پیروکار

(نومسلم) عبداللطیف ایڈون ایم آر سیو

کے نام

جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کے اس پیغام کو جان لینے کے ساتھ ہی

کہ

"اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کرونگا

کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں"

(یوحنا 14 : 30)

اس سردار کے پیغام کو پہچان لیا' اس پر لبیک کہا اور

سردار دو جہاں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا امتی

بننے میں ایک لمحہ کی تاخیر نہ کی

عبدالرشید ارشد

آئینہ

نمبر شمار	عنوان	صفحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ وبہ نستعین ○

تقریظ

خالق کائنات نے اپنی مکمل و مدلل آخری کتاب میں جس امر کی نشاندہی فرمائی تھی' ساڑھے چودہ سو سال کی تاریخ اس کی ہمہ جہت حقانیت پر گواہ ہے۔ قرآن کریم میں ہمیں بلا کسی معمولی اشتباہ' یہ نصیحت اور اطلاع ملتی ہے' جس کے ساتھ خود خالق کا عزم بھی ہے۔

يُرِيدُونَ لِيُطْفِؤُا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْكَرِهَ الْكٰفِرُونَ ○ یہ (کفار و مشرکین) اپنی پھونکوں (زبان درازی) سے اللہ کا چراغ (ہدایت) بجھا دینا چاہتے ہیں اور اللہ یقیناً" اسے (قرآن کی ہدایت و روشنی کو) مکمل رکھے گا خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار لگے۔

یہود و نصاریٰ نے کہ اسلام کے خلاف اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَاحِدَةٌ کی بنیاد پر ہر دور میں مقدور بھر کوشش کی ہے اور الحمد للہ ہر دور میں ہی ہمہ پہلو علمائے حق نے انکی موثر سرکوبی کی' اسپر بھی تاریخ ہی سے شہادتیں ہر صاحب علم کے سامنے ہیں۔ ایک بات جو ہر دور میں قابل توجہ رہی وہ یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اسلام پر غلبہ کے لئے مسلمانوں کو بزور شمشیر زیر کیا تو وہ اخلاق و کردار سے عاری ثابت ہوئے اور عملی میدان میں آئے تو سچائی کبھی ان کا مقدر ثابت نہ ہو سکی۔ لوگوں کو جھوٹ سے گمراہ کرنے کی اپنی سی سعی جاری رکھی جو آج بھی دیکھی جا رہی ہے۔

ہماری مذکورہ بات پر' ماضی کو چھوڑ دیجئے' حال کو دیکھئے' بوسنیا میں نصرانی اور فلسطین میں یہودی مسلمانوں کے ساتھ کیا کر رہے ہیں' یہی ثبوت کافی ہے مزید دیکھنا ہو تو منڈے ناؤ میں مسیحی اخلاقی اقدار کا معیار دیکھا جا سکتا ہے۔ علمی میدان میں کم علم

عوام خصوصاً" کچے نوجوان ذہنوں کو مسموم بنانے کے لئے "بائبل خط و کتابت کورسز" کے جال بچھا کر جرمنی' سوئٹزر لینڈ اور پاکستان کے مختلف شہروں سے کتابچے بذریعہ ڈاک بھیجے جا رہے ہیں ایسے کتابچے جن میں اسلام کی مسلمہ تعلیمات کے خلاف زہر افشانی کی گئی ہے۔

ہم یقیناً متعصب نہیں ہیں ہم عیسائی اقلیت کی مذہبی آزادی اور شہریت کے تمام حقوق کا احترام کرتے ہیں مگر اسلام جو اکثریت کا مذہب ہے اور بالیقین سچا دین ہے اسکے خلاف ہرزہ سرائی پر خاموش تماشائی کا کردار بھی ادا نہیں کرنا چاہتے کہ یہ ہماری دینی غیرت کا تقاضا ہے ہم اپنے نوجوانوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے گمراہی کے گڑھے میں گرتا دیکھیں اور انہیں نہ روکیں تو محشر میں یقیناً" محض رسوائی نہیں' شدید گرفت کی زد میں ہوں گے۔ اللہ فرمائے گا کہ ہم نے تمہیں جس نبی کا امتی بنایا تھا' جسکی پیروی کا حکم دیا تھا' اسکی ڈیوٹی لگائی تھی جسے تم نے تسلسل و استمرار بخشنا تھا' هُوَالَّذِیٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَ دِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ وَلَوۡکَرِهَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ ○ یہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ وہ اسے (دین حق کو) ادیان باطلہ پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو ناگوار ہی گذرے۔

زیر نظر علمی کاوش میرے بڑے بھائی کی محنت ہے۔ میں کوئی تبصرہ کئے بغیر آپ کی عدالت میں اسے پیش کرتا ہوں۔ دینی حمیت کے حوالے سے پہلے بھی مسیحی سماجی اداروں کے بھیس میں یہود و نصاریٰ کی مسلمان عورت کو گمراہ کرنے کی سعی و جہد کا جائزہ انہوں نے پیش کیا۔ الحمد للہ یہ کاوش ہر حلقے میں پسند کی گئی اور ایک کے بعد دوسرا ایڈیشن طبع ہوا۔ انگریزی ترجمہ بھی زیر تجویز و تکمیل ہے۔

آخری بات کے طور پر میں یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا کہ مسیحی برادری کا کام آسان کرنے میں ہمارے اپنوں کا بہت بڑا حصہ ہے۔ میں علمائے کرام کا احترام کرتا ہوں کہ وہ انبیاء کے وارث ہیں مگر ہر شعبہ حیات کی طرح ان کی صفوں میں بھی بعض ناپسندیدہ لوگ آئے جن کا مشن امت کو باہم لڑا کر دینی انتشار کے ذریعے عامتہ الناس' بالخصوص نوجوان نسل کو دین بیزار بنا کر غیر مسلموں کے جال تک

لے جاتا ہے۔ علمائے حق سے میری درد مندانہ اپیل ہے کہ وہ وقت کے تقاضوں کا احساس کرتے ہوئے اس فتنہ کا موثر سدباب کرنے کے لئے' اللہ تعالیٰ کی ودیعت کردہ تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں اور پروانوں کی طرح مسیحت کے ارتداد کے گڑھے میں گرتے عوام کو بچالیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔

میں بارگاہ رب العزت میں بصمیم قلب دعا کرتا ہوں کہ وہ ہماری آواز میں برکت ڈال دے' اسے موثر بنا دے' مفید بنا دے اور مسلمان عوام میں شعور کی بیداری کے ساتھ ساتھ عقل و شعور رکھنے والے مسیحی دوستوں کو بھی حضرت عیسیٰؑ کے سچے امتی ہونے کے ناطے ان کے اس فرمان پر عمل کی توفیق دے "..... تمہارے درمیان ایک شخص کھڑا ہے' جسے تم نہیں جانتے یعنی میرے بعد کا آنے والا' جسکی جوتی کا تسمہ میں کھولنے کے لائق نہیں" (یوحنا 27:1)

حضرت عیسیٰؑ کے بعد جس نبی کا آنا ثابت ہے یقیناً وہ نبی حضرت محمد سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' انبیاء و رسل کے سردار ہیں (بقول حضرت عیسیٰؑ کے) اس لئے ہر سچے مسیحی کو نبی آخر الزمان پر ایمان لے آنا چاہئے کہ یہ اتباع مسیح (حضرت عیسیٰؑ) کا تقاضا ہے۔ سچائی اور محبت یہ نہیں ہے' کہ محض زبان سے اقرار کیا جائے اور عمل کی طرف قدم نہ اٹھے۔ میں یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ رب العزت ہماری اور ہمارے ساتھ معاونت کرنے والے ہر شخص کے لئے اسے محشر کی سرخروئی کا ذریعہ بنا دے۔ آمین

میاں عبداللطیف

پیش لفظ

تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ یہود اپنی فطرت میں سازشی اور فتنہ پرور ہیں انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے ساتھ ہی توریت میں تحریف کر کے من مانی کا آغاز کر دیا تھا پھر زبور اور صاحب زبور کے ساتھ رویہ خوشگوار نہ رہا تا آنکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تورات کی تعلیمات کی نشاۃِ ثانیہ کے لئے تشریف لائے تو ان کا رخ ان کی طرف پھر گیا۔

عیسائیت بذات خود کوئی چیز نہیں ہے انہی یہود میں سے راسخ العقیدہ لوگ تھے جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ کی تعلیم پر لبیک کہا تھا گویا عیسائیت کی اصل بھی یہود میں سے ہے اور ان ہی میں سے فطرت کے ہاتھوں مجبور لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف سازشیں کیں اور اودھم مچایا اور پھر ان کی تعلیم بصورت انجیل کو مسخ کیا۔ رہے عیسائی یا مسیحی یہ بے چارے یا تو پنجہ یہود میں بے بس تھے یا اس قدر سادہ کہ دین حنیف (اسلام) بقول ان کے 'مسیحت' کو' یہود کی سازشوں سے بچانے کے لئے کچھ نہ کر سکے اور بعد ازاں ہر دور میں انہی کے دست نگر بھی رہے۔ آج کا امریکہ ہو یا برطانیہ ہر کوئی دیکھ سکتا ہے کہ دنیا کی یہ معروف حکومتیں کس طرح پنجہ یہود میں ہیں بلکہ صحیح الفاظ میں یہ یہود کی کٹھ پتلیاں ہیں وہ جس طرح جو چاہتا ہے ان سے کرواتا ہے اور یہ کرنے پر مجبور ہیں خواہ محسنوں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان ہر اقلیت کی محسن ہے کہ یہاں ہر طرح کے حقوق محفوظ ہیں ہر طرح کی آزادی نصیب ہے۔ آزادی کا اس سے بڑھ کر ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ مملکت کے بنیادی نظریہ اور اکثریت کے سچے دین کے خلاف گذشتہ نصف صدی سے سازشوں میں مصروف ہیں اور کسی نے نہ روکا نہ ٹوکا اور آج بائیبل کورس کی آڑ میں گھر گھر بے دینی پھیلائی جا رہی ہے۔ مرزائی اپنی جگہ ڈش سسٹم سے گمراہی پھیلا رہے ہیں اور ان کی ڈور بھی انہی یہود و نصاریٰ کے ہاتھ میں ہے۔

ہمارے ملک میں رد عیسائیت پر قابل قدر کام ہوا ہے لکھنے والوں نے کمی نہیں کی' صدیقی ٹرسٹ کراچی اور قرآن کالج لاہور کے حافظ نذر محمد صاحب کا کام خاص اہمیت رکھتا ہے مگر ایک بات کہے بغیر نہیں رہا جا سکتا کہ مسلمان اکثریت میں' اپنے دین کے سلسلے میں وہ شعور اور ولولہ موجود نہیں ہے جو اقلیت کے ہاں جھوٹے دین کو پھیلانے کے سلسلے میں ہے۔ باہر کی حکومتیں لاکھوں نہیں کروڑوں روپے کی امداد عیسائی مشنریوں کو دیتی ہے بہترین کاغذ اور طباعت کے ساتھ خوبصورت لٹریچر مسلمان لڑکے لڑکیوں کی گمراہی کے لئے چھپتا ہے مگر کوئی مسلمان رد عیسائیت یا رد مرزائت کے لئے کوئی علمی کاوش کرتا ہے تو اسے چھاپنے کے لئے وسائل نہیں ملتے اور مانگے تانگے ایک آدھ ایڈیشن چھپ بھی جائے تو اس کا تسلسل ختم ہو جاتا ہے کہ جن کے پاس وسائل ہیں وہ شعور سے محروم ہیں اور اگر شعور ہے تو سنگین مسائل کو وہ اہمیت نہیں دیتے یا ترجیحات مختلف ہیں۔ ضرورت ہے کہ اس کام میں تسلسل قائم رکھنے کے لئے انکا ہاتھ بٹایا جائے۔

بائیبل کورس کے حوالے سے آج کل جرمنی' امریکہ' سوئٹزر لینڈ اور پاکستان کے بعض شہروں سے مسلمان نوجوانوں (لڑکے لڑکیوں) کے پاس پہنچنے والے لٹریچر میں سے صرف ایک کتاب "تورات شریف اور انجیل شریف کی صحت و حقانیت" کا علامہ عبدالرشید ارشد صاحب نے جائزہ لیا ہے جو اس وقت آپ کے سامنے ہے۔

میرے نقطہ نظر سے اس محاکے کی خوبی یہ ہے کہ اپنی طرف سے بہت کچھ کہنے کے بجائے فاضل تجزیہ نگار نے انہی کے 'سیانوں' کی باتیں مدعیان صحت و حقانیت کے سامنے بے کم و کاست' مکمل حوالہ جات کے ساتھ' رکھ دی ہیں۔ رہا مسئلہ قرآنی آیات کا تو ہر دور کی طرح اب بھی یہود و نصاریٰ ان سے غلط مطلب براری کے لئے سیاق و سباق سے الگ کر کے لے رہے ہیں۔ فاضل مصنف نے ان کے قرآنی استدلال کا تارپود بھی بکھیر دیا ہے۔

میں قارئین کتاب سے یہ ضرور کہوں گا کہ اس مشن کے تسلسل کی خاطر جس دست تعاون کی ضرورت اور اہمیت سے انکار نہیں ہے' اس میں مسابقت سے اجر کے حقدار بنیں۔

جوہر آباد 6 ستمبر 96ء

محمد نواز جنجوعہ
ایم اے ایل ایل بی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ وبہ نستعین ○

ابتدائیہ

اقلیت کی مذہبی آزادی اور حقوق شہریت ہمیشہ فرائض کے ساتھ مشروط ہوتے ہیں۔ مادر پدر آزادی جو اکثریت کے مذہب اور اساسی اقدار سے متصادم ہو ہر جگہ ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ تخلیق پاکستان سے آج تک کا سفر اس بات کی عملی گواہی دیتا ہے کہ مسیحی اقلیت نے مسلم اکثریت کی دینی اقدار کا کبھی پاس نہیں رکھا بلکہ وہ شروع سے ہی یہاں اقلیت کو اکثریت میں بدل کر' خداوند یسوع کی حکومت قائم کرنے کے لئے کوشاں ہے۔

کم و بیش 30' 35 سال قبل پنجاب یونیورسٹی کے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے مسیحی سربراہ نے پاکستان کونسل آف چرچز کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے مسیحی برادری کے سامنے جو منصوبہ بندی رکھی تھی اور جو بقول اس کے' پاکستان میں آئندہ 25 سال میں خداوند یسوع مسیح کی حکومت کے قیام کا یقین بن سکتی تھی' کا مرکزی نقطہ یہ تھا کہ آئندہ مسیحی اپنے بچوں کے نام مسلمانوں جیسے رکھیں مثلاً" اعجاز کھوکھر' ریحانہ توفیق وغیرہ اور لٹریچر بھی ایسے ہی ناموں کے ساتھ مسلمانوں کے عمومی پسندیدہ سٹائل کے ٹائیٹل اور مسلمانوں میں مقبول دینی اصطلات استعمال کرتے ہوئے مارکیٹ میں لایا جائے تاکہ اس مغالطہ میں لوگ مسیحی لٹریچر پڑھیں اور مسیحی برادری کو اپنے ڈھب کے لوگ با آسانی ملتے رہیں۔

مذکورہ بات کی صداقت پرکھنے کے لئے آپ 60ء کے عشرہ کے آخر میں' مسیحی کنٹرول میں چلنے والے گوجرانوالہ کے مرکز تعلیم بالغاں کا تیار کردہ لٹریچر دیکھ لیں یا وقتاً فوقتاً" دوسرے مقامات پر تیار شدہ لٹریچر کا مواد یا اس کے ٹائیٹل ملاحظہ فرمالیں بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگی۔ اب برکت مسیح' نواب مسیح یا الیگزینڈر اور وکٹر مسیح

بتدریج معدوم ہوتے جا رہے ہیں خود راقم الحروف کے ایک پروفیسر چودھری حبیب اللہ باجوہ تھے اور ایک شاگرد خالد جن کے متعلق بہت دیر سے معلوم ہو سکا کہ اسلام کی حقانیت سے منہ موڑ کر یہ دنیوی لالچ میں گمراہی خرید چکے ہیں۔

اس وقت ہمارے سامنے بائبل کارسپانڈنس کورس (تعلیم بذریعہ ڈاک) کے حوالے سے چند مسیحی کتب پڑی ہیں مثلاً"

1- "توریت شریف اور انجیل شریف کی صحت و حقانیت" دی گڈوے' سو۔ٹزر لینڈ۔
2- "شخصیت المسیح فی الانجیل و القرآن" دی گڈوے' سو۔ٹزر لینڈ۔
3- "اسلام اور مسیحت میں گناہ و کفارہ" دی گڈوے' سو۔ٹزر لینڈ۔
4- "تصلیب و قیامت مسیح" دی گڈوے' سو۔ٹزر لینڈ۔
5- "مسیح کے بارے میں بھی کیا آپ نے کبھی سوچا" دی گڈوے' سو۔ٹزر لینڈ۔
6- "اثمار شیریں" دی گڈوے' سو۔ٹزر لینڈ۔
7- "مباحث المجتہدین" دی گڈوے' سو۔ٹزر لینڈ۔
8- "ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ" دی گڈوے' سو۔ٹزر لینڈ۔
9- "A Question that Demands an Answer" دی گڈوے' سو۔ٹزر لینڈ۔

علاوہ ازیں کچھ دو ورقے ہیں جنکی طباعت بھی بڑی دیدہ زیب ہے اور جن پر کسی لکھنے والے کا نام نہیں مثلاً" "آپ گناہ پر کس طرح غلبہ پا سکتے ہیں"، "خدا نے انسان کو اپنی صورت میں پیدا کیا"، "ہم سچ مچ کس طرح بچ سکتے ہیں"، "کیا آپ خدا کے وجود کے قائل ہیں"، "اے محنت اٹھانے والو!"

چند سرکلر لیٹر ہیں جن میں کسی جگہ مسیحت اور اسلام کا تقابلی مطالعہ ہے تو کہیں قرآن و انجیل کا موازنہ کر کے مسیحیت اور انجیل کی برتری ثابت کی گئی ہے یا سرٹیفکیٹ اور عمدہ کتابوں کی ترسیل کی خوشخبری سنائی گئی ہے ان میں سے ایک مراسلے کا اقتباس ہم آپ کے سامنے رکھتے ہیں:۔

☆ "ادارہ کے تمام سرکلر لیٹرز کو بے حد احتیاط سے پڑھیں تاکہ آپ حالات کی نزاکت کے پیش نظر ہر خطرہ سے بچ کر یسوع مسیح کی بابت حقیقی صداقت کو جان سکیں ایمان لا

کر ابدی نجات اور ابدی زندگی کے وارث ٹھہر سکیں۔ ہر خط میں دلچسپی رکھنے والے مسلم دوستوں کے نام ادارہ کو ارسال کیا کیجئے گا تاکہ آپکا نام رازداری میں رکھتے ہوئے بہترے لوگوں کو بھی آفتاب صداقت کا پیغام ادارہ کی جانب سے تحفہ کے طور پر بھیجا جا سکے آپکی گرانقدر کاوش اور دعاؤں کے لئے ادارہ ممنون ہوگا۔ اب آپ کو آداب سلام ۔ دعا گو - عبدالمسیح 95-12-11 (گڈوے سوئٹزر لینڈ)" ☆

ان ذاتی خطوط میں اس دعا کی بھی تاکید کی جاتی ہے کہ کوئی "دشمن" راستے میں پارسل گم نہ کر دے اور انہیں سنبھل کر احتیاط سے پڑھیں کہ "شرپسند مسلمان" کے ہاتھ نہ لگیں۔ اس خط کے ساتھ ایک اہم سرکلر "Islam - The False Gospal" "اسلام جھوٹا دین" بھی ہے، جس میں سے ایک ہی جملہ مومن کی غیرت کو جھنجھوڑنے کے لئے کافی ہے۔ جملہ یہ ہے "کئی سالوں سے اسلام ایک جھوٹا مذہب قرار پا چکا ہے اور مسیحی، مسلمان کو واحد سچے دین عیسائیت کی طرف لانے کے لئے فکر مند ہیں"۔ یہ کہا جا رہا ہے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اکثریت کے برحق دین کے لئے۔

بات آگے بڑھانے سے پہلے ذرا رکیے اور مذکورہ اقتباس اور سرکلر لیٹر کی دعا و احتیاط کا جائزہ لیجئے ہر "صحت و حقانیت" کا بھرم یہیں کھل جائیگا۔

عقلمند اس بات پر ہمیشہ سے اتفاق کرتے آئے ہیں کہ اگر دو افراد بات کر رہے ہوں اور کسی تیسرے کے آنے سے یہ روک دی جائے، اگر کوئی کتاب رسالہ یا خط کسی کے آنے پر چھپانا پڑے تو نہ وہ بات درست ہوتی ہے اور نہ ہی وہ کتاب، رسالہ یا خط، کیونکہ اگر وہ نافع ہے اس میں کوئی جھوٹ یا غلاظت نہیں ہے تو چھپانا کس لئے۔ حق کبھی بھی چھپانے کے لئے نہیں ہوتا صرف گمراہی سطح کے نیچے سفر کرتی ہے سچائی ببانگ دہل بیان کرتے (بقول مسیحی برادری) حضرت یسوع مسیح صلیب پر چڑھ گئے مگر ان کے پیروکار بننے کے خواہشمندوں کو "دشمن" سے محتاط رہنے کی تلقین کی جا رہی ہے کہ "کتب ہدایت" چھپا کر پڑھو۔

دوسری اہم مگر تکلیف دہ بات یہ کہ "شرپسند مسلمان" اور "دشمن" ان لوگوں کو کہا جا رہا ہے جو گذشتہ نصف صدی سے تسلسل کے ساتھ فتنہ پھیلانے والے

مسیحی طبقے کو مسیحی بھائی کہتے چلے آرہے ہیں اور اپنے عقیدے کا تمسخر اڑانے والوں کو صبر و تحمل سے برداشت کر رہے ہیں کہ یہ ان کے سچے مذہب کی تعلیم کا تقاضا ہے۔ مسیحی برادری سے سوال کیا جا سکتا ہے کہ ان دشمنوں اور شرپسند مسلمانوں کے ہاتھوں نصف صدی کے دوران کتنے لاکھ مسیحی پاکستان میں قتل ہوئے اور کتنے ہزار انجیل کے نسخے یہاں جلائے گئے اور بالعکس بوسنیا میں کتنے لاکھ تم نے قتل کئے کتنی مساجد شہید کیں، کتنی مسلمان عورتوں کی صلیب برداروں نے بے حرمتی کی اور کتنے معصوم بچے بچیوں کا خون تمہاری صلیب کے سر ہے۔ یہ کل کی بات ہے آج کی کہانی ہے کیا پاکستان کے شرپسند مسلمانوں نے، دشمنوں نے، ردعمل سے مغلوب ہو کر کسی پاکستانی مسیحی سے کوئی انتقام لیا، کوئی معمولی سے معمولی ردعمل سامنے آیا۔ انکا سر جھکانے کے لئے یہی کافی ہے اگر ان میں غیرت اور عقل شعور ہو۔

مسیحت کی بنیاد عقیدہ تثلیث ہے اور پورے اعتماد و یقین کے ساتھ فاضل مسیحی دوستوں سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ جس تورات، انجیل کی غیر محرف حیثیت ثابت کرنے کے لئے ایڑھی چوٹی کا زور لگا رہے ہو اس میں سے کوئی ایک آیت کوئی ایک جامع پیرہ گراف عقیدہ تثلیث کے ثبوت میں لے آو۔ حضرت عیسیٰؑ نے تو یقیناً ایسی بات نہیں فرمائی ان کے مسلمہ سچے پیروکار، جنہوں نے بلاواسطہ ان سے فیض حاصل کیا، ہماری مراد حواری برناباس سے ہے، نے اپنی مرتب کردہ انجیل میں عقیدہ تثلیث کا ذکر نہیں کیا تو ان کے بعد یہ عقیدہ آ کہاں سے گیا۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ یہ محض کلیسا کے چند بڑوں کا کارنامہ ہے۔

مذکورہ لسٹ میں دی گئی کتب کا تجزیہ چونکہ ایک ضخیم کتاب کا متقاضی ہے اور کم و بیش سب کا مرکزی نقطہ بھی ایک ہی ہے لہٰذا ہم نے نمونہ مشتے از خروارے، دیگ میں سے ایک چاول لیا ہے کہ وہ دیگ کے باقی چاولوں کی کیفیت بتا دیتا ہے۔ "تورات انجیل کی صحت و حقانیت" اگر ثابت ہو جائے تو مسیحی دوست سچے اور اگر ان کے اپنے ہی پورے اعتماد و شواہد کے ساتھ "صحت و حقانیت" میں رخنہ ڈال دیں تو ہم خود یہ بدنامی کیوں مول لیں۔ لہٰذا ہم نے انہی کے سیانوں کا لکھا مع حوالہ جات، جوں کا توں، سب کے سامنے رکھ دیا ہے۔ رہا مسئلہ قرآن سے حقانیت کا ثبوت تو قرآن کی

آیات سے اس مطلب براری کو بھی ہم نے ثابت کیا ہے۔ آیات ربانی کی شان نزول کی اپنی تاریخ ہے، اپنی حیثیت ہے، جو معنی متعین کرنے میں مددگار ہے اس سے ہٹ کر معنی نکالنا تحقیقی بصیرت کی نفی ہے۔

ان کتابوں کے حوالہ سے، جان لینے کی ایک بات یہ بھی ہے کہ ان کے بیشتر مصنف اصلی نہیں ہیں، اسلام چھوڑ کر مسیحت کی سچائی، قبول کرنے کی کہانیاں من گھڑت ہیں اور چرب زبانی کا شاہکار بھی۔ بیشتر کتب کو عربی کتب کا ترجمہ ظاہر کیا گیا ہے۔ واقعات اس قدر پراسرار بیان کئے گئے ہیں جن کی تصدیق عام "شکار" کے لئے ممکن نہ ہو اور پھر ایک فنکاری یہ بھی ہے کہ مسلمانوں میں معروف بڑی بڑی کتابوں کے حوالے لکھ کر انہیں گمراہ کرنے کا سامان کیا گیا ہے کہ یہ کتب ہر کسی کی دسترس میں نہیں بالخصوص اس طبقہ کے، جنہیں یہ اپنے جال میں لانا چاہتے ہیں مثلاً" بیضاوی، جلالین، طبری وغیرہ۔

اپنی بات کی تائید میں ہم اختصار کے ساتھ ایک کتاب "ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ۔ تجھ خدائے واحد و برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے، جانیں" جو کسی سلطان محمد پال کی آپ بیتی بتائی جاتی ہے۔ کتاب کے حقوق دی گڈوے، سوئٹزر لینڈ کے حق میں محفوظ ہیں۔ مختصراً" آپ بیتی یہ ہے کہ :

" میرا وطن افغانستان ہے۔ والد کا نام پائندہ خان تھا۔ امیر عبدالرحمن نے میرے خاندان کے افراد کو قتل کرایا تو ماموں کے ساتھ ہندوستان آیا۔ حسن ابدال میں مقیم ہوئے۔ میں بخارا کے لئے روانہ ہوا مگر اسلام آباد، جموں، امرت سر ہوتا ہوا دلی پہنچا اور عربی کی تکمیل کے لئے مدرسہ فتح پوری میں داخلہ لیا۔ میں نے علم فقہ، علم الحدیث اور علم التفسیر کی تکمیل کی۔ میں نے جگہ جگہ عیسائیوں سے مناظرے کئے اور ہر جگہ ان کو بھگاتا رہا۔ اس دوران درس نظامی مکمل کی میں نے عیسائی مبلغین سے مباحثوں کی تیاری کے لئے انجمن ندوۃ المتکلمین بنائی اور مباحثوں کے لئے مبلغ تیار کرنے لگا۔ میں حج کے لئے شاہ نور جہاز پر جدہ گیا جہاں سے مکہ گیا مولوی حسام الدین سے ملاقات ہوئی۔ احرام باندھا اور عرفات پہنچ گیا میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور خیال آیا کہ "اگر اسلام سچا مذہب نہیں ہے تو قیامت میں میری حالت کیا ہو گی" اسی وقت میں

نے خدا سے دعا مانگی کہ "الٰہی تو اپنا سچا مذہب اور سچا راستہ مجھے بتا اگر اسلام سچا مذہب ہے تو مجھ کو اس پر قائم رکھ اور مجھ کو یہ توفیق دے کہ میں اسلام کے مخالفین کا منہ بند رکھ سکوں اور اگر مسیحی مذہب سچا ہے تو تو اس کی سچائی مجھ پر ظاہر کر دے۔"
قرآن پڑھنے سے مجھے معلوم تھا کہ نجات اعمال پر موقوف ہے "جو ذرہ بھر نیکی کا کام کریگا اس کا اجر پائیگا اور جو ذرہ بھر بدی کا کام کرے گا وہ اسکی سزا پائیگا۔ میں چار چیزوں میں پھنسا ہوا تھا' شیطان' دنیا' شہوات اور لالچ۔ تمام انبیاء نے اللہ سے گناہوں کی معافی مانگی یہاں تک نبی آخر محمد نے بھی مگر قرآن میں کہیں بھی حضرت عیسیٰ کے کسی گناہ کا ذکر نہیں ہے اس سے میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ آخر حضرت عیسیٰ بھی انسان تھے ان سے گناہ سرزد نہیں ہوئے اس لئے میں نے انجیل سے رجوع کیا۔ احادیث کے مطابق نجات کی تین صورتیں ہیں۔ اولاً" نجات اور اعمال میں کوئی تعلق نہیں' ثانیاً" نجات خدا کے فضل و احسان پر منحصر ہے اور ثالثاً" یہ کہ آنحضرت کسی کو بھی نہیں بچا سکتے۔ (اس سلسلے میں' سلطان پال نے بعض احادیث کا سہارا لیا ہے جن میں ایک بحوالہ بخاری صفحہ 702 کرزن گزٹ دہلی ہے) (بحوالہ - ہمیشہ کی زندگی صفحہ 29)

پھر بھی میرے ذہن میں خیال آیا کہ حضرت مسیح کے اس غیر معمولی دعوے پر کس طرح اعتماد کیا جائے؟ میں اس نتیجے پر پہنچا کہ اس دعوے پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ اول تو مسلمان بھی حضرت مسیح کو بری عن الخطا کلمتہ اللہ اور روح اللہ مانتے ہیں جو آپ کی کاملیت پر دلیل ہے۔۔ متی کی آیت 28:20 پڑھ کر خوشی سے مجھ پر بیخودی طاری ہو گئی اور مجھے عرفات میں مانگی دعا کا جواب مل گیا پس میں نے ندوۃ المتکلمین کے اجلاس میں 'ارتداد' کا اعلان کر دیا اور مسیحی دوستوں نے 'دشمنوں' سے بچانے کا اہتمام کیا"

یہ ہے اپنے 'عزیز مسلم برادران کے روحانی بہی خواہ سلطان محمد خان' کی آپ بیتی' جو اس نے نصف صدی قبل لکھی تھی' اور جس کا پہلا انگریزی ترجمہ 1927ء میں شائع ہو تھا' بعد میں یہی سلطان محمد خان 'پادری سلطان محمد پال بنے۔ اس فرضی کہانی پر مفصل تبصرہ بذات خود ایک کتاب بن جائیگا ہم یہاں صرف چند امور پر اپنے دلائل

آپ کے سامنے رکھتے ہیں جن سے کہانی کی صحت یا عدم صحت کا فیصلہ ہو جائیگا۔ دروغ گو را حافظہ نہ باشد کے مصداق کتابچہ تضادات کا مجموعہ ہے۔

افغانستان کے پائندہ خان کا بیٹا پال کیسے بن گیا کہ پورے افغانستان میں اس نام کا کوئی قبیلہ نہیں رہا بلکہ امر واقع یہ ہے کہ ہندوؤں کا ایک معروف قبیلہ لکھنپال تھا جسمیں سے بے شمار لوگوں نے اسلام قبول کیا اور ان کی پہچان وہی لکھپنال رہی اور پھر پڑھے لکھے لوگوں نے صرف پال اپنا لیا اس صداقت کی جسے تحقیق کرنی ہو وہ گوجرانوالہ میں قلعہ دیدار سنگھ کے گردونواح میں آباد اس قبیلہ کے بزرگوں سے پوچھ لے رہا مسئلہ عیسائیت کے ساتھ مباحثوں اور مناظروں کا تو یہ عنوانات آغاز سے آج تک کم و بیش وہی ہیں۔ مسیحیت کی طرف سے کسی نئی ریسرچ کے نتیجے میں کبھی نئے سوال سامنے نہیں آئے۔ قرآن و حدیث کی جس بنیاد پر فاضل درس نظامی اور صدر ندوۃ المتکلمین سلطان محمد خان یا پال مسیحیوں کا منہ بند کرتے رہے کیا اس وقت وہ سب کچھ ان کے علم میں نہ تھا اور اگر واقعتاً" خود ان کا کوئی وجود تھا اور واقعی نہیں جانتے تھے تو وہ نہ فاضل عربی تھے نہ فاضل درس نظامی۔ یہ بات اور بھی مضحکہ خیز بن جاتی ہے جب یہ فاضل درس نظامی' بخاری شریف جیسی حدیث کی معتبر و معروف کتاب کا حوالہ 'لارڈ کرزن گزٹ دہلی' سے دیتا ہے۔ یہ کیسا حج سے متمتع فاضل درس نظامی ہے جسے پورے قرآن میں ہر پیغمبر گنہگار نظر آتا ہے۔ سلطان پال اس دنیا میں نہیں ہیں ہم 'انکی آپ بیتی' پھیلانے والوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ قرآن کی اس آیت پر انگلی رکھ کر بتائیں جو عصمت انبیاء کی ضد ہے خصوصاً" حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گناہ کی نشاندہی کرتی ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ یہ لوگ اخلاق و کردار کی گراوٹ کا اس حد تک شکار ہوں گے کہ خالص جھوٹ پر اپنی 'صداقت' کی بنیاد رکھیں گے۔

The Bible, The Quran & Science کا غیر مسلم سائنسدان اور سرجن مصنف قرآن اور بائبل کا الہامی کلام کی صحت و حقانیت کے حوالے کھلے دل و دماغ سے مطالعہ کرتا ہے تو ہدایت اسکا مقدر بنتی ہے مگر فاضل ورس نظامی (اگر واقعتہ" کوئی تھا) تو عرفات کی دعا کے نتیجے میں قرآن سے ہدایت نہ پا سکا اور محرف بائبل سے اسے ہدایت مل گئی۔ یوں حقائق سے بعید قصے کہانیوں سے مسلمانوں کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔

یہی صورت حال ایک سرکلر لیٹر میں یسوع مسیح کی عظمت ثابت کرنے کے لئے حضرت

محمد ﷺ سے انکا موازنہ کیا گیا ہے یہ سرکلر ڈلاس ٹیکساس USA سے ہے اس میں حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد ﷺ کا والدہ کے بطن سے بن باپ اور باپ سے پیدا ہونے کے ذکر کے بعد حضرت عیسیٰؑ کا غیر شادی شدہ ہونا اور حضرت محمد ﷺ کی 15 شادیوں کا ذکر ہے حضرت عیسیٰؑ نے کبھی گناہوں کی معافی نہیں مانگی جبکہ موخر الذکر توبہ کیا کرتے تھے' ایک کا مشن محبت تھا تو دوسرے کا جنگ' ایک نے کسی کی موت کا حکم نہیں دیا جبکہ دوسرے نے لوگوں کو موت کی سزا سنائی۔ ایک نے روحانی حکومت قائم کی جبکہ دوسرے نے زمین پر حکومت قائم کی' ایک 33 سال کی عمر میں صلیب پر چڑھ گیا دوسرا 63 سال بعد طبعی موت کا لقمہ بنا' ایک (یسوع) کا ذکر قرآن میں 97 بار آیا تو دوسرے کا صرف 25 بار' ایک نے ایک ہی شادی کا پرچار کیا دوسرے نے زیادہ شادیوں کی بات کی۔

عقل و شعور رکھنے والا کوئی بھی شخص اس موازنہ پر ایک نظر ڈالتے ہی 'دلائل کی قوت' کا قائل ہو جائیگا۔ انصاف کرنے والوں کا ایک متفقہ فیصلہ ہے کہ اگر کسی کی ایک بات جھوٹی ثابت ہو جائے تو اسکی بقیہ باتوں کا بھی اعتبار اٹھ جاتا ہے اور ایسے شخص کی شہادت یا گواہی قبول نہیں کی جاتی۔ اب مذکورہ موازنہ میں کہا جا رہا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے 15 شادیاں کیں جو سرا سر جھوٹ ہے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر قران میں 97 بار ہے اور حضرت محمد ﷺ کا ذکر صرف 25 بار ہے۔ یہ کوئی عقل کا اندھا ہی دعوی کر سکتا ہے کہ دانش کا ساتھ نصیب ہو تو قرآن ہے ہی حضرت محمد ﷺ کے ذکر سے معمور صرف جاننے والی بصیرت کی ضرورت ہے۔

مسیحی دانشوروں سے سوال کیا جا سکتا ہے کہ وہ ہمیں یہ بتا دیں کہ انجیل مقدس میں حضرت عیسیٰ کا نام کتنی جگہ مذکور ہے اگر کسی الہامی کتاب میں نام کی تکرار ہی معیار ہے تو بائیبل اس معیار پر کس قدر پوری اترتی ہے۔ انجیل میں یسوع اور مسیح توصفاتی نام ہیں اور انجیل میں کسی ایک مقام پر یہ تخصیص نہیں ملتی کہ حضرت عیسی ہی یسوع اور مسیح ہیں یا یسوع اور مسیح ہی عیسی ہوں گے۔ جنکی والدہ کا نام مریم ہو گا۔ کہیں یہ تصریح ہے تو دکھا دیجئے۔

میری اس کاوش کے محرک میرے فاضل و محترم دوست جناب محمد نواز جنجوعہ ہیں یہ مواد مجھے انہی کی وساطت سے ملا۔ جنجوعہ صاحب محترم اسلام کے حوالے سے جو دردمندی رکھتے ہیں وہ محض ایک ایڈمن آفیسر کو دیکھ کر سامنے نہیں آتی بلکہ ان کے اندر جھانک کر ہی اس کی گہرائی و گیرائی کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔ اس محنت کو آپ تک پہنچانے کے لئے میرے چھوٹے بھائی میاں عبداللطیف صاحب' جوہرخیر میں میرے دست راست ہیں' کے علاوہ دامے درمے سخنے مدد کرنے والے احباب خصوصاً" صدیقی ٹرسٹ کراچی کا عملی تعاون شامل ہے۔ میں بارگاہ رب العزت میں خلوص قلب سے' صرف اپنی ذات کے لئے نہیں سب کے لئے دعا کرتا ہوں کہ ہماری محنت کو قبول فرما کر آخرت کا سرمایہ بنا دے اور اسے بہت سے لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا دے آمین۔

عبدالرشید ارشد

جوہر آباد - 6 ستمبر 96

6 . 9 .96

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ وبہ نستعین ○

☆

"توریت شریف اور انجیل شریف"
صحت و حقانیت

☆

یوں تو عیسائیت کا پراپیگنڈا تاریخ کے ہر دور کا حصہ رہا ہے مگر پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا نے اس کی تیزی میں جس قدر اہم رول ادا کیا ہے وہ کسی محب وطن اور باشعور کی نظر سے اوجھل نہیں ہے۔ پاکستان میں مسلم عوام کے دل نرم کرنے کے لئے اگر ایک طرف ولائیتی دودھ اور گھی کا سہارا 'استعمال' کیا گیا تو دوسری طرف تعلیمی سرٹیفکیٹ کے بہت سے بھوکوں کی بھوک مٹانے کے لئے "بائبل کورس بذریعہ خط و کتابت" کے خوبصورت سرٹیفکیٹ کا انتظام ہے اور یوں "ہدایت" گھر گھر پہنچ رہی ہے جس طرح گزشتہ نصف صدی سے بھی زائد عرصہ سے مدینہ منورہ کے کسی نام نہاد شیخ احمد کا وصیت نامہ' 30 نقول کی تقسیم کی ہدایت کے ساتھ بلکہ عمل نہ کرنے کی صورت میں تباہی کی دھمکی کے ساتھ' عیسائی بڑی مہارت کے ساتھ مسلمان گھروں میں پہنچا رہے تھے۔

یہ حقیقت قطعاً" غیر متنازعہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ایک کے بعد دوسرے نبی کے آنے کا بنیادی سبب ہی یہ تھا کہ یا تو متعلقہ نبی کا کا دائرہ کار کسی مخصوص علاقہ تک محدود تھا یا اس کی امت اس کی شریعت سے منحرف زندگی گذار رہی تھی۔ انبیاء ورسل کے حوالہ سے تاریخ کا مطالعہ کریں تو تاریخی حقائق اس کی تائید کرتے ہیں اور یہ سب کچھ اس کائنات کے خالق و مالک کی طے شدہ پالیسی کے عین مطابق تھا اور یہی وجہ ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت سے قبل کسی نبی کی شریعت کو مکمل و اکمل کی گارنٹی سے نہیں نوازا گیا۔ (اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ)

چونکہ ہر دور کا نبی اللہ رب العزت کا فرستادہ' اس کا محبوب و منتخب تھا اور جس جس کو اس نے کتاب شریعت سے نوازا وہ اس دور کی برحق شریعت تھی اس لئے نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ کی امت کے ایمان کی تکمیل کے لئے یہ حکم دیا گیا کہ ہر امتی پہلے گزرے ہر نبی اور اور ہر پہلی کتاب پر' خواہ وہ ہر نبی اور ہر کتاب کا نام نہ جانتا ہو' ایمان لائے۔ اگر امتی کسی نبی یا کسی کتاب کی نفی کرے تو ایمان کی تکمیل کا سرٹیفکیٹ اسے نہیں مل سکتا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہر مسلمان کے ایمان کا جزو قرار پایا کہ وہ پہلی کتابوں کو تحریف شدہ تسلیم کرے اور صرف قرآن کو ہی راہنما کتاب مانے کہ یہ محفوظ ہے۔

اسلام پر ہمہ جہت حملے ہوئے مگر آج تک قرآن میں کسی معمولی سے معمولی تحریف کا الزام سامنے نہیں آ سکا جسے کسی عقل و شعور والے نے ثابت کیا ہو اس کے برعکس پہلی کتب سماوی خصوصاً" توریت اور انجیل کی تحریف پر تو خود عیسائیت کے بڑوں کا اتفاق ہے اور تاریخی تسلسل اس پر گواہ ہے مگر دیدہ دلیری کی انتہا کہ معصوم ذہنوں کو گمراہ کرنے کے لئے آج تحقیق کے نام پر توریت اور انجیل کی 'صحت و حقانیت' ثابت کی جا رہی ہے۔

ہمارے سامنے اس وقت سوئیزرلینڈ سے کسی "گڈوے" (Good Way) کے طبع کردہ' خط و کتابت سکول کے کتابچوں کا ڈھیر ہے جو بذریعہ ڈاک غیر مسیحی مسلم نوجوانوں کو ارسال کر کے' برائے نام امتحان کا ڈھونگ رچا کر' (کہ ہر کتابچے کے آخر میں عیسائیت کی طرف مائل کرنے اور اسلام سے برگشتہ کرنے والے سوالات ہیں) ایک سرٹیفکیٹ بھیجا جاتا ہے جو اس کی دم کاٹنے (اگرچہ شہ رگ کاٹنے) کے مترادف ہے کہ اسے بائبل کی حقانیت نظر آنے لگتی ہے اور حقانیت سے بھرپور قرآن پر اس کی نظر چندھیا جاتی ہے۔

مذکورہ کتابوں میں سے اس وقت ہمارے پیش نظر' "توریت اور انجیل کی صحت و حقانیت" والا 65 صفحات کا کتابچہ ہے جس میں 'صحت و حقانیت' کو وحی کی شہادت' انبیاء ورسل کی گواہی' اتصال و تواتر' قدیم ترین نسخے' قدیم مخطوطات کی شہادت' علم آثار قدیمہ کی گواہی' سے ثابت کر کے مسلم مخالفین سے ایک ناگزیر سوال پوچھا گیا ہے

اور پھر آخر میں تحریف کے مسئلہ پر کچھ مسلم علماء کی آراء پیش کی گئی ہیں۔ کتاب کے آغاز میں کہا یہ گیا ہے کہ یہ ایک عربی کتاب "عصمت التوراۃ والانجیل" کا ترجمہ ہے جس کے مصنف کا نام اسکندر جدید ہے۔ یہ کتاب انگریزی اور جرمن زبان میں بھی ترجمہ شدہ ہے۔ کتاب کے آخر میں یہ نوٹ دیا گیا ہے کہ "ان سوالات کے جوابات کے ساتھ ہم آپ کے خطوط کے بھی منتظر ہیں۔ اگر آپ نے 12 جوابات صحیح دئے تو اپنی سلسلہ مطبوعات میں سے ایک کتاب ہم آپ کو بطور انعام' دیں گے۔
زیر نظر کتابچے کو من و عن نقل کر کے جواب لکھنا ممکن نہیں ہے کہ یہ ایک بڑی کتاب کا مواد بنتا ہے ہم نمونتہ" بڑے بڑے دلائل درج کر کے' اپنے قاری کے سامنے حقائق رکھیں گے۔ اس سے 'صحت و حقانیت' کھل کر سامنے آ جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ :۔

1 - "ہزاروں سال ہوئے اللہ نے یہودیوں یعنی بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ کے ذریعے ایک وصیت کی تھی کہ" ☆ جس بات کا میں تم کو حکم دے چکا ہوں اس میں نہ تو کچھ بڑھانا اور نہ کچھ گھٹانا تاکہ تم خداوند اپنے خدا کے احکام جو میں تم کو بتاتا ہوں مان سکو۔ ☆ (بائبل : استثناء 4 : 2) (صحت و حقانیت صفحہ 5)"

2 - "عہد عتیق میں تین ادوار و زمانے پائے جاتے ہیں : ....
اللہ آدم سے کس طرح کلام کرتا تھا یہ بات آیات بالا سے نہیں معلوم دیتی اس کے لئے انسان کو اپنی پرواز خیال پر بھروسہ کرنا پڑے گا یہ بھی یاد رہے کہ اس کتاب کی فصل اول (حضرت آدم سے موسیٰ تک) میں بیان کئے گئے واقعات میں کروڑوں سال کا درمیانی فرق ہے اسی طرح یہ بات بھی کہ بشر کے لئے اللہ کے اعلان و احکام کا آغاز کب ہوا تھا معلوم نہیں دیتی ...."
(صفحہ 7' 8)

3 - "نوح بھی سچائی اور راستبازی سے بھرپور تھے ......" (صفحہ 9)

4 - "اللہ کی باتوں کو کبھی زوال نہیں" - شہادۃ الوحی - (صفحہ 13)

☆ "کتاب مقدس میں اللہ کے وعدہ اور اعلانات کی اتنی کثرت ہے

کہ یہ ممکن نہیں کہ وہ زائل یا تبدیل ہو سکیں ..... میں 'خدا' اپنے عہد کو نہ توڑوں گا اور اپنے منہ کی بات کو نہ بدلوں گا☆ (زبور 34:89)"

5 - "اتصال و تواتر - تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ دین کے علا اور آئمہ نے جو کہ رسولوں کے ہم عصر تھے (یہاں رسول سے مراد حواریوں یعنی خلفاء کے ہم عصر مراد ہیں۔ ارشد)۔ کلیسا .... جن اخلاف کے سپرد تھی انہوں نے اپنے وعظ و مواعیظ' مولفات تصانیف میں کتب مقدسہ سے لئے گئے اقتباسات بھی درج کئے ہیں خاص کر انجیل شریف کے حوالے سے

کیونکہ ان کا ایمان یہ تھا کہ وہ سب اللہ کی طرف سے وحی کردہ ایسی الہامی کتب ہیں جن میں نہ سامنے سے' نہ پیچھے سے' نہ کسی اور طرف سے باطل کا عمل دخل ہو سکتا ہے" (صفحہ 17 ' 18) (کلیسا کے بعد خالی جگہ اصل کتاب میں ہے)

6 - "قدیم نسخے - مسیحیوں نے جن ذخیروں کی .... حفاظت کی ہے ان میں ایسے ذخائر بھی ہیں جن میں کتاب مقدس کے صحائف کے مخطوطات بھی ہیں۔ جن کی قدامت تاریخ اسلام سے بھی کئی صدیوں پہلے کی ہے" (صفحہ 23) (یہ خالی جگہ اصل میں بھی اسی طرح ہے)

7 - "کتاب مقدس کی صحت پر قدیم مخطوطات کی شہادت - قمران کے مخطوطات - یردن (اصل اردن ہے) کے قریب قمران کے غار ہیں جن میں سے ایک مکمل مخطوطہ عبرانی زبان میں یسعیاہ نبی کے صحیفہ کا ملا ہے کتابت اور لغوی مفردات کی تحقیق سے یہ پتہ چلا ہے کہ یہ مخطوطہ دوسری صدی قبل مسیح کا ہے۔ ہمارے درمیان جو صحیفہ اب تک رائج رہا اس میں اور اس مخطوطہ میں یکسانیت پائی جاتی ہے" (صفحہ 25)

"ڈاکٹر برائٹ ماہر آثار قدیمہ کا قول ہے' قمران میں ملے مخطوطوں کے بل پر اب کوئی بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ "نیا عہد نامہ" بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ مسیح اور اس کے حواریوں' رسولوں شاگردوں اور ان مسیحیوں کی

تعلیم تھی جو کہ سابقون الاولون کا درجہ رکھتے تھے اور جن کی تاریخ نقل و تدوین 25ء تا 80ء سے زائد نہیں ہے" (صفحہ 27)

8 - "اسلام کی شہادت و تصدیق - یہ صحت و تصدیق کئی سورتوں میں بار بار وارد ہوئی ہے "مثلاً" سورۃ مائدہ آیت 44" - یعنی بے شک ہم نے _ (خدا نے) توریت نازل فرمائی جس میں ہدایت بھی ہے اور نور و روشنی بھی۔ اسی تورات کے مطابق اللہ کے فرمانبردار انبیاء یہودیوں کو حکم دیا کرتے تھے۔ ان کے مشائخ اور علما بھی (ایسے ہی کرتے چلے آئے) کیونکہ یہ لوگ اللہ کی کتاب کے نگہبان مقرر ہوئے تھے اور اس توریت کے مصدق اور گواہ بھی۔ "مائدہ آیت 46" - یعنی ان نبیوں کے بعد انہیں کے آثار قدیم پر ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو بھیجا جو اپنے سامنے کی کتاب تورات کی تصدیق کرتے اور اسے سچی کتاب بتاتے تھے اور ہم نے انہیں الانجیل عنایت کی اس میں بھی ہدایت و روشنی ہے وہ بھی اپنے سامنے کی کتاب توریت کو سچی کتاب بتاتی ہے اور خدا ترسوں کو راہ بتاتی ہے اور نصیحت دیتی ہے۔ (المائدہ 48) (صفحہ 36، 37)

"یعنی (اے محمد) ہم نے تم پر بھی سچی کتاب اتاری ہے وہ بھی اپنے سامنے موجود الکتاب کو سچا بتانے والی اور تصدیق کرنے والی ہے اور اس کی محافظ ہے اور جو کچھ اللہ کا نازل کیا ہوا ہے اسی کے مطابق ان کے درمیان فیصلے کرو اور حکم و احکام صادر کرو اور جو کچھ تمہارے پاس سچائی ہے اس سے منہ موڑ کر لوگوں کی من مانی خواہشوں کو نہ اپناؤ ہم نے تم سب کے لئے ایک شریعت و راہ اور دستور و طریقہ مقرر کر دیا ہے اگر خدا کو منظور ہوتا تو وہ سب کو ایک ہی امت و گروہ کی شکل میں قائم رکھتا لیکن چونکہ اس نے تم کو اپنی تنزیلات دے رکھی ہیں اس لئے اللہ تم کو ان کے ذریعے آزمانا چاہتا ہے، چنانچہ بھلائی کے کاموں کے لئے مسابقت کرو (یعنی یہ کہ سب سے پہلے کون دوڑ کر انہیں کر ڈالے) اللہ ہی کی طرف آخر کار تم سب کو لوٹنا ہے وہی تم کو ان ساری باتوں کی خبر دے گا جن کو تم نے باعث اختلاف بنا

رکھا ہے" (صفحہ 37، 38)

"یعنی (اے محمد) کہہ دو کہ اے کتاب والو جب تک تم توریت و انجیل اور تمام تنزیلات الہیہ کو قائم نہ کرو تم کسی بھی بنیاد و اصل پر نہیں ہو" (المائدہ 68) (صفحہ 39)

"سورۃ نساء آیت 136 - "یعنی اے ایمان لانے والو" ایمان رکھنا ضروری ہے اللہ پر، اللہ کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس سے پیشتر نازل ہو چکی ہے۔ اب جو اللہ کا، اس کے فرشتوں کا اس کی کتابوں، اس کے رسولوں کا اور آخرت کے دن کا انکار کرے اور جو نہ مانے وہ راہ سے بھٹک کر بہت دور جا پڑا ہے" (صفحہ 39)
چنانچہ آیات بالا سے یہ نتائج اخذ ہوئے ☆ قرآن شریف نے توریت و انجیل کے احکامات کو قائم و رائج کرنے کے سلسلے میں حوصلہ افزائی کی ہے۔ کسی قسم کی تحریف و تبدیل سے بچے رہنے اور دونوں کتابوں کی صحت و سلامتی و اصلیت کا یہ ضمنی اعتراف ہے .... تیسرے یہ کہ سارے ایمان کے مدعیوں کو جن میں مسلمان بھی شامل ہیں، یہ حکم ہے کہ قرآن اور الکتاب توریت و انجیل سب پر ایمان رکھیں جو قرآن سے پہلے نازل ہو چکی ہیں ☆ (صفحہ 40)

"سورۃ انعام آیت 91 - ☆ یہ سارے کے سارے وہ ہستیاں ہیں جن کو اللہ نے سیدھی راہ دکھائی ہے، (اے محمد) تم بھی ان کی ہدایت و راہ کی پیروی کرو ☆ (صفحہ 40)

"سورۃ القصص آیت 49 - ☆ یعنی (اے محمد) کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو خدا کے پاس سے ان دو کتابوں سے بڑھ کر ہدایت دینے والی کوئی اور کتاب لا دو تو میں اسکی اتباع کرنے لگوں گا ☆ (صفحہ 41)

"سورۃ النحل آیت 43 - ☆ یعنی اور ہم (خدا) نے تم سے پہلے بھی ایسے مرد بھیجے تھے (اے محمد) جنکی طرف ہم نے وحی کی تھی اگر تم نہیں

جانتے تو ذکر والوں یعنی اہل کتاب سے پوچھ لو ☆ (صفحہ 42)

(تفسیر جلالین میں لکھا ہے "اہل ذکر علماء توریت و انجیل ہیں اگر تم نہیں جانتے تو نہ جانو وہ تو جانتے ہیں کہ تم کو اتنی زیادہ ان کی تصدیق کرنی ہے جتنا ایماندار لوگ محمد کی تصدیق کرتے ہیں) (صفحہ 42)

" ایک ناگزیر سوال - اب اس منزل پر پہنچ کر کیا ہم کتاب مقدس کے صحائف کی تحریف کے مدعیوں سے یہ پوچھ سکتے ہیں کہ ان کے پاس وہ کون سی علمی اور تاریخی دلیل ہے جس سے وہ ثابت کر سکیں کہ کس زمانے میں اور کس وقت واقع ہوئی۔ اگر جواب یہ دیتے ہیں کہ تحریف کا وقوع قبل مسیح ہوا تھا تو ہم کہیں گے کہ کتب مقدس کی صحت تو جناب مسیح تصدیق فرما چکے ہیں .... (صفحہ 44)

ہمیں بھی ایسا (تحریف) ماننے والوں سے یہ پوچھنا ہے کہ کب (یہ زبردستی تھوپی ہوئی تحریف) واقع ہوئی قبل قرآن یا بعد قرآن؟ ..... اگر وہ یہ کہیں کہ قبل قرآن تحریف واقع ہوئی تھی تو یہ کہنا ان کو ایک ایسی مشکل اور مخمصہ میں ڈال دے گا جس سے ان کا نکلنا دوبھر ہو جائے گا کیوں کہ حضرت محمد کو خود قرآن یہ حکم دیتا ہے کہ مشکوکات سے خلاصی پانے کے لئے انہیں قارئین کتاب مقدس سے مدد لینی چاہیئے ..... (دیکھئے سورۃ یونس آیت 94)

☆ یعنی اے محمد اگر کبھی تم کو کوئی شک و شبہ لاحق ہو تو تم اپنے پہلے نازل شدہ الکتاب (بائبل) کے پڑھنے والوں سے پوچھ لیا کرو۔

☆ اللہ ہر چیز کے علم کا احاطہ کیے ہوئے ہے اس لئے یہ اس کے شایان شان نہیں کہ حضرت محمد کو ازالہ شکوک کے لئے کسی محرف اور تبدیل شدہ کتاب کے قاری اور تلاوت کرنے والوں کی طرف رجوع ہونے کا مشورہ دے۔" (صفحہ 49)

تورات و انجیل کی صحت و حقانیت پر بات کرنے سے پہلے ہمیں اس حقیقت کو

جان لینا چاہئے کہ انبیاء و رسل ہوں یا ان میں سے بعض پر نازل الہامی کتاب اس پر اگر کوئی سپریم اتھارٹی ہے تو وہ اس کائنات اور اپنے ارضی خلیفہ (آدم اور اولاد آدم) کا تخلیق کنندہ ہے' یعنی چہار سو حاکمیت صرف اللہ' احسن الخالقین کی ہے' پالیسی اسی کی ہے' کہ کائنات اور اسکے اندر ہر ذی روح کے آغاز سے انجام کو آخری لمحے تک نبھانا اسی کے حکمت بھرے فیصلوں سے ممکن ہے۔

دھرتی پر بھیجے گئے انسان اول' حضرت آدمؑ اور ان کی ذریت قدم قدم راہنمائی کی محتاج ہے اور یقیناً" محتاج رہے گی۔ راہنمائی کے حقیقی تقاضے اسی وقت پورے ہو سکتے ہیں جب انسان' جس کی راہنمائی مطلوب ہے' کی فطرت' جبلتوں' سماجی و معاشرتی' معاشی و سیاسی' اخلاقی اور عقیدہ کی اقدار کی گہرائی و گیرائی سے کسی کو مکمل آگہی نصیب ہو اور اس پر صرف خالق ہی قادر ہو سکتا ہے کہ وہ ان ابدی تقاضوں سے باخبر ہے۔

خالق نے پوری انسانیت کے لئے ایک ضابطہ حیات تشکیل دیا' ازل سے ابد تک کے لئے' وہ اسلام ہے' (یعنی اس کا نام اسلام ہے)۔ ہر دور کے انسان تک اس اسلام کو پہنچانے کیلئے انہی انسانوں میں سے بندے منتخب کئے جاتے رہے اور ان کے ذریعے' ان نفوس قدسیہ کے ذریعے' اپنے بندوں تک اسلام کو عملاً" پہنچایا گیا۔ یہ کام فرشتوں سے اس لئے نہ لیا گیا کہ فرشتے ان تمام فطری تقاضوں اور جبلتوں کے بغیر ہیں جو حضرت انسان کا مقدر ہیں۔ انسان اپنے خالق سے گلا کر سکتا تھا کہ ہم فرشتوں جیسا عمل کیسے کر سکتے تھے اس لئے پاکیزہ پسندیدہ بندوں کو ہی اس کام کے لئے ہمیشہ چنا گیا اور ان چنے گئے مصلحین - انبیاء و رسل تک بارگاہ رب العزت سے اسلام' حضرت جبریلؑ کے ذریعے پہنچتا رہا۔

مذکورہ وضاحت یہ ثابت کرتی ہے کہ حضرت آدمؑ سے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تمام انبیاء و رسل داعیان اسلام تھے محض ادوار کی تخصیص کے لئے یا تحریف کے سبب لوگ دین ابراہیمی یا دین عیسوی اور دین موسوی کے نام سے اسے موسوم کرتے ہیں کہ ان کے پیروان نے اسے اسلام کے بجائے من مرضی کی تحریفات سے اس نوبت تک پہنچا دیا تھا۔ ہر آنے والے نبی نے اپنے سے پہلے انبیاء اور

پہلی کتب کی تائید کی کہ وہ الہامی' منزل من اللہ تھیں مگر اس سے یہ مطلب نکالنا کہ یہ محرف کتب کی تائید تھی' عقل و شعور کا ماتم کرنے کے مترادف ہے۔

جیسا کہ آغاز میں ہم عرض کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت کے لئے انبیاء و رسل کو حکیمانہ تقاضوں کے ساتھ کتابوں سے نوازا یا پہلی کتابوں کی مٹتی تعلیم کو زندہ رکھنے کی ذمہ داری ان کے سپرد کی۔ انبیاء و رسل کے اپنے اپنے علاقے اور اپنی اپنی امتیں تھیں مثلاً" ایک ہی دور میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ کے درمیان فاصلے کا زیادہ بعد بھی نہ تھا مگر وہ اپنی اپنی امت کے راہنما تھے۔ حضرت موسیٰؑ کے سسر مدائین میں تھے تو حضرت موسیٰؑ کو حضرت ہارونؑ کی معیت میں فرعون مصر کے پاس جانے کی ہدایت ہوئی۔ کسی نبی کو' سرور دو عالم ﷺ کی طرح پوری انسانیت کی اصلاح کے لئے مقرر نہ فرمایا گیا تھا' نہ ہی کسی پہلی کتاب کو مکمل و اکمل کا سرٹیفکیٹ ملا اور نہ ہی قیامت تک کتاب کی صحت و حقانیت کی حفاظت کی گارنٹی ملی۔

پہلے آنے والے اپنے بعد آنے والوں سے متعلق بشارت دیں اور آنے والے کی حقانیت کی گواہی دیں' اسکی واضح نشانیاں بتا کر امت کو ہر مخمصے سے نجات دلا دیں تو عقلمند امتی اپنے نبی' اپنے محسن' کے احسان سے فیضیاب ہونے کا ثبوت' اسکی بات کو عملی جامہ پہنا کر فراہم کرتا ہے۔ اور وہ امتی ہونے کا دعوایدار عقل و شعور سے عاری سمجھا جاتا ہے جو کمال ہٹ دھرمی سے اپنے نبی کے فرمان کو جھٹلائے۔ نئے آنے والے کو تسلیم کرنا ہی اپنے نبی کی حقیقی تعبداری قرار پاتی ہے۔ تورات و انجیل مین تحریف کے مسلمہ شواہد کے باوجود کئی مقامات پر حضرت محمد ﷺ کی نبوت پر گواہی موجود ہے۔ عقل سلیم رکھنے والے انہی بشارتوں کے سبب تاریکی سے نور کی طرف پلٹے ہیں اور عقل و شعور سے عاری بھٹکتے رہنے کی ضد پر قائم ہیں (دیکھئے یوحنا)

"اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے یعنی روح حق جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی کیونکہ نہ اسے دیکھتی ہے نہ جانتی ہے تم اسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور تمہارے اندر ہے" (16-17:14)

"اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا

سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں" (30:14)

"لیکن جب وہ مددگار آئے گا جسکو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا' یعنی سچائی کا روح جو باپ سے صادر ہوتا ہے' تو وہ میری گواہی دے گا" (26:15)

"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آیندہ کی خبریں دے گا وہ میرا جلال ظاہر کرے گا اس لئے مجھ ہی سے حاصل کر کے تمہیں خبریں دے گا۔ جو کچھ باپ کا ہے وہ سب میرا ہے اس لئے میں نے کہا کہ وہ مجھ ہی سے حاصل کرتا ہے اور تمہیں خبریں دے گا" (15-12:16) (یہ ہیں انجیل یوحنا سے چند گواہیاں آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے۔

حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی زبان' جو اہل فلسطین کی زبان تھی آرامی اور لہجہ dialect سریانی تھا۔ لامحالہ تعلیمات مسیح علیہ السلام بھی اسی زبان میں ہوں گی مگر یہ بھی مصدقہ امر ہے کہ چاروں انجیلوں کے مرتبین وہ یونانی تھے جنہوں نے مسیحیت قبول کی اور جن کی مادری زبان یونانی تھی لہٰذا اصل تعلیمات کو سریانی میں ڈھالا گیا اور یہ بھی کہ اناجیل میں سے کوئی بھی انجیل 70 عیسوی سے پہلے کی لکھی ہوئی نہیں ہے اور انجیل یوحنا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک صدی بعد ایشیائے کوچک کے شہر افسس میں لکھی گئی۔ اناجیل کے مرتبین میں سے کوئی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حواری یا شاگرد نہ تھا ماسوائے برنباس کے' آج کے عیسائی جس کا نہ نام سننا پسند کرتے ہیں اور نہ ان کی مرتب کردہ انجیل کو' جو شاگرد ہونے اور خود سماعت کلام کے حوالے سے معتبر ہونے کا ہر حق رکھتی ہے' تسلیم کرنے پر آمادہ ہیں۔ ایک شخص نے خود سن کر لکھا ان کی زندگی میں قدم قدم ساتھ رہا ہر واقعے کا عینی شاہد رہا وہ معتبر قرار پائے گا یا وہ جنہوں نے کم و بیش صدی بعد ادھر ادھر سے معلومات اکٹھی کیں۔ ہم یہاں ان کی محنت و اخلاص کی نفی نہیں کر رہے۔

توریت و انجیل - صحت و حقانیت:

ہم اپنی بات کا آغاز تورات و بائبل کے حوالہ سے' اردو انسائیکلو پیڈیا کے بیانات سے کرتے ہیں پھر مصنف کے اٹھائے گئے نکات پر بات کریں گے:

"انجیل - یونانی لفظ بمعنی خوشخبری - کتب سماوی (توریت' زبور' انجیل' قرآن) میں سے ایک صحیفہ جو حضرت عیسی علیہ السلام پر نازل ہوا۔ اس کتاب مقدسہ کے اصلی اور ابتدائی نسخے ناپید ہیں۔ اگر ہوتے بھی تب بھی بعد نزول قران پاک اس کو منسوخ تصور کیا جاتا۔ اہل اسلام اسے بھی الہامی کتاب مانتے ہیں اور اس کا ذکر قرآن شریف میں جگہ جگہ آیا ہے ...... انجیلیں موجودہ صورت میں چار ہیں انجیل متی' انجیل مرقس' انجیل لوقا اور انجیل یوحنا۔ ان میں سے پہلے تین کو اناجیل خلاصہ کہتے ہیں کیونکہ ان میں واقعات ایک ہی سلسلے کے خلاصہ جات دیئے گئے ہیں۔ برخلاف یوحنا کی انجیل کے کہ اس میں دوسری قسم کے واقعات کا بیان ہے۔ یہ اناجیل مصدقہ کہلاتی ہیں۔

عیسائیوں کی چرچ ہسٹری کی رو سے اور کئی انجیلیں بھی ہیں لیکن کلیسا ان کو مقدس نہیں مانتا۔ ان میں سے ایک انجیل برنا باس کہی جاتی ہے جس میں نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا نام فار قلیط دیا گیا ہے اور جس کا ترجمہ محمد ہے۔ ان انجیلوں میں وقتاً" فوقتاً" تحریف ہوتی رہی ہے کیونکہ کئی جگہ سے آئیتیں اڑا دی گئی ہیں اور کئی فقرات کے معنی بدل کر ان کے معنی تبدیل کر دیئے گئے ہیں۔ اس قسم کی تحریفات کی وجوہ جواز یہ بیان کی جاتی ہیں کہ نئے اور زیادہ مصدقہ نسخے دستیاب ہونے کے باعث موجودہ نسخوں کی تطبیق اور تصحیح لازمی ہے" (صفحہ 134:135)

مذکورہ اقتباس "اردو انسائیکلو پیڈیا" فیروز سنز لاہور' تیسرا ایڈیشن' طباعت دوم 1987ء سے لیا گیا ہے اب ایک دوسرا اقتباس ملاحظہ فرمایئے:

"اینٹی ڈو گمینا - بائبل کے عہد نامہ جدید کی وہ کتب یا صحائف

جن کو اوائل میں مختلف فرقوں کے سرکردہ پادری مقدس نہیں مانتے تھے گو بعد میں ان کو تقدس کا درجہ دے دیا گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ صحائف عبرانی زبان میں نہیں ملتے تھے بلکہ ابتدا" یونانی زبان میں تحریر کئے گئے تھے۔ ان کی تعداد بہت تھی لیکن جو صحائف مقدس تسلیم کئے گئے وہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

پولوس کا مراسلہ عبرانیوں کے نام' مقدس جیمز کا مراسلہ' مقدس پطرس کا دوسرا مراسلہ' یوحنا کا دوسرا اور تیسرا مراسلہ' مقدس جودی کا مراسلہ اور یوحنا کا مکاشفہ یہ تمام صحائف اب انجیل کا جزو ہیں" (اردو انسائیکلو پیڈیا۔ فیروز سنز 87ء طبع دوم صفحہ 178)

"**بائبل** - یونانی لفظ بمعنی کتب' عیسائیوں کی مقدس کتاب جس میں عہد نامہ قدیم (عتیق) کی 39 کتب' عہد نامہ جدید کی 27 کتب اور اسفار محرفہ کی 14 متنازعہ فیہ کتب شامل ہیں۔ یہود صرف عہد نامہ قدیم کو بائبل کہتے ہیں ....." (صفحہ 191)

"**توراۃ** - توریت وہ آسمانی کتاب جو حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی تھی اور جس کا قرآن میں جگہ جگہ ذکر آتا ہے۔ نص قرآنی یہ ہے کہ یہودیوں نے اس میں حسب ضرورت ترمیم کرلی ہے یہی وجہ ہے کہ گو اس میں وہی قصص اور احکام پائے جاتے ہیں جو قرآن شریف میں ہیں لیکن عقائد اور مسائل میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور وہ تمام باتیں جو اسلام کو سچا مذہب ثابت کرتی ہیں اس میں سے نکال دی گئی ہیں۔ اس لئے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے توراۃ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کتابوں کو نہ سچ کہو نہ غلط بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ہم اللہ کی کتابوں پر ایمان لائے۔ آنحضرت کے زمانے میں یہودی توریت کے مضامین کو اچھی طرح سمجھتے تھے یہی وجہ ہے کہ قرآن میں ان کو مطعون کیا گیا ہے کہ وہ بعض باتیں ظاہر کرتے ہیں اور بعض چھپا لیتے ہیں۔ موخر الذکر باتوں میں

حضور کے سچے پیغمبر ہونے کی بھی شہادت ہے۔ یہود سے یہ بھی گیا تھا کہ سچے ہو تو توراۃ لاؤ اور سب کے سامنے سناؤ" (اردو انسائیکلو پیڈیا۔ فیروز سنز ایڈیشن سوم، طبع دوم 87ء صفحہ 332)

"انجیل - بائبل:

"Thus it was not till the middle of the second century that the word came to signify a book and even after that till the end of the 2nd. Century it continued to bear its original meaning as well.."
(Encyclopedia Biblica, Page - 1889).

(چنانچہ دوسری صدی کے وسط تک اس لفظ نے کتاب کے معنی اختیار کر لئے اور اس کے بعد، دوسری صدی کے اختتام تک اپنے انہی اصل معنوں (انجیل - بائبل) میں استعمال ہوتا رہا) یعنی مسیح کے 150 سال بعد یہ نام طے ہوا۔ (انسائیکلو پیڈیا .بلیکا صفحہ 1889)

بحیرہ مردار سے ملنے والے مخطوطات عجائب گھر میں

"بائبل - تدوین توراۃ:

"یہ امر متحقق ہے کہ اسفار موسیٰ کی تدوین 45 - 444ء قبل مسیح میں کی تھی"

(Chronological Index to the Bible.)

"یہاں تک کہا جاتا ہے کہ عزرا نے تمام عہد عتیق کو محض حافظہ کی بنیاد پر از سر نو تحریر کیا کیونکہ ان کتابوں کے تمام نسخے تغافل شعاری کی وجہ سے معدوم ہو چکے تھے۔" (کٹو۔ انسائیکلو پیڈیا آف بیبکل لٹریچر) اسی عزرا کے حافظے پر ایک معاصر کی رائے دیکھئے:-

"تواریخ باب 4، آیت 7 کے تحت: اس جگہ غلطی سے عزرا نے بیٹے کی جگہ پوتا لکھ دیا تھا۔ ایسے اختلافات میں تطبیق بے فائدہ ہے" (ریورنڈ آدم کلارک کی تفسیر مطبوعہ 1891، صفحہ 1681)

"تمام مسیحی علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ توریت 15 سو برس قبل مسیح لکھی گئی۔ پہلے وہ ایک جلد میں مدون ہوئی لیکن مسیحی علما کے نزدیک جب بہتر 72 علماء (کونسل) نے 284 قبل مسیح توریت کو عبرانی سے یونانی میں منتقل کیا تو اس کتاب کو پانچ مختلف کتابوں میں تقسیم کر دیا 1 - پیدائش، 2 - خروج، 3 - احبار، 4 - گنتی، 5 - استثنا - باب اور آیات کی تفصیل 1240ء عیسوی میں کارڈینل ہوگو، نے کی" (احوال کتاب مقدسہ حصہ اول باب 48، صفحہ 117، مطبوعہ لندن)

(یہ حقیقت بھی اپنی جگہ مسلمہ ہے کہ تورات پر تباہی و بربادی کے 7 دور آئے جن کی تفصیل متعلقہ کتب میں ہے۔)

bi-ble \'bi-bel\ n [ME, fr. OF, fr. ML blia, fr. Gk pl. of bibilion book, dim. of byblos papyrus, book, fr. Byblos, ancient Phoenician city from which papyrus was exported! 1 cup a : the sacred scriptures of Christians comprising the Old Testament and the New Testament b : the scared scriptures of some other religion (as Judaisiam) 2 obs: book 3 cup : a copy or an edition of the Bible 4 : a publication that is preeminent esp. in authoritativeness <the fisherman's ~ > 5 : something suggesting a book: as a : a small holystone b: OMASUM

THE BOOKS OF THE OLD TESTAMENT

ROMAN CATHOLIC CANON	PROTESTANT CANON	ROMAN CATHOLIC CANON	PROTESTANT CANON
Genesis	Genesis	Wisdom	
Exodus	Exodus	Ecclesiasticus	
Leviticus	Leviticus	Isaias	Isaiah
Numbers	Numbers	Jeremias	Jeremiah
Deuteronomy	Deuteronomy	Lamentations	Lamentations
Josue	Joshua	Baruch	
Judges	Judges	Ezechiel	Ezkiel
Ruth	Ruth	Daniel	Daniel
1&2King	1&2Samuel	Osee	Hosea
3&4King	1&2Kings	Joel	Joel
1&2Paralipomenon		1&2Chronicles	Amos Amos
		Abdias	Obadiah
1Bsdras	8Ezra	Jonas	Jonah
2Esdras	Nehemiah	Micheas	Micah
Tobias		Nahum	
Oudith		Habacuc	Habakkuk
Esther	Esther	Sophonias	Zephaniah
Job	Job	Aggeus	Haggai
Psalms	Psalms	Zacharias	Zechariah
Proverbs	Proverbs	Malachias	Malachi
Ecclesiastes	Ecclesiastes	1&2Machabees	
Canticle Of Canticles	Song Of Solomon		

JEWISH SCRIPTURE

Law	1&2Kings	Nahum	Song Of Songs
Genesis	Isaiah	Habakkuk	Ruth
Exodus	Jeremiah	Zephaniah	Lamentations
Leviticus	Ezekiel	Haggai	Ecclesiastes
Numbers	Hosea	Zechariah	Esther
Deuteronomy	Joel	Malachi	Daniel
Prophets	Amos	Hagiographa	Ezra
Joshua	Obadiah	Psalms	Nehemiah
Judges	Jonah	Proverbs	1&2Chronicle
s			
1&2Samuel	Micah	Job	

PROTESTANT APOCRYPHA

21&2Esdras	Wisdom Of	Baruch	Susanna
Tobit	Solomon	Pryer Of Azariah	Bel And The
Judith	Ecclesiasticus	And The Song	Dragon
Additions To	Or The Wisdom	Of The Three	The Pryer Of
Esther	Of Jesus Son	Holy Children	Manasses
	Of Sirach		1&2Maccabee
s			

THE BOOKS OF NEW TESTAMENT

Matthew Mark Luke John Acts Of The Apostles	Romans 1&2Corinthians Galatians Ephesians Philippians Clossians	1&2Thessalonians 1&2Timothy Titus Philemon Hebrews James	1&2Peter 1,2,3 John Jude Revelation (Roman Catholic Canon Apocalypse)

مصنف کے دلائل کا تجزیہ:

1 - ☆ اللہ تعالیٰ کی وصیت یہود کے لئے کہ میرے احکام کو بڑھانا گھٹانا نہیں۔ اس پر ہم اپنی طرف سے کچھ کہنے کے بجائے مسیحی دانشوروں کی مصدقہ رائے پیش کرتے ہیں:

"اناجیل میں ایسے نمایاں تغیرات دانستہ کئے گئے ہیں جیسے مثلاً" پوری پوری عبارتوں کو کسی دوسرے ماخذ سے لے کر کتاب میں شامل کر دینا .... یہ تغیرات صریحاً" کچھ ایسے لوگوں نے بالقصد کئے ہیں جنہیں اصل کتاب کے اندر شامل کرنے کے لئے کہیں سے مواد مل گیا اور وہ اپنے آپ کو اس کا مجاز سمجھتے رہے کہ کتاب کو بہتر یا زیادہ مفید بنانے کے لئے اس کے اندر اپنی طرف سے اس مواد کا اضافہ کر دیں ...... بہت سے اضافے دوسری صدی ہی میں ہو گئے تھے ..... اور کچھ نہیں معلوم کہ ان کا ماخذ کیا تھا" (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا مضمون بائیبل)

Bible "When Jews and Christian need to find the resources of their faith for a personal crisis, they often turn to the Bible. Its teachings as well as its terminology have tended to dominate the many controversies that have broken out among theologians and religionists throughout Jewish and Christian history." (Encyclopedia Bretanica "Bible", Page 570)

(جب کبھی کسی ذاتی الجھن میں راہنمائی کی خاطر یہودی اور مسیحی اپنے مذہب کی بنیاد کے متلاشی ہوتے ہیں تو وہ بائبل کی طرف لپکتے ہیں۔ اس کی

تعلیمات اور اس کی اصطلاحات مذہبی حلقوں میں ہمیشہ بہت متنازعہ فیہ پائی جاتی ہیں اور یہ یہود و نصاری کی پوری تاریخ کی حقیقت ہے۔)

"To be sure, many parts of the Bible do not rank very highly as literature; their style is ordinary and their language repetitive" (As Above Page 570)

(ادب کے معیار پر بائبل کے بہت سے اجزا پورے نہیں اترتے' انداز عامیانہ اور بات بار بار کہنے کا ہے) (مذکورہ' صفحہ 570' پیرہ 3)

"The books were composed over a period of many centuries (how many is a matter of debate) in three languages- Hebrew, Aramaic and Greek Their authors include the sheeperds and the kings, men of considerable learning and men of hug."2

(ان کتابوں کی تدوین کئی صدیوں میں ہوئی (کتنی صدیاں' اس پر گفتگو ہو سکتی ہے) اور تین زبانوں عبرانی' سریانی اور یونانی میں یہ مدون ہوئی۔ اس کے تدوین کنندہ چرواہے بھی تھے اور بادشاہ بھی' اعلی صلاحیتوں والے تعلیم یافتہ بھی اور اپنے اپنے خول میں بند رہنے والے متعصب بھی)

(Encyclopedia Bretanica Bible - Page 570, column 2 outline.)

"When a Protestant examins a Roman Catholic version of the Bible, he notices the presence of certain books that do not appear in his own Bible. Why should this be so, he may ask, and how did those books get into the Bible .... In addition when almost any reader examins a new translation of the Bible he discovers that some well known passages are missing from it."

(ایک پروٹیسٹنٹ جب رومن کیتھولک عقیدہ کی بائبل دیکھتا ہے تو وہ اس میں کچھ اضافی باب پاتا ہے۔ جو اس کی اپنی بائبل میں نہیں۔ وہ پوچھ سکتا

ہے کہ ایسا کیوں ہے اور یہ باب اس کتاب مقدس کا حصہ کیسے بن گئے؟ .. مزید براں جب کوئی قاری بائبل کا نیا ترجمہ دیکھتا ہے تو اس میں چند معروف پیرے غائب ہیں)

(Encyclopĕdia Bretanica Bible'- Canon and Text- Page 575).

توریت و انجیل کی صحت و حقانیت' کے مصنف (اگر کوئی معقول شخص ہے تو) کی تسلی کے لئے' انہی کے دانشوروں کی مصدقہ تحریروں سے تحریف ثابت ہو چکی ہے تاہم چند عملی مثالیں اور پیش کئے دیتے ہیں۔ تاکہ مسلمان قاری کا الجھاؤ بھی باقی نہ رہے اگرچہ قرآن کے بیان کے بعد تحریف کا ثبوت مانگنا مومن کے ایمان سے فرو تر ہے

تضادات

"☆ آدم کو کہا گیا کہ جس دن تو نیک و بد کے درخت کا پھل کھائے گا تو ضرور مرے گا۔ (پیدائش 17:2)

☆ آدم پھل کھانے کے بعد 930 برس جیتا رہا۔ (پیدائش 5:5)

"☆ تو تب موسیٰ اور ہارون اور ندب اور ابیہو اور بنی اسرائیل کے 70 بزرگ اوپر گئے اور انہوں نے اسرائیل کے خدا کو دیکھا اور اسکے پاؤں کے نیچے نیلم کا پتھر کا چبوترہ تھا۔ (خروج' 9-10:24)

☆ اللہ یہ بھی کہا تو میرا چہرہ نہیں دیکھ سکتا کیونکہ انسان مجھے دیکھ کر زندہ نہیں رہے گا۔ (خروج' 20:33)

2 - ☆ عہد عتیق کے تین ادوار (حضرت آدم سے موسیٰ تک فصل اول) واقعات میں کروڑوں سالوں کا درمیانی فرق ہے۔ یہ دعویٰ بائبل کے علم سے ناواقفیت' اور جہل مرکب کا شاہکار ہے کہ عہد عتیق کے پہلے باب' پیدائش میں تخلیق آدم سے طوفان نوح تک عمروں کے بیان سے مدت کا تعین واضح ہے مثلاً"

نام	عمر (سال)	حضرت آدم کی پیدائش تک وقت
آدم	930	930
سیت	912	1042
انوس	905	1140
قینان	910	1235
محلل ایل	895	1290
یارد	962	1422
حنوک	365	987
متوسلح	969	1656
لمک	777	1651
نوح	950	2006
سم	600	2156
ار فکسد	438	2096
سلح	433	2122
عبر	464	2187
فلج	239	1996
رعو	239	2026
سروج	230	2049
غور	148	1997
تارح	205	2083
ابراہیم	175	2123

"ابراہیم علیہ سے عیسیٰ علیہ تک محتاط ترین اندازوں کے مطابق 18 صدیوں کا فاصلہ ہے اگرچہ بائبل یہ اعداد و شمار پیش نہیں کرتی۔ 1975ء میں مسیحی کتب کے حساب سے جو محتاط تخمینے کی حیثیت سے زیادہ وزنی نہیں، تخلیق انسان کی مدت 5736 سال بنتی ہے"

(The Bible, The Qur'an and Science Maurice Bucaill, The date of the world's creation and the date of the man's appearance on Earth p-29)"

انسان کی تخلیق تو ہزاروں سال سے آگے نہیں بڑھتی مگر 'صحت و حقانیت' کی انتہا کہ آدم سے موسیٰ تک کا فاصلہ کروڑوں سال تک پہنچا دیا گیا۔ ہم مسیحی برادری کی بات نہیں کرتے' ہم ان مسلمان قاری حضرات سے مخاطب ہیں جن کو "اسلام کی تاریکی" سے نکال کر "مسیحیت کی روشنی" تک لانے کے لئے دیانت کا یہ مظاہرہ ہے ضمناً" یہاں یہ ذکر بھی کر دیا جائے کہ جو ماہرین ترقی و تحقیق کے نام پر آج ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ فلاں جگہ پر 50 ہزار سال' یا 5 لاکھ سال وغیرہ قبل کی کھوپڑی ملی یا ڈھانچہ ملا وہ علم کے نام پر جہالت پھیلانے والے ہیں۔ البتہ غیر انسانی اشیاء لاکھوں سال پرانی

ہو سکتی ہیں کہ تخلیق کائنات کی تاریخ پرانی ہے اور خود قرآن اس پر گواہ ہے۔ سورۃ الدھر کا آغاز بہترین شہادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا۔ کیا انسان نہیں جانتا کہ لامتناہی مدت تک (اس کی پیدائش تک) وہ کچھ نہ تھا۔

3- نوح بھی سچائی اور راستبازی سے بھرپور تھے۔ اس پر عہد نامہ عتیق کی 'حقانیت' کا شاہکار ملاحظہ فرمائیے بلکہ چند دوسرے پیغمبروں کی عصمت پر گواہی بھی دیکھ لیجئے۔

"اور نوح کاشتکاری کرنے لگا اور اس نے انگور کا ایک باغ لگایا اور اس نے مے پی اور اور اسے نشہ آیا اور وہ اپنے ڈیرے میں برہنہ ہو گیا اور کنعان کے باپ حام نے اپنے باپ کو برہنہ دیکھا اور اپنے دونوں بھائیوں کو باہر آکر خبر دی ......" (پیدائش (9: 20 - 22)

"(عذاب کے فرشتوں کی ہدایت کے بعد) اور لوط صغر سے نکل کر پہاڑ پر جا بسا اور اس کی دونوں بیٹیاں اس کے ساتھ تھیں۔ کیونکہ اسے صغر میں بستے ڈر لگا اور وہ اور اس کی دونوں بیٹیاں ایک غار میں رہنے لگے۔ تب

پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بڈھا ہے اور زمین پر کوئی مرد نہیں جو دنیا کے دستور کے مطابق ہمارے پاس آئے آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلائیں اور اس سے ہم آغوش ہوں تا کہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سو انہوں نے اسی رات اپنے باپ کو مے پلائی اور پہلوٹھی اندر گئی اور اپنی باپ سے ہم آغوش ہوئی پر اس نے نہ جانا کہ کب لیٹی اور کب اٹھ گئی۔ اور دوسرے روز یوں ہوا کہ پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ دیکھ کل رات کو میں اپنے باپ سے ہم آغوش اور آج بھی اس کو مے پلائیں اور تو بھی جا کر اس سے ہم آغوش ہو تا کہ ہم اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سو اس رات بھی انہوں نے اپنے باپ کو مے پلائی اور چھوٹی گئی اور اس سے ہم آغوش ہوئی پر اس نے نہ جانا کہ کب لیٹی اور کب اٹھی سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنی باپ سے حاملہ ہوئیں" (پیدائش 19 : 30 - 36)

عصمت انبیاء کے حوالے سے "حقانیت اور صحت" سے بھرپور تورات کا اقتباس آپ پڑھ چکے ہیں اب تضاد بیانی سے متعلقہ بعض سوالات دیکھنے سے پہلے ایک اور اقتباس اسی حوالے سے ملاحظہ فرمایئے۔ ہم اگر کوئی تبصرہ نہ بھی کریں تو ان دو تحریروں کو ملا کر پڑھنے والا خود ہی فیصلہ کرنے کے قابل ہو گا۔

"تب ان مردوں نے (عذاب کے فرشتوں نے) لوط سے کہا کیا یہاں تیرا کوئی اور ہے؟ داماد اور اپنے بیٹوں اور بیٹیوں اور جو کوئی تیرا اس شہر میں ہو سب کو اس مقام سے باہر نکال لے کیونکہ ہم اس مقام کو نیست و نابود کریں گے" (پیدائش 19 : 12)

اس کھلے تضاد پر عقل دنگ ہے۔ بیٹیاں شادی شدہ ہیں' باپ پیغمبر ہے' شراب (مے) ہر شریعت میں حرام رہی ہے' باپ اور بیٹیاں معیار تقویٰ کی بنیاد پر عذاب سے محفوظ ہوئے ہیں' قریب ہی چند سو کلو میٹر کے فاصلے پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت بستی ہے جس کا حضرت لوط علیہ السلام کو بھی علم ہے اور ان بالغ بیٹیوں کو بھی' شراب ایسا مشروب نہیں جو دھوکے سے پلایا جا سکے اس کی بو اور کڑواہٹ مسلمہ ہے اور پھر وہ شراب پہاڑ کی غار میں آئی کہاں سے یا پیغمبر کے گھر میں

تھی جسے چلتے وقت ناجی خاندان نے ساتھ اٹھا لیا تھا۔ کیا ان سوالات کے جوابات کوئی حقانیت کا داعی دے سکے گا؟

4 - اللہ کی باتوں کو کبھی زوال نہیں - (شہادت الوحی) - مسلمان کے لئے تو یہ بات جزو ایمان ہے اس میں معمولی سی جھول بھی ایمان کو غارت کرنے کے لئے کافی ہے اور قرآن اس پر بہت واضح دلیل لاتا ہے مگر جیسا کہ اوپر شواہد سے سامنے آ چکا ہے' ہر دور کے لوگوں نے اللہ کے لازوال کلمات کو زوال سے ہمکنار کرنے کی اپنی سی سعی کی ہے جنہیں اپنی بات کی "صحت و حقانیت" کا زعم ہے وہ صرف اس کا جواب دے دیں کہ کیا ان کا یہ فرمان سچا ہے کہ "نوح علیہ بھی سچائی اور راستبازی سے بھرپور تھے" یا عہد نامہ عتیق کی مذکورہ پیش کردہ آیت 20 : 22' باب 9 سچائی بیان کرتی ہے یا پھر حضرت لوط علیہ کے حوالہ سے عصمت انبیاء کو "مستحکم" کرنے والی عہد نامہ عتیق کے باب پیدائش کی آیات 30 تا 36' باب 19' درست ہیں جن نفوس قدسیہ کو خالق نے انسانیت کی راہنمائی کے لئے چنا کہ وہ نمونہ بنیں' بائبل انہیں زانی شرابی کے روپ میں پیش کرکے اللہ کی باتوں کو لازوال' ثابت کرتی ہے۔

اللہ تعالی کی باتیں بلاشبہ لازوال ہیں اٹل ہیں اور عصمت انبیاء پر دلیل بھی ہیں ملاحظہ فرمایئے اور خود "حقانیت اور صحت" کا معیار دیکھئے :-

۸ "وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا۝"

○ اس کتاب میں ابراہیم کا ذکر کرو بے شک وہ سچا نبی تھا۔ (19 : 41)

وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا۝
وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَ جَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا۝

○ ہم نے اسے اسحاق علیہ اور یعقوب علیہ عطا کئے اور ہر ایک کو نبی کے مرتبہ پر فائز کیا' ہم نے اپنی رحمت سے نوازا اور ان کے لئے سچی ناموری رکھی۔ (19 : 49/50)

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوْسٰى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلِصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ○ اس کتاب میں موسیٰ علیہ کا ذکر کرو بے شک رسول تھا۔ (19 : 52)

وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ○ اور اپنی رحمت سے اس کے بھائی ھارون کو نبی بنا کر (دست راست عطا کیا) (19 : 53)

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ○ اس کتاب میں اسماعیل علیہ کا ذکر کرو جو وعدے کا سچا تھا۔ (19 : 54)

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ○ اس کتاب میں ادریس علیہ کا ذکر کرو جو سچائی کا علمبردار تھا۔ (19 : 56)

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ○ یہ ہیں انبیاء جن پر اللہ نے احسان کیا اولاد آدم علیہ میں سے' اور ان میں سے جن کو ہم نے نوح علیہ کے ساتھ سوار کیا اور ابراھیم علیہ اور یعقوب علیہ کی اولاد میں سے اور جنہیں ہم نے چنا اور ہدایت بخشی۔ جب ان پر رحمٰن کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو روتے ہوئے سجدہ میں گر جاتے ہیں۔"

یہ ہیں اللہ کی لازوال باتیں قرآن جنکا محافظ ہے اور آج ساڑھے 14 صدیاں گذرنے پر جس کے ایک حرف پر زوال نہیں آیا۔ الحمد للہ۔

5- اتصال تواتر

اتصال و تواتر کے حوالے سے' "صحت و حقانیت" کے مصنف جو دلیل لائے ہیں خود بائبل اس کا منہ چڑاتی ہے۔ اس کے اتصال و تواتر پر اس قدر چرکے لگے کہ عہد نامہ عتیق ہو یا جدیدان کا سینہ و اغدار ہے۔

> "The time span covered by the main body of the Old testament is approximately 1000 years. According to most archaeologists and historians the Exodus took place some time after 1300 B.C and the return of Ezha shortly before 400 B.C. .... At the other end of the story of books of the Maccabees provide some addi ional dates for the period between Ezra and the new Testament. But Old Testament history deals largely with the nine or ten centuries beginning at the Exodus."

عہد نامہ عتیق کا معتد بہ حصہ کم و بیش ایک ہزار سال پر محیط ہے۔ ماہرین آثار قدیمہ اور تاریخ دان حضرات کے مطابق ہجرت (خروج) کا وقت 1300 ق م ہے اور عزرا کی واپسی تو 400 ق م سے کچھ پہلے ہے ..... دوسری جانب یہود کے خطوط عہد نامہ جدید کے حوالے سے عزرا کی واپسی کے ضمن میں کچھ اور مدت کا تعین کرتے ہیں۔ تاہم عہد نامہ عتیق (قدیم) خروج یا ہجرت کو نویں یا دسویں صدی قبل مسیح تک محدود رکھتا ہے۔

(Encyclopedia - Article 'Bible' - page - 571)

"تورات پر متعدد بار آسمانی آفتیں نازل ہوئیں' جس کی وجہ سے کئی بار یہ کتاب گم ہوئی اور کئی بار لکھی گئی" (احوال کتاب مقدس حصہ اول صفحہ 117 باب 48 مطبوعہ لندن)

"توریت پہلی گمشدگی اور بازیابی: ☆ اور سردار کاہن خلقیاہ نے سافن منشی سے کہا کہ مجھے خداوند کے گھر سے تورات کی کتاب ملی ہے

اور خلقیاہ نے وہ کتاب سافن کو دی اور اس نے اس کو پڑھا اور سافن منشی بادشاہ کے پاس آیا اور بادشاہ کو خبر دی کہ تیرے خادموں نے وہ نقدی جو ہیکل میں ملی لے کر ان کارگذاروں کے ہاتھ میں سپرد کی جو خداوند کے گھر کی نگرانی رکھتے ہیں اور سافن منشی نے بادشاہ کو یہ بھی بتایا کہ خلقیاہ کاہن نے ایک کتاب میرے حوالہ کی ہے۔ اور سافن نے اسے بادشاہ کے حضور پڑھا جب بادشاہ نے تورات کی کتاب کی باتیں سنیں تو اپنے کپڑے پھاڑے ☆ " (سلاطین دوم باب 22ء آیات 8 تا 12)

"توریت کی دوسری گمشدگی اور بازیابی : ☆ اور انہوں نے خدا کے گھر کو جلا دیا اور یروشلم کی فصیل ڈھادی اور اس کے تمام محل آگ سے جلا دیئے اور اس کے سب قیمتی ظروف کو برباد کیا اور جو تلوار سے بچے اور وہ ان کو بابل لے گیا اور وہاں وہ اس کے (بخت نصر کے) اور اس کے بیٹوں کے غلام رہے جب تک فارس کی سلطنت شروع نہ ہوئی تاکہ خداوند کا وہ کلام جو یرمیاہ کی زبانی آیا تھا پورا ہو کہ ملک اپنے سبتوں کا آرام پالے کیونکہ جب تک وہ سنسان پڑا رہا تب تک یعنی 70 برس تک اسے سبت کا آرام ملا (کتاب گم رہی)" (تواریخ دوم 36 : 19 تا 21)

نمونتہً ہم نے چند اقتباسات مسیحی کتب سے بلکہ خود تورات سے پیش کیئے ہیں کہ یہ اختصار کی مجبوری ہے ورنہ کتاب مقدس پر تاریخی شواہد کی روشنی میں جو مصیبت آئی' اس پر کتاب مقدس کی اپنی شہادتیں موجود ہیں مثلاً" تیسری تباہی 170 قبل مسیح میں انطاکیہ کے بادشاہ انیٹونیس کے ذریعے' چوتھی تباہی 70ء قبل مسیح میں شہزادہ طیطس کے ذریعے پانچویں بربادی طیطس کے حملے کے 65 سال بعد یعنی 5 قبل مسیح میں قیصر بڈرین کے عہد میں' چھٹی تباہی 400ء میں رومیوں پر وحشی اقوام کے غلبہ کے وقت اور ساتویں بار 613ء عیسوی میں خسرو پرویز کے یروشلم پر حملے کے وقت جب کم و بیش نوے ہزار عیسائیوں کے قتل عام کے ساتھ گرجے اور متبرک نشانات تک مٹا دیئے تھے (اس کی تفصیلات کے لئے جس کا جی چاہے مسیحی مصنفین کی کتب Choronological Index to the Bible 'Introduction to Polyglat Bible' اور الکتاب کے مقالات معروف' مطبوعہ مرزا پور 1860ء کے صفحہ 20 - 19 دیکھ لے)

6-7- قدیم نسخے

اردن کے قریب بحر مردار کے آس پاس قمران کے غاروں سے 1945ء میں ملنے والے بعض مخطوطات سے بائبل کی صداقت ثابت کرنا انتہائی کم علمی ہے۔ ان مخطوطوں (Dead sea scrolls) نے جو کچھ دیا اسے ایک اخبار کی خبر میں دیکھ لیجئے مسیحی برادری کا سر جھکانے کے لئے تو یہی کافی ہے:۔

"(نیو یارک - انٹر نیشنل ڈسک) عیسائیت کے بنیادی عقائد یہودیوں نے وضع کیے تھے۔ بحر مردار کی غاروں سے قدیم مخطوطے دریافت ہونے سے یہودیت اور عیسائیت کے موجودہ عقائد کی حقیقت واضح ہو گئی۔ اسرائیل نے سالہا سال تک محققین کو ان مخطوطات کی ہوا نہ لگنے دی۔ لانگ بیچ میں کیلیفونیا سٹیٹ یونیورسٹی میں مشرق وسطٰی کے مذاہب کے پروفیسر رابرٹ آئزمین نے حال ہی میں ان مخطوطات کا دقیق مطالعہ کرنے کے بعد یہ انکشاف کر کے دنیا میں تہلکہ مچا دیا ہے کہ عیسائیوں کا حضرت یسوع مسیح کو صلیب' دیئے جانے کا عقیدہ دراصل ایک قدیم یہودی فرقے کی اختراع ہے......"

"Attention was new focused upon essential difference between" the Scrolls and the New Testament."
(Dead Sea Scroll- page 13, Para-2, John M. Allegro)

عہد نامہ جدید اور مخطوطات کے مابین ناگزیر تضادات پر اب توجہ مرکوز کی گئی - (بحر مردار کے مخطوطات از جان ایم الیگرو)

"On the other hand, the view of Jesus's mission and person as represented by the letters of St. Paul, the earliest of the New Testament records, and dating, supposedly, to within a decade or two of the Crucification, is completely different again. If we had only this correspondence to go on, we should know practically nothing about the Tescher's public ministry, his sayings or details, including the date, of his shameful death.,"

(Dead Sea Scrolls - John M. Allegro, Page-14, Para-3).

(دوسری طرف سینٹ پال' کا یسوع کے مشن اور شخصیت پر اظہار خیال' عہد نامہ جدید کی ابتدائی تدوین کے عہد کا مفروضہ' کہ یہ حضرت عیسٰی کو صلیب دیئے جانے کے عشرہ دو عشرہ بعد ہوئی تھی' اب بالکل مختلف ثابت ہے۔ اگر ہم اس مفروضے کو درست مان لیں تو ہم عملاً" معلم و مربی (یسوع) کے متعلق اس کی شخصیت اور پیغام کے حوالے سے کچھ نہ جان سکیں گے خصوصاً اس کو دی جانے والی شرمناک موت کے مہ و سال)

> "The New Testament is still our main witness, and we can't afford to neglet the Gospal narratives, however lacking they may be in chronological consistency, geographical, topographical, sociological, political, philological or religious"
> (Dead Sea Scrolls, Page-193).

(آج بھی ہمارے لئے عہد نامہ جدید معتبر شہادت ہے اور ہم اس کے مرتبین کو نظر انداز نہیں کر سکتے' چاہے یہ کتنی بھی تاریخی عدم تسلسل کا شکار ہو' جغرافیائی' ارضیاتی' معاشرتی' سیاسی' علم السان اور مذہب کے معیار سے بعید ہو۔)

" پھر اس بارے میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ یہی وہ مسئلہ ہے (مخطوطات اور عہد نامہ جدید) جس سے اس کتاب میں بحث کی گئی ہے اور یہی وہ چیز ہے جس نے دنیا بھر میں قمران سے دستیاب ہونے والے مخطوطات سے گہری دلچسپی پیدا کر دی ہے۔ عیسائی تصورات و عقائد اور اور اس کے نظریات و دعاوی کے لئے اس نئی دریافت نے جو سنگین خطرہ پیدا کیا ہے اسی کی بنا پر عام عیسائی' ان کے پادری اور مذہبی رہنماؤں کے اعصاب پر مخطوطات مسلط ہو گئے ہیں۔ ایڈمنڈ ولسن کی کتاب "بحر مردار کے مخطوطات" کی مقبولیت کا محض یہی سبب نہیں کہ اس میں مصنف نے بڑی خوبی کے ساتھ ان مخطوطات کی پوری کہانی بیان کر دی ہے بلکہ یہ بات بھی ہے کہ

مصنف نے اس میں واضح طور پر یہ حقیقت نمایاں کر دی ہے کہ ان مخطوطات نے عیسائی دنیا کے لئے گوناگوں الجھنیں اور پیچیدگیاں پیدا کر دی ہیں اور یہ کہ عیسائی دنیا کا عروج و فروغ محض تاریخی اتفاق کا ایک جزو اور نتیجہ ہے عیسائیت کے عقائد اور الہامی تعلیمات کا عروج و ترقی سے کوئی واسطہ نہیں ہے" (مخطوطات اور عہد نامہ جدید - کرسٹل سٹنڈا - مطبوعہ 57 صفحہ 1'2)

پرانے مخطوطات کے حوالے سے تورات و انجیل کی صحت و حقانیت آپ نے ملاحظہ فرمالی۔ علم و تحقیق کی بددیانتی کی انتہا یہ ہے کہ قاری کو اپنی بات' یا درست کہیے' تو اپنے جھوٹ کا یقین دلانے کے لئے' بعض ایسی کتابوں کے نام اور حوالے لکھ دیئے جاتے ہیں جن تک عام آدمی کی رسائی نہیں ہوتی اور وہ بیچارہ یہ باور کر لیتا ہے کہ جو کچھ اتنی بڑی یا نایاب کتابوں میں لکھا ہے یقیناً" درست ہو گا اور گمراہی یہیں سے جنم لیتی ہے کہ گمراہ نے گمراہ کرنے کے لئے بیج ہی گمراہی کا لگایا ہے۔ ہم یہاں اپنے قاری کی معلومات کے لئے بحر مردار کے قمران غاروں سے ملے مخطوطے کی نقل پیش کرتے ہیں جو دلچسپی سے خالی نہیں ہے:

Plate 17 (below) 4Q Therapeia: infra-red photograph (43.407); copyright Palestine Archaeological Museum, Jerusalem, reproduced by arrangement (ref. PAM 218 of 25 viii 65)
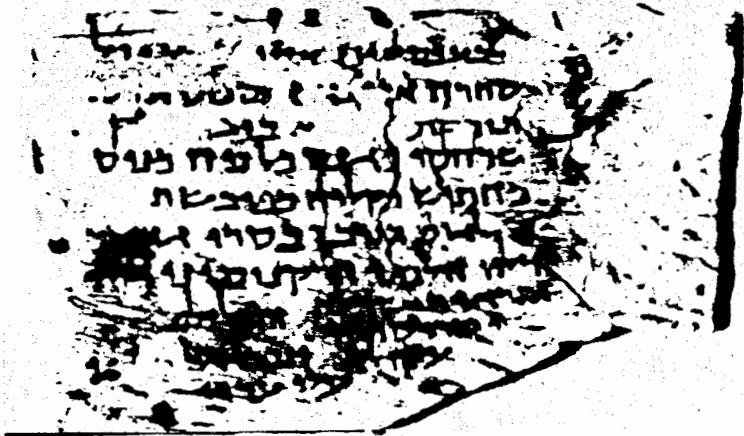
9 - تورات اور انجیل میں تحریف کب ہوئی : 'صحت و حقانیت' کے مصنف نے ایک سوال یہ بھی اٹھایا ہے کہ مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق جو تحریف توراۃ و بائیبل میں بیان کی جاتی ہے وہ نزول قرآن سے قبل ہونا ثابت ہے یا نزول قرآن کے بعد اور اس سوال کے منفی یا مثبت جواب پر پھر نئے سوال تشکیل دے کر وہ مسلمان قاری کی گمراہی کا سامان پیدا کرتے ہیں۔ تحریف کی مزید تفصیلات ملاحظہ فرما کر خود ہی فیصلہ فرمائیے تحریف کب ہوئی اور کب نہیں ہوئی :

"انجیل کا مرتب کنندہ اپنے عقیدہ کے مطابق ترمیم کر سکتا ہے ...... یہ تحریف کی بہت ہی شاذ قسم ہے لیکن عیسائیت کے مسلمہ عقائد کے خلاف ایک شخص مارسیون نے بلا شبہ اس طریقہ کو اپنایا اور اس طرح عیسائیت کے قرن اول ہی میں انجیل کے مختلف متضاد نسخے پھیلنے شروع ہو گئے۔ چوتھی صدی عیسوی میں ایک عالم لوسیاں نے انجیل کے مختلف صحائف اور ان کے متضاد مضامین کا بڑی محنت سے تقابلی مطالعہ کیا اور مطالعہ کی بنیاد پر اس نے انجیل کا ایک نظر ثانی شدہ نسخہ تیار کیا اس مسودہ کو باز نطینی مسودہ بھی کہا جاتا ہے"

(The Origin and Transmission of New Testament L.D. Twettley BD, Page 44-45)

"ہمیں اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے کہ عہد نامہ جدید آج جس شکل میں ہمارے سامنے ہے یہ وہی شکل ہے جس میں انجیل سب سے پہلے ترتیب دی گئی تھی۔ عین ممکن ہے کہ کچھ نامعلوم یا غیر معروف لوگوں کے چھوٹے موٹے نوشتے مفید طلب پا کر معروف و معلوم مصنفوں کی تصانیف میں شامل کر دیئے گئے ہوں۔ دوسرے لفظوں میں یہ ایک حقیقت ہے کہ عہد نامہ جدید کا کوئی صحیفہ بھی اس حالت میں موجود نہیں ہے جس شکل میں اس کو اصل مصنف نے مرتب کیا تھا اور ہمیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ عہد نامہ جدید کے ابتدائی حصوں کی پولس کے ہاتھوں تحریر و ترتیب کے تین سو سال بعد تک عہد نامہ جدید کو نہ تو کسی قطعی شکل اور

مکمل صورت میں کبھی پیش کیا گیا اور نہ ایک مکمل اور ناقابل تغیر کتاب کی حیثیت سے پھیلانا ممکن ہو سکا"

(The Bible and its Common Reader- Netty Ellen Chase 1858 pages 280-281).

"یوحنا نے جناب یسوع کے دوبارہ جی اٹھنے اور لوگوں کے سامنے ظاہر ہونے کی جو روداد بیان کی ہے وہ نمایاں طور پر کتب متفقہ سے مختلف ہے حتی کہ یوحنا کا آغاز کلام بھی مرقس سے مختلف ہے (یہاں یہ بات واضح رہے کہ مرقس کی انجیل میں باب 16 آیت 8 کے بعد جو کچھ بھی ہے وہ اصل انجیل کا حصہ تسلیم نہیں کی جا سکتا) متی اور مرقس کے خاتمہ کلام کو نظر انداز کر کے مرقس کی بعض عبارات لوقا کی انجیل' رسولوں کے اعمال اور پولوس کے خطوط کی عبارات کا موازنہ و تقابل کیا جا سکتا ہے"

(The early Church and the New Testament - page 198.)

"ہم کچھ نہیں جانتے کہ مرقس کون تھا۔ یہ بات بعید از مکان ہے کہ وہ برنباس کا چچا زاد بھائی ہو ...... پطرس نے جو واقعات بیان کئے ہیں انہیں بہت سے راویوں کی یادداشتوں کی چھلنی سے گذار کر قبول کیا گیا ہے .... ہم یہی نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ مرقس کی انجیل کا مصنف عیسائی تھا اور اُس کی زبان چونکہ آرامی تھی اس بنا پر اندازہ ہوتا ہے وہ یہودی النسل تھا"

(The Rise of Christianity E.W. Barner - page 108 - 109)

"یہ بات تو یقینی ہے کہ چوتھی صدی عیسوی کے وسط میں انجیل کے لاطینی قلمی نسخوں کے متن میں خاصا اختلاف پایا جاتا ہے"

(Bible Encyclopedia vol : iv ' page 4993)

"یونانی زبان بولنے والوں کا کلیسائی نظام کسی تعطل کے بغیر قائم چلا آ رہا تھا اور اسی بنا پر ہم دیکھتے ہیں کہ بعض نمایاں اہمیت کے قلمی نسخوں میں' جو ابھی تک محفوظ چلے آتے ہیں کچھ سنگین غلطیوں کی اصلاح بھی کر دی گئی ہے۔ ایسی صورت میں مختلف صحائف اور ان کی روایات میں

اختلاف نمایاں ہونا عین ممکن تھا اسے اتفاقی اختلاف نہیں کہا جا سکتا۔ عہد نامہ جدید کے مختلف النوع مسودات کا بار بار جائزہ لیا ہی اس نیت سے جاتا رہا ہے کہ ان میں جہاں جہاں ضرورت اور مصلحت کا تقاضا ہو تبدیلی کر دی جائے"

(Bible Encyclopedia vol : iv ' page 4980)

تحریف کب اور کیوں کا جواب مسیحیت کی مسلمہ و مصدقہ کتب سے آپ کے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ دلائل کو قبول یا رد کرنے کے لئے آپ قلب و ضمیر کی آواز پر لبیک کہیں گے تو 'صحت و حقانیت' کی روداد کا بھرم بیچ چوراہے پھوٹا نظر آئے گا۔ تحریف کا آغاز تو حضرت موسیٰ علیہ کی وفات کے تھوڑی دیر بعد ہی ہو گیا تھا اور یہی کچھ عہد نامہ جدید کے ساتھ حضرت عیسی علیہ کی وفات کے بعد ہو گیا۔ اس ضمن میں کونسا ثبوت ہے جو ہم نے گذشتہ اوراق میں آپ کے سامنے نہیں رکھا۔

تمام الہامی کتب اپنے سے پہلی کتب کی تائید و تصدیق کرتی رہی ہیں اور اسی طرح پہلے انبیاء و رسل کی بھی مگر اس تائید و تصدیق کے باوجود قابل اتباع ہمیشہ ہی آخری کتاب رہی۔ یہ تائید و تصدیق صرف اس امر کی ہوتی تھی کہ اپنے دور میں نبی اور اس پر نازل کتاب درست تھی اور نیا نبی' نئی کتاب آتی ہی اس وقت تھی جب پہلے نبی کی لائی ہوئی شریعت معقول رد و بدل کا شکار ہو جاتی۔ تحریف سے مراد قطعاً" یہ نہیں کہ تمام کی تمام کتاب بدل ڈالی جائے بلکہ عملی تحریف یہ ہے کہ ناپسند حصوں کی جگہ من پسند حصے ڈال دیئے جائیں یا معنی و مطالب اور تفسیر میں ہیر پھیر کر دیا جائے مثلاً" اگر اسی چیز کو کسوٹی مان لیا جائے تو آپ انجیل متی کی ان آیات کی تشریح کیا کریں گے:۔

"یہ نہ سمجھو کہ میں تورات یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائے ایک نقطہ ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے" (متی 5 - 18 - 17)

تورات کی معدوم آیت کو زندہ کرنے یا پورا کرنے کا نام انجیل ہے جو شریعت موسوی کا تسلسل ہے اور بعینہٖ اسی طرح قرآن' توریت و انجیل کی معدوم آیات اور مسخ شدہ شریعت موسوی کی تکمیل کے لئے حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا۔ نزول قرآن سے قبل حضرت موسیٰ علیہ اور حضرت عیسیٰ علیہ کی امتوں نے شریعت موسوی کا جو حشر کیا وہ تاریخ عالم کا حصہ ہے اس مسخ شدہ شریعت پر خود مسیحی دانشوروں کے اقوال مع حوالہ جات پیش کیئے جا چکے ہیں لہٰذا قانون فطرت کی رو سے اس نشاۃ ثانیہ کا انتظام ہونا ناگزیر تھا اور خالق کائینات نے اپنے آخری نبی ﷺ پر قرآن نازل فرما کر شریعت کو مکمل کر دیا اور بار بار کی تحریفات کا راستہ روکنے کیلئے اس کی ذمہ داری بھی خود قبول فرمائی۔ ساڑے چودہ صدیوں کی تاریخ اس حفاظت پر گواہ ہے۔

مذکورہ توضیحات یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ قرآن کریم میں تورات و انجیل کی تائید و تصدیق کا حقیقی مفہوم کیا ہے۔ قرآن نے حضرت آدم علیہ سے لے کر نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ تک بے شمار انبیاء کی نبوت کی تصدیق کی ہے اور ان میں سے جن کو کتابوں سے نوازا ان کا بھی ذکر ہے تو کیا مسیحی احباب کی منطق کے مطابق ان کو بھی اسی طرح برحق مان کر بعد والوں کی نفی کر دی جائے مثلاً" جد انبیاء حضرت ابراہیم علیہ کے صحف اگر مسیحی کسوٹی پر درست ہیں تو تورات و انجیل کا مقام کیا ہے؟ اگر تورات کے بعد زبور ہے تو انجیل عہد نامہ جدید کی حیثیت کیا ہے؟۔

بات اگر کوئی سمجھنا چاہے تو بہت سادہ ہے کہ ہدایت کا منبع و مرکز ایک ہے' جس کے لئے ہے' وہ مخلوق ایک ہے اور ادوار کا فرق انحطاط کو جنم دیتا ہے کہ یہ خالق ہی کی پیدا کردہ فطرت کا تقاضا ہے (چونکنے کی ضرورت نہیں ماضی بعید کو چھوڑ دیجئے اپنے آباؤ اجداد کے دور میں سے' جو شعور کے ساتھ آپ کو یاد ہے اسی کی بنیاد پر بتایئے کہ جو اخلاقی' سماجی' معاشرتی' دینی' تعلیمی اور معاشی اقدار چالیس پچاس سال قبل تھیں کیا وہ 30/35 سال قبل جوں کی توں تھیں اور جو تیس سال قبل تھیں کیا وہ پندرہ سال قبل اصل حالت میں تھیں یا جو پندرہ سال قبل تھیں آج جوں کی توں موجود ہیں؟ (بھلے آدمی کا جواب ہو گا کہ نہیں ہیں)

ہماری مثال کو صدیوں پر پھیلائیے آپ کو جواب خود بخود مل جائے گا۔ یہی ہے وہ سبب جس نے رب کائنات، خالق و مالک جہان کی فیز یبلٹی (Feasibility) میں انبیاء و رسل کے بتدریج مبعوث ہونے اور معقول وقفوں کے ساتھ تجدید شریعت کا انتظام فرمایا اور ہر آنے والے نبی کے ذریعے انسانیت کو یہ اطلاع بھی بہم پہنچائی جاتی رہی کہ میرے بعد دوسرا آئے گا جو اس کام کو آگے بڑھائے گا۔ تاآنکہ یہ شریعت حضرت محمد پر نزول قرآن کے ساتھ مکمل ہو گئی۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا" - (آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور اسلام کو تمہارے لئے پسند فرمایا)۔ اور ساتھ ہی سرور دوعالم کو رحمتہ اللعالمین قرار دے کر نبوت کے خاتمے کا اعلان فرما دیا۔ مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَ کَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْئٍ عَلِیْمًا" - (محمد تم میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر اللہ اور انبیاء و رسل کا تسلسل ختم کرنے والے آخری نبی ہیں)۔

"تورات و انجیل کی صحت و حقانیت" کے مبینہ مصنف کی طرف سے تورات و انجیل کی قرآن سے تصدیق کے لئے سورۃ المائدہ کی آیات 44، 46 اور 48 کے ضمن میں مذکورہ وضاحت تسلی بخش ہونی چاہیے بشرطیکہ کوئی کھلے دل و دماغ سے اس کا مطالعہ کرے۔ لیکن اگر آیات کو سیاق و سباق کے دیکھیں تو یہ اہل کتاب کے مکرو دجل پر گواہ ہیں۔

"اے پیغمبر ان لوگوں کی روش تمہیں غم میں ڈالے جو کفر کی راہ میں سبقت کر رہے ہیں ان لوگوں (اہل کتاب) میں سے جو زبان سے تو دعوی کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں حالانکہ ان کے دلوں میں ایمان نہیں ہے اور ان لوگوں میں سے جنہوں نے یہودیت اختیار کی ہے یہ جھوٹ کے رسیا اور دوسروں کی باتیں ماننے والے ہیں جو خود تمہارے پاس نہیں آتے۔ وہ کلام کو اس کا موقع محل معین ہونے کے باوجود اس کے محل سے ہٹا دیتے ہیں، کہتے ہیں اگر تمہارے معالے کا فیصلہ یہ ہو تب تو قبول کر لینا اور اگر یہ نہ

ہو تو اس سے بچ کر رہنا اور جس کو اللہ فتنہ میں ڈالنا چاہیے تو تم اللہ کے مقابلے میں کچھ نہیں کر سکتے یہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پاک کرنا نہیں چاہا ان کے لئے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ یہ جھوٹ کے رسیا اور پکے حرام خور ہیں۔ اگر یہ تمہارے پاس آئیں تو تمہیں اختیار ہے خواہ ان کے معاملے کا فیصلہ کرو یا ان کو ٹال دو۔ اگر ان کو ٹال دو گے تو یہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے اور اگر تم فیصلہ کرو تو عدل کے مطابق فیصلہ کرو۔ اللہ قانون عدل پر عمل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور یہ تمہیں حکم کس طرح بناتے ہیں جبکہ تورات ان کے پاس موجود ہے پھر حکم بنانے کے بعد برگشتہ ہو جاتے ہیں یہ ہرگز ایمان والے نہیں ہیں"۔

"بے شک ہم ہی نے تورات اتاری جس میں ہدایت و روشنی ہے اسی کے مطابق خدا کے فرمانبردار انبیاء' ربانی علماء اور فقہا یہود فیصلے کرتے تھے بوجہ اس کے کہ وہ کتاب الٰہی کے امین اور اس کے گواہ ٹھرائے گئے تھے کہ لوگوں سے نہ ڈریو اور میرے احکام کو دنیا کی متاع حقیر کے بدلے فروخت نہ کیجیو اور جو لوگ اللہ کی اتاری ہوی شریعت کے مطابق فیصلے نہ کریں تو یہی لوگ کافر ہیں اور ہم نے اس میں ان پر فرض کیا کہ جان کے بدلے جان' آنکھ کے بدلے آنکھ' ناک کے بدلے ناک' کان کے بدلے کان' دانت کے بدلے دانت اور اسی طرح دوسرے زخموں کا بھی قصاص ہے سو جس نے معاف کر دیا تو وہ اس کے لئے کفارہ ہے اور جو اللہ کی لائی شریعت کے مطابق فیصلے نہ کریں گے تو وہی لوگ ظالم ٹھریں گے اور ہم نے ان کے پیچھے انہی کے نقش قدم پر عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا مصداق اس سے پیشتر سے موجود تورات کے اور ہم نے اس کو عطا کی انجیل ہدایت اور روشنی پر مشتمل مصداق اپنے سے پیشتر تورات کی اور ہدایت و نصیحت خدا ترسوں کے لئے واجب ہے کہ اہل انجیل بھی فیصلہ کریں اس کے مطابق جو اللہ نے اس میں اتارا اور جو اللہ کے اتارے ہوئے قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہی لوگ نافرمان ہیں"۔

"اور ہم نے تمہاری طرف کتاب اتاری حق کے ساتھ' مصداق اس سے پیشتر سے موجود کتاب کی اور اس کے لئے کسوٹی بنا کر تو ان کے درمیان فیصلہ کرو اس کے مطابق جو اللہ نے اتارا اور اس حق (قرآن) سے ہٹ کر' جو تمہارے پاس آ چکا ہے' ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو۔ ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے ایک ضابطہ اور ایک طریقہ ٹھرایا اور اگر اللہ چاہتا تو تم کو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن اس نے چاہا کہ اس چیز میں تمہاری آزمائش کرے جو اس نے تم کو بخشی (قرآن) تو بھلائیوں کے لئے ایک دوسرے پر سبقت کی کوشش کرو۔ اللہ ہی کی طرف تم سب کو پلٹنا ہے تو وہ تمہیں آگاہ کرے گا اس چیز سے جس میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔ اور یہ کہ ان کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ نے اتارا ہے (قرآن) اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو اور ان سے ہوشیار رہو کہ مبادا وہ تمہیں اس چیز کی کسی بات سے پھسلا دیں جو اللہ نے تمہاری طرف اتاری ہے پس اگر وہ اعراض کریں (منہ موڑیں) تو سمجھ لو کہ اللہ ان کو ان کے بعض گناہوں کی سزا دینا چاہتا ہے اور بے شک ان لوگوں میں بیشتر نافرمان ہی ہیں۔ کیا یہ جاہلیت کے فیصلے کے طالب ہیں اور اللہ سے بڑھ کر کس کا فیصلہ (درست) ہو سکتا ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو یقین کرنا چاہیں"۔ (المائدہ 41 تا 50 - ترجمہ تدبر القرآن)

قرآن حکیم کی آیات کو سیاق و سباق سے الگ کرکے بلکہ من مرضی کے ساتھ ترجمہ درج کر کے' "تورات و انجیل کی صحت و حقانیت" ثابت کرنے والا مبینہ سکندر جدید' ساہ لوح مسلمانوں کو جس طرح الجھا کر اپنے جال میں لانا چاہتا ہے' سورۃ المائدہ کی آیات 41 تا 50 کے تسلسل نے اس کے مکر و جل کا تار پود بکھیر دیا ہے۔ ان آیات کی شان نزول یہ ہے کہ خیبر کے معزز یہود کے ایک شادی شدہ جوڑے سے زنا سرزد ہوا۔ تورات میں اس کی سزا سنگساری ہے انہوں نے مدینہ کے یہود کی وساطت سے معاملہ نبی اکرم تک بھیجا مگر اس تاکید کے ساتھ کہ وہ بھی سنگساری کا حکم دیں تو نہ ماننا۔ کعب بن اشرف وغیرہ مقدمہ لائے تو نبی رحمت نے فرمایا کہ میرا فیصلہ مانو گے یا تورات کا انہوں نے آپ کا فیصلہ قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی تو آپ نے سنگسار کرنے

کا حکم دیا مگر انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا۔ حضور نے ابن صوریا نامی یہودی کے علم پر سوال کیا تو یہود کہنے لگے کہ آج روئے زمین پر اس سے بڑا تورات کا عالم کوئی نہیں۔ چنانچہ اسے بلایا گیا۔ نبی اکرم نے اسے قسم دے کر تورات میں شادی شدہ زانی کی سزا پوچھی تو اس نے برملا سب کے سامنے سنگسار کرنا بتایا۔ حضور نے اس سے تورات میں تبدیلی کا سبب پوچھا تو ابن صوریا نے عرض کیا کہ ہمارے ہاں یہ سزا صرف غریب کے لئے تھی امیر پر لاگو نہ ہو سکتی تھی لہٰذا ایک واقعہ نے اسے بدلنے پر مجبور کر دیا واقع یہ تھا کہ ایک مرتبہ بادشاہ کے چچا زاد بھائی نے زنا کیا تو ہم نے سنگسار نہ کیا پھر ایک دوسرے شخص نے اپنی قوم کی عورت سے زنا کیا تو ہمارے بادشاہ نے اسے سنگسار کرنا چاہا پس قوم اٹھ کھڑی ہوئی پھر سب کے لئے چالیس کوڑے میں اسے بدل دیا گیا۔

اس پس منظر میں یہود کا رویہ اور قرآن پاک کا فرمان پڑھ کر خود فیصلہ فرما لیجئے کہ کیا ان آیات سے وہی حقانیت ثابت ہوتی ہے۔ مصنف جس کے لئے مصر ہے۔ اسی طرح سورۃ النحل کی آیت 43 وما ارسلنا من قبلک الا رجالا" نوحی الیھم فسئلوا اھل ذکر ان کنتم لاتعلمون (اور ہم نے تم سے پہلے بھی آدمیوں (بشر) کو ہی دلائل اور کتابوں کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا جن کی طرف ہم وحی کرتے رہے تو اگر تم نہیں سمجھتے (کہ بشر رسول ہو سکتا ہے) تو اہل ذکر (اہل کتاب سے) پوچھ لو (کہ پہلے بھی بشر ہی رسول تھے) یہاں بھی بات سیاق و سباق کے مکر سے متعلق ہے بات ہو رہی ہے مشرکین کے اس اعتراض پر کہ بشر نبی کیسے ہو سکتا ہے جواباً" وحی آتی ہے نبی رحمت کی زبان سے کہلوایا جا رہا تھا" کہ تورات و انجیل کا علم رکھنے والے ابھی موجود ہیں (مثلاً" یہود میں سے ابن صوریا اور نصاریٰ میں سے ورقہ بن نوفل طرز کے لوگ) ان سے پوچھ لو کہ پہلے انبیاء و رسل بھی بشر ہی تھے جنہیں ہم نے وحی اور کتب سے سرفراز فرمایا تھا اس میں یہود و نصاریٰ کی عظمت اور قرآنی تصدیق کہاں سے آ ٹپکی۔

"تورات و انجیل کی صحت و حقانیت" کے مصنف نے سورۃ مائدہ کی طرح سورۃ انعام کی آیت 91 سے بھی نہایت عیاری کے ساتھ غلط استدلال کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جناب رسالت مآب کو اللہ تعالیٰ نے پہلی ہستیوں کی پیروی

کا حکم دیا ہے یعنی تورات و انجیل میں جو ہدایت ہے اسکی پیروی کرو۔ مکمل رکوع کو نظر انداز کرے ایک آخری آیت اور وہ بھی نامکمل نقل کر کے مقصد براری کی گئی ہے یعنی اولٰئک الذین ھدی اللہ فبھدا ہم اقتدہ ہم آپ کے سامنے مکمل رکوع کا ترجمہ رکھتے ہیں اس مسلسل قرآنی عبارت کو کھلے دل و دماغ سے پڑھئے اور فیصلہ کیجئے کہ اس سے یہود و نصاری کی پیروی کا حکم نکلتا ہے؟۔

"یہ تھی ہماری وہ حجت جو ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اس کی قوم کے مقابلے میں عطا کی ہم جسے چاہتے ہیں بلند مرتبہ دیتے ہیں حق نہ ہے کہ تمہارا رب نہایت دانا اور علیم ہے پھر ہم نے ابراہیم علیہ اسلام کو اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام جیسی اولاد دی اور ہر ایک کو راہ راست دکھائی تھی اور اسی کی نسل سے ہم نے داؤد و سلیمان علیہ السلام، ایوب علیہ، یوسف علیہ، موسی علیہ، و ہارون علیہ کو (ہدایت بخشی) اس طرح ہم نیکو کاروں کو انکی نیکی کا بدلہ دیتے ہیں۔ (اسی کی اولاد سے) زکریا علیہ، یحیٰ علیہ، عیسی علیہ، اور الیاس علیہ کو (راہ یاب کیا) ہر ایک ان میں سے صالح تھا (اسی کے خاندان سے) اسماعیل علیہ، الیسع علیہ، اور یونس علیہ اور لوط علیہ کو (راستہ دکھایا)۔ ان میں سے ہر ایک کو ہم نے تمام دنیا والوں پر فضیلت دی نیز ان کے آباؤ اجداد اور ان کی اولاد اور ان کے بھائی بندوں میں سے ہم نے بہتوں کو نوازا، انہیں اپنی خدمت کے لئے چن لیا اور سیدھے راستے کی طرف ان کی راہنمائی کی، یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کے ساتھ وہ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتا ہے راہنمائی کرتا ہے۔ (جو اخلاص سے راہنمائی کا طلبگار ہوتا ہے - وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا - جو ہمارے راستے کی ہدایت کے لئے سعی کرے اسے ہم ہدایت سے نوازتے ہیں۔ ارشد) لیکن اگر کہیں ان لوگوں (انبیاء و رسل) نے شرک کیا ہوتا تو ان سب کا کیا کرایا غارت ہو جاتا۔ (یہ) وہ لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب اور حکم اور نبوت عطا کی تھی۔ اب اگر یہ لوگ (یہود، مشرکین و منافقین) اس کو ماننے سے انکار کرتے ہیں تو (پرواہ نہیں) ہم نے کچھ اور

لوگوں کو یہ نعمت سونپ دی ہے (مہاجرین مکہ و انصار مدینہ) جو اس کے منکر نہیں ہیں۔ اے محمد وہی لوگ اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ (انبیاء و رسل سابقہ) تھے انہی کے راستہ پر تم چلو (گمراہوں کے رویہ کو نظر انداز انہوں نے بھی کیا تھا تم بھی یہی کرو) اور کہہ دو کہ میں (اس تبلیغ و ہدایت کے) کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں۔ یہ تو ایک عام نصیحت ہے تمام دنیا والوں کے لئے"۔ (انعام 83 تا 91 - ترجمہ تفہیم القرآن)

ہم اس سے پہلے یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی نبوت سے نبی آخرالزماں تک ہر نبی خالق و مالک کائنات کا فرستادہ تھا اور جس ہدایت کے لئے اسے مبعوث فرمایا وہ بھی ایک ہی ہدایت ربانی تھی۔ نبی تو کوئی بھی منحرف نہ ہوا البتہ اس کی زندگی میں اس کی وفات کے بعد گمراہی کے دلدادہ لوگوں نے مصلحین کے بھیس میں اس ہدایت کو من مانے انداز میں بدل لیا مثلاً" حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں سامری کا بچھڑا ہو یا سنگساری کے ضمن میں اوپر گزری تحریف کا قصہ جو یہود کی موجودگی میں ایک یہودی عالم نے نبی اکرم کو سنایا تھا۔ انبیاء ورسل نے اپنی زندگیوں میں ایسے گمراہوں کے مقابلے میں حق پیش کیا اور ہر نبی کی زندگی شاہد ہے کہ اس کے پورے دور نبوت میں کم یا زیادہ گمراہی کسی نہ کسی حال میں موجود رہی کہ یہ بھی منشا ایزدی ہے اگر اللہ تعالیٰ یہ تمیز ختم کر دیتا تو خیر کی عظمت کا احساس و ادراک ہی ختم ہو جاتا۔ دنیا آخرت کے لئے کھیتی کبھی نہ بنتی اسی لئے رسول اللہ کی موجودگی میں بھی یہ گمراہی یہود و نصاریٰ کی شکل میں موجود تھی جس کے بدلے نفوس قدسیہ کا گروہ بشکل مہاجرین و انصار، علم ہدایت کے ساتھ رشد و ہدایت کے غلبہ کیلئے عطا فرمایا گیا۔ اور حضرت محمد کو ہدایت فرمائی گئی، کہ پہلے انبیاء کی طرح ان گمراہی پر ڈٹے لوگوں سے اعراض کرتے ہوئے پہلے انبیاء ورسل کی راہ چلتے حق کے غلبہ کی سعی فرماتے رہئے۔

ہم اگر مزید قرآنی آیات کا تجزیہ پیش کریں گے تو بات عیاری و مکاری سے غلط مطلب نکالنے پر ہی ختم ہو گی اس لئے کہ قرآن اپنی اصلی حالت میں اپنی ہر صحت و حقانیت پر گواہ ہے کوئی تاویل کوئی توجیح، کسی بڑی موٹی معروف تفسیر کا نام اس چاند کو

گھٹا نہیں سکتا۔ آج کے مسیحی "علما و فضلا" کی نسبت ماضی کے علما و فضلا کے پاس بہتر علم تھا اگر ساڑھے چودہ سو سال میں وہ دین حنیف میں تحریف ثابت نہ کر سکے تو آج کے دور میں علمی کنگلہ پن کے شکار مسیحی مصنفین اپنی جھوٹی خود ساختہ داستانوں سے کیا ثابت کریں گے۔

چلتے چلتے "تورات و انجیل کی صحت و حقانیت" کے صفحہ 60 پر ایک آئیت (سورا انعام آیت 92) وما قدر و اللہ حق قدرہ کا اتنا حصہ نقل کرنے کے بعد تفسیر طبری جلد 11' صفحہ 160 کے حوالہ سے مصنف یہود کا مکر ثابت کرتے ہیں کہ وہ تورات کے بعض صفحات چھپا لیتے تھے جو یقیناً" قابل مذمت فعل ہے مگر پوچھا جا سکتا ہے کہ اس سے صحت و حقانیت کے حق میں ہے کیا؟

یہی تو ہم کہتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کے علما نے توریت انجیل کے ساتھ ایسا سلوک کیا تو قران نازل ہوا تاکہ جو کچھ یہ چھپا رہے ہیں' قرآن اسے نہ صرف ظاہر کرے بلکہ عملاً" نافذ کرے یہی کچھ نبی اکرم نے خود کیا' صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا' یوں اسلام کا غلبہ مقدر ہوا جس میں یہود و نصاریٰ نے باوجود سازشوں کے سکھ کا سانس لیا جس پر تاریخ گواہ ہے۔ کیا یہ تاریخی حقیقت نہیں ہے کہ عیسائی حکمرانوں سے نجات اور مسلمان حکمرانوں کی آمد کے لئے عیسائیوں نے باقاعدہ دعائیں کیں۔

آخر میں ہم اپنے مسیحی احباب کی خدمت میں پورے اخلاص کے ساتھ یہ عرض کریں گے کہ اسلام آپ کو بزور مسیحیت چھوڑنے پر مجبور نہیں کرتا آپ کو اپنا دین مبارک ہو۔ اکثریت کے ساتھ رہتے' تمام تر حقوق سے فیضیاب ہوتے ہوئے اس کے سچے دین پر ناروا حملے بند کر دیجئے کہ یہ ہر اخلاق و شرافت سے فرو تر رویہ ہے۔ ہر عمل کا ردعمل ہے اور رویے ہی ردعمل میں شدت پیدا کرتے ہیں۔ پاکستان میں یسوع مسیح کی حکومت کا خواب سازشوں سے شرمندہ تعبیر نہ ہو گا۔ حضرت یسوع مسیح تو ویسے بھی مکرو سازش کے خلاف تھے۔ مسلمان بے حس ضرور ہے مگر بے ایمان نہیں ہے۔ ایمان کی چنگاری اس کا سرمایہ ہے۔

☆☆☆

آپ کی توجہ کے لئے

(نقل کفر کفر نہ باشد)

ISLAM........ THE FALSE GOSPEL

"عرصہ دراز سے اسلام ایک جھوٹا دین قرار پا چکا ہے اور عیسائی' واحد سچے دین مسیحت کی طرف مسلمانوں کو لانے کے لئے کوشاں ہیں"۔

یہ اقتباس ہے ڈلاس ٹیکساس 75381 (امریکہ) سے چھپ کر پاکستان میں تقسیم ہونے والے سرکلر کا

ہم یقیناً متعصب نہیں ہیں مگر ہم یقیناً اسلام اور نظریہ پاکستان کے حوالے سے بے حس بھی نہیں ہیں۔ اقلیتوں کے حقوق سر آنکھوں پر' مگر عقلمندوں کے لئے حقوق ہمیشہ فرائض کے ساتھ مشروط ہوتے ہیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مادر پدر آزاد اقلیتیں عیسائی ہوں یا مرزائی وغیرہ جو گل کھلا رہے ہیں۔ مملکت کے بنیادی نظریہ کی جس قدر دھجیاں اڑا رہے ہیں وہ باشعور اہل وطن کی نظر سے اوجھل نہیں ہیں کہ اکثریت کے مسلمہ سچے مذہب کے باطل ہونے کی خبر قوم کو سنائی جا رہی ہے۔

بائبل خط و کتابت کورس ہوں یا مرزا کا ڈش سسٹم ہو' اقلیتوں کی دیدہ دلیری بلکہ محتاط الفاظ میں آئین پاکستان سے بغاوت کی منہ بولتی داستان ہے۔

بائبل کورس کی آڑ میں "تورات و انجیل کی صحت و حقانیت" مسلمان نوجوان لڑکے لڑکیوں کو پڑھائی جاتی ہے

"تورات و انجیل کی صحت و حقانیت" کا تجزیہ کر کے اہل وطن کے سامنے رکھا ہے

اس میں تورات و انجیل کی مسلمہ تحریف پر عیسائی دانشوروں کی گواہی پیش کی گئی ہے۔ بائبل کورس کرنے والے اور باشعور مسیحی اسے پڑھ کر خود صحت و حقانیت کا فیصلہ کر لیں۔ ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اقلیتوں کو قانون کے اندر رہنے کا پابند بنائے۔

میاں عبداللطیف

تبلیغ و اصلاح

تبلیغ واصلاح کے لئے جہاد کے جذبہ کی ضرورت ہے مسلمان جو عبادت و اطاعت کے لئے پیدا کیا گیا تھا' اب خود اپنی تعلیمات کو فراموش کر رہا ہے۔

اگر آپ اس کی ضرورت محسوس نہیں کریں گے تو الحاد' لادینی اور بے حیائی کا طوفان پوری قوم کو تباہ کر دے گا۔

اس امر کے باوجود کہ آپ نماز' روزہ اور شعائر اسلامی کے پابند ہیں تبلیغ کے فرض کفائیہ کی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔

بنی اسرائیل کی تاریخ گواہ ہے کہ کوئی قوم ہلاکت سے محفوظ نہیں ہے۔ تاوقتیکہ وہ خود بھی عمل کرے اور اپنے بھائیوں کی اصلاح کے لئے بھی کوشش کرے۔

یہ آپ کا فرض ہے اس کار خیر اور صدقہ جاریہ میں حصہ لیجئے۔

ان رسائل کی اشاعت اور مفت تقسیم کے لئے تعاون کیجئے' خود شائع کیجئے یا اپنے عطیات بذریعہ بینک ڈرافٹ اور منی آرڈر النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کے نام بھیجئے۔

آپ بھی اسلامی تعلیمات پر عمل کیجئے اور اپنی اولاد کو دین کی بنیادی تعلیم سے آراستہ کیجئے یہ ان کا حق اور آپ کا فرض ہے اس کی جواب دہی آپ کے ذمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ) جوہر پریس بلڈنگ جوہر آباد فون 3401

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسلامی تعلیمات اور اسلامی اقدار
پر
آزادی و حقوق نسواں
کی آڑ میں
نام نہاد مسیحی سماجی اداروں کی نشتر زنی
مسلمانوں کے لئے
لمحۂ فکریہ
تجزیہ
عبدالرشید ارشد
راشٹر فورم جوہر پریس بلڈنگ جوہر آباد فون 3401
صلیب میں عورت اور عورت میں صلیب
خبرنامہ 1994ء • جلد 6• شمارہ 1 • صفحہ 3
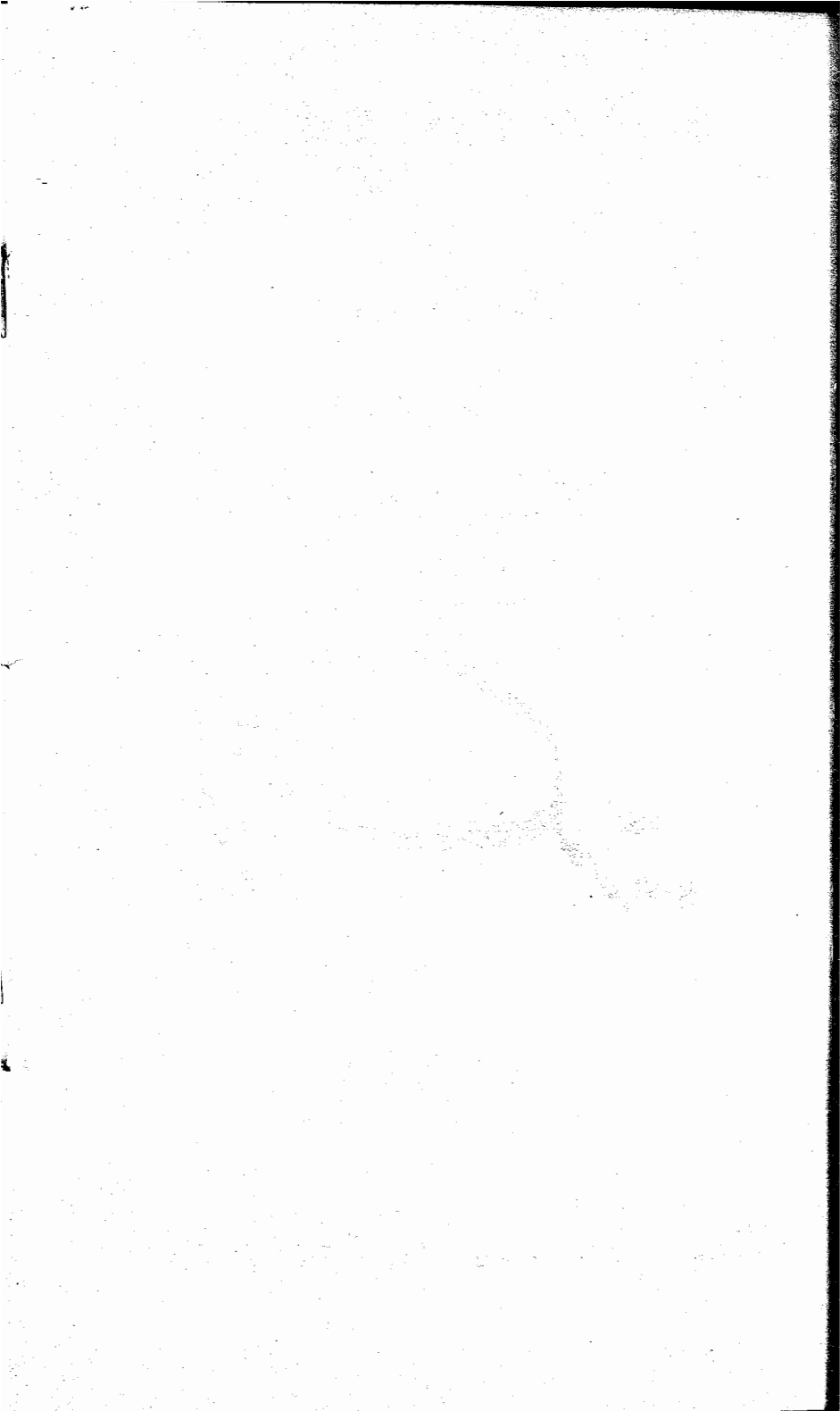
برطانوی خواتین اسلام کیوں قبول کر رہی ہیں؟

(لندن کے روزنامہ ٹائمز 9 نومبر 93ء کی سروے رپورٹ)

☆

"مغربی میڈیا کی معاندانہ روش کے باوجود اسلام مغربی دلوں کو فتح کر رہا ہے"

"یہ اور بھی ستم ظریفی کی بات ہے کہ اکثر برطانوی نو مسلم عورتیں ہیں حالانکہ مغرب میں یہ نظریہ بہت پھیلا ہوا ہے کہ اسلام عورتوں سے گھٹیا سلوک کرتا ہے"

"مغرب کے لوگ خود اپنی سوسائٹی سے مایوس ہو رہے ہیں، جس میں بڑھتے ہوئے جرائم، خاندانی نظام کی تباہی، منشیات اور شراب نوشی کا دور دورہ ہے، بالاخر وہ اسلام کے دیئے ہوئے نظم و ضبط اور تحفظ کی تعریف کرتے ہیں"

"برطانیہ کی نو مسلم خواتین نے ہمیں بتایا کہ "اسلام میں ہمارے لئے کشش کا سبب ہی یہ ہوا کہ اسلام مرد اور عورت دونوں کے لئے الگ الگ دائرہ کار تجویز کرتا ہے، جو دونوں کی جسمانی اور حیاتیاتی ساخت کے عین مطابق ہے"۔ ان کے نزدیک مغرب کی آزادی و حقوق نسواں کی تحریک، عورت کے ساتھ بغاوت تھی یعنی عورتیں مردوں کی نقالی کریں اور یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں نسوانیت کی اپنی کوئی قدر و قیمت باقی نہیں رہتی"۔

"کسی بھی ماڈرن مرد کو کھرچ کر دیکھئے، اندر سے ایک پرانا مرد برآمد ہوتا نظر آئے گا۔ مرد ہمیشہ ایک جیسے رہیں گے۔ عورتیں کہیں زیادہ تیز رفتاری سے بدل رہی ہیں لیکن جو کچھ وہ حاصل کرنا چاہتی ہیں اس کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کر رہی ہیں۔ آزادی و حقوق نسواں، کی تحریک جن مقاصد کے لئے جدوجہد کر رہی ہے ان میں سے اسقاط حمل اور ہم جنس پرستی کے سوا سب چیزیں پہلے ہی اسلام میں میسر ہیں"۔

"مغربی عورت اور مسلم عورت کا تقابلی مطالعہ کریں تو واضح فرق ملتا ہے اسلامی تعلیمات میں عورت کو زیادہ تقدس اور عظمت حاصل ہے جو مغرب میں عورت کو حاصل نہیں ہے بلکہ 'تحریک آزادی نسواں' کا اس کے سوا کوئی نتیجہ بر آمد نہیں ہوا کہ عورت دوہرے بوجھ تلے دب گئی ہے"

انتساب

آپا حمیدہ بیگم صاحبہ کے نام

جو اسلام کے حوالے سے یقیناً آزادی و حقوق نسواں کی حقیقی علمبردار تھیں کہ انہوں نے عورت میں آزادی و حقوق کے ساتھ ساتھ فرائض کا احساس و شعور بیدار کرنے میں اپنی زندگی کی آخری سانس تک کا ہر لمحہ صرف کیا۔

اللہ تعالیٰ ان کی آخری آرامگاہ کو منور' کشادہ اور ٹھنڈا رکھے' ان کے درجات بلند فرمائے اور پاکستانی عورت کو ایمان کے تقاضوں کی پاسداری کی توفیق دے۔ آمین

عبدالرشید ارشد

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

اسلام اور اسلامی اقدار کے خلاف اپنے پرائے جو کچھ کر رہے عام پاکستانی شہری کو اس کا حقیقی ادراک نصیب نہیں ہے۔ اسلام کی تعلیم سے اہل وطن کو دور سے دور تر لے جانے کیلئے غیر مسلم ممالک اربوں روپے' امداد کے نام پر' سماجی اور حکومتی اداروں کو دے رہے ہیں مگر سماجی ادارے صرف وہی' جو انکے مقاصد کی تکمیل کیلئے صبح و شام کوشاں ہیں۔

اسلام' جو دین رحمت ہے' کہ خالق نے مخلوق کی سہولت و راہنمائی کیلئے اسے طے فرمایا ہے' ہر فرد کو' خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم' ہر طرح کے تحفظات سے نوازتا ہے مگر اس کے باوجود ہر دور میں غیر مسلم اس ربانی ہدایت کے خلاف سازشوں میں مشغول پائے گئے اور ایسے عناصر کو مسلمانوں کی صفوں سے ہمیشہ ہی جعفر و صادق بھی میسر آتے رہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں تسلسل کے ساتھ خاندانی منصوبہ بندی کیلئے امداد آئی' کہ غیر مسلم مسلمان کی عددی برتری سے خائف ہیں اور ہر طریقے سے مسلم آبادی کا گراف نیچے دیکھنے کے متمنی ہیں۔ اس مذموم خواہش اور کوشش کو بار بار نئے غلافوں میں لپیٹا جاتا رہا ہے۔ کبھی ضبط ولادت ہے تو کبھی خاندانی منصوبہ بندی اور کبھی بہبود آبادی کے ریشمی غلاف میں لپٹی آرزو' مگر خاطر خواہ نتائج کبھی نہ نکل سکے' یہاں تک کہ تحریف قرآن کو بھی محکمانہ کلینڈر پر اس کا ذریعہ بنایا گیا۔

اب آزادی نسواں اور حقوق نسواں کے پر فریب نعروں کی آڑ میں' مسلمان عورت کو گمراہ کرنے کیلئے "سماجی خدمات کی خاطر" مسیحی اور یہودی عالمی تنظیمیں' مقامی مسیحی اور غیر مسیحی تنظیموں کو تحفظ و حقوق نسواں کے نام پر اربوں روپیہ دے رہی ہیں اس کا حکومت نے نوٹس بھی لیا ہے' مگر کوئی خاطر خواہ نتیجہ سامنے نہیں آیا۔

ملکی سماجی تنظیمیں وسائل نہ ہونے کے سبب جاں بلب ہیں' مثبت کام ادھورے رہ جاتے ہیں' کوئی پرسان حال نہیں ہے' مگر اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مسلمان عورت کو آزادی و حقوق کے نام پر گمراہ کرنے کیلئے وسائل کی کمی نہیں کہ صرف "شرکت گاہ" کے ترجمان "خبرنامہ" کی ہزاروں کاپیوں کی طباعت پر لاکھوں کی خطیر رقم خرچ ہوتی ہے۔ یہ وسائل مہیا کرنے والا "دست غیب" کس کا ہے؟ مسلم دانشوروں کو بھی توجہ دینے کی فرصت نہیں ملتی۔

ہم بارگاہ رب العزت میں شکر و سپاس کے جذبات پیش کرتے اسکی عنایات پر ممنون احسان ہیں کہ اس نے ہمیں یہ توفیق بخشی جس کے سبب "خاندانی منصوبہ بندی اور تحریف قرآن" کی طرح اب "مسیحی اداروں کی اسلامی اقدار کیلئے ہرزہ سرائی" کو آپ کے سامنے لا سکے۔ اسلامی مملکت میں اسلام کے خلاف دیدہ دلیری اور وہ بھی اقلیت کی طرف سے' اہل وطن اور قانون کے محافظین کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔ اب بھی اگر آزادی کی کمی کا رونا رویا جائے' تو یہ رونے والے کی عیاری اور برداشت کرنے والوں کی حماقت ہی کہی جا سکتی ہے۔ یہ اسلام کے خلاف باغیانہ رویہ ہے جو ٹھنڈے پیٹ برداشت کیا جا رہا ہے۔

ہم نے جو محسوس کیا دلائل کے ساتھ بے کم و کاست آپ کے سامنے ہے۔ یہ حرف آخر نہیں ہے مگر طوالت نے شاید لکھنے والے کو بہت کچھ لکھنے سے باز رکھا ہے۔ اگر آپ محسوس کریں کہ مسلمان عورت کو اغیار کی سازش سے بچانے کی ضرورت ہے تو اٹھیئے' کہ عمل کسی تاخیر کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ ان کے بے پناہ وسائل کے مقابلے میں آپ محنت کی مقدار بڑھایئے' عزم و ہمت کا حقیقی سرمایہ لگایئے' اللہ کا وعدہ ہے اور برحق ہے' **جاالحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا** مگر اخلاص اور استقلال شرط ہے۔

بارگاہ رب العزت میں صمیم قلب سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہماری اس محنت کو اپنی رضا کیلئے قبول فرمالے اور محشر کی سرخروئی کا سبب بنا دے۔ یہ کاوش خالصتاً اسلام کیلئے دینی حمیت و غیرت کے سبب ہے' کوئی دنیوی لالچ اور خواہش یقیناً اسکی

پشت پر نہیں ہے۔ الحمد للہ - ربنا تقبل منا۔

میاں عبداللطیف

5-3-1996

" مسیحیت (صلیب) کی مولوی سے دشمنی کا اصل سبب' کہ مولوی عالمی صلیب کی اگتی فصل پر رولر چلا کر اسے تباہ کر دیتا ہے۔ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے"
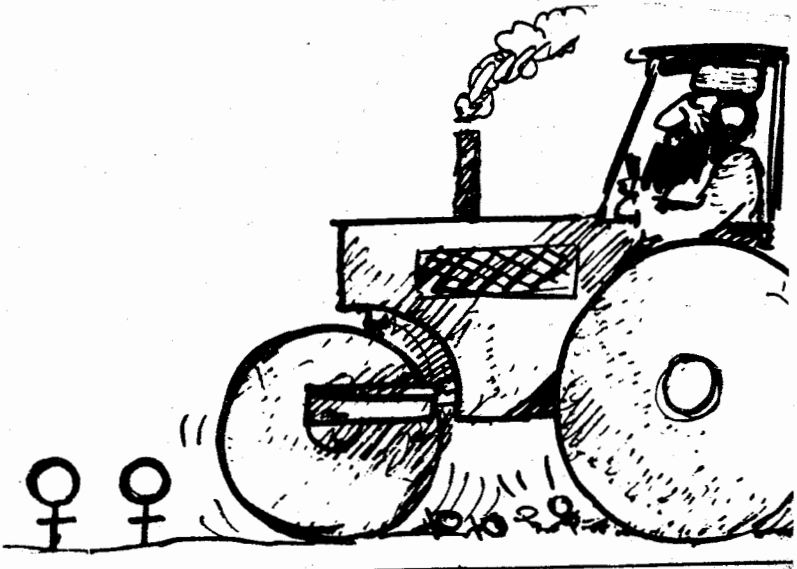
خبرنامہ 1992ء ' جلد 4 ' شمارہ 3 ' صفحہ 5

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆

حرف اول

☆

اقلیتوں کے وجود سے کوئی ملک خالی نہیں ہے، کسی ملک میں مسلمان اقلیت میں ہیں تو کسی میں عیسائی، یہودی، ہندو، بدھ، پارسی اور سکھ وغیرہ ہیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان دوسری طرز کی جمہوریہ ہے جس میں اکثریت کا مذہب اسلام ہے۔

ہر ملک کی یہ قانونی اور اخلاقی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ملک میں آباد اقلیتوں کو ہر طرح کے تحفظ کی ضمانت دے۔ اسی طرح ہر ملک کی اقلیتوں کی قانونی اور اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اکثریت کے دین، مذہبی عقائد و رسوم اور مروجہ ملکی قوانین کا احترام کریں۔ اپنے دستوری تحفظات سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کریں۔

اسلام کی ساڑھے چودہ سو سالہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ اپنے ہر دور حکمرانی میں، ہر خطہ میں، اس نے اپنی اقلیتوں کو تمام تر تحفظات سے نوازا اور تاریخ اس بات پر بھی گواہ ہے کہ اقلیت ہوتے ہوئے یہود و نصاری نے ہمیشہ ناجائز فائدہ اٹھانے کے کسی موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ یہ اپنے اپنے ظرف کی بات ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں عیسائی اقلیت کو ہر تحفظ میسر ہے، شہری حقوق میں برابری کی نعمت میسر ہے مگر اکثریت کے دینی تقاضوں کو پامال کرنے کی جہاں صورت میسر آئی، یہ بھرپور استفادہ کرنے کے لئے میدان عمل میں، ہر اخلاق سے عاری، مصروف عمل پائے گئے اور یہود و ہنود نے ان کا بھرپور ساتھ دیا۔ ہماری اس بات پر پاکستان کی نصف صدی کی تاریخ گواہ ہے۔

مذکورہ بات، جسے سطحی نظر رکھنے والے الزام تراشی کہہ سکتے ہیں، کی تائید میں، ہم نے وطن عزیز میں مسیحی اداروں کی، سماجی اداروں کی بہروپ میں، سرگرمیوں کا جائزہ لیا ہے اور مسیحی سماجی ادارے "شرکت گاہ" کی سرگرمیوں میں اشتراک کرنے

والے ملکی اور غیر ملکی اداروں/تنظیموں سے' انہی کے ترجمان "خبرنامہ" کے ذریعے اہل وطن کو روشناس کرایا۔ اس طویل فہرست میں یہودی اور مسیحی عالمی تنظیموں کے نام موجود ہیں اور اس کے علاوہ وہ بھی جو بالواسطہ ان کی سرپرستی میں پیش پیش ہیں۔

اس سماجی ادارے "شرکت گاہ" لاہور اور اس کے اشتراک عمل والے دیگر سماجی اداروں کا دائرہ کار' بقول ان کے' "خواتین زیر اثر مسلم قوانین" ہے گویا عورت کے حقوق اور عورت کی آزادی دنیا کے ہر خطہ میں تو محفوظ و مامون ہے مگر شدید ترین خطرات لاحق ہیں تو ان ممالک میں جہاں کسی نہ کسی پہلو اسلام اور اسلام کے ضوابط موجود ہیں۔ اس بات کو یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ مسلمان ممالک میں مسلمان خواتین کی اکثریت کو بالخصوص اور اقلیتی خواتین کو بالعموم' اسلام کے ضابطہ حیات سے جو "ممکنہ خطرات" ہو سکتے ہیں' ان سے بچاؤ یہود و نصاریٰ اور ہنود کے "سماجی اداروں" کے توسط سے ہی ممکن ہے۔ جنہوں نے اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے والی بعض دین بیزار بیگمات کو اپنی صفوں میں شامل کر رکھا ہے کہ انہیں بطور ڈھال استعمال کیا جا سکے۔

یہ حقیقت کسی دلیل کی محتاج نہیں ہے کہ آغاز اسلام سے ہی یہود و نصاریٰ اس دین کے دشمن رہے ہیں اور ہر دور میں' ہر خطہ میں جو کچھ ان سے بن پڑا وہ عملاً کیا گیا اور آج بھی کیا جا رہا ہے۔ یہود و نصاریٰ کی تحقیق کا نقطہ عروج یہ ہے کہ مسلمان کی تعداد بھی ہمارے لئے خطرناک ہے اور اسلامی اقدار سے اس کی وابستگی تو خطرناک ترین ہے۔ دونوں مقاصد کے حصول کی خاطر مردوں پر محنت کرنا وہ نتائج نہیں دے سکتا جو ہماری منزل (مسلمان کو مغلوب رکھنا) کو قریب تر کریں اس کے برعکس اگر عورت کو ترجیح دے کر اس پر محنت کی جائے' پوری توجہ دی جائے' اسے محرومیوں' کا احساس ہی نہیں یقین دلا دیا جائے' اسلامی تعلیمات کو توڑ مروڑ کر اور مغرب کی چکا چوند کو حسین ترین بنا کر اس کے سامنے رکھا جائے' تو اس کے پاؤں ڈگمگا جائیں گے اور منزل قریب ترین آ جائے گی۔ ایک مرد کا بگاڑ صرف ایک اکائی کا بگاڑ ہے مگر ایک عورت کی گمراہی ایک خاندان کی گمراہی ہے' لہٰذا عورت کے گرد گھیرا

تنگ سے تنگ کیا جائے' پھر یہی عورت مرد کے بگاڑ کا سبب خود ہی بن جائے گی۔ ہم نے "شرکت گاہ" کے لٹریچر سے اسی زہر کو آپ کے سامنے رکھا ہے۔

کاش مسلمان عورت اپنی ان مسیحی "محسنات" سے سوال کر سکتی کہ جن ممالک میں (ان کی سوچ اور دعوی کے مطابق غیر مسلم ممالک) عورت کو تمام تر تحفظات' حاصل ہیں' وہاں جنسی تشدد' اغوا' قتل' گینگ ریپ' خود کشی کے معاملات کی شرح فیصد مسلم ممالک کی نسبت کیا ہے؟۔ سویڈن' ناروے اور ڈنمارک میں عورت جس "آزادی کے مزے" چکھتی ہے اور امریکہ میں حقوق کے علمبرداروں کی ناک کے عین نیچے نیویارک میں' چند گھنٹے بجلی بند ہونے پر' حقوق یافتہ خواتین کی کتنی تعداد نے "آزادی اور حق" کا مزہ چکھا تھا' مغرب زدہ خواتین کا سر جھکانے کے لئے تو اسی کا جواب کافی ہے۔

آزادی و حقوق کی ضمانت ہر اکثریت و اقلیت کے لئے صرف اور صرف اسلام کے نظام عدل کے عملی نفاذ میں ہے۔ اس پر خلافت راشدہ کا 40 سالہ دور گواہ ہے۔ اگر ہمارا عقلمند ہونے کا دعوی محض و مجذوب کی بڑ' نہیں ہے تو اخلاص نیت کے ساتھ اسی نظام کو واپس لانے اور عملاً" نافذ کرنے کی کوشش کیجئے کسی کو آزادی و حقوق نہ ملنے کا شکوہ ہی نہ رہے گا۔ یہ سنہرا دور تو آزمودہ ہے۔

عبدالرشید ارشد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آزادی و حقوق نسواں

لکھنے کے لئے قلم ہاتھ میں لیا ہی تھا کہ شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ اپنی فکر کے ساتھ سامنے آ کھڑے ہوئے اور جو بات انہوں نے میرے کان میں کہی وہ سو فی صد درست ہے کہ تجربہ میں اکثر آتی رہتی ہے۔ یہ راز کی بات آپ بھی سن لیجئے پر "آگے نہ کہئے گا"۔

کیا فائدہ کچھ کہہ کے بنوں اور بھی معتوب : پہلے ہی خفا مجھ سے ہیں تہذیب کے فرزند
اس راز کو عورت کی بصیرت ہی کرے فاش : مجبور ہیں' معذور ہیں' مردان خردمند
کیا چیز ہے آرائش و قیمت میں زیادہ : آزادی نسواں کہ زمرد کا گلو بند

میرے سامنے اس وقت ایسے لٹریچر کا انبار ہے جو مسیحی سماجی ادارے "شرکت گاہ" لاہور نے' "خواتین زیر اثر مسلم قوانین" کے حوالہ سے 91ء سے آج تک طبع کیا اور ہزاروں کی تعداد میں یہ "خبرنامہ" لاکھوں کے خرچ سے' اسلامی جمہوریہ پاکستان میں پھیلایا گیا۔ اہل وطن یقیناً "خوش نصیب" ہیں کہ پاکستان کی مسیحی اقلیت کو' عالمی نصرانی اور یہودی تنظیموں کی عملی سرپرستی میں' مسلم معاشرے کی خواتین کو مسلم قوانین کے شکنجے سے نجات دلانے کے لئے' میدان عمل میں آکر اس "کار خیر" کے لئے بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہونا پڑا۔

"خواتین زیر اثر مسلم قوانین" کے نعرے (سلوگن) سے یہ "حقیقت" بھی ہمارے سامنے آئی کہ دنیا کے ہر اس ملک میں' جہاں مسلم قوانین کے "ناگ" نہیں ہیں' عورت ہر طرح آزاد اپنے تمام تر حقوق سے "فیضیاب" زندگی گزار رہی ہے مگر صرف مسلم ممالک میں ہی' اقلیت و اکثریت کی تمیز کئے بغیر' عورت آزادی و حقوق کے ناطے ظلم کی چکی میں پس رہی ہے اور سکنڈے نیوین ممالک میں تو حقوق و آزادی

کا "معیار" ہر ملک سے اونچا ہے۔

نصف صدی کا سفر یقیناً ایک طویل سفر ہوتا ہے' خصوصاً" ایک قوم کے لئے' اور اگر بصیرت اس کا ساتھ نہ چھوڑ گئی ہو تو نصف صدی پر محیط اقوام کی تاریخ کے نشیب و فراز' سیانوں کی باتوں کو پرکھنے اور مستقبل کے حوالے سے اپنی راہیں متعین کرنے کے لئے بہت لمبا عرصہ ہے۔ مفکر ملت شاعر مشرقؒ نے تہذیب فرنگی کے حوالے سے فرمایا تھا۔

تہذیب فرنگی ہے اگر مرگ امومت : ہے حضرت انسان کے لئے اس کا ثمر موت
جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن : کہتے ہیں اسی علم کو ارباب نظر موت
بیگانہ رہے دین سے اگر مدرسۂ زن : ہے عشق و محبت کے لئے علم و ہنر موت

تہذیب فرنگی نے عورت کو عملاً آزادی و حقوق کے نام پر جو کچھ دیا' اس کے ثمرات بد پر تو خود فرنگی معاشرہ چیخ اٹھا ہے۔ جس طرح ان کا سماجی و معاشرتی ڈھانچہ ہلا' ان کی عائلی زندگی تباہی کے دہانہ پر پہنچی وہ کھلی کتاب کی طرح ہر صاحب بصیرت کے سامنے ہے۔ ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے تو بہت پہلے فرما دیا تھا۔

نظر کو خیرہ کرتی ہے تہذیب یورپ کی : مگر یہ جھوٹے نگینوں کی ملمع سازی ہے

یہ بات کہنے والا کسی مسجد کا "بنیاد پرستی" کا طعنہ زدہ مولوی نہ تھا بلکہ برسوں تہذیب یورپ کو وہاں رہ کر پرکھنے والا اعلی تعلیم یافتہ بالغ النظر شخص تھا جس نے مغربی تہذیب کے لئے بہ بانگ دہل فرمایا تھا کہ :

فساد قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب : کہ روح اس مدنیت کی رہ سکی نہ عفیف

مغربی عورت نے' جس کی اپنی "دم کٹ چکی تھی" گردوپیش بسنے والی مسلم عورت کی دم کاٹ کر اپنے زمرہ میں اسے شامل کرنے کے لئے آزادی و حقوق نسواں کے ایسے سبز باغ دکھائے کہ وہ اپنے دین کے حوالے سے ملنے والے حقوق و تحفظات کو یکسر نظر انداز کر کے وارفتہ اس کی طرف لپکی۔ اس کے لپکنے پر میں اور آپ سبھی

شاہد ہیں۔ آج تک کوئی ایک ایسی مغرب گزیدہ یا مغرب زدہ ترقی پسند اور آزادی و حقوق سے "فیضاب" خاتون متعین انداز میں ان "برکات" کو گنوا نہیں سکی' جو آزادی اور حقوق نے فی الواقع اس کی جھولی میں ڈالے ہیں۔ اس کے برعکس جو کچھ اس نے گنوایا ہے اس پر وہ خود بھی گواہ ہے' اقرار کرے نہ کرے' اور ہر صاحب بصیرت بھی گواہ ہے۔

انسانی تاریخ اس بات پر شہادت دیتی ہے کہ اسلام نے عورت کو جن اعلیٰ و ارفع اقدار سے متعارف کرایا۔ جن حقوق سے اسے نوازا اور جس حقیقی آزادی سے وہ متمتع ہوئی' کوئی دوسرا معاشرہ' کوئی دوسرا دین اسے نہ دے سکا۔ یہ اس لئے ممکن ہوا کہ جس خالق نے اسے تخلیق کیا' اس کی نفسیات اور اس کی ضروریات سے وہی کماحقہ واقف ہو سکتا ہے' لہٰذا اس نے اس کے حقوق' بحیثیت بیوی' بحیثیت ماں' بیٹی اور بہن بلکہ لونڈی کی حیثیت میں بھی' اس کے حق میں طے کر کے' اپنی کتاب قرآن حکیم' کے ذریعے قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیئے۔ کیا کسی باعزت اور شریف عورت کی ان کے علاوہ کوئی اور حیثیت بھی ہو سکتی ہے۔ جبکہ ترقی پسند خدا بیزار معاشروں نے آزادی اور حقوق کے نام پر عورت کو داشتہ اور بیسوا بنا کر رسوائی اس کی جھولی میں ڈالی ہے۔

بات آزادی نسواں اور حقوق نسواں کی نہیں ہے' سچی اور کھری بات یہ ہے کہ مسلم معاشرے سے دینی اقدار کا سرمایہ چھیننے کی خاطر جو منصوبہ بندی یہود و نصاریٰ نے کی ہے' اور ہنود مسلم دشمنی کے سبب جس میں مددگار ہیں' وہ یہ ہے کہ مسلمان عورت کو ترقی کا سبز باغ دکھا کر اپنے ڈھب پر لے آیا جائے اور پھر اس گمراہ عورت کے ذریعے مردوں کی عقل پر پردہ ڈالتے ہوئے' مسلم خاندانوں کو بڑی آسانی سے تباہ کیا جائے۔ اکبر الہ آبادی کا مشہور شعر' کہ بے پردہ عورتوں سے پوچھا تمہارا پردہ کدھر گیا' جواباً" کہا کہ "عقل پہ مردوں کی پڑ گیا"۔ گویا اسلامی اقدار کا شکار مسلم عورت کے ذریعے۔

آزادی و حقوق نسواں کے کسی علمبردار سے آپ پوچھ لیجئے کہ کیا آپ نے

شعور سے قرآن و حدیث سے حقوق حاصل کرنے کے لئے کوئی سنجیدہ علمی کوشش کی ہے، جس کے نتیجے میں ناکام ہو کر آپ نے یہود و نصاریٰ کے ذریعے حقوق و آزادی کے لئے اس "مقدس جہاد" میں شمولیت کا فیصلہ کیا ہے۔ آٹے میں نمک کی شرح سے بھی کم آپ کو حقوق نسواں کے چیمپئن ملیں گے جنہیں یہ معلوم ہو کہ قرآن میں ہر کسی کے محفوظ حق کا ذکر ہے، ہر کسی کے لئے آزادی کی حدود و قیود متعین ہیں۔ اگر کسی کو یہ سب کچھ نظر نہیں آتا تو یہ وہی ہیں جو بصیرت سے عاری کور چشم ہیں اور تقلیدِ مغرب میں اندھے ہو چکے ہیں۔

آزادی و حقوق نسواں کی علمبردار خواتین، غیر مسلم خواتین کی لے میں لے ملا کر جس طرح کی آزادی اور حقوق کی طلبگار ہیں، اس کے تصور سے ہی ہر ہوشمند شخص کو، جسے خالق نے فطرت سلیم سے نوازا ہے، گھن آتی ہے۔ عورت اپنے آپ کو عقل کل منوانا چاہتی ہے مگر خود ہی اپنے ناقص العقل ہونے کا اٹل ثبوت فراہم کر رہی ہے کہ اس کے خالق نے تو عزت و احترام اور حقوق کے حوالے سے، اسے اپنے، اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ماں کے ناطے سے تیسرے نمبر پر رکھا اور مرد باپ ہونے کی حیثیت میں چوتھے نمبر پر آیا، اب مرد کے برابر حقوق لینے کے چکر میں عورت نمبر 3 ہونے کے اعزاز کو چھوڑ کر چوتھی نچلی سیڑھی پر مرد کے برابر کھڑی ہونے پر مصر ہے۔ یہ کیسی عقلمندی ہے جس کے سبب یہ اوپر کی سیڑھی سے نچلی سیڑھی پر آنے کے لئے، سڑکوں پر آنے تک کو تیار ہے کہ یہ "حقوق کی جنگ" ہے۔

مسیحی اقلیت کی، اسلامی جمہوریہ پاکستان میں آزادی و حقوق کی سعی و جہد، بھی محل نظر ہے۔ موجودہ حالات میں اقلیتی خواتین جن سرگرمیوں میں عملاً ملوث ہیں وہ مملکت کے آئین کے صریحاً" خلاف ہے بلکہ نرم سے نرم الفاظ میں اکثریت کے مذہب پر متعصبانہ حملے کے علاوہ آئین کے خلاف لوگوں (عورتوں) کو بغاوت پر آمادہ کرنے کے مترادف ہے، جسے کوئی ملک برداشت نہیں کرتا۔ ایسی قبیح حرکات کے باوجود گلہ ہے کہ یہاں عورتوں کو آزادی نہیں، یہاں عورتوں کے حقوق نہیں ہیں۔ اسلامی ملک میں اکثریت کے مذہب کو نشانہ تمسخر بنایا جائے اور پھر عوام الناس اور حکومت

دونوں اس کو برداشت کر لیں' کسی ردعمل کا اظہار نہ ہو اور اس پر بھی شکوہ ہو کہ عورت آزاد نہیں ہے' عورت کے حقوق پامال ہو رہے ہیں' یہ کوئی عقل کا اندھا ہی کہہ سکتا ہے اور عقل سے عاری ہی اسکا یقین کر سکتا ہے۔

ریڈیو' ٹی وی' اور اخبار و جرائد میں عورت کے حوالہ سے جو سماجی ثقافتی پروگرام عامتہ الناس کے سامنے رکھے جا رہے ہیں وہ انتہائی شرمناک ہیں۔ باشعور مسلمان مرد و زن کی دینی حمیت و غیرت کے قاتل ہیں' دینی غیرت و حمیت کیلئے چیلنج بھی ہیں لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ پوری شدت اور محنت کے ساتھ منظم ہو کر تباہ کن ثقافتی سیلاب اور تحریری مواد پر اپنے ردعمل کا اظہار کیا جائے۔ اگر آج ہم اپنی ذمہ داری پہچان کر میدان عمل میں نہ نکلے تو کل ہماری گمراہ اولاد محشر میں ہمارا گریبان پکڑے بارگاہ رب العزت میں ہمیں مجرم ثابت کریگی اور اگر اولاد والدین کے خلاف مدعی ہو تو کسی دوسرے شاہد کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔

عقل مند اقلیت وہ ہوتی ہے جو اکثریت کے ملکی آئین و قانون' مذہبی عقائد' رسوم و رواج اور سماجی معاشرتی اقدار کا خیال رکھے' احترام کرے اور جواباً" اپنے عقائد اور رسوم کا احترام کروائے۔ بعینہ اسی طرح کوئی ملک چھوٹا ہو یا بڑا اسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ دوسرے کسی بھی چھوٹے یا بڑے ملک کے اندرونی معاملات کو درہم برہم کرنے کے لئے وہاں کی اقلیت کو امداد کے نام پر خریدے یا اکثریت میں سے بعض گمراہوں کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے بطور چارہ استعمال کرے۔ یہ حرکت تو عمومی انسانی اخلاق کے بھی خلاف ہے۔

پاکستان میں آزادی و حقوق نسواں کی تحریک کی پشت پر بلاشک و شبہ یہود و نصاریٰ اور ہنود کی سوچ' منظم منصوبہ بندی اور سرمایہ کار فرما ہے' جس کا دل چاہے تحقیق کر لے پھر تسلی ہونے کے بعد یہ چاہئے کہ وہ اپنی ہر صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے اس شر کا راستہ روکے اور قومی اخبارات بھی اپنا کروار ادا کریں۔

یہ نتیجہ ہے ہماری ان کوتاہیوں کا کہ ہم نے اپنا نظام تعلیم قرآن اور مدرسہ نبی رحمت سے لینے کے بجائے' سب کچھ مغرب سے لیا ہے۔ شاعر مشرق نے قیام

پاکستان سے قبل ہماری راہنمائی کیلئے جو کچھ فرمایا تھا ہم نے اس سے بھی استفادہ نہ کیا' اپنی راہیں متعین نہ کر سکے۔ انہوں نے فرمایا تھا۔

خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقی سے مگر: لب خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ
ہم سمجھتے تھے کہ لائیگی فراغت تعلیم : کیا خبر تھی کہ چلا آئیگا الحاد بھی ساتھ

آزادی و حقوق نسواں کے علمبردار ہمیں اگر متعین طور پر یہ بتا دیں کہ قرآن و سنت نے عورت کو کس کس حق اور کس باوقار آزادی سے محروم کیا ہے تو ہم ان کے ممنون احسان ہونگے۔ اسلام نے جو "حق" سلب کیا ہے' جو آزادی "چھینی" ہے اسے ایک جملہ میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ اسلام عورت کو جسم فروشی کا حق نہیں دیتا' بن ٹھن کر گڑیا بن کر گھر سے نکلنے کی آزادی نہیں دیتا۔ نادان عورت اپنے جسم پر جس "حق" کی طلبگار ہے اور جو حقوق نسواں کے علمبرداروں کی حقیقی منزل ہے' اس حق اور آزادی پر ہر شریف آدمی کو گھن آئیگی۔

قرآن و حدیث میں کس جگہ لکھا ہے کہ عورت کے معلمہ' ڈاکٹر' انجینئر بننے پر پابندی ہے' اسکے گھر سے نکلنے کی آزادی سلب کی جا چکی ہے' عورت کو میک اپ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے' کہاں لکھا ہے کہ وہ ملازمت نہیں کر سکتی۔ حقوق و آزادی کے چیمپین کوئی ایک آیت' کوئی ایک حدیث سامنے لائیں۔ عورت کی بد نصیبی کہ اس نے اسلام کو قرآن و حدیث سے سیکھنے کے بجائے' ان ناولوں' افسانوں اور ڈراموں سے سیکھا ہے جو دین بیزار اور غیر مسلموں کے ہاتھ بکے ضمیر فروشوں کے قلم سے نکلے' جنہیں یہود و نصاریٰ نے کھلی منڈی سے خریدا ہے۔

عورت جو اس کائنات میں قیمتی متاع ہے' اپنے پاس ایک قیمتی ترین متاع رکھتی ہے' یہ گوھر عفت و عصمت ہے اور اسی کی حفاظت اسے کائنات میں اعلیٰ وارفع مقام دلانے کا سبب ہے۔ خالق نے عورت کو تخلیق کیا اسمیں جبلتیں رکھیں اور اسکی جبلتوں' اسکی نفسیات کے پیش نظر' اسکے گوہر عصمت کی حفاظت کے نقطہ نظر سے' پوری خیر خواہی کے ساتھ' قابل عمل حفاظتی تقاضے وضع کیے اور اپنی محکم' مکمل

و مدلل کتاب میں قیامت تک کیلئے انہیں محفوظ فرما دیا۔ یہ محسن کا اپنی تخلیق پر خصوصی احسان ہے مگر یہ کم عقل تخلیق، محسن کیلئے احسان شناسی کا جذبہ رکھنے اور ممنون احسان ہونے کے بجائے الٹا بغاوت پر آمادہ ہے۔ خالق کے دیئے حقوق سے آنکھیں بند کر کے بندوں سے حقوق کا مطالبہ کرتی ہے۔

عورت کے خالق نے اسے علم سیکھنے، علم سکھانے، ڈاکٹر انجینئر بننے کی اجازت دی ہے، صرف تقاضا یہ کیا کہ وہ گھر سے باوقار انداز میں باپردہ نکلے تاکہ گلی محلوں اور راستوں کی نگاہ بد سے محفوظ رہے، مخلوط ادارے نہ ہوں کہ یہ اخلاق کے قاتل ہیں معاشرتی زندگی میں ناگزیر حفاظت کے تقاضوں کی تکمیل کے لئے پہلے باپ، پھر شوہر اور بیٹوں کو ذمہ دار بتایا اور ذمہ داری پوری نہ نبھانے کی صورت میں اسے محشر میں قابل مواخذہ ٹھہرایا۔ عورت کو میک اپ کی اجازت ہی نہیں دی، ترغیب دی مگر اپنے خاوند کیلئے اور گھر کی محفوظ چاردیواری کے اندر۔ کون نہیں جانتا کہ میک اپ کر کے گھر سے بے پردہ نکلنے والی خواتین کے ساتھ ہمارا معاشرہ کیا سلوک کرتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اب تو نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ برقعہ میں لپٹی عورت جب گھر کی دہلیز سے باہر بہ امر مجبوری قدم رکھتی ہے، تو راہ میں ملنے والوں کی آنکھیں سر سے پاؤں تک اس کے محاسن کی سکریننگ کرتی ہیں۔ گلی محلوں کے کونوں پر بیٹھے

اوباش ہوں یا دفاتر جانے والے بس سٹاپوں پر کھڑے لوگ، جنکے اپنے گھروں میں ویسی ہی خواتین ہوتی ہیں، کس کس طرح کے تبصرے کرتے ہیں، یہ سب جانتے ہیں۔ کیا عورت یہ آزادی اور یہ حق چاہتی ہے کہ راستوں میں گدھ نوچیں اور کوئی اعتراض نہ کرے۔ دفتر میں بیٹھی ہو تو لوگ کام کے بجائے اسے دیکھیں، اسے موضوع بنائیں، یا یہ کہ وہ رات کو جب چاہے واپس گھر پلٹے کوئی پوچھنے والا نہ ہو۔ معاشرتی زندگی میں عورت اور مرد کی بے راہ روی حقیقی مرض ہے جس سے تمام دوسرے امراض پیدا ہوئے اور عورت کو آزادی و حقوق کے چکر میں الجھانے کا سبب بنے۔ مرض کی تشخیص کے بعد، (رجوع الی اللہ۔ یعنی) حقیقی معالج کی طرف رجوع کرنے کے بجائے، مسلم قوم کی خواتین نے "اسی عطار کے لونڈے" (مغربی تہذیب) سے رجوع کیا جس

نے انکو بیماری کی اس سٹیج تک پہنچایا ہے' کیا یہاں سے شفاء کی گارنٹی مل سکتی ہے؟

آزادی و حقوق نسواں کے طلبگاروں کی یہ منطق کس قدر عجیب و مضحکہ خیز ہے کہ خود' دین و اخلاق عامہ سے عاری آزادی' اور دین بیزار اقدار کا حق مانگتے ہیں جن سے یہ مانگتے ہیں' وہ بھی انہی ہی طرح اسلام بیزار اور بے راہ رو ہیں جو انہیں حق نہیں دیتے' مگر گلا ہے مولوی سے کہ راستے کی رکاوٹ ہے۔ علماء نے کس سے کہا کہ علم حاصل نہ کرو' علماء نے کس کو منع کیا کہ معلمہ نہ بنو' لیڈی ڈاکٹر نہ بنو۔ علماء نے تو عوام الناس کو بے دینی اور بے راہ روی سے روکا کہ یہ روک' یہ سد سکندری' عورت کی ناموس کی حفاظت اور معاشرتی سکھ اور سکون کی ضمانت ہے۔ عقل و بصیرت کو استعمال کیئے بغیر' اسلام اور مولوی کو آزادی نسواں کا دشمن قرار دے گیا ہے۔

یورپ کے مفکرین اپنے ہاں عورت کی آزادی پر شاکی ہیں' مرد و زن کے آزادانہ میل جول کو زہرہلا ہل قرار دیتے ہیں' ایک نظر پڑھ کر دیکھئے کیمرج یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر جے ڈی انون کی کتاب "Sex and Culture" ذرا دیکھئے جناب کار لائل کی کتاب "Woman and Islam" جسمیں موصوف کا کہنا ہے کہ "اسلام نے عورت کو جو حقوق دیئے ہیں' آج کی پوری انسانی دنیا مل کر اس کا عشر عشیر بھی نہیں دے سکتی" برٹرنڈرسل کا نقطہ نظر برائے اخلاق و شادی' جس کو اسلام مرد و زن کے لئے ترجیحاً" بیان کرتا' انکی کتاب

"Burtrand Russll on Sex, Ethies and Marrage" میں ملاحظہ فرمالیجئے

جس آزادی کے ثمرات سے یورپ کا دل بھر چکا ہے' وہ زہراب مسلم خواتین کو حقوق کے حسیں جام میں پلانے کی کوشش کی جا رہی ہے تاکہ مسلم معاشرہ تباہ کیا جا سکے۔ حقیقی آزادی اور تمام تر حقوق تو صرف اور صرف قرآنی معاشرہ ہی سے مکمل ضمانت کے ساتھ مل سکتے ہیں۔ ایسی ضمانت جس میں مرد و زن ہر طرح خوش و خرم' ہر طرح کے حقوق و آزادی سے متمتع' خوشحال زندگی گذاریں اور عورت کی عزت و عصمت بھی محفوظ رہے۔

☆

سماجی اداروں کے روپ میں اسلام دشمنی

ایک مسلمان ملک میں، غیر مسلم، سماجی ادارے مستحکم کر کے، اکثریت کے دین کے مسلمہ امور کا تمسخر اڑائیں، انکی مسلمہ اقدار پر تیشہ چلائیں تو یہ شرمناک قسم کی ڈھٹائی ہے اور اہل وطن اس پر ٹس سے مس نہ ہوں، دین کی حفاظت کے دعویدار منقار زیر پر رہیں، تو یہ بے حسی اس سے بھی زیادہ شرمناک ہے اور یہ دونوں باتیں مسلمہ حقیقت ہیں۔ پاکستان مسلم اکثریت کا ملک ہے۔ جہاں غیر مسلم اقلیتیں پوری آزادی اور تحفظ کے مزے لوٹتی ہیں، مگر اس انتہائی رواداری سے ناجائز فائدہ اٹھانے پر ہمہ وقت اور ہمہ جہت مصروف عمل پائی جاتی ہیں یہ محنت خواہ تعلیم بالغاں مراکز کی آڑ میں ہو یا سماجی اداروں کے قیام اور انکے ذریعے سرگرمیوں کی تشہیر کے نام پر اور سرپرستی ہے یورپی ممالک کی۔

وطن عزیز میں مقامی آبادی کیلئے اپنے وسائل سے سماجی ادارے چلانا مشکل ترین مرحلہ ہے۔ جو چاہے سروے کر کے ہماری بات کی تائید حاصل کر لے مگر غیر ملکی آقاؤں کی سرپرستی اور مالی معاونت سے چلنے والے سماجی ادارے جس طرح زرکثیر خرچ کرتے ہیں اسکا تصور بھی عام پاکستانی کیلئے محال ہے اور جس طرح یہ اسلامی دینی اقدار کے بخیے ادھیڑتے ہیں، اسکا بھی کسی کو حقیقی ادراک نصیب نہیں کہ اہل وطن اپنے اپنے خول میں بند، اپنے اپنے حصار میں قید اور اپنی اپنی آرزوؤں کے بھنور میں پریشاں حال، زندگی کی گاڑی کھینچنے کی مصیبت میں مبتلا ہیں، دین دار ہوں، سیاسی ہوں یا سماج کے سرخیل، کسی کو فرصت نہیں کہ مستقبل کی نسل کو تباہ کرنے کی اس کوشش کا جائزہ لے، اپنی آنکھیں کھولے اور قوم کو آنکھ کھولنے کے لئے کہے۔

پاکستان میں بے شمار غیر مسلم تنظیمیں سماجی خدمت کے نام پر مصروف کار ہیں اور پاکستان کے انتہائی اہمیت کے حامل شمالی علاقہ جات میں اربوں، کھربوں روپے صرف کرنے والے اسماعیلی بھی ہیں جو وہاں اسلام کی حقیقی تعلیمات سے عوام کو برگشتہ کرنے میں مصروف ہیں اور بدقسمتی سے انہیں سرکاری سرپرستی بھی حاصل ہے۔ اس حقیقت کو جو کوئی اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہے ایک ہفتہ بلتستان میں کھلی آنکھوں اور

کھلے کانوں سے گزار آئے۔ (عرصہ ہوا جب ہفت روزہ تکبیر نے بھی اسکا نوٹس لیا تھا)

اس وقت ہم صرف لاہور میں رجسٹرڈ ایک سماجی ادارے "شرکت گاہ" کا جائزہ' اس کے سرکاری ترجمان "خبرنامہ" کی روشنی میں' آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔ آپ خود ملاحظہ فرمالیجئے کہ اسلام کے حوالے سے یہ ادارہ ملت مسلمہ کو کیا دے رہا ہے۔ اس سماجی ادارے کا سارا کام "خواتین زیر اثر مسلم قونین" کے نعرہ کے حوالہ سے ہے۔ نمونہ مشتے از خروارے:۔

کیوں تیری گواہی آدھی ہے؟

"محبوب خدا خود جس سے کہے جنت ہے تیرے قدموں کے تلے
اے عقل کے اندھو ! سوچو ذرا کیا اسکی گواہی آدھی ہے
جس روز پکارے جاؤ گے تم نام سے اپنی ماؤں کے
اس روز انہیں بھی کہہ دینا' جا تیری گواھی آدھی ہے
یہ موتی علم و دانش کے یہ حدیثیں رحمت عالم کی
کیوں تم کو یقین ہے ان پہ اگر عائشہؓ کی گواہی آدھی ہے
قرآن میں گر یوں ہی ہوتا خود ☆شیر خدا کیوں نہ کہتا
قصاص نہیں میں لے سکتا' نائلہ کی گواہی آدھی ہے

"(ریحانہ توفیق کی نظم سے صرف چند اشعار' بحوالہ خبرنامہ' جلد اول شمارہ اول 1990ء صفحہ 20) ☆حضرت علی رضی اللہ عنہ"

"ہم حیران ہیں کہ ملاؤں کا اسلام عورتوں کے ساتھ شروع اور ختم کیوں ہوتا ہے' یہی ایک "مسئلہ" ہے۔ جس مین ان کا ذہن ہر وقت الجھا رہتا ہے باقی تمام معاشرتی اور معاشی مسائل ان کی نظروں سے اوجھل رہتے ہیں"۔

" ضیاء کے نافذ کردہ پہلے نام نہاد اسلامی قانون' حدود آرڈیننس' نے ایک پدرانہ (Parochial) معاشرے میں عورتوں کی حیثیت اور مقام کو شدید خطرے میں ڈال دیا ہے"۔ (مذکورہ شمارہ صفحہ 4 کالم 1)

" جبر قرآن کی روح کے خلاف ہے جو کہتا ہے کہ مذہب میں کوئی جبر نہیں۔ (لا اکراہ فی الدین)

دراصل قران عورتوں کی حفاظت کیلئے (سورۃ النور 30 - 31 - 24) پہلے آدمیوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اگر ایمان رکھتے ہیں تو انہیں اپنی نگاہ نیچی رکھنی چاہیے اور اپنی حرمت کی حفاظت کرنی چاہیے۔ کچھ مردوں نے اس ذمہ داری کا لحاظ نہیں کیا بلکہ عورتوں کو مجبور کر رہے ہیں کہ وہ پردے اور علیحدگی کو کسی نہ کسی شکل میں قبول کرلیں۔ عورتوں کو مردوں کی نفسانی خواہشات میں کمی اور ان کے ذاتی کنٹرول کھونے کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے"

(خبرنامہ جلد 4 شمارہ 1 92ء صفحہ 23 کالم 1' پیرہ 20 اور 4)

"خبرنامہ" نے' پیش کئے گئے مذکورہ اقتباسات میں' اسلام کی جس طرح خبرلی ہے وہ آپ نے ملاحظہ فرمالی ہے' اس پر کسی تبصرہ سے پہلے ہم آپ کے رو برو خبرنامہ ہی سے ان کے اپنے اس موقف کی تائید میں کارٹون بھی پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ مکمل تصویر آپ دیکھ سکیں۔ یہ کارٹون کسی تبصرہ کے محتاج نہیں ہیں۔

☆ خبرنامہ جلد 5 ' شمارہ 3 ' 1993ء ' صفحہ 3

(پاکستان اسلامی فرنٹ کے رہنما قاضی حسین احمد عورتوں کے لئے برابری کے حقوق کا دعوی کرتے ہیں مگر کارٹون بنانے والوں کو بیوقوف نہیں بنا سکے)
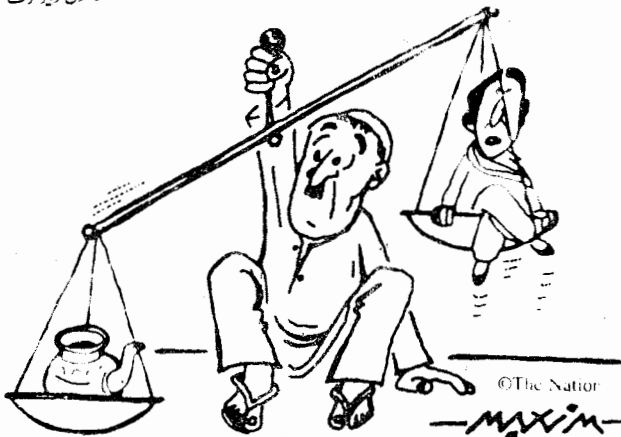
☆ خبرنامہ 1993ء ' جلد 5 ' شمارہ 2 ' صفحہ 9

خواتین زیرِ اثر مسلم قوانین

Women living under muslim laws

النساء في ظل التشريعات الإسلامية

Femmes sous lois musulmanes

International solidarity network

Reseau international de solidarite

روایت پسندی کو چیلنج

خبرنامہ 1992ء، جلد 4، شمارہ 3، صفحہ 11

فتویٰ

فتویٰ

بقول لاء منسٹر حدود، دیت و قصاص کے قوانین پر نظرثانی ہو رہی ہے۔

قانونی اصلاحات کے لئے ایکشن

خبرنامہ 1994ء، جلد 6، شمارہ 1، صفحہ 5
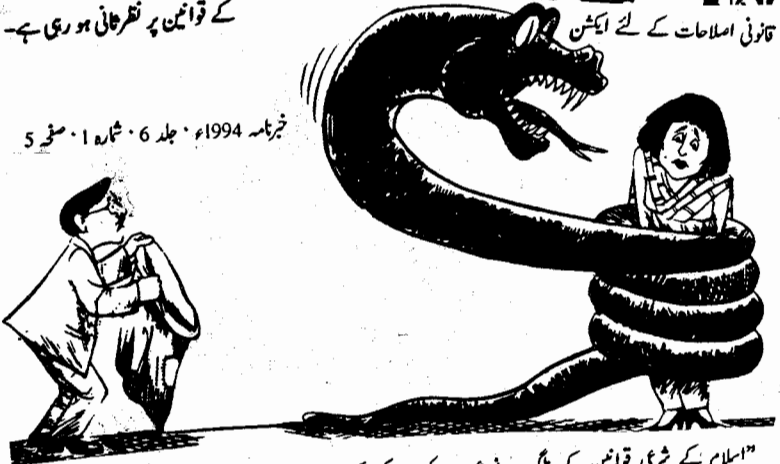
"اسلام کے شرعی قوانین کے ناگ نے عورت کو قابو کر رکھا ہے اور مسلمان وزیر اس ناگ سے عورت کو بچانے کے لئے کوشاں ہے"

☆ خبرنامہ 1992ء · جلد 4 · شمارہ 3 · صفحہ 7

☆ خبرنامہ 1992ء · جلد 4 · شمارہ 2 · صفحہ 32

☆ قرآن میں پردہ کے حکم کا تمسخر
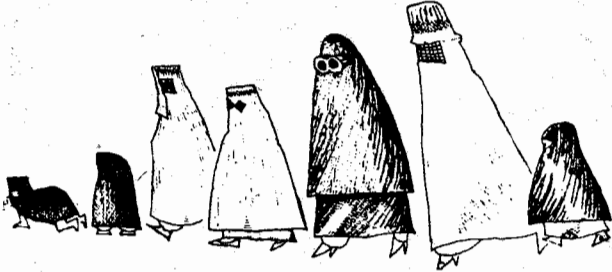
خبرنامہ 1995ء · جلد 7 ·
شمارہ 2 · صفحہ 11

عالمی صلیب، ہلال (اسلام کی علامت) کو اپنے گھیرے میں لئے، مائل بہ عروج

عورت کی نصف گواہی اور قرآن

(ترجمہ) "اور اگر وہ' جس پر حق عائد ہوتا ہو' نادان یا ضعیف ہو یا لکھوا نہ سکتا ہو' تو جو اس کا ولی ہو وہ انصاف کے ساتھ لکھوا دے اور اس پر اپنے لوگوں میں سے دو مردوں کو گواہ ٹھہرا ئے' اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں سہی' یہ گواہ تمہارے پسندیدہ لوگوں میں سے ہوں۔ دو عورتیں اس لئے کہ اگر ایک بھول جائے گی تو دوسری یاد دلا دے گی"۔ (ترجمہ آیت نمبر282 (متعلقہ حصہ) تدبر القرآن)

(تفسیر) "اگر مذکورہ صفات کے دو مرد میسر نہ آسکیں (عاقل بالغ' امانتدار' پسندیدہ اخلاق اور اچھی شہرت والے) تو اسکے لئے ایک مرد اور دو عورتوں کا انتخاب کیا جا سکتا ہے۔ دو عورتوں کی شرط اس لئے ہے کہ اگر ایک سے کسی لغزش کا صدور ہو گا تو دوسری کی تذکیر و تنبیہہ سے اس کا سدباب ہو سکے گا۔ یہ فرق عورت کی تحقیر کے پہلو سے نہیں ہے بلکہ اس کی مزاجی خصوصیات اور اس کے حالات و مشاغل کے لحاظ سے ہے کہ یہ ذمہ داری' اس کے لئے ایک بھاری ذمہ داری ہے۔ اس وجہ سے شریعت نے اس کے اٹھانے میں اس کے لئے سہارے کا بھی انتظام فرما دیا"۔ (تدبر القرآن۔ مولانا امین احسن اصلاحی' صفحہ 641۔ تفسیر آیت 282)

عورت کی گواہی اور فرمان نبویؐ

"حضور ﷺ نے فرمایا' اے عورتو! صدقہ اور بکثرت استغفار کرتی رہو' میں نے دیکھا ہے کہ جہنم میں تم بہت زیادہ تعداد میں جاؤ گی۔ ایک عورت نے پوچھا' حضور یہ کیوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لعنت زیادہ بھیجا کرتی ہو اور اپنے خاوند کی ناشکری کرتی ہو' میں نے نہیں دیکھا کہ باوجود عقل و دین کی کمی کے مردوں کی عقل مارنے والی تم سے زیادہ کوئی ہو۔ اس نے پھر پوچھا کہ حضورؐ ہم میں دین کی اور عقل کی کمی کیسے ہے؟ فرمایا عقل کی کمی تو اس سے ظاہر ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے۔ اور دین کی کمی یہ ہے کہ ایام حیض (و نفاس) میں نہ نماز ہے نہ روزہ"۔ (صحیح مسلم بحوالہ ابن کثیر صفحہ 34 تفسیر آیت 282)

عورت کی گواہی اور حضرت علیؓ کی رائے

"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول روایتیں اس امر پر متفق ہیں کہ

(ا) "آپ رضی اللہ تعالی نے فرمایا' طلاق' نکاح' حدود اور خون کے معاملات (قصاص) میں عورتوں کی گواہی جائز نہیں ہے" (عبدالرزاق جلد ہشتم ص 511' المحلی جلد نہم ص 397' کنز العمال 17794)

(ب) "اگر گواہی مالی معاملات میں ہو تو شرط یہ ہے کہ ہر مرد کے بجائے دو عورتیں ہوں" (المحلی نہم ص 399)"

(بحوالہ فقہ حضرت علیؓ' مرتبہ ڈاکٹر محمد رواس قلعہ جی' ص 48-447)

ریحانہ توفیق نے عورت کی آدھی گواہی پر قرآن و حدیث اور فقہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے جو ٹھوس دلائل اپنی نظم میں آزادی و حقوق نسواں کے طلبگاروں کے سامنے رکھے ہیں ان پر قرآن حکیم' فرمان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فقہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناقابل تردید شواہد ہم بھی آپ کے سامنے لائے ہیں خود موازنہ کر لیجئے کہ درست کیا ہے' غلط کیا ہے؟ اور کیوں ہے؟؟ کیا یہ دھوکہ دہی تو نہیں ہے!

عورت کی آدھی گواہی کا فلسفہ

یہ حقیقت کسی دلیل کی محتاج نہیں ہے کہ کسی بھی چیز کا خالق' صناع اور موجد اس کی کارکردگی کے تعین پر' اپنی رائے کیلئے فائنل اتھارٹی تسلیم کیا جاتا ہے کہ آغاز تخلیق سے تکمیل اور کارکردگی کی جملہ جزیات سے وہی پوری طرح باخبر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی کی بات بھی حرف آخر کے طور تسلیم نہیں کی جاتی۔ زیادہ سے زیادہ وزن کسی کو ملے تو اسے ماہرانہ رائے کا نام دیا جاتا ہے۔ اتھارٹی صرف ایک ہی تسلیم کی جاتی ہے۔

خالق کائنات اس پوری کائنات کا اور بالخصوص حضرت انسان کا تخلیق کنندہ ہے اور اس انسان کی تخلیق میں مردوزن اگرچہ ایک ہی طرز کے مراحل سے گزرتے' شکم مادر میں ایک ہی طرز کی خوراک لیکر' بلکہ ولادت سے لحد تک بھی ایک ہی طرح کی خوراک سے نشوونما پا کر زندہ رہتے ہیں مگر جسمانی طور پر داخلی اور خارجی تبدیلی انہیں مختلف نوعیت کے امور کی انجام دہی کیلئے مختص رکھتی ہے۔

مرد و زن کی الگ الگ خصوصیت اور صلاحیتوں میں استعمال کے کمال کو خالق سے زیادہ کوئی نہیں جان سکتا تھا لہٰذا اگر خالق نے' اپنی ہر شبہ سے بالا تر کتاب ہدائت میں' بطور فائنل اتھارٹی' یہ فرمایا کہ عورت کی گواہی میں ایک مرد اور ایک دوسری عورت کا ساتھ ہونا ضروری ہے تو اس میں تعجب کس بات پر! نبی رحمت صلی

اللہ علیہ وسلم نے (مسلم شریف کی روایت کے مطابق) مزید تشریح فرما دی ہے اور اللہ تعالیٰ' اس کے برحق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر مبہم فرامین کان میں پڑنے ے بعد بھی اگر کوئی ایمان اور اسلام کا دعوی کرنے والا شک میں رہے یا انہیں قابل عمل نہ سمجھے تو اسے اپنے اسلام اور اپنے ایمان پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔

عورت کی آدھی گواہی اور طب

اوپر ہم عورت کی گواہی اور قرآن کے حوالے سے ایک تفسیری اقتباس پیش کر چکے ہیں۔ جسمیں سے ایک جملہ بطور یاداشت درج کر کے' طبی نقطہ نظر آپ کے سامنے رکھیں گے۔ مفسر محترم نے فرمایا "یہ فرق عورت کی تحقیر کے پہلو سے نہیں ہے بلکہ اسکی مزاجی خصوصیات اور اسکے حالات و مشاغل کے لحاظ سے ہے کہ یہ ذمہ داری' اس کے لئے ایک بھاری ذمہ داری ہے" اب ملاحظہ فرمائیے کہ طبی تحقیق کن حقائق کی نشاندہی کرتی ہے۔

عورت کے بالغ ہونے کے ساتھ ہی ہر ماہ کی معین اور متعین تاریخوں میں (مکمل صحت مند ہونے کی صورت میں' ورنہ جس میں جس قدر صحت کا فقدان ہو گا اسی قدر ایام حیض آگے پیچھے ہوتے رہیں گے) حیض کا خون جاری ہونے کے دوران اس کے جسم میں مندرجہ ذیل تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔

☆ جسم کا درجہ حرارت گر جاتا ہے'
☆ خون کا دباؤ کم ہونے کے سبب نبض بھی اپنی عمومی رفتار کی نسبت سست پڑ جاتی ہے'
☆ جسم کے اندر مختلف جگہوں پر موجود گلیٹوں کی پہلی قدرتی ساخت میں تغیر رونما ہوتا ہے اور یہ صورت جسم کے باقی نظام پر بھی اثر انداز ہوتی ہے'
☆ نظام ہضم اور جسم کے اندر مختلف نمکیات یا دوسرے مادوں کی حل پذیری کا نظام بھی اس دوران متاثر ہوتا ہے'
☆ سانس' اعصاب اور پٹھوں کا نظام سست پڑ جاتا ہے اور عورت کو آزادی عمل سے محروم کر دیتا ہے'

عورت کے جسم میں ہونے والی اس ماہانہ ٹوٹ پھوٹ پر غور کیجئے اور سوچئے کہ اس مجبوری کے ساتھ' جو اس کے خالق نے اعلی وارفع تولیدی مقاصد کیلئے ناگزیر طور پر طے کر رکھی ہے' وہ کس قدر نارمل ہوتی ہے اور کس قدر ابنارمل رہتی ہے۔ لہذا ایسے حالات میں' جو ہر عورت کیلئے یقیناً" مختلف ہوتے ہیں' اگر اسی کی سہولت کیلئے گواہی جیسی اہم ذمہ داری کی خاطر' ایک دوسری عورت کا ساتھ ہونا خود خالق ہی طے کر دے تو اس پر ناک بھوں چڑانا یا حق تلفی اور بے عزتی کے درجہ تک اسے لے جانا کہاں کی عقلمندی ہے۔ ماہرانہ آرا ملاحظہ فرمائیے :-

"ڈاکٹر کریگر نے جتنی عورتوں کا معائنہ کیا ان میں آدھی ایسی تھی جن کو ایام ماہواری میں بد ہضمی کی شکائت ہو جاتی ہے اور آخری دنوں میں قبض ہو جاتا تھا۔ ڈاکٹر گب بارڈ کا بیان ہے کہ ایسی عورتیں بہت کم مشاہدہ میں آئیں جنکو زمانہ حیض میں کوئی تکلیف نہ ہوتی ہو' بیشتر ایسی دیکھی گئیں جنہیں سردرد' تھکان' زیر ناف درد اور تھوک کی کمی لاحق تھی۔ طبیعت میں چڑچڑا پن پیدا ہو جاتا ہے' رونے کو جی چاہتا ہے" (پردہ صفحہ 88-187)

"ڈاکٹر کرافٹ ایبک کا کہنا ہے کہ "عام حالات میں جو خواتین نرم مزاج' سلیقہ شعار اور خوش خلق ہوتی ہیں' ماہواری شروع ہوتے ہی بدل جاتی ہیں' پھر وہ بہت جھگڑالو اور چڑچڑی ہو جاتی ہیں' نوکر' بچے اور شوہر سبھی ان سے ناخوش نظر آتے ہیں۔ عورتوں سے اکثر جرائم زمانہ حیض میں سرزد ہوتے ہیں" (عورت- صفحہ 50-49)

"ڈاکٹر وائن برگ کا کہنا ہے کہ "مشاہدات کی بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ خودکشی میں ملوث خواتین میں سے آدھی نے حالت حیض میں خودکشی کی ہے" (عورت: صفحہ 50)

مساوات مرد و زن

مسیحی سماجی ادارے کے ترجمان نے مساوات کو بھی ذریعہ استہزا بنایا ہے جس کا ثبوت پہلے دو کارٹون ہیں۔ عورت خود اپنے وجود کے اندر ہونے والی مسلسل ٹوٹ پھوٹ پر گواہ ہے اور بخوبی جانتی ہے کہ وہ مرد کے مقابلے میں ہمہ جہت' ہمہ وقت ایک جیسی قوت کار اور صلاحیتوں کا مظاہرہ کرنے سے عاری ہے مگر پھر بھی اپنے غیر حقیقی مطالبے پر مصر ہے کہ ہر میدان میں اس کو برابر کا درجہ دیا جائے۔

عورت کا حقیقی مقام

خالق' جس نے عورت کو تخلیق کیا' اس نے عورت کے مقام و مرتبہ کو مرد

کے مقابلہ میں فوقیت دی ہے جس کا ادراک عورت کر ہی نہیں پائی۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ اس کائنات میں' خالق کائنات ہونے کے ناطے' سب سے پہلا حق خود خالق کا ہے' دوسرا حق سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور مذکورہ دونوں حقوق کے بعد تیسرا حق جس ہستی کا متعین فرمایا وہ عورت ہے ماں کے روپ میں اور چوتھے نمبر پر مرد ہے باپ کے روپ میں۔ اس حقیقت کی موجودگی میں کیا یہ ثابت نہیں ہو جاتا کہ بقول سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم واقعی عورت کم عقل ہے۔ کہ تیسرے مرتبہ سے نیچے گر کر چوتھے درجے پر مرد کے برابر آنا چاہتی ہے۔ یہ عورت ہی تو ہے جنت جس کے قدموں تلے ہے اور یہ وجہ سکون ہے خاوند کیلئے۔ عورت بلا شبہ مساوی حقوق شہریت کی حقدار ہے اور اسلام سے بڑھ کر کس معاشرے نے اسے یہ عزت دی ہے۔ یورپی اور دوسرے لا دین معاشروں نے تو اسے منڈی کا مال بنا کر رکھ دیا ہے جس پر تاریخ کے اوراق گواہ ہیں۔ عقل و شعور رکھنے والے کھلی آنکھوں سے گرد و پیش اسے دیکھ بھی سکتے ہیں۔ ڈھکا چھپا تو کچھ بھی نہیں ہے۔ مولوی بدنام ہے صرف اس لئے کہ وہ مرد و زن کو انکے مقام و مرتبہ اور مقصد حیات سے اگاہ رکھتا ہے۔ اپنے محسنوں کو طنز کر تیروں سے چھلنی کرنے والے کبھی عقلمند نہیں کہلواتے۔

جبر قران کی روح کے خلاف

اسلام اور قران کو سمجھنے والے بہت سے مسلمان بھی قرآن پاک سے سورۃ بقرہ کی آیت '**لا اکراہ فی الدین**' "دین میں جبر نہیں ہے" سے انتہائی غیر حقیقی استدلال کرتے ہوئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ دین (کے تقاضوں کی تکمیل کیلئے) میں کوئی جبر نہیں ہے' رہے غیر مسلم تو دین کے نام پر مسلمانوں کو گمراہ کرنا ان کی زندگیوں کا نصب العین ہے لہٰذا اگر مسیحی سماجی ادارے شرکت گاہ کا ترجمان "خبر نامہ" یہ کہے کہ "جبر قران کی روح کے خلاف ہے" تو بات سمجھ میں آتی ہے۔

"دین میں جبر نہیں" کا حقیقی مطلب تو یہ ہے کہ دائرہ اسلام میں آنے کیلئے کسی کو مجبور نہیں کیا جا سکتا' بہ جبر کسی کو مسلمان نہیں بنایا جا سکتا۔ مگر یہ بھی حقیقت

ہے کہ بہ رضا و رغبت دین قبول کر کے دائراہ اسلام میں آنے والے اگر اس دائرہ سے نکلیں تو مرتد ہونے کے ناطے واجب القتل ٹھہرتے ہیں اور دائرہ اسلام میں رہتے ہوئے بد عملی کا مظاہرہ کریں مثلاً" دین کی تعلیم کے خلاف زنا میں ملوث ہوں' شراب پیئں یا چوری کا ارتکاب کریں تو دین کے تقاضے اسے سیدھا کرنے کیلئے حد جاری کریں گے' " دین میں جبر نہیں" کا نعرہ انہیں تحفظ فراہم نہیں کرے گا۔ اسلام جبراً" کسی کو مطیع نہیں کرتا مگر برضا و رغبت مطیع سے بہ جبر عمل ضرور کراتا ہے۔

پردہ کے لئے عورت پر جبر

اوپر جبر کا ذکر پردہ کے حوالے سے کرتے ہوئے "خبر نامہ" نے یہ کہا کہ " دراصل قرآن عورتوں کی حفاظت کیلئے پہلے آدمیوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اگر ایمان رکھتے ہیں تو انہیں اپنی نگاہ نیچی رکھنی چاہئے اور اپنی حرمت کی حفاظت کرنی چاہیے" (بحوالہ سورۃ نور) اس اقتباس سے یکطرفہ طور پر یہ تاثر ملتا ہے کہ عورت کی حفاظت کیلئے مرد کو نظر نیچی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے مگر عورت ہر طرح آزاد ہے۔ یہ مرد ہیں جو عورت کو مجبور کر رہے ہیں کہ پردے اور علیحدگی کو کسی نہ کسی شکل میں قبول کر لیں وغیرہ وغیرہ۔ حقیقت چھپانے کی یہ بد ترین کوشش ہے۔

عورت کیلئے پردہ کا فیصلہ عورت کے خالق نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا اور یہ اسے مشقت میں ڈالنے کیلئے نہیں بلکہ اسے تحفظ فراہم کرنے کیلئے ہے کہ خالق سے بڑھ کر اس کا کوئی خیر خواہ نہیں ہے جسکا ہر حکم' ہر فیصلہ حکمت سے خالی ہو۔ پردہ کے حکم کے قرآنی الفاظ پر ذرا توجہ دی جائے تو ہر بات بڑی آسانی سے سمجھ آتی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے :-

> "مومنو کو ہدایت کرو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ طریقہ ان کیلئے پاکیزہ ہے بے شک اللہ باخبر ہے ان چیزوں سے جو وہ کرتے ہیں۔ اور مومنہ عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کی چیزوں کا اظہار نہ کریں مگر جو ناگزیر طور پر ظاہر ہو جائے اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنوں کے بکل مار کر لپیٹ لیا کریں اور اپنی زینت کا اظہار نہ ہونے دیں مگر اپنے شوہروں کے سامنے

یا اپنے باپوں کے سامنے یا اپنے شوہروں کے باپوں کے سامنے یا اپنے بیٹوں کے سامنے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے سامنے یا اپنے بھائیوں کے سامنے یا بھائیوں کے بیٹوں کے سامنے یا اپنی بہنوں کے سامنے یا اپنے تعلق کی عورتوں کے سامنے' یا اپنے مملوکوں کے سامنے یا ایسے زیر کفالت مردوں کے سامنے جو عورت کی ضرورت کی عمر سے نکل چکے ہوں' یا ایسے بچوں کے سامنے جو ابھی عورتوں کی پس پردہ چیزوں سے آشنا نہ ہوں اور عورتیں اپنے پاؤں زمین پر مار کر نہ چلیں کہ انکی مخفی زینت ظاہر ہو اور اے ایمان والو! سب ملکر اللہ کی طرف رجوع کرو تاکہ تم فلاح پاؤ" (النور (31-30)

"اے نبی اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں کو ہدایت کردو کہ وہ اپنے اوپر اپنی بڑی چادروں کے گھونگھٹ لٹکا لیا کریں۔ یہ اس بات کے قرین ہے کہ ان کا امتیاز ہو جائے' پس انکو کوئی ایذا نہ پہنچائی جائے اور اللہ غفور الرحیم ہے۔" (احزاب-59)

پردہ کے ضمن میں شرکت گاہ کے خبرنامہ نے جو ڈنڈی ماری ہے' وہ ہر طرح قابل مذمت ہے۔ آپ آغاز میں درج کی گئی عبارت' جو بقول انکے سورۃ نور کی آیت کا ترجمہ ہے' اور سورۃ نور و سورۃ احزاب سے پردہ کیلیۓ خالق و مالک کی حقیقی ہدایت کا موازنہ کر کے خود ہی فیصلہ فرمالیں کہ گمراہی پھیلانے میں اس ادارے کا کس قدر حصہ ہے۔ سیاق و سباق سے الگ کر کے قرانی آیت کا ترجمہ عامتہ الناس کے سامنے اپنی مطلب براری کیلیۓ رکھنا کسی طرح بھی سادگی نہیں بلکہ واضح عیاری ہے۔

پردہ اور معاشرتی زندگی

روز مرہ زندگی میں عموی وطیرہ' جو ہر کسی کے تجربہ میں آتا ہے' یہ ہے کہ کوئی کسی کو بھلی بات کہے جس پر عمل سے فائدہ پہنچے' تو ایسی بات کہنے والے کو محسن کہا جاتا ہے' اس کے بعد اس کے خلاف بات کہنے والا محسن کش کہلواتا ہے جو معاشرتی سطح پر گالی سے کسی طرح کم نہیں سمجھا جاتا۔ محسن کش کو ہر کوئی بے عقل کہتا ہے۔ روز مرہ زندگی میں بے شمار مثالیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔

یہ بات بھی اپنی جگہ بڑی وزنی سمجھی جاتی ہے کہ سربراہ خانہ' باپ' خاندان کا محسن ہوتا ہے' خصوصاً" اولاد کیلیۓ' کہ وسائل رزق وغیرہ مہیا کرتا ہے' خاندان کی آسائش کا خیال رکھتا ہے اور انسان ہونے کے ناطے جو ممکن ہو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ جس طرح باغ کیلیۓ مالی محسن ہے' اسی طرح خالق کائنات' اپنی مخلوق کا محسن ہے کہ

اس نے زندگی دی' صحت و تندرستی دی' صلاحیتوں سے نوازا' معاشرتی زندگی گزارنے کیلئے دور قریب کے رشتے دئے' عملی زندگی کا مکمل ڈھانچہ فراہم کیا' عملی زندگی کے سکھ اور سکون کی خاطر ہمہ جہت راہنمائی کیلئے کتاب اور عملی ترتیب کیلئے صاحب کتاب سے نوازا' غرض پیدائش کی ابتدا سے لحد تک ہر قدم پر مطلوب سامان زیست اور ہدایت کا سامان فراہم کر کے وہ محسنوں کی فہرست میں پہلے پر نمبر آیا' دنیا کا ہر محسن اس کے بعد ہے۔ اب اگر کوئی اس محسن کی خیر خواہی کو ٹھکرائے تو اس کے بے عقل اور محسن کش ہونے میں کیا شبہ ہے؟۔

انسان اسقدر کمزور و لاچار ہے کہ اسے اپنے اگلے لمحہ کی حقیقی خبر نہیں ہے عملی زندگی میں قدم قدم پر اسکی بے بسی دیدنی ہے۔ اس کمزور انسان' مرد و زن' کو اس نے معاشرتی زندگی میں تحفظات فراہم کرنے کیلئے خود احکامات جاری فرمائے' قوانین کا مجموعہ بنایا کہ میرا بندہ (مرد و زن) سکھ چین سے زندگی گزارے۔ وہ چونکہ خود انسان کا تخلیق کنندہ ہے' اس میں خیر و شر کے مادہ سے پوری طرح باخبر ہے اس لئے خوبیوں اور کمزوریوں کو نظر میں رکھتے ہوئے انتہائی خیر خواہی سے جو ہدایت اس نے مرد و زن کو دی' اس سے بڑھ کر کوئی دوسری خیر خواہی ممکن ہی نہیں اور خدانخواستہ اگر یہ خیر خواہی کسی کو قبول نہیں تو اس سے بڑھ کر بے عقل بھی کوئی نہیں ہے۔

عورت کا اس معاشرے میں جو مقام خود خالق نے مقرر کر دیا ہے اس کا ذکر ہم کر چکے ہیں' کہ خالق اور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کا تیسرا مرتبہ ہے۔ اب اگر عورت خود اس مقام سے نیچے آنے پر مصر ہے تو کوئی بھی اسے عقلمند نہ کہے گا۔ عورت بیوی ہو' ماں ہو' بہن ہو' یا بیٹی ہر حالت میں اسے اس کے پیدا کرنے والے نے بہترین تحفظ فراہم کیا ہے اور اس کا حکم اپنی محکم کتاب' قرآن میں درج فرما دیا۔ بدقسمتی تو یہ ہے کہ مسلم عورت نے قران سے حقوق کا تحفظ لینے کی بجائے' مغربی لادینیت زدہ معاشرے سے تلاش کرنا شروع کیا ہے۔ جب کہ مغرب کے دانشور کار لائل اپنی کتاب Woman and Islam میں یہ کہہ رہے ہیں کہ " اسلام نے عورت کو جس آزادی اور جن حقوق سے نوازا ہے۔ وہ انسانیت کی فلاح و

بہبود کیلئے اتنے کافی ہیں کہ آج تک کوئی دوسرا معاشرہ اس کا عشر عشیر بھی عورت کو نہ دے سکا" کارلائل کی بات کو ماضی اور حال کی تاریخ کی کسوٹی پر جو چاہے پرکھ لے۔

انسانی معاشرے کی سب سی قیمتی چیز (King Pin) عورت ہے اور اس کے پاس سب سے قیمتی چیز' عفت و عصمت ہے۔ اس گوہر نایاب کی حفاظت کیلئے اس کے پرورش کنندہ' رب العالمین نے' جو اس کے معاشرے کے افراد کی ہمہ جہت نفسیاتی کیفیات سے' تخلیق کنندہ ہونے کے ناطے' پوری طرح باخبر ہے' پردہ کے احکامات اور مخلوط میل جول پر پابندیاں عائد کیں' جو صحت مند سماجی ڈھانچے کی ضمانت ثابت ہو سکتی ہیں اور ان پابندیوں میں کوئی معمولی سے معمولی جز بھی غیر حکیمانہ نہیں ہے۔

اگر کوئی عورت یا مرد اپنے شعوری اسلام اور اپنے دعوی ایمان میں کھرا ہے تو اسے اس بات کی چنداں حاجت نہیں ہے کہ خالق کے ہر حکم کی حکمت لازماً" اسکی سمجھ میں آئے اور پھر عمل کیا جائے۔ اس کیلئے تو یہی کافی ہے کہ یہ خالق کا حکم ہے' یہ قرآن حکیم میں درج ہے' یہ زبان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے لہذا سر تسلیم خم ہے۔ سوچا جائے تو انسانی فہم و فراست کی' خالق کی فہم و فراست کے مقابلے میں حیثیت ہی کیا ہے؟۔انسانی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جو کل نامعلوم تھا آج معلوم ہے اور جو آج نامعلوم ہے' آج ہماری سمجھ میں نہیں آ رہا وہ کل آنے والے لوگوں کی سمجھ میں آ جائیگا' کہ اسلام جامد دین نہیں ہے بلکہ ہمہ پہلو متحرک دین ہے اور انسانی زندگی سے ہر لحہ عہدہ برابر ہو سکتا۔

پردہ پر جن لوگوں نے مکمل پاسداری کے ساتھ عمل کیا' ہماری مراد (عرب کے انتہائی بگڑے معاشرے نے قبول اسلام کے بعد) خلافت راشدہ کا چالیس سالہ دور ہے' اس کے مقابلے میں تاریخ انسانی سے کوئی ایک مثال لائیے جسمیں عورت کو ویسا تحفظ نصیب ہوا ہو' جس میں معاشرتی اور سماجی اقدار کو استحکام ملا ہو' جسمیں ملکی معیشت کو استحکام میسر آیا ہوا' جسمیں عورت کے مقام و مرتبہ کا لحاظ رکھا گیا ہو۔ بالعکس تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ عورت کو ہر دور میں معاشرتی سطح پر پاؤں کی

جوتی' گناہوں کی پوٹ اور بیسوا بنایا گیا۔ اس حوالے سے یورپ کو دیکھ لیں' ہندوستان کو دیکھ لیں یا کسی دوسرے ملک کی تاریخ پڑھ لیں۔

"طعنہ" ہماری معاشرتی زندگی میں چونکہ جان لیوا بھی ثابت ہو جاتا ہے اس لئے "بنیاد پرستی" اور "رجعت پسندی" وغیرہ کے طعنے سے بچنے کی خاطر اور اس لئے بھی کہ آج کا مسلمان قرآن و سنت کی حتمی تعلیم کے مقابلہ میں' ہر لحہ نئ تحقیق کو زیادہ وزن دیتا ہے' ہم یہاں صرف ایک یورپی محقق اور دانشور کی فاضلانہ تحقیق کا ثمرہ آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔ قوانین فطرت کی روشنی میں قرآن کی تعلیم اور اس تحقیق کو پرکھ لیجئے' ماڈرن ازم کا بخار اتارنے کے لئے یہی کافی ہے' بشرطیکہ فہم و بصیرت ہمیں تنہا نہ چھوڑ گئے ہوں۔

> "انسانیت کی پوری تاریخ میں کوئی ایک مثال بھی اس قسم کی نہیں ملتی' کہ کوئی ایسی سوسائٹی تمدن کی بلندی تک پہنچ گئی ہو' جس کی لڑکیوں کی پرورش اور تربیت ایسے ماحول میں ہوئی ہو جس میں مرد و زن مخلوط رہے ہوں۔ تاریخ عالم میں کوئی بھی ایسی مثال نہیں ملے گی کہ وہ قوم اپنی تمدنی بلندی کو قائم رکھ سکی ہو۔ اس کے برعکس صرف وہی اقوام تہذیب کی انتہائی بلندیوں پر پہنچ سکی ہیں جنہوں نے مخلوط میل جول پر پابندی عائد کی"۔
>
> "کوئی گروہ کیسے ہی جغرافیائی ماحول میں رہتا ہو' اس کی تمدنی سطح بلند ہو گئی تھی یا نیچے گر گئی تھی' اس بات کا انحصار صرف ان حالات پر ہے کہ اس نے اپنے ماضی اور حال میں مرد اور عورت کے میل جول کے لئے کس قسم کے ضوابط مرتب اور نافذ کر رکھے تھے"۔
>
> "اگر کسی قوم کی تاریخ آپ دیکھیں کہ کس وقت اس کی تمدنی سطح بلند تھی یا پست تو تحقیق سے معلوم ہو گا کہ اس قوم نے اپنے مرد و زن کے تعلقات میں کیا تبدیلی کی تھی جس کے نتیجہ میں اس کی تمدنی سطح میں بلندی تھی یا پستی"۔

(Sex and Culture - Page 340 Prof: J.D. Unwin, C.U)

قرآنی تعلیمات اور جدید تحقیق کے باوجود ہم عقل کے انتہائی اندھاپن کا شکار ہیں کہ غیر مسلم قوتیں ہمیں ہماری اقدار سے دور لے جا کر کالما" کھوکھلا کر کے اپنی بالادستی کے لئے کوشاں ہیں۔ ہم بلا سوچے سمجھے ان کا نوالہ تر بنے ہوئے ہیں۔ کیمبرج یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر جے ڈی انون نے جو کچھ کہا وہی علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال ان سے پہلے فرما چکے تھے۔

بڑھ جاتا ہے جب ذوق نظر اپنی حدوں سے : ہو جاتے ہیں افکار پراگندہ و ابتر

یا یہ کہ :-

تہذیب فرنگی ہے اگر مرگ امومت : ہے حضرت انسان کے لئے اس کا ثمر موت

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن : کہتے ہیں اسی علم کو ارباب وفا موت

پردہ کے عنوان پر بہت کچھ کہا جا سکتا ہے مگر ہم یہاں اختصار سے مسیحی سماجی اداروں کی جانب سے اسلامی اقدار کے جائزہ کے ضمن صرف اشارات پر اکتفا کرنے پر مجبور ہیں کہ یہ مقالہ کسی طوالت کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ پردہ پر طعن کرنے والے یا تو مسلمانوں کے ناموں کے بھیس میں غیر مسلم ہیں جو اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے ہر حربہ سے پاکستانی عورت کو گمراہ کر رہے ہیں یا کالے انگریز ہیں جو وطن عزیز میں سفید انگریز کی باقیات میں سے ہیں' ورنہ مسلمان کہلوانے والا مرد ہو یا عورت' عمل میں کتنا بھی گیا گزرا کیوں نہ ہو' اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین سے روگردانی کا تصور تک کرتے کانپ اٹھتا ہے۔ شاعر مشرق کے اس شعر پر اس بحث کو ختم کرتے ہیں کہ :-

"یورپ کی غلامی پہ رضا مند ہوا تو : مجھ کو تو گلا تجھ سے ہے یورپ سے نہیں"

شرکت گاہ کے خبرنامہ کی مزید ہرزہ سرائی

مسیحی سماجی ادارے "شرکت گاہ" کی برسوں پر پھیلی "علمی و سماجی کاوش" کا جائزہ چند صفحات میں ناممکن ہے اس لئے اختصار کے ساتھ' اقلیت کا اکثریت کے دین پر حملہ آور ہونا ثابت کرنے کے لئے' "خبرنامہ" کے مختلف شماروں سے وہ سرخیاں پیش کرتے ہیں' جو مسلمہ اسلامی اقدار کا مذاق اڑاتی ہیں اور ان سرخیوں سے پہلے کارٹوں کی زبان میں طنز کے چند اور تیر بھی ملاحظہ فرما لیجئے' جو ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ مسلمان ملک میں اس حد تک اسلام کا تمسخر اڑانے والی بیبیاں اب بھی اس امر پر شاکی ہیں کہ انہیں آزادی حاصل نہیں ہے اور اگر ان کی مطلوبہ آزادی انہیں میسر آگئی تو نہ جانے گاڑی کہاں رکے گی۔ محسوس یوں ہوتا ہے کہ ان

کی مطلوبہ آزادی کی تکمیل کا دن وہ ہو گا' جب مسلمان عورت ان کے مذموم مقاصد کے لئے مکمل طور پر ان کی آلہ کار ہو گی اور انہیں یقین آ جائے گا کہ ہم نے جس قدر مسلمان عورتوں کو گمراہ کیا ہے' دراصل اتنے خاندانوں کی تباہی کی ہم نے ضمانت لے لی ہے کہ ایک عورت ایک گھر ہے' ایک خاندان ہے

گمراہ کن سرخیاں

بحوالہ اسلامائزیشن:

☆ "مسیحی راہنما نے شریعت بل کو رد کر دیا"۔ (انتہائی شرمناک اور اشتعال انگیز)
"شریعت بل پر تبصرہ کرتے ہوئے پاکستان کرسچین نیشنل پارٹی کے سیکرٹری جنرل' ایم جوزف فرانسس نے کہا ہے کہ یہ بل انسان دوست حقوق کی خلاف ورزی کرتا ہے' ایک اخباری بیان میں انہوں نے کہا کہ پاکستان کے بننے کے وقت واضح الفاظ میں کہا گیا تھا کہ مذہب کا مملکت کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو گا" (خبرنامہ' جلد 4' شمارہ 2' 1992ء' صفحہ 4)

☆ "وفاقی شرعی عدالت کے رباء پر فیصلے کے پریشان کن مضمرات"۔ (صفحہ 7)

☆ "ربا پر کوئی اجماع نہیں ہوا"۔ (صفحہ 7)

☆ "ناچ گانا بند"۔ (خواتین کے اداروں میں موسیقی' ناچ' گانے والے کلچرل پروگرام سے بچا جائے) (صفحہ 18)

☆ "پاکستان ٹیلی ویژن کی سنسر شپ پالیسی"۔ سنسر شپ پالیسی کے ایک نئے ہدایت نامے کے تحت عورتوں کو "اپنے سر موڑنے یا ہلانے سے منع کر دیا گیا ہے' جسم کے تمام پیچ و خم کو دوپٹے سے ڈھانکنے اور عورت ماڈلوں کو غیر ضروری ابھارنے سے اجتناب کرنے کا کہا گیا"۔ (صفحہ 19)

"جھوٹے مذہبی ہتھیار کا دوبارہ استعمال"۔ نام نہاد اسلامائزیشن کے چیمپین یہ دلیل دیتے ہیں کہ ایک مسلم اکثریتی ملک کو لازمی طور پر شریعت کے مطابق چلایا جانا چاہیے اور کچھ بھی ہو یہی وہ مقصد تھا جس کے لئے پاکستان وجود میں آیا تھا بہت سے عالموں نے پہلے مفروضے پر بحث کی ہے اور اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اسلام کوئی ملکی آئین یا طرز حکومت نہیں دیتا صرف اس بات کی نصیحت کرتا ہے کہ ایمان والے باہمی مشورے سے معاملات طے کریں۔ مزید یہ کہ اسلام جبرا" لاگو نہیں کیا جا سکتا" (خبرنامہ' جلد 4' شمارہ 3' 1992ء' صفحہ 10)۔

"نام نہاد توہین رسالت کے قانون نے جس طرح مذہبی جنونیت کی شیطانی لہر کو بے لگام کیا ہے اس کا ثبوت مذہب کے نام پر بہایا جانے والا مزید خون ہے"۔ (خبرنامہ جلد' شمارہ 3' صفحہ 3' 1994ء)۔

"وزیر اعظم بے نظیر نے مولانا فضل الرحمن کے مطالبات تسلیم نہ کرنے پر سکھ کا سانس لیا ہے" (صفحہ 8)۔

سرخیوں کا مختصر جائزہ۔

مسیحی برادری کا شریعت بل رد کرنا، مسلمان اکثریت کے ملکی اور مذہبی اصول و ضوابط کے خلاف کھلم کھلا بغاوت ہے۔ عقلمند اقلیت ہمیشہ اکثریت کے قوانین کا احترام کرتی ہے اور کوئی بھی غیرت مند ملک، اقلیت کو اسقدر آزادی نہیں دیتا کہ وہ اکثریت کے مذہبی معاملات کو رد یا قبول کرنے کا فیصلہ کریں۔ اقلیت کی اس دیدہ دلیری پر گرفت نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں اقلیت مادر پدر آزاد ہے۔ یہی کچھ وفاقی شرعی عدالت کے ضمن میں اقلیت کی، اپنی حدودں سے تجاوز کی عادت کے بارے میں کہا جا سکتا ہے اور یہ قانون کی نظر میں قابل مواخذہ بھی ہے۔ شرعی عدالت کے فیصلوں کے مضمرات پر اقلیت کی بے چینی کا سبب اور اس دلیرانہ تبصرہ کو آپ انکے سرپرستوں کے رویہ کی روشنی میں بخوبی جان سکتے ہیں۔

رباء (سود) پر اجماع نہیں ہو سکا، یہ بھی مجذوب کی بڑ سے زیادہ نہیں کہ مسلمان کیلئے رباء کا مسئلہ ہمیشہ کیلئے، مسلمان کے رب نے اپنی محکم کتاب قرآن میں طے کر دیا۔ ہر طرح کا جلی خفی سود، اپنی تمام تر جزیات کے ساتھ قیامت تک کیلئے حرام قرار دیا گیا اور اس میں کسی بھی پہلو سے ملوث ہونے کو اللہ اور رسول کے خلاف جنگ قرار دیا گیا۔ قرآن کے فرمان پر اجماع نہ ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس سودی کاروبار میں ملوث مسلمان گناہ کبیرہ کے مرتکب قرار پاتے ہیں اگر کوئی مسلمان سود کو حلال کرے تو وہ اپنے ایمان کی فکر بھی کرے کہ حرام پر دلیل لانا کفر ہے۔

اسلامائزیشن
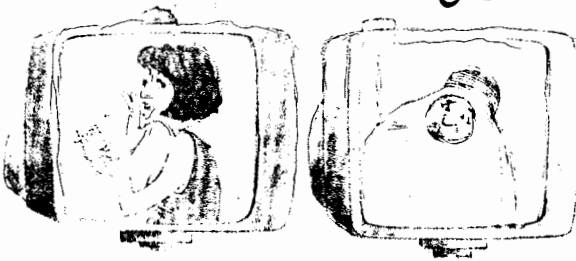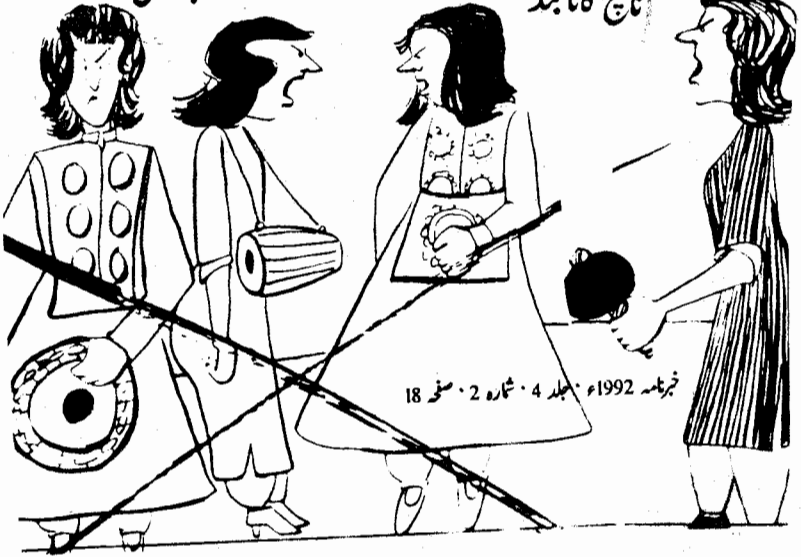
خبرنامہ 1992ء، جلد 4، شمارہ 2، صفحہ 21

"مردوں کے حقوق! ان کی حفاظت کوئی بھی ہماری طرح نہیں کر سکتا"
خبرنامہ 1993ء · جلد 5 · شمارہ 2 · صفحہ اول

خبرنامہ 1995ء · جلد 5
· شمارہ 4 · صفحہ 18
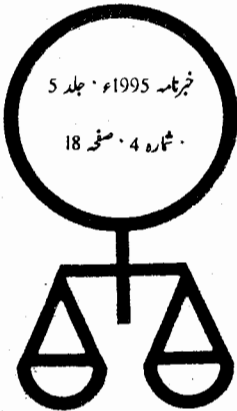
ظالم مسلمان مرد (مولوی) عورت کو زنجیر میں جکڑ کر رکھتا ہے جبکہ عالمی صلیب عورت کی آزادی و حقوق اور انصاف کی ضامن ہے۔
(گول دائرہ دراصل گلوب ہے)

نا چ گانا بند' قرآن و حدیث سے ناچ گانے کے حرام ثابت ہونے کے بعد اسے اپنانا مسلمان کے ایمان کی ضد ہے۔ ایمان اور جانتے بوجھتے نافرمانی ساتھ نہیں نبھ سکتے۔ قوموں کے استحکام میں ناچ گانا ہمیشہ گھن ثابت ہوا ہے کہ ناچ گانے والی قوم کبھی عروج و استحکام کی منزل نہ پا سکی' افراد کو صاحب کردار نہ بنا سکی جب کہ قوم کا حقیقی سرمایہ صاحب کردار افراد ہی ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں مسیحی محقق پروفیسر ڈاکٹر جے ڈی انون کی فاضلانہ رائے ہم پیش کر چکے ہیں۔

اسلام کوئی ملکی آئین یا طرز حکومت نہیں دیتا' یہ بات کوئی عقل کا اندھا ہی کہہ سکتا ہے کہ خلافت راشدہ کا کم و بیش چالیس سالہ دور حکومت' پوری انسانی تاریخ کا درخشندہ باب ہے' جسکے مقابلے میں کار حکومت چلانے کیلئے قواعد و ضوابط آج تک کوئی قوم سامنے نہیں لا سکی۔ قرآن حکیم اور فرامین رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی زندگی کا کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا' خواہ یہ مسجد سے متعلق ہو' معیشت یا سیاست سے متعلقہ ہو یا سماجی اور معاشرتی تعلقات و معاملات سے واسطہ رکھنے والا ہو بلکہ اس سے بھی بڑھ کر نجی خاندانی زندگی پر تعلیمات تک کے لئے مفصل ہدایات موجود ہیں جو کسی مخصوص دور تک محدود نہیں ہیں بلکہ ہر دور کیلئے تابندہ ہیں۔

مسیحی راہنماؤں کا شریعت بل مسترد کرنا ہو یا انکی یہ درید دہنی ہو کہ پاکستان کے بننے کے وقت واضح الفاظ میں کہا گیا تھا کہ مذہب کا مملکت سے کوئی تعلق نہ ہو گا' حقیقت سے کس قدر بعید ہے' ثابت کرنے کے لئے ہم آپ کے سامنے قائداعظم محمد علی جناحؒ کے مصدقہ اقوال رکھتے ہیں اور اسی کے ساتھ ہی آئین پاکستان' قرارداد مقاصد اور شریعت ایکٹ 1991ء کی وہ دفعات پیش کرتے ہیں جنکا تعلق مملکت کے دین' شہریوں کے حقوق' اقلیتوں کے حقوق اور عورتوں کے حقوق کے تحفظات سے ہے۔ کیا اس کے بعد بھی اس بات کی گنجائش رہ جاتی ہے کہ آزادی و حقوق کے نام پر مسلمان عورت کو گمراہ کرنے کی خاطر واویلا کیا جائے۔

قائداعظم اور پاکستان

"اس قوم کو ایک جداگانہ گھر کی ضرورت ہے۔ ان دس کروڑ مسلمانوں کو جو اپنی تمدنی معاشرتی صلاحیتوں کو اسلامی خطوط پر ترقی دینا چاہتے ہیں ایک اسلامی ریاست کی ضرورت ہے (قرارداد لاہور 23 مارچ حیات قائداعظم چودھری سردار محمد خان عزیز صفحہ 226)

"مسلمان غلامی کو خدا کا عذاب سمجھتا ہے۔ مسلمان اور غلام دو متضاد چیزیں ہیں ایک آزاد اسلامی سلطنت کے بغیر اسلام کا تصور ہی باطل ہے۔ مسلمان کے نزدیک صحیح آزادی کا تصور یہ ہے کہ وہ ایسی اسلامی حکومت کو معرض وجود میں لائے جو قران کریم کے ضابطہ خداوندی کی تشکل ہو......... مسلمان کے نزدیک ہر وہ نظام حکومت باطل ہے جو کسی انسان کا وضع کردہ ہو کیونکہ اسکے پاس ایک محکم دستور ہے جو اسکی ہر موقع اور ہر زمانہ میں راہنمائی کر سکتا ہے" (بحوالہ مذکورہ صفحہ 252)

سوال = مذہب اور مذہبی حکومت کے لوازم کیا ہیں؟

جواب = (قائداعظم) "جب میں انگریزی زبان میں مذہب کا لفظ سنتا ہوں تو اس زبان اور محاورے کے مطابق لامحالہ میرا ذہن خدا اور بندے کی باہمی نسبت اور رابطہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ لیکن میں بخوبی جانتا ہوں کہ اسلام اور مسلمانوں کے نزدیک مذہب کا یہ محدود اور مقید مفہوم یا تصور نہیں ہے۔ میں نے قرآن مجید اور قوانین اسلامیہ کے مطالعہ کی اپنے طور پر کوشش کی ہے۔ اس عظیم الشان کتاب کی تعلیمات میں انسانی زندگی کے ہر باب کے متعلق ہدایات موجود ہیں۔ زندگی کا روحانی پہلو ہو یا معاشرتی' سیاسی ہو یا معاشی' غرضیکہ کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جو قرآنی تعلیمات کے احاطہ سے باہر ہو۔ قرآن کریم کی اصولی ہدایات اور طریق کار نہ صرف مسلمانوں کے لئے ہے بلکہ اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کے لئے حسن سلوک اور آئینی حقوق کا جو حصہ ہے اس سے بہتر کا تصور نا ممکن ہے"۔

(اگست 1941ء مسلمانوں نوجوانان سے حیدر آباد دکن میں سوال و جواب کی نشست' حیات قائداعظم چوہدری سردار محمد خان عزیز۔ صفحہ 255)

"پاکستان کی بنیاد فی الحقیقت اس وقت پڑ چکی تھی جب اس برصغیر کے پہلے غیر مسلم نے اسلام قبول کیا تھا"

(قائداعظم محمد علی جناح سالانہ اجلاس مسلم لیگ' لاہور 1940ء)

(بحوالہ قیام پاکستان میں مولانا مودودی کا فکری حصہ سید نظر زیدی۔ صفحہ۔8)

آئین 1973ء
تعارف

دفعہ 2: اسلام پاکستان کا سرکاری مذہب ہو گا۔

(الف) قرارداد مقاصد میں دئے گئے اصولوں اور شقوں کو دستور کا موثر حصہ بنا دیا گیا ہے اور یہ اسی طرح لاگو ہوں گی۔

دفعہ 4: ہر شہری خواہ وہ کسی جگہ بھی ہو' کو قانون کی حفاظت کے دائرے میں رہنے اور قانونی سلوک کے مستحق ہونے کا حق ہے اور یہ حق نا قابل انتقال ہے۔

دفعہ 5: (1) ریاست سے وفاداری ہر شہری کا بنیادی فرض ہے۔

(2) ہر شہری خواہ وہ کہیں بھی ہو یا وقتی طور پر مقیم ہو' آئین و قانون کا بنیادی طور پر پابند ہے۔

بنیادی حقوق

دفعہ 1- حق زندگی اور آزادی:

"دستور کے آرٹیکل نمبر 9 کے مطابق پاکستان کے شہریوں کو آزادی اور زندگی کا تحفظ بہم پہنچایا گیا ہے۔ انسانی زندگی انہی دو عناصر' زندگی اور آزادی سے مرکب ہے اور کسی بھی فرد کو ان دونوں نعمتوں سے محروم نہیں کیا جا سکتا ماسوائے ایسی صورت کے جسکی دستور اجازت دیتا ہو"۔

دفعہ 5- تحفظ و وقار

"موجودہ دستور کے مطابق پاکستان کے شہریوں کے وقار کے تحفظ کی بھی ضمانت دی گئی ہے۔ لیکن یہ تحفظ صرف قانون کے دائرے میں حاصل ہو گا۔ اسی طرح یہ افراد کو ذاتی اور گھریلو زندگی میں بھی حاصل ہو گا..........."

دفعہ 12- "قانون' امن عامہ اور اخلاقی حدود کے اندر' ہر شخص کو کسی بھی مذہب پر کاربند ہونے اور اسکی ترویج کا حق حاصل ہو گا اسی طرح ہر مذہبی فرقے کو اپنی عبادت گاہیں بنانے اور انکی حفاظت کا حق حاصل ہو گا"

دفعہ 17 - "پاکستان کے آئین نے تمام شہریوں کو یکساں درجہ دے کر تمام امتیازات ختم کر دیے ہیں........... آرٹیکل نمبر 25 نے جنسی امتیازات بھی ختم کر دیا ہے اور عورتوں مردوں کو بحیثیت شہری یکساں درجہ دیا ہے.........."

پالیسی کے اصول

دفعہ 3- تعصبات کا انسداد

"حکومت گروہی' نسلی' مذہبی اور قبائلی تعصبات کے انسداد کے لئے جدوجہد کرتی رہیگی"۔

دفعہ 4- خواتین کے حقوق

"حکومت اس بات کا اہتمام کرے گی کہ خواتین قومی زندگی میں بھرپور حصہ لیں"۔

دفعہ 6- اقلیتوں کا تحفظ

"حکومت اقلیتوں کے جائز حقوق کی حفاظت اور اسکی مناسب نمائندگی کا اہتمام کرے گی"۔

(آئین پاکستان۔ ڈاکٹر صفدر محمود' صفحات 58-43)

قرارداد مقاصد

"جسکی رو سے جمہوریت' حریت' مساوات' رواداری اور عدل عمرانی کے اصولوں کو' جس طرح اسلام نے انکی تشریح کی ہے' پورے طور پر ملحوظ رکھا جائیگا"۔ (پیرہ-4)

"جسکی رو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائیگا کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق' جسطرح قرآن و سنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے' ترتیب دے سکیں"۔ (پیرہ 5-)

"جسکی رو سے اس امر کا قرار واقعی انتظام کیا جائیگا کہ اقلیتیں آزادی کے ساتھ اپنے مذہبوں پر عقیدہ رکھ سکیں اور اس پر عمل کر سکیں اور اپنی ثقافتوں کو ترقی دے سکیں"۔ (پیرہ-6)

بحوالہ آئین پاکستان۔ ڈاکٹر صفدر محمود
(ضمیمہ-4' آرٹیکل۔ 2 الف' صفحہ۔ 175)

شریعت بل کا متن

"اور ہرگاہ کہ اسلام پاکستان کا سرکاری مذہب قرار دیا جا چکا ہے اور اس طرح تمام مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ قرآن مجید اور سنت کے احکام پر عمل کریں تاکہ انکی زندگیاں مکمل طور پر خدائی قوانین کے تحت آ جائیں"۔ (پیرہ-2)

"اور ہرگاہ کہ قرارداد مقاصد کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مستقل جزو کے طور پر شامل کیا گیا ہے اور ہرگاہ کہ اسلامی ریاست کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ شہریوں کی عزت' زندگی' آزادی' جائیداد اور بنیادی حقوق کا تحفظ کرے اور یقینی بنائے اور اسلامی نظام عدل کے ذریعے تمام عوام کو سستا اور جلد انصاف فراہم کرے" (پیرہ-3)

"اور ہرگاہ کہ اسلام امربالمعروف اور نہی عن المنکر کی اسلامی اقدار کی بنیاد پر سماجی نظام قائم کرنے کا حکم دیتا ہے" (پیرہ-4)

شریعت ایکٹ 1991ء

2- اس ایکٹ کو نفاذ شریعت ایکٹ مجریہ 1991ء کا نام دیا گیا ہے۔

3- اس کا اطلاق پورے پاکستان پر ہوگا۔

5- اس ایکٹ کا کوئی جزو غیر مسلموں کے پرسنل لا' مذہبی آزادی' روایات' رسوم و رواج اور طرز زندگی پر اثر انداز نہیں ہوگا۔

دفعہ 9- ذرائع ابلاغ کے ذریعے اسلامی اقدار کا فروغ

1- حکومت ذرائع ابلاغ کے ذریعے اسلامی اقدار کو فروغ دینے کے سلسلے میں ضروری اقدامات کریگی۔
2- شریعت کے خلاف توہین آمیز مواد جسمیں فاشی کی ترغیب دی گئی ہو' کی اشاعت پر مکمل پابندی ہوگی۔

دفعہ 10- ہر شہری کی جان و مال اور شخصی آزادی کی ضمانت

"پاکستان کے ہر شہری کے جان و مال عزت' حقوق اور آزادی کے تحفظ کی خاطر حکومت قانونی اور انتظامی اقدامات کریگی"۔

دفعہ 20- عورتوں کے حقوق اثر انداز نہیں ہو نگے
اس ایکٹ میں شامل کسی بھی جزو کے باوجود آئین کے تحت عورتوں کو دیئے جانے والے کوئی بھی حقوق اثر انداز نہیں ہو نگے۔

(آئین پاکستان ڈاکٹر صفدر محمود صفحہ 193-189)

خبرنامہ 1994ء • جلد 6 • شمارہ 2 • صفحہ 26 تولیدی حقوق پر "خواتین زیر اثر مسلم قوانین" کا موقف

عورت نہ کہ بچہ پیدا کرنے کی مشین

عورت کی آزادی اور اسلامائزیشن کے حوالے سے مذکورہ کارٹون' جو فحاشی کے زمرہ میں بھی آتا ہے' قابل توجہ ہے۔ عورت کو اس میں مادر پدر آزاد جھولتا دکھایا گیا ہے۔ اور یہی غالباً" آزادی و حقوق نسواں کے علمبرداروں کی منزل ہے۔ کارٹون کے نیچے تحریر ہے "عورت ہے یا بچے پیدا کرنے کی مشین" گویا عورت 'کسی اور مصرف' کے لئے تھی مگر اسے بچے پیدا کرنے کی مشین بنا دیا گیا ہے۔ ہم بصد احترام' حوا کی بیٹیوں سے' جنہیں یہ حقیقت ناگوار گذرتی ہے' سوال کرتے ہیں کہ پھر عورت کا مقصد تخلیق ہے کیا؟

عورت کے خالق نے تو مرد اور عورت کا مقصد تخلیق یوں بیان فرمایا اور اسے خلافت ارضی کے لئے اشرف المخلوقات کے مرتبہ پر فائز کیا۔

1- واذقال ربک للملکتہ انی جاعل فی الارض خلیفتہ (البقرہ-30)

"اور جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں (پر) اپنا نائب (میرے احکام کو ٹھیک ٹھیک نافذ کرنے والا) بنانا چاہتا ہوں"۔

2- یایھا الناس اتقو ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ و خلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا" کثیرا و نساء و تقو اللہ الذی تسئالون بہ ولا رحام (النساء-1)

"اے لوگو اپنے رب سے [illegible] جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کو جوڑہ بنایا اور ان دونوں میں سے بہت سے مرد عورت پھیلائے۔ اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو۔"

قرآن کا فرمان چونکہ 'رجعت پسندی' ہے اور مغربی تہذیب کے دلدادہ یا اسیر مسلمان مرد و زن' قرآن کے حوالہ سے بات کرتے یا بات سنتے شرماتے ہیں' اس لئے ہم جدید سائنسی و طبی تحقیق بھی آپ کے سامنے رکھتے ہیں' جو عورت کے مقصد حیات کی تکمیل پر روشنی ڈالتی ہے۔

"عورت کے لئے وظائف تولیدی جو اہمیت رکھتے ہیں ان کا ابھی تک پورا شعور پیدا نہیں ہوا ہے اس وظیفہ کی انجام دہی عورت کی معیاری تکمیل کے لئے ناگزیر ہے پس یہ احمقانہ فعل ہے کہ عورتوں کو تولید اور زچگی سے برگشتہ کیا جائے۔"

("Man the unknown" by Dr. Alixis Carrel ' Nobale Prize Winner)

"جذبہ جنسی آخر کس چیز کا غماز ہے اور کس مقصد کے حصول کے لئے ہے یہ بات کہ اس کا تعلق افزائش نسل سے ہے بالکل واضح ہے۔ بیالوجی کا علم اس مسئلے کو سمجھنے میں ہماری مدد کرتا ہے یہ ایک ثابت شدہ حیاتیاتی قانون ہے کہ جسم کا ہر عضو اپنا خاص وظیفہ انجام دینا چاہتا ہے اور اس کام کی تکمیل چاہتا ہے جو فطرت نے اس کے سپرد کیا ہے نیز اگر اسے اپنے اس کام سے روک دیا جائے تو لازماً" الجھنیں اور مشکلات

پیدا ہوں گی۔ عورت کے جسم کا بڑا حصہ بنایا ہی گیا ہے استقرار حمل اور تولید کے لئے۔ اگر عورت کو اپنے جسمانی اور ذہنی نظام کا یہ فطری تقاضا پورا کرنے سے روک دیا جائے گا تو وہ اضمحلال اور شکستگی کا شکار ہو جائے گی اس کے برعکس ماں بن کر وہ ایک نیا حسن ایک روحانی بالیدگی پا لیتی ہے جو اس کے جسمانی اضمحلال پر غالب آجاتی ہے جس سے زچگی کے باعث عورت دوچار ہوتی ہے۔"

(The Psychology of sex' page 17' Dr. Oswald Schwarz)

مذکورہ طبی تحقیقات کے ساتھ اس امر کو بھی شامل کر لیجئے کہ عورت کی چھاتی اور شرمگاہ کے کینسر پر تحقیق کے دوران یہ حقائق بھی سامنے آئے ہیں کہ شادی شدہ عورتوں میں دونوں قسم کے کینسر کی شرح انتہائی کم تھی جبکہ لمبی عمر تک غیر شادی شدہ خواتین یا بچوں کو اپنا دودھ نہ پلانے والی عورتوں میں یہ شرح زیادہ تھی۔ اب تو محکمہ صحت نے اشتہارات اور ٹی وی اعلانات کے ذریعے عورتوں کو' اپنے بچوں کو چھاتی سے دودھ پلانے کی ترغیب پر توجہ دینی شروع کی ہے جس کے دو طرفہ بہتر نتائج ہیں کہ بچے کی صحت اور قوت مدافعت معیاری اور ماں' چھاتی کے کینسر کے خطرہ سے محفوظ۔ سروے نے تو یہ بھی بتایا ہے کہ کلیسا کی پاکباز ننوں میں شرمگاہ کا کینسر زیادہ پایا گیا۔ اسلام کا شادی کا فلسفہ ہمہ جہت خیر کے اثرات کا حامل ہے اور بے شمار قسم کی شر اور بیماریوں سے حفاظت کی ضمانت بھی ہے۔ اسی طرح ایڈز کے لئے بھی اب جائز قربت کی ترجیح کو باربار دہرایا جاتا ہے گویا جدید طبی تحقیق لمبا سفر طے کرکے بالاخر اسلام کی حقانیت کو بتدریج تسلیم کرتی جا رہی ہے۔ اسلام نے تو آغاز ہی سے جائز قربت کے علاوہ ہر دوسرا دروازہ بند کیا ہے۔

مسیحی' مسلمان عورت کیلئے غم خوار کیوں؟

ہماری مذکورہ بات بظاہر تلخ ہے مگر "شرکت گاہ" کے مذکورہ "فرامین" سے یقیناً تلخ نہیں ہے۔ کچھ حلقے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہم پاکستانی عورت کی جدوجہد آزادی کو مسیحت کے ساتھ نتھی کرکے اپنے تعصب کا ثبوت فراہم کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ نہیں بلکہ اسے "خبرنامہ" ہی کی زبان میں دیکھیے :-

مسلمان خواتین کے حقوق کی علمبردار تنظیمیں:

پاکستان میں خواتین کے حقوق کی جنگ لڑنے والی تنظیمیں، جن عالمی تنظیموں کے اشتراک سے "میدان جہاد" میں برسرپیکار ہیں ان پر ایک نظر ڈالنے سے یہ امر روز روشن کی طرح ہر شخص پر عیاں ہو جاتا ہے کہ ان سب تنظیموں کے سامنے ہدف کیا ہے اسے اختصار سے یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ مسلمان ممالک کی عورتوں میں "بیداری" پیدا کر کے، انہیں غیر مسلم معاشروں کی خواتین کی سطح پر لا کر، مسلم ملت کے حصار پر کاری ضرب لگائی جائے۔ مسلم عورت اپنا مقام، اپنا مقصد حیات بھول کر ہماری راہ لگ جائیگی تو ملت مسلمہ کا شیرازہ بکھر جائیگا کہ اصل سے کٹ کر کبھی کوئی بھی اپنا مقام و مرتبہ برقرار نہیں رکھ سکا۔ غیر مسلم اس حقیقت کو بخوبی جانتے ہیں کہ ایک عورت کو گمراہ کرنا، ایک خاندان کی گمراہی ہے اور خاندانوں کی بربادی قوم کی بربادی بنتی ہے۔

عالمی سطح کی تنظیموں کی ایک فہرست، خبرنامہ 92 (جلد 4 شمارہ 3، صفحہ 25) کے شکریہ کے ساتھ درج ذیل ہے۔

"افریقن ایسوسی ایشن آف ایجوکیشن فار ڈویلپمنٹ، ایفرو ایشین پیپلز سولیڈریٹی آرگنائزیشن، امریکن ایسوسی ایشن آف جیورسٹس، امریکن ایسوسی ایشن آف ریٹائرڈ پرسنز، ایمنسٹی انٹرنیشنل، اینڈین کمشن آف جیورسٹس، اینٹی سلیوری انٹرنیشنل فار دی پروٹیکشن آف ہیومن رائٹس، ایسوسی ایٹڈ کنٹری ویمن آف دی ورلڈ، بہائی انٹرنیشنل کمیونٹی، ریتاس انٹرنیشنلز، کرسچین ڈیموکریٹ انٹرنیشنل، کمیشن آف دی چرچز آن انٹرنیشنل افیرز آف دی ورلڈ کونسل آف چرچز، کوآرڈینیٹنگ بورڈ آف جیوش آرگنائزیشنز، ڈیفنس فار چلڈرن انٹرنیشنل موومنٹ، ڈویلپمنٹ انوسٹشنز اینڈ نیٹ ورک، فرینڈز ورلڈ کمیٹی فار کنسلٹیشن (کویکرز)، ہیومن رائٹس ایڈووکیٹس، انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف ڈیموکریٹیک لائرز، انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف ایجوکیٹرز فار ورلڈ پینل، انٹرنیشنل ایسوسی ایشن فار پینل لاء، انٹرنیشنل سنٹر آف سوشیولاجیکل پینل اینڈ پینیٹری ریسرچ اینڈ سٹڈیز، انٹرنیشنل کمیشن آف جیورسٹس، انٹرنیشنل کونسل آف انوئرنمنٹل لاء، انٹرنیشنل کونسل آف جیوش ویمن، انٹرنیشنل فیڈریشن آف یونیورسٹی

ویمن' انٹر نیشنل فیڈریشن آف ویمن ان لیگل کیریرز' انٹر نیشنل فیڈریشن آف ویمن لائرز' انٹر نیشنل فیڈریشن ٹیرے ڈی ہومز' انٹر نیشنل فیلو شپ آف ریکو نسیلیشن' انٹر نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہو مینیٹرین لاء' انٹر نیشنل لیگ فار دی رائٹس اینڈ بریشن آف پیپل' انٹر نیشنل موومنٹ فار فریٹرنل یونین امنگ ریسز اینڈ پیپلز' انٹر نیشنل موومنٹ فار ڈویلپمنٹ آف فریڈم آف ایجوکیشن' انٹر نیشنل آرگنائزیشن فار دی ایلیمیش آف آل فارمز آف ریشل ڈسکر یمنیشین' انٹر نیشنل سروس فار ہیومن رائٹس' لین امریکن فیڈریشن آف ایسوسی ایشن ریلٹوز آف ڈس اپیئرڈ ڈیٹینیز' لاء ایسوسی ایشن فار ایشیا اینڈ دی پیسیفک (ایل اے ڈبلیو اے ایس آئی اے)' میڈیکل ومنز انٹر نیشنل ایسوسی ایشن' پیکس کرسٹی انٹر نیشنل' سروس جسٹس اینڈ پیس ان لیٹن امریکہ' یونین آف عرب جیورسٹس' ومنز انٹر نیشنل لیگ فار پیس اینڈ فریڈم' ومنز انٹر نیشنل زیونسٹ آرگنائزیشن' ورلڈ ایسوسی ایشن فار ورلڈ فیڈریشن' ورلڈ ایسوسی ایشن آف گرل گائیڈ اینڈ گرل سکاؤٹس' ورلڈ فیڈریشن آف میتھوڈسٹ ویمن' ورلڈ جیوش کانگریس' ورلڈ یونین آف کیتھولک ومنز آرگنائزیشن' ورلڈ یونیورسٹی سروس' ورلڈ فیڈریشن آف مینٹل ہیلتھ"۔

اس طویل فہرست میں اکثر مسیحی تنظیمیں ہیں یا مسیحی سرپرستی میں کام کر رہی ہیں' کچھ یہودی ہیں اور اکثر یہودی سرپرستی میں مصروف عمل ہیں۔ عقل و شعور کی معمولی سی مقدار استعمال کر کے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ ان تنظیموں کی تگ و دو برائے "خواتین زیر اثر مسلم قوانین" کی تہہ میں حقیقی مقاصد کیا ہیں۔

حقوق نسواں کیلئے پاکستان میں تنظیموں کا مشترکہ ایکشن:

اس عنوان پر اپنی طرف سے کچھ کہنے کے بجائے ہم "خبرنامہ" ہی کے صفحات کو من و عن آپ کے سامنے رکھتے ہیں کہ آپ اس "جہاد" میں حصہ لینے والوں کے چہرے بھی دیکھ لیں اور مطالبات کے حسن و قبح کو بھی جان لیں کہ ہم تبصرہ کر کے بنیاد پرست اور متعصب کہلوانا پسند نہیں کرتے۔

قانونی اصلاحات کے لئے ایکشن (کاروائی)

پاکستان میں خواتین کی تنظیمیں کئی سال سے ایسا ماحول پیدا کرنے کی جدوجہد کر رہی ہیں جو ان کی اہلیت کو معاشرے کے دوسرے ممبران کے مکمل مقابل اور برابر ہونے کا احساس دلانے کا باعث بنے۔ ایک طرف تو ان کا مقصد نرمی سے خواتین کے حقوق میں رکاوٹوں کا اندازہ لگانا ہے اور دوسری طرف ایسے اقدامات کی تلاش ہے جو مساوات کی طرف ان کی کوشش کو تیز کر سکیں۔ اب بہت سی خواتین کی تنظیمیں، انسانی حقوق کی ایسوسی ایشنز اور تعمیری غیر سرکاری تنظیمیں "ایکشن فار لیگل ریفارمز" کے پلیٹ فارم پر متحد ہو گئی ہیں۔

پاکستان میں بسنے والوں کے تمام گروہوں اور قبیلوں کی نمائندگی کرنے والی چاروں صوبوں میں کام کرنے والی تنظیموں نے مندرجہ ذیل مطالبات پیش کیے ہیں۔

1- حدود آرڈیننس کی تنسیخ

2- قصاص اور دیت کے قانون کی تنسیخ

3- قانون شہادت کی تنسیخ

4- تمام پرسنل لاز میں ٹھوس اصلاحات جیسا کہ مطالبات بالا میں تحریر ہے

مطالبہ کنندہ تنظیموں کے نام یہ ہیں۔

ای جی ایس ایس لیگل ایڈ سیل، اجو کا تھیٹر، بیداری، ڈیمو کریٹک وومن ایسوسی ایشن، ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان، ہیومن رائٹس اینڈ سول لبرٹیز ٹرسٹ، ہندو ویلفیئر ایسوسی ایشن، ہندو پنچائت، ادارہ امن و انصاف، جسٹس اینڈ پیس کمیشن، نوائے خواتین، پائیلر، پنجاب وومن لائرز ایسوسی ایشن، پاکستان وومن انسٹیٹیوٹ، پاکستان مائنارٹی ویلفیئر آرگنائزیشن، پنجاب نوجوان محاذ، پنجاب لوک رہس، پاکستان کرسچین نیشنل پارٹی، ساؤتھ ایشیا پارٹنرز شپ پاکستان، شرکت گاہ، سین ایبل ڈویلپمنٹ پالیسی انسٹیٹیوٹ، سیوک تھیٹر، تحریک نسواں، خواتین محاذ عمل، وارنا اگینسٹ ریپ، وائی۔ ڈبلیو۔ سی۔ اے، نیشنل عورت فاونڈیشن، سیمرغ۔

"خبر نامہ" جلد 6، شمارہ 1، 1994ء صفحہ 3۔

قانونی اصلاحات کے لئے ایکشن

.... ہائی کورٹس کے لئے بھی اسی طرح کا طریقہ اپنانا چاہیے کہ چیف جسٹس آف سپریم کورٹ اور صوبائی چیف جسٹس، متعلقہ ہائی کورٹ کا سینئر جج، وزیر اعلی اور قائد حزب مخالف۔

6 - جج صاحبان کی مدت ملازمت کی جانچ پڑتال کو یقینی بنانے کے لئے اور آئین کے آرٹیکل 209 کے تحت ان کی معزولی ایک وسیع سپریم عدالتی کونسل کے ذریعے ہونی چاہئے۔ سپریم کورٹ کے جج کی معزولی کے لئے وزیراعظم اور قائد حزب اختلاف کو بحیثیت عہدہ ممبر ہونا چاہیے۔

ہائی کورٹ کے جج کی معزولی کے لئے وزیراعلی اور قائد حزب مخالف کو بحیثیت عہدہ ممبر ہونا چاہیے۔

سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ کے جج کے خلاف ریفرنس صرف صدر ہی دائر کر سکتا ہے۔ اس اختیار کا استعمال بھی سپریم جوڈیشل کونسل سے مشورہ کرکے کرنا چاہیے۔

7 - چیف جسٹس صاحبان کو قائمقام گورنر مقرر نہیں کرنا چاہیے اور جج صاحبان کو چیف الیکشن کمشنر یا سیکرٹری لاء مقرر نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ عہدے انتظامی امور میں تجربہ کے متقاضی ہیں اور عدلیہ کی آزادی کو نگل جاتے ہیں۔

8 - اپیل کرنے کا حق قانون کا بنیادی اصول ہے اس لئے سپریم کورٹ کو آرٹیکل 184 جز تین کے مطابق تفویض کردہ اصل دائرہ کار کو منسوخ کر دینا چاہیے۔

9 - وفاقی شرعی عدالت اور تمام خصوصی عدالتیں ختم کر دینی چاہئیں۔

10 - اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہ غیر سرکاری تنظیمیں معاشرے کی اجتماعی آواز کی نمائندگی کرتی ہیں اس لئے یہ سفارش کی جاتی ہے کہ غیر سرکاری تنظیموں اور پارلیمنٹرین کے مابین باقاعدہ رابطے قائم کرنے کے لئے نئی راہیں تجویز کی جائیں اور پارلیمنٹ کو ایسی کمیٹیاں بنانی چاہئیں جن کے ذریعے عورتوں کے گروپ اور اقلیتیں اپنی آواز اسمبلی میں پہنچانے کے قابل ہو سکیں۔

11 - یہ بھی سفارش کی جاتی ہے کہ خواتین کی نشستیں فوراً بحال کر دی جائیں اور یہ کہ حکومت اور حزب اختلاف اس مقصد کے حصول کے لئے بغیر کسی تاخیر کے کام کا آغاز کریں۔ خواتین کو منتخب کرانے کے طریقہ کار اور معیار کو غیر سرکاری تنظیموں کے

اتحاد۔ "ایکشن فار لیگل ریفامز" کے مدد سے طے کرنا چاہیے۔

مزید برآں' سیاسی پارٹیوں کے ایکٹ میں ترمیم کی جانی چاہیے جس کے ذریعے سیاسی پارٹیوں کو حکم جاری کیا جائے کہ وہ خواتین کو بلدیاتی نمائندوں' قومی اور صوبائی اسمبلیوں اور سینٹ کے الیکشن کے لئے کافی تعداد میں نشستیں الاٹ کریں۔

12 - ان تمام قوانین کو منسوخ کر دینا چاہیے جو خواتین اور اقلیتوں کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھتے ہیں کیونکہ وہ انصاف اور مساوات کے بنیادی اصولوں کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

13 - پاکستان کے آئین میں اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے نظرثانی کرنا چاہیے کہ خواتین اور اقلیتوں کے خلاف بلاواسطہ امتیاز اور اختلاف ختم کیا جا سکے۔

14 - کافر قرار دینے کا قانون خصوصاً" سیکشن 295 سی غیر منصفانہ' مطلق العنان اور امتیازی ہے اس لئے اسے منسوخ کر دینا چاہیے۔

15 - اسلامی نظریاتی کونسل پارلیمنٹ کی خود مختاری سے متصادم ہے اور اپنا قانونی استحقاق کھو بیٹھی ہے اس لئے اس کو ختم کر دینا چاہیے۔

16 - کوئی کمیشن یا حکومتی کمیٹی جو خواتین کے مقام یا حیثیت اور حقوق متعین کرنے کے لئے قائم کی جائے۔ کسی مذہبی پیشوا کو اس کا ہرگز ممبر نہ بنایا جائے اور اگر ایسا کیا گیا تو انسانی حقوق کی تنظیمیں ایسے کمیشن یا کمیٹی کا بائیکاٹ کریں گی۔

17 - خواتین کو ریاست کے تمام محکموں میں ہر سطح کے فیصلے کرنے والی کمیٹیوں میں شامل کرنا چاہیے۔

18 - ایکشن فار لیگل ریفارمز اپنی سفارشات کو عملی جامہ پہنانے اور ان پر عمل در آمد کرانے کیلئے اپنی جدوجہد کو جاری رکھنے کا حلف اٹھاتا ہے اس مقصد کے حصول کے لئے سلسلہ وار کام کیا جائے گا اور آئندہ خواتین کے عالمی دن کے موقع پر اس پر نظرثانی کی جائے گی۔

یہ سفارشات 19 مارچ 1994ء کو اسلام آباد میں قومی کنونشن برائے لیگل ریفارمز کے لئے اختیار کی گئی ہیں۔

روایت پسندی کو چیلنج

خبرنامہ 1992ء ‘ جلد 4 ‘ شمارہ 3 ‘ صفحہ 3

عورت اپنے جسم پر جس ’حق اور آزادی‘ کے لئے کوشاں ہے وہ حق اور آزادی نہ تو اسے عزت و وقار دیتے ہیں اور نہ ہی صحت و تندرستی کی ضمانت۔ یورپ کی عورت یہ حق لے کر رسوائی کے گڑھے میں گر چکی ہے۔ مغربی معاشرہ میں عورت کے مقام پر گہری نظر ڈال لیجئے وہاں چند ہفتے چند ماہ رہ کر خود مشاہدہ کر لیجئے۔ اس حق نے اسے عزت و وقار سے یقیناً محروم رکھا۔ مغرب میں لباس سے نکال کر عورت کو قدادم دیواری تصاویر‘ مجسموں‘ اخباروں اور کلینڈروں بلکہ بلیو فلموں میں جس طرح محو اختلاط دکھایا جاتا ہے‘ کیا یہی کچھ یہاں مطلوب ہے؟ کیا یہی آزادی و حقوق کی منزل ہے؟؟

عورت کا اپنے جسم پر حق لینے کا مطلب کردار کی عظمت سے محروم ہونے کے مترادف ہے۔ ہر ملک میں ایسے حق سے فیضیاب‘ کوٹھے کی زینت بنی دیکھی جا سکتی ہیں‘ جن کے پاس ’حق‘ ہے‘ شاید پیسہ اور میک اپ بھی ہے‘ مگر معاشرتی عزت و مقام نام کی کوئی چیز ان کا مقدر نہیں ہے۔

پرانی اور معروف ضرب المثل ہے:-

If wealth is lost, nothing is lost;

If health is lost, something is lost; and

If character is lost everything is lost.

مذہب کا تمسخر:-

آپ نے حقوق نسواں کے نام پر، وطن عزیز میں سماجی ادارے "شرکت گاہ" کی محنت اور اس تگ و دو میں اشتراک اور تحفظ دینے والی ملکی اور غیر ملکی عالمی تنظیموں کے چہرے بھی دیکھ لئے اب آخر میں مذہب کی شناخت مولوی اور مسلمان کے عقیدہ پر چوٹ بھی دیکھ لیجئے۔

یہ تبصرہ ہمارے علماء کرام اور باشعور مسلمانوں کیلئے لمحہ فکریہ بھی ہے۔ غیر مسلموں کو یہ مواقع ہم خود فراہم کرتے ہیں۔ کاش یہ کارٹون ہمیں سنوارنے کا سبب بن سکتے۔

خبرنامہ 1994ء · جلد 6 · شمارہ 1 · 3 ·
صفحہ 1 · 14

×

NAME ASLAM BHATTI
FATHER'S NAME RASHEED BHATTI
RELIGION ISLAM
DATE OF BIRTH 10 TH FEB 62
DISTINGUISHING MARK MOLE ON LEFT CHEEK
ADDRESS 22, NICHOLSON ROAD. ANARKALI CHOWK LHR.
121-62-116630

جب مذہبی تعصب کم تھا

بحوالہ فرائیڈے ٹائمز 22-28 اکتوبر 92

1992

جلد 4، شمارہ 44
1992

×

1995

جب مذہبی تعصب بڑھ گیا۔ طنز کے تیر ملاحظہ کیجیے:

NAME ASLAM BIN BHATTI
FATHER'S NAME BHATTI BIN BHATTI
RELIGION ISLAM
SECT SUNNI
SUB-SECT DEOBANDI.
POLITICAL PARTY JUI GROUP (SAMI Gr)
ARIAN
DISTINGUISHING MARK MEHRAB ON FOREHEAD.
ADDRESS 22, AURANGZEB ROAD, DEOBAND CHOWK LHR.
121-62-116630

خبرنامہ 1994ء ، جلد 6 ، شمارہ 3 ، صفحہ 5
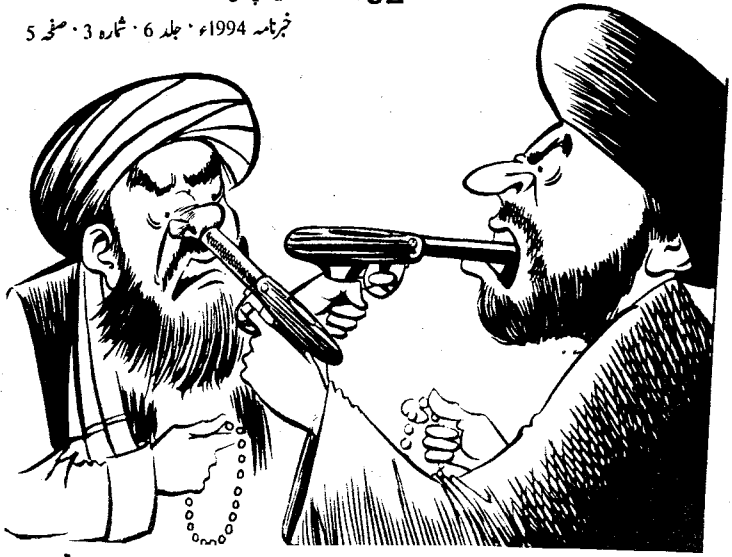
خبرنامہ 1993ء ، جلد 5 ،
شمارہ 2 ، صفحہ 29

تنگ نظری میں اضافہ
خبرنامہ 1992ء ،
جلد 4 ، شمارہ 4 ، صفحہ 4
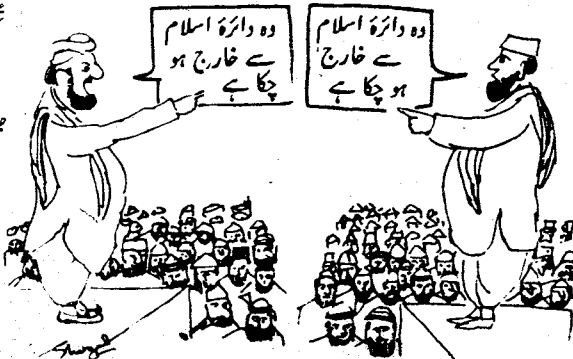
اقلیت کے لئے حقوق و آزادی اور فرائض

حقوق و آزادی

1- اپنے مسلمہ عقائد پر بلا خوف و جھجک عمل کرنا۔

2- اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ہر شہری کے ساتھ شہری حقوق و آزادی میں برابری۔
3- مکمل قانونی تحفظات سے استفادہ۔
4- تعلیم اور ملازمتوں میں برابر کا حق ماسوائے چند محدود ذمہ داریوں کے' جہاں صرف مسلمان ہونے کی شرط ہے۔

فرائض

1- اکثریت کے مسلمہ عقائد اور پرسنل لا کا احترام کرنا۔
2- اکثریت کے دین' سماجی و معاشرتی اقدار کی حفاظت کرنا۔
3- ملکی آئین و قانون میں مقررہ کردہ حدود' بسلسلہ آزادی و حقوق' سے تجاوز نہ کرنا۔
4- اپنے قول و فعل سے حب الوطنی کا عملی ثبوت فراہم کرنا۔

مساوات مرد و زن

1- اعمال کا اجر مرد و زن کے لئے ایک جیسا ہے۔
2- حصول تعلیم کے لئے مرد و زن پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ فریقین کے لئے ہر طرح کی تعلیم و تربیت کے دروازے کھلے رکھے گئے ہیں۔
3- حقوق شہریت کے لئے قانون کی نظر میں مرد اور عورت برابر ہیں۔ کسی کے لئے کوئی امتیاز نہیں ہے۔

علماء اور باشعور مسلمانوں کیلئے لمحہ فکریہ!

غیر مسلم اسلام کے لئے کیا نقطہ نظر رکھتے ہیں یہ ہم پڑھ چکے ہیں اور کارٹون بھی ہم دیکھ چکے ہیں۔ بلا شبہ جو کچھ انہوں نے کیا یا ان کے ساتھ مل کر مسلمان کہلوانے والی بعض خواتین کر رہی ہیں وہ آئین پاکستان اور ملکی قوانین سے کھلم کھلا بغاوت ہے۔ مگر اس جگ ہنسائی میں ہمارا اپنا کس قدر حصہ ہے ہم میں سے کوئی بھی اس سے غافل نہیں کیا ہم نے ایک اللہ ایک قران اور ایک رسول پر ایمان کے دعوی کے ساتھ کبھی "واعتصموا بحبل للہ جمیعا" کے تقاضے پورے کرنے پر توجہ دی ہے؟۔ امت کو تقسیم در تقسیم کس نے کیا ہے؟ غیر مسلموں نے یا خود ہم تقسیم ہوئے ہیں؟؟ ہم نے۔ اپنا شیرازہ آپ بکھیرا ہے یا باہر سے کچھ دشمن آئے تھے؟؟؟

آج کسی سے پوچھیں کہ آپ کون ہیں؟۔ وہ مسلمان کہنے کے بجائے یہ کہے گا کہ میں سنی ہوں' میں بریلوی ہوں' میں دیو بندی ہوں' میں اہلحدیث ہوں' یا میں شیعہ ہوں' پھر اس پر مزید ردا چڑھے گا کہ میرا تعلق فلاں گروپ سے ہے

کاش ہم اول آخر صرف اور صرف مسلمان ہوتے اور اپنی اپنی پسند کی فقہ پر' دوسروں کے فقہی مسلک کا احترام کرتے ہوئے عمل کرتے' ہماری صفوں میں اتحاد و یکجہتی ہوتا' ہم مسلمان بن کر اپنی قوت مجتمع رکھتے اور اللہ تعالی کا ان تنصر وا للہ ینصرکم و یثبت اقدامکم کا برحق وعدہ پورا ہوتا۔

کاش ہم یہ جان سکتے کہ ہماری فروعی مذہبی چپقلش کے سبب کتنے مسلمان اسلام سے متنفر ہو کر عیسائیت کے لئے مرغوب چارہ ثابت ہوئے' کتنے گھر عیسائیت کی گود میں چلے گئے یا دیگر بے ایمان اور گمراہ صفوں میں شامل ہوئے۔ مرتدوں کی آئے دن بڑھتی تعداد کا اگر آپ کو شعور ہو جائے تو یہ آپ کو رلانے اور بے چین کرنے کے لئے کافی ہے کہ محشر میں یہ سب آپ کے خلاف گواہ ہونگے۔

کاش ہم اب بھی سمجھنے پر آمادہ ہو پاتے اور ہمارا عمل ہماری اس آمادگی پر گواہی دیتا۔

علامہ اقبالؒ فرما گئے ہیں:

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے مسلمانوں : تمہاری داستان تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

میرے بھائی! میری بہن!! ابھی سنبھلنے کا وقت ہے۔ سنبھل جائیے قرآن کو پڑھیئے اس پر عمل کیجئے' ہر حق اور ہر آزادی آپ کا مقدر ہو گی (انشاء اللہ) بشرطیکہ ہر سو شر پھیلانے والوں کی رفتار کے مقابلے میں جذبہ کے ساتھ آپ کی رفتار بڑھ جائے۔ اللہ تعالی آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

میاں عبداللطیف

فاذا مرضت فھو یشفین

(قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی میں)

عبدالرشید ارشد

فون نمبر 3401

النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ) جوہر پریس بلڈنگ جوہر آباد

آئینہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

خالق کائنات نے اپنی کائنات کو کلیتہ جلد نہیں بنایا۔ ہر چیز کی حیثیت کو اس کی ضرورت اور اس کی ہیت کے لحاظ سے حدود و قیود کا پابند بنایا۔ بعض کی پابندی ازلی و ابدی ٹھہری مثلا سورج چاند ستارے یا سیاروں کی گردش جب کہ بعض کے لئے کائنات میں ڈھیل دی کہ آغاز سے انجام تک انسانیت کے سکھ اور سکون کے لیئے ایسا کرنا ناگزیر تھا۔

اس کائنات میں سب سے قیمتی چیز جسے خالق نے تخلیق کیا انسان ہے اس کے مکرم ہونے کا ذکر اپنی آخری اور مکمل و اکمل کتاب قرآن حکیم میں کیا " ولقد کرمنا بنی آدم ہم نے بنی آدم کو مکرم و محترم بنایا" اسی انسان کے سامنے فرشتوں اور جنوں کے سجدے کا ذکر قرآن میں ملتا ہے جس کے ساتھ شیطان کی نافرمانی دیکھنے میں آئی۔ گویا تمام مخلوق میں اللہ تعالیٰ کا چہیتا یہی انسان ہیں۔

انسان کے لئے تندرستی و بیماری وجہ انعام بھی ہے اور وجہ امتحان بھی ہے جس طرح مال کی فراخی اور تنگی دونوں آزمائش ہیں۔ تندرستی و بیماری ہویا فراخی و تنگدستی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے مشروط و مربوط ہے۔ بیماری بھی' شفاء بھی۔ شفاء کے لئے اسباب کی فراہمی بندے کی ذمہ داری ہے اور اسباب کی قبولیت یا عدم قبولیت خالق کا کام ہے۔

نظریہ ضرورت انسان کی ایجاد ہے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ وسعت' اضطرار کے مقابلے میں۔ اضطرار اور ضرورت کبھی بھی ہم معانی نہیں رہے۔ دونوں کے معانی اور مفاہیم میں خاصا بعد ہے۔ اضطرار کے لئے حدود کا تعین ہے مگر نظریہ ضرورت جس قدر پھیلاتے جائیں پھیلتا جائے گا۔ سیاسی اور معاشرتی سماجی میدان میں تو اس کا پھیلنا سمجھ میں آتا ہے مگر قرآن و سنت کے دائرہ کار کے مقابلے میں اس کا پھیلاؤ محل نظر ہے۔

انسانی اعضاء کی پیوندکاری یا نجس سے قرآن پاک لکھنے کے لئے نظریہ ضرورت پر بعض علماء نے اپنا نقطہ نظر پیش کیا جو ملک کے جرائد میں طبع ہوا۔ اس اہم مسئلے پر عبدالرشید ارشد صاحب نے قرآن و سنت اور فقہ کی روشنی میں اپنا نقطہ نظر آپ کے سامنے رکھا ہے۔ مضمون کی افادیت کا فیصلہ آپ کے سپرد۔

میاں عبداللطیف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انسانی اعضاء کی پیوند کاری اور نجس سے قرآن لکھنا

ابتدائیہ

وقت کے بدلتے تقاضوں اور نت نئی ترقی کی آڑ میں، حضرت انسان جدید سے جدید ترین کی سمت قدم اٹھانے کیلئے ہمہ وقت اور ہمہ جہت بے قرار دیکھا جاتا ہے۔ خدانخواستہ بدلتے تقاضوں اور روزمرہ ترقی سے 'بچنے' پر ہم مصر نہیں ہیں۔ مذہب نے کبھی بھی صحت مند ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہنے پر کسی کو مجبور نہیں کیا، بلکہ حوصلہ افزائی کی ہے کہ قرآن، جو مسلمان کی پوری زندگی کیلئے مکمل و اکمل ضابطہ ہے، میں غور و فکر کیلئے تاکید کی گئی ہے تاکہ اس کی روشنی میں آگے بڑھا جائے۔

ترقی کی دوڑ میں اول رہنے کیلئے بسا اوقات ہم اپنی بنیادی تعلیمات (قرآن و حدیث) سے خائف نظر آتے ہیں، کہ کہیں کوئی بنیاد پرستی کا طعنہ نہ دے۔ اس طعنے سے بچنے کیلئے ہم قرآن و حدیث سے ایسے دلائل سامنے لاتے ہیں کہ عقل و شعور ماتم کرتے نظر آتے ہیں۔ ہم بھول جاتے ہیں کہ بودے استدلال جگ ہنسائی کا سبب بنتے ہیں۔

سرجری میں دن بدن ترقی ہو رہی ہے۔ یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ اس ترقی سے استفادہ کیا جا رہا ہے اسی علم و فن سے انسانی جان کو نفع پہنچانے کی غرض سے، حیوانات کے اعضاء کی پیوندکاری کے تجربات کیئے گئے جو مزید آگے بڑھ کر انسانی اعضاء تک اپنا دائرہ پھیلانے میں کامیاب ہوئے مثلاً" آنکھ اور گردے کی پیوندکاری وغیرہ۔

غیر مسلم اقوام ہر تجربے اور ہر استفادے کیلئے مادر پدر آزاد ہیں، جبکہ اسلام کو شعوری اور غیر شعوری طور پر اپنانے کا دعوی کرنے والے ایک ضابطے کے پابند ہیں کہ

زندگی گزارنے کے طور طریقے' انکے لئے انکے پیدا کرنے والے نے واضع کیئے ہیں انسانی اعضاء کی پیوند کاری اور قرآن حکیم کو نجس اور حرام سے' حصول صحت کی امید پر لکھنا' ایسے معاملات میں جنکی چھان پھٹک ضروری ہے۔ اس مسئلے پر تفصیلی بحث سے پہلے انسان کی اس کائنات میں حیثیت کا تعین ضروری ہے۔

خالق اور بندہ

رب العزت نے تخلیق کائنات کے بعد اپنے منصوبے کی تکمیل' حضرت انسان کو بطور اپنا خلیفہ تخلیق کر کے فرمائی اور جسے اس حکیم و دانا خالق نے اپنی خلافت کیلیے چنا' بڑے اہتمام کے ساتھ اسے بنا کر اس میں اپنی روح کا حصہ پھونکا' وہ یقیناً قیمتی سرمایہ ہو سکتا ہے اور ہے' اس پر قرآن کی گواہی حاضر ہے۔

القرآن

☆ "وَاِذْقَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً"

"اور جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں"

☆ "اَلَّذِیْ خَلَقَکَ فَسَوّٰکَ فَعَدَلَکَ۔ فِیْٓ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَکَّبَکَ"

"جس نے تجھے پیدا کیا' پھر ہموار فرمایا جس صورت میں چاہا ترتیب دیا"

☆ "لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ"

"بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت میں بنایا"

☆ "وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا"

"اور بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی اور انکو خشکی اور

تری میں سوار کیا اور انکو ستھری چیزیں (روزی) دیں اور اپنی بہت
سی مخلوق سے افضل کیا"

☆ "وَسَخَّرَ لَکُمْ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ
جَمِیْعًا مِّنْہُ"

"اور تمہارے لئے مسخر کر دیا (سب کچھ) جو کچھ آسمانوں میں ہے
اور جو کچھ زمین میں ہے"

الحدیث

"قیامت کے دن ابن آدم سے زیادہ بزرگ اللہ کے ہاں کوئی نہ ہو گا' پوچھا گیا
فرشتے بھی نہیں' فرمایا فرشتے بھی نہیں" (طبرانی بحوالہ ابن کثیر)

بندے کی حیثیت

انسان' جو خالق کا اس دنیا میں صاحبِ اختیار نائب ہے' کس حد تک' کس کس
پہلو سے صاحبِ اختیار ہے' اس کا تعین کرنا بھی موضوع سے انصاف کرنے کیلئے
بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ غیر مسلم تو مادر پدر آزاد' جو چاہیں کہیں اور کریں' مگر وہ
لوگ جو دائرہ اسلام میں ہیں' اسلام کی تعلیمات کے سلسلے میں بے عمل یا باعمل ہیں'
شعوری مسلمان ہیں یا غیر شعوری مسلمان' انہیں اپنی حیثیت کا علم ہونا چاہئے اور اگر
یہ علم انہیں عمل کی طرف لے آئے تو محشر میں سرخرو ہونگے۔ اس علم کو پس پشت
ڈالیں گے تو اللہ کے انعامات سے محرومی مقدر ہو گی۔

القرآن

☆ "اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَہُمْ وَاَمْوَالَہُمْ بِاَنَّ لَہُمُ
الْجَنَّۃَ۔ بے شک اللہ نے اہل ایمان سے انکی جانیں اور انکے مال جنت کے بدلے
خرید لئے ہیں"

☆ "وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا۔ اپنی جانوں کو
(اپنے ہاتھوں) قتل نہ کرو اللہ تم پر بڑا مہربان ہے"

الحدیث

☆ "من تردی من جیل فقتل نفسه فهو فی نار جهنم خالدا مخلدا فیها ابدا ومن تحسی سیما فقتل نفسه فی یده یتحساه۔ فی نار جهنم خالدا مخلدا فیها ابدا ومن قتل نفسه بحدیدة فحدیدته فی یده یتوجاء فی نار جهنم خالدا مخلدا ابدا (متفق علیه) "جس نے پہاڑ سے گر کر خودکشی کی وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے گرتا رہے گا اور جس نے زہر کھا کر خودکشی کی وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور جس نے کسی لوہے کی چیز سے خودکشی کی وہ لوہے کی اس چیز سے خود کو زخمی کرتا رہے گا"۔

قرآن و حدیث کی مذکورہ تصریحات سے جو حقیقت سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ انسان دنیا میں بااختیار ہونے کے باوجود اپنی جان' اپنے جسم کے معاملے میں بااختیار نہیں ہے کہ رب العزت نے جنت کے بدلے اسے خرید کر امانتاً" موت تک کیلئے اسی کے تصرف میں دے دیا۔

حضرت زیدؓ بن اسلم سے ایک روایت ابن کثیر میں' ولقد کرمنا بنی آدم کی تفسیر کے ضمن میں' یوں بیان ہوئی ہے۔

☆ "اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ مجھے اپنی عزت اور اپنے جلال کی قسم اس (آدم علیہ) کی نیک اولاد کو جسے میں نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اس کے برابر میں ہرگز نہ کروں گا جسے میں نے کلمۂ کُن سے پیدا کیا ہے...." (ابن کثیر جلد دوم صفحہ 57)

اس حدیث قدسی سے ان لوگوں کیلئے زیادہ تاکید ملتی ہے جو ایمان کا دعوی کرتے ہیں یا شعور سے مسلمان زندہ رہنا یا شعور سے ایمان کے ساتھ موت قبول کر کے بارگاہ رب العزت میں حاضری کے متمنی ہیں۔ رہے نافرمان تو انہوں نے رب کی طرف سے عطا کردہ اکرام و عزت کو خود رَدّ کر دیا ورنہ اہلِ ایمان کی طرح وہ بھی اس میں برابر کے شریک تھے کہ یہ شرف ہر انسان کیلئے ہے۔

مکرم بندے کی حفاظت

آدم علیہ اور اسکی ذُرّیت' انسان کو' احسن تخلیق کرنے کے بعد اس وسیع و

عریض دنیا میں یونہی بے یارو مدد گار بلاہدایت و راہنمائی نہیں چھوڑ دیا گیا بلکہ آغاز سے انجام تک کیلئے مکمل و مدلل، تحریری اور عملی راہنمائی کا انتظام بھی فرمایا۔ کم و بیش سوا لاکھ انبیا آئے اور بعض پر کتب بھی نازل فرمائی گئیں یہاں تک کہ آخری نبی، حضرت محمد ﷺ کی آخری امت کیلئے تکمیل ہدایت کا سرٹیفکیٹ' اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا' عطا فرمایا۔ یہ ہے خالق کا احسان۔

قرآن حکیم نے انسانی زندگی کیلئے ہمہ پہلو تحریری راہنمائی فراہم کی، جسے نبی رحمت ﷺ نے عمل کا جامہ پہنا کر یہ ثابت کر دیا کہ قرانی تعلیمات میں کوئی بھی بیان کردہ ہدایت نہ تو محض مشقت ہے اور نہ ہی ناقابل عمل ہے۔ انسانی برادری میں سے جنہوں نے پیدا کرنے والے رب کی ربوبیت اور اسکے مقرر کردہ ہادی ﷺ کی رسالت کو تسلیم کر لیا وہ مومن بنے (عمل والے یا بے عمل) اور جنہوں نے ربانی تعلیم و ہدایت سے منہ پھیرا وہ کافر اور نافرمان ٹھہرے، انہوں نے خود اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کا فیصلہ کیا۔

منجملہ دوسری ہدایات کے، انسانی جسم و جان کی حفاظت کیلئے خالق، کہ وہ اپنی تخلیق کے بھلے برے سے بخوبی واقف ہے، بلکہ حقیقی معنوں میں واقف ہونے کا حق صرف وہی رکھتا ہے، نے حلال و حرام کی حدود کا تعین فرما دیا۔ رسول ﷺ نے سمجھا دیا اور طبعی موت سے زندگی بچانے کیلئے، عملاً کسی جگہ اضطرار کی کیفیت پیدا ہو تو اسکی حدود کا تعین بھی فرما دیا کہ اس میں انسان کا سکھ مضمر ہے۔

القرآن

"اے ایمان والو! جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں بخشی ہیں انکو کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اسکی بندگی کرنے والے ہو۔ اس نے تو بس تم پر مردار، خون اور سؤر کا گوشت اور غیر اللہ کا نام لئے ذبیحہ کو حرام کر دیا ہے، البتہ جو شخص مجبور ہو جائے اور وہ اس کا نہ خواہشمند ہو نہ حدِ ضرورت سے تجاوز کرنے والا تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔ اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔" (البقرہ 73-172)

"کہو جو وحی میرے پاس آئی ہے اس میں تو مَیں کوئی ایسی چیز کسی کھانے والے پر حرام نہیں پاتا بجز اس کے کہ وہ مردار ہو' یا بہایا ہوا خون ہو یا سؤر کا گوشت ہو کہ یہ ناپاک ہے یا فسق ہو کہ غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ پھر جو شخص مجبوری کی حالت میں کچھ کھا لے بغیر اسکے کہ وہ اسکا خواہشمند ہو یا حدِ ضرورت سے تجاوز کرنے والا ہو تو یقیناً تمہارا رب بخشنے والا اور مہربان ہے" (انعام 145)

"تم پر حرام کیا گیا مردار' خون' سؤر کا گوشت' وہ جانور جسے غیر اللہ کیلئے نامزد کیا گیا ہو' وہ جو گلا گھٹ کر مرا ہو' جو چوٹ کھا کر مرا ہو' جو اوپر سے گر کر مرا ہو' جو سینگ لگ کر مرا ہو' جسے کسی درندے نے پھاڑ کھایا ہو بجز اسکے جسے تم نے ذبح کر لیا ہو اور وہ جو کسی استھان (مزار) پر ذبح کیا گیا ہو۔" (المائدہ - 3)۔

رب العزت نے محترم انسانی جان کو بچانے کی حد تک' کسی اضطراری حالت میں' مذکورہ صدر حرام کردہ اشیاء کو کھانے کی گنجائش دے دی' ہم نے جان بوجھ کر لفظ اجازت استعمال نہیں کیا کہ اجازت سے جائز اور پھر جائز سے آگے پھیلتے بات ہمیشہ بڑھ جاتی ہے جبکہ گنجائش پھیلتی نہیں محدود رہتی ہے۔ یہاں حالتِ اضطرار میں حرام کی یہی گنجائش دی گئی ہے۔ جو صرف جان بچانے کی تدبیر ہے۔

اضطرار کیا ہے

اضطرار کی کیفیت اور اسکی حدود و قیود کا تعین نہ کرنے سے بات سمجھنا مشکل ہو گا لہٰذا آگے بڑھنے سے پہلے' اضطرار کا تعین ہونا ضروری ہے۔ اضطرار دراصل اس کیفیت کا نام ہے جس میں کوئی فرد بے بس ہو' خواہ اسے کسی اُس جیسے انسان نے بے بس کر رکھا ہو مثلاً" اغواء کیا گیا ہو یا محاصرے میں آیا ہوا کوئی فرد یا گروہ ہو یا جس طرح شعبِ ابوطالب میں وقوع پذیر صورت حال تھی۔ یا کوئی شخص' کوئی گروہ صحرا یا جنگل میں بھٹک گیا ہو۔ گویا ہمہ جہت مجبوری اور لاچاری کی کیفیت کا نام اضطرار ہے اور بندہ یا گروہ مضطر ہے۔

حالت اضطرار میں، مضطر کی جان کو درپیش خطرات، جن میں بھوک سرفہرست ہے، بیماری دوسرے درجہ میں آتی ہے، سے عہدہ برا ہونے کیلئے رب العزت نے، فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ سے مضطر کیلئے بھوک مٹانے کی گنجائش دی ہے۔ مثلاً" اغواء کیا گیا ہو یا محاصرہ کی حالت میں ہو، کھانے کیلئے حرام مہیا ہو تو وافر حرام میں سے بھی بقائے زندگی کے تقاضے سے بلا رغبت، کراہت کے ساتھ، اسی قدر لیا جا سکتا ہے جو جان کے بچ جانے کیلئے کافی ہو۔ اضطرار ختم ہوتے ہی یہ استعمال قطعاً" ممنوع ہو گا۔

انسانی جان اور علاج

عمومی حالات میں، جو کسی بھی اضطراری حالت سے قطعاً" مختلف ہوتے ہیں، انسانی جان بچانے کیلئے، اضطراری کیفیت کی گنجائش کا اطلاق کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ سے استنباط صریحاً زیادتی ہے کہ نبیؐ نے بیماری اور علاج کے ضمن میں بڑی وضاحت سے ہدایات امت کے سامنے رکھی ہیں مثلاً" :-

الحدیث

"عن ابی ہریرۃؓ عن النبیﷺ قال ما انزل اللّٰہ داء الا انزل لہ شفاء۔(بخاری کتاب الطب نمبر- 582)
حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسولﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے کوئی بیماری (اپنے بندوں پر) نہیں اتاری جسکی دوا نہ اتاری ہو"

"ان اللّٰہ لایجعل شفاء کم فیما حرم علیکم۔ اللہ نے اپنی حرام کردہ چیزوں میں تمہارے لئے شفاء نہیں رکھی"
(بخاری کتاب الطب)

"ان اللّٰہ انزل الداء والدواء وجعل لکم داء دواء فتداوا

ووا ولا تتداووابحرام (ابوداؤد بحوالہ اسلام میں حلال و حرام صفحہ 101) اللہ نے بیماری اور دوا دونوں چیزیں نازل کی ہیں اور تمہارے لئے بیماری کا علاج بھی رکھا ہے لہٰذا علاج کرو مگر حرام چیز سے علاج نہ کرو"

فقہ

"دوا سے شفاء حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ اسے قبولیت کے ساتھ استعمال کیا جائے یہ اعتقاد رکھتے ہوئے کہ وہ مفید ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ نے شفاء رکھی ہے اس سے برکت حاصل ہو گی' جبکہ ایک مسلمان کا اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ شراب عین حرام ہے' یہ اعتقاد اس کے مفید اور ذریعہ شفاء ہونے کے منافی ہے۔ اس اعتقاد کے ساتھ نہ تو شراب (ہر حرام) کے بارے میں اچھا گمان پیدا ہو سکتا اور نہ ہی اسے قبولیت کے ساتھ استعمال کیا جا سکتا ہے بلکہ بندہ ایمان میں جسقدر پختہ ہو گا اتنا ہی شراب (یا دیگر حرام) سے نفرت کرے گا اور اسے برا اور ناگوار خیال کرے گا۔ ایسی صورت میں شراب (یادیگرحرام) کا استعمال اس کیلئے بیماری (میں اضافہ) کا باعث ہو گا نہ کہ دوا کا" (زاد المعاد ج 3' ص 115-16' ابن قیم الجوزیہ)

عملاً علاج

نبی اکرم ﷺ کے مذکورہ فرامین اور علاج کے حوالے سے مریض کی نفسیاتی کیفیت کی روشنی میں' جسے علامہ ابن قیم الجوزیہؒ نے بیان فرمایا ہے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ مسلمان کہلوانے والے کیلئے حرام سے علاج کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ کسی گئے گزرے مومن کی غیرت بھی اسے گوارہ کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی۔ عقل اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو ہمارے لئے حرام قرار دیا ہے یقیناً ان میں مضر صحت اجزا ہونگے اور اب تو جدید طبی تحقیق' انسان کے عقل و شعور کو قائل کرنے کیلئے' فرامین خالق اور فرامین رسالت ﷺ کی صحت پر صاد

کرتی جا رہی ہے۔ مثلاً" شراب، دیگر مسکرات، خون، سؤر کا گوشت اور مردار وغیرہ۔ لہٰذا یہ ممنوعات صحت کی ضامن کیسے ہو سکتی ہیں۔

حرام سے قرآن لکھنا

آیئے قرآن و سنت کی روشنی میں اس بات کا جائزہ لیں۔ جیسا بعض فقہا کے حوالے سے یہ کہا جاتا ہے کہ" شفاء کی امید ہو تو قرآن کو، خون یا پیشاب سے لکھا جا سکتا ہے یا مرادر کی کھال پر بھی لکھا جا سکتا ہے"۔

فقہ

"دوسرے فقہی نظائر کو سامنے رکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسانی جان کے تحفظ اور بقا کیلئے قابلِ احترام چیزوں کی اہانت بھی قبول کی جا سکتی ہے۔ قرآنِ مجید کی حرمت انسانی اعضاء کی حرمت سے زیادہ صراحت کے ساتھ حدیث سے ثابت ہے، یہاں تک کہ بے وضو قران مجید کو چھونا اور حالتِ جنابت میں پڑھنا بھی جائز نہیں۔ لیکن فقہا نے ازراہِ علاج، خون اور پیشاب سے آیاتِ قرانی لکھنے کی اجازت دی ہے۔ جس شخص کو نکسیر ہو اور خون بند نہ ہوتا ہو وہ اگر اپنے خون سے اپنی پیشانی پر قران کا کوئی حصہ لکھنا چاہے تو ابوبکرؒ کہتے ہیں جائز ہے۔ ان سے سوال کیا گیا اگر پیشاب سے لکھے تو کہا۔ اگر اس سے شفاء ہوتی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ان سے سوال کیا گیا اگر مردار کے چمڑے پر لکھے تو کہا اگر شفاء ہوتی ہو تو جائز ہے" (خلاصتہ الفتاوی 361/4، بحوالہ ترجمان القران جلد 121، عدد 3، مارچ 95ء صفحہ 35)

(یہ ابوبکر خلیفہ اول نہیں ہیں بعد کے فقیہہ ہیں)

شفاء کا اسلامی تصور

بیمار شخص کی ضرورت شفاء ہے، شفاء کیلئے ذریعہ، علاج ہے ادویات سے اور خالق نے اہلِ ایمان کی راہنمائی کیلئے اپنی کتابِ ہدایت میں شفاء کو مشروط کیا اپنی ذات

سے' اپنی رحمت سے' فرمایا وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنَ 'جب میں بیمار ہوتا ہوں وہ (اللہ رب العزت) مجھے شفاء دیتا ہے۔ قران حکیم کیلئے صاحب قران نے صراحت فرما دی لَا يَمَسُّهُ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ' ناپاک قران کو ہاتھ نہ لگائیں۔

قرانی نصوص' فرامین رسالتماب ﷺ اور صاحب زاد المعاد کے نفسیاتی تجزیے کی روشنی میں' جو محترم انسان ہی کیلئے ہے اس بات کی گنجائش کہاں رہ جاتی ہے کہ محض "اگر شفاء ہوتی ہو تو" کی بنیاد پر حرام سے علاج کا فتوی دیا جائے خواہ یہ حرام کی شکل میں ہو یا خون' پیشاب سے قران پاک کی آیات لکھنے کی صورت میں ہو۔ علماء کرام کو ایسے اجتہاد پر نظر ثانی کرنی چاہئے۔

نجس سے علاج

نجس سے علاج' علاج بالبول الابل' کی صرف استثنائی صورت بخاری شریف میں ملتی ہے مگر روایت میں اس امر کی صراحت کے نہ ہونے سے کہ باہر سے مدینہ آنے والے لوگ مسلمان تھے یا غیر مسلم' اس بات کا قوی احتمال ہے کہ وہ غیر مسلم تھے جنکے ہاں یہی طریق علاج رائج تھا اور یوں رسول اکرم ﷺ نے انہیں انکا مروجہ طریق علاج تجویز کیا جیسا کہ آج بھی بعض ہندو صحت مند رہنے کیلئے اپنا پیشاب صبح شام پیتے ہیں۔ بھارت کے ایک سابق وزیراعظم کا یہ اعتراف بے شمار لوگوں کے علم میں ہے کہ "میں صبح شام اپنے پیشاب کا ایک ایک گلاس پیتا ہوں" یا بائیبل کے الفاظ "اپنے ہی چشمہ سے" (مراد اپنے جسم سے خارج پانی سے) پیشاب سے علاج کی گنجائش ثابت ہوتی ہے مگر یہ اہل ایمان کیلئے نہیں ہے لہذا یہ استدلال بھی وزنی محسوس نہیں ہوتا۔ یاممکن ہے یہ واقع حرام کے واضح تعین سے قبل کا ہو کہ نبی ﷺ کے متعلق تضادبیانی کا تصور ہی غلط ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کا قول

عالی مرتبت امام ابو حنیفہؒ کا ایک قول علما اکثر بیان کرتے ہیں کہ "میرے قول کے مقابلے میں اگر کوئی کمزور حدیث بھی تمہیں مل جائے تو میرے اس قول کے مقابلے میں اسے ترجیح دو" موجودہ صورتحال میں قرآنی نصوص اور احادیث

نبوی ﷺ اس متنازع فقہی رائے کو تسلیم کرنے میں مانع ہیں۔ لہٰذا آج اس رائے کو عامتہ الناس کے سامنے لانے سے دینِ حنیف کی جو خدمت ہو گی وہ تو رہی ایک طرف، گردوپیش پھیلے بے شمار عاملوں، جادوگروں وغیرہ کو ان کے برے کرتوتوں کے لئے شرعی جواز ضرور مل جائے گا۔

انسانی اعضا کا عطیہ

انتہائی مکرم و محترم انسان کو نفع پہنچانے کے لئے آنکھوں کا عطیہ یا گردے وغیرہ بغرض علاج عطیہ بھی فقہی دلائل سے بلکہ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ سے ثابت کیا جا رہا ہے۔ آنکھوں کے عطیہ پر آج کوئی جواز یا عدم جواز کے چکر میں وقت ضائع کرنے کو تیار نہیں ہے بلکہ ہمارے ماضی کے ایک سربراہ مملکت بھی اپنی آنکھوں کے عطیہ کا اعلان تک فرما گئے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہ آیا کہ میرا یہ شہید، میرے اُس کی ذات کے لئے عطیے کو، میری مرضی و منشا کے برعکس کسی دوسرے کو عطیہ دے کر میرے روبرو، بغیر آنکھ پیش ہو، لہٰذا اس کی نوبت ہی نہ آئی۔

سورۃ توبہ سے ایک آیت آغاز میں پیش کر چکے ہیں جس میں انسان کے جسم کو جنت کے بدلے خریدنے کی بات ہے کہ اس خرید و فروخت کے بعد یہ جسم بندے کے پاس خالق کی امانت ہے اور کون بھلا آدمی دلیل سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرے گا کہ کسی کی امانت کو اس کی مرضی کے خلاف کسی دوسرے کے سپرد کر دینا چاہیے۔ یہ عرف عام میں صریح بددیانتی ہی قرار دی جائے گی۔ یہ سوچ بھی اہلِ ایمان کے لئے اہم ہے کہ اپنے بندے کا حقیقی خیر خواہ اس کا پیدا کرنے والا ہے؟ اسے انعامات سے نوازنے والا ہے یا وہ خود اور اس کے اعزا و اقارب۔

یہ حقیقت رفتہ رفتہ کھلے انداز میں ہر کس و ناقص کے سامنے آ رہی ہے کہ جو بات محض عطیے سے شروع ہوتی ہے وہ بتدریج تجارت بن جاتی ہے خواہ یہ عطیہ خون کا ہو، آنکھ کا یا گردے کا، ایک مکرم و محترم انسان کو بچانے کے لئے دوسرے مکرم و محترم انسان کے جسم سے کچھ لے کر اس کی اس مخصوص صلاحیت میں کمی کرنا اور اسے خطرہ میں ڈالنا کس شرعیت کی رو سے جائز ہے؟۔

ایک شخص سے گردے کا عطیہ لیا جاتا ہے کہ ایک دوسرے مکرم و محترم

انسان کی جان کی حرمت اس کا تقاضا کرتی ہے۔ ٹھیک اسی لمحے ایک مکرم و محترم انسان کی جان کی حرمت کے تقاضے کو ایک گردہ نکال کر محض ایک گردہ کے خطرہ سے دوچار کر دیا جاتا ہے آخر کس قرآنی نص سے یہ استدلال ہے کہ ایک کو بچانے کے لئے دوسرے کو خطرہ Risk سے دوچار کر دیا جائے۔ علی ھذا القیاس۔

آج خون کے تاجر ہماری منڈی میں موجود ہیں' گردے خریدے اور فروخت کئے جا رہے ہیں. عطیے کا تصور تجارت میں عملاً تبدیل ہو گیا ہے باوجود اس کے کہ اسلام نے اعضا کی قطع برید کی راہ روکی ہے۔ خون کے عطیے' صرف عطیے' کا جواز تو سمجھ میں آتا ہے کہ جس میں مسلسل بننے اور ضائع ہونے والی چیز کو دوسرے کی زندگی کے لئے استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔ اپنی صحت کے لئے فصد جائز ہے مگر اس کی فروخت کی اجازت کہیں نہیں اور تجارت کا یہ راستہ عطیے سے کھلا ہے اسی طرح گردے کے عطیے نے اب گردے کی فروخت کا راستہ کھول دیا ہے۔

اپنے ہی جسم کے حصے سے استفادہ

انسانی اعضا میں پیوندکاری کے لئے اگر اسی مریض کے جسم سے کچھ لے کر استعمال کر لیا جائے' جس سے عضو کی معمول کی قوت کار میں فرق نہ آئے تو کوئی قباحت نہیں ہے مثلاً" دل کے بائی پاس کے لئے پنڈلی میں سے باریک نالی لینا یا ہڈی کی گرافٹنگ کے لئے کسی دوسری ہڈی کی کھرچن وغیرہ مگر کسی مُردے کی ہڈی لے کر متاثرہ ہڈی کی جگہ ڈالنا یقیناً تجاوز ہے ویسے آج کی طبی تحقیق نے بہت سے عمدہ متبادل پیش کر دیئے ہیں مثلاً" سٹین لیس سٹیل کے مختلف جوڑ اور دیگر متفرق اشیاء استعمال ہو رہی ہیں۔ اب انسانی اعضا کی پیوندکاری پر بحث محض مفروضوں کی بنیاد پر ضیاع وقت ہے کہ آنکھ اور گردہ کے علاوہ دیگر قسم کی پیوندکاری شاذ ہے۔

عطیہ سے آگے

جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے' ابتدا کا عطیہ بعد کی تجارت کا راستہ کھولتا ہے اس پر ہم آپ کے استفادہ کے لئے جناب مفتی محمد ظفیر الدین صاحب' مفتی دارالعلوم

دیوبند کی رائے اور اسی عنوان پر جناب سید ابوالاعلی مودودیؒ کی علمی فکر کو تائید میں پیش کرتے ہیں۔

مفتی محمد ظفیر الدین صاحب

"فقہ اور فتاوی کی کتابوں میں انسانی اجزا کی خرید و فروخت کو انسانی عظمت کے پیش نظر عام طور پر ناجائز و حرام قرار دیا ہے خواہ وہ زندہ انسان کا حصہ ہو یا مرنے والے کا' انسان اپنی موت کے بعد بھی ویسا ہی قابل احترام ہے جس طرح اپنی زندگی میں تھا۔ پس جس طرح زندہ انسان کے جز سے اکراما" دوا کرنا جائز نہیں ہے ایسے ہی مردہ کی ہڈی سے علاج جائز نہیں ہے"۔ (شرح السیر الکبیر)

"فقہا نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کسی کو دھمکی دی جائے کہ فلاں کو قتل کر دو ورنہ تمہیں قتل کر دیا جائے گا تو کیا اس کے لئے جائز ہو گا کہ اس کو قتل کر ڈالے اور اپنی جان بچا لے؟ فقہا لکھتے ہیں' ایسا کرنا جائز نہ ہو گا۔ اس سلسلے میں فقہا کے پیش نظر کتاب و سنت کی یہ تصریحات ہیں۔ 'ہم نے بنی ادم کو مکرم بنایا' (بنی اسرائیل)' 'مردہ کی ہڈی توڑنا ایسا ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا۔ (موطا)' مومن کو مردہ حالت میں ایذا دینا' اس کی زندگی میں ایذا دینے کے مترادف ہے"۔ (ابن ابی شیبہ کتاب الجنائز)

"ایک بڑی وجہ اس سلسلہ میں یہ بھی ہے کہ انسانی اعضا' جو اس کے پاس بطور امانت ہیں' اس کو حکم الہی کے خلاف ناجائز میں استعمال کی جرات کر رہا ہے اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ اس کے جواز کے فتوی کے بعد انسانی عظمت خاک میں مل کر رہ جائے گی' اور انسانی اعضا کی بیع و شرا شروع ہو جائے گی خود انسان بھی پیٹ بھرنے' بچوں کے فاقے اور شراب (نشہ) وغیرہ کی لت کی وجہ سے اپنے اعضا فروخت کرنا شروع کر دے گا"۔

"دوسری طرف آخرت پر جن کا عقیدہ نہیں ہے' یا ہے مگر روپے کی خاطر سارے ناجائز کو اپنے لئے جائز کر لیتے ہیں' وہ انسانوں کا اغوا کر کے' اعضائے انسان کی تجارت شروع کر دیں گے اور حکومت وقت کا کوئی قانون اس کو بچا نہیں سکے گا"۔

"جو حضرات ایک انسان کے اعضا کی دوسرے انسان میں پیوندکاری کو جائز کہتے ہیں وہ کتاب و سنت اور فقہ و فتاوی کی کھلی مخالفت کرتے ہیں۔ یہ کہنا کہ حکم عمل پر نہیں' ارادہ و نیت پر ہوتا ہے میرے نزدیک قطعاً" صحیح نہیں۔ یہ کیسی دانشمندی ہو گی کہ ایک انسان کی صحت یابی کے لئے (وہ بھی بر بنائے امید - ارشد) دوسرے کی صحتِ سے کھیلا جائے اور مستقبل میں اس کو بیماری کا نوالہ تر بنا دیا جائے۔ امورِ آخرت میں باطن کو دیکھا جا سکتا ہے اور دیکھا جاتا ہے لیکن امورِ دنیا میں ظاہر ہی پر حکم لگایا جائے گا۔

اس (عطیہ) کو ایثار کا نام دینا بھی نفس کا کھلا فریب ہے۔ راحت سے محروم کے لئے زندہ اور مردہ انسان کے اعضاء کا بخشنا تو ایثار ہے مگر کیا محروم الراحت شخص پر یہ فرض نہیں کہ وہ زندہ اور مردہ انسان پر رحم کرے اور اس کے احترامِ آدمیت کی لاج رکھے۔ یک طرفہ فیصلہ حیرت انگیز ہے"۔

"جن فقہا نے ایک مضطر کو زندہ انسان کے گوشت کھانے یا مردہ انسان کے کھانے کی اجازت دی ہے ان کی یہ ہمدردی ہرگز لائق توجہ نہیں ہے ان کی یہ ہمدردی یک طرفہ ہے انسانیت کے احترام کا تقاضا یہ تھا کہ سب پر نظر رکھی جائے۔ کسی زندہ و صحتمند کو دوسرے بیمار زندہ کا لقمہ تر بنانا یا احترامِ انسانیت پر قلم پھیر دینا ہرگز مناسب نہیں"۔

"وہ منظر کس قدر بھیانک ہو گا کہ ادھر مرنے والے کی

روح نے پرواز کیا اور وہیں ہاتھوں ہاتھ پہلے سے تیار ڈاکٹر اس مردہ کی آنکھیں نکالیں گے' پیٹ چاک کر کے گردے باہر کر دیں گے اور بہت سے' کمزور و غریب جسم کے ٹھنڈا ہونے کا انتظار کئے بغیر اپنے آلات کا استعمال شروع کر دینگے۔ ان لوگوں کی عقل و فہم پر حیرت ہوتی ہے جو اعضاء کے عطیہ اور ہبہ کو بال کٹنے' ختنہ کرنے یا زخم یا آپریشن کے چیر پھاڑ پر قیاس کرتے ہیں۔ اس باب میں علمائے احناف کی فہم و فراست کی داد دینی پڑتی ہے کہ انہوں نے ہر ہر قدم پر نصوص اور انسانی احترام کو ملحوظ رکھا"۔ (ترجمان القرآن مارچ 95ء صفحہ 31-30)

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی رائے:

☆ "آنکھوں کے عطیے کا معاملہ صرف آنکھوں تک ہی محدود نہیں رہتا۔ بہت سے دوسرے اعضا بھی مریضوں کے کام آ سکتے ہیں اور ان کے دوسرے مفید استعمال بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ دروازہ اگر کھول دیا جائے تو مسلمان کا قبر میں دفن ہونا مشکل ہو جائے گا اس کا سارا جسم ہی چندے میں تقسیم ہو کر رہے گا اسلامی نظریہ یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنے جسم کا مالک نہیں ہے اس کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ مرنے سے پہلے اپنے جسم کو تقسیم کرنے یا چندہ میں دینے کی وصیت کر دے۔ جسم اس وقت تک اماناً" اس کے تصرف میں ہے جب تک وہ خود اس میں رہتا ہے اس کے نکل جانے کے بعد اس جسم پر اس کا کوئی حق نہیں ہے کہ اس کے معاملے میں اس کی وصیت نافذ ہو۔ اسلامی احکام کی رو سے یہ زندہ انسانوں کا فرض ہے کہ اس کا جسم احترام کے ساتھ دفن ریں۔ اسلام نے انسانی لاش کی حرمت کا جو حکم دیا ہے وہ دراصل انسانی جان کی حرمت کا ایک لازمہ ہے ایک دفعہ اگر انسانی لاش کا احترام ختم ہو جائے تو بات صرف اس حد تک محدود نہ رہے گی کہ مردہ انسانوں کے بعض کار آمد اجزا زندہ انسانوں

کے علاج میں استعمال کئے جانے لگیں بلکہ رفتہ رفتہ انسانی جسم کی چربی سے صابن بھی بننے لگیں گے (جیسے کہ فی الواقع جنگِ عظیم دوم میں جرمنوں نے بنائے تھے) انسانی کھال کو اتار کر اس کو دباغت دینے کی کوشش کی جائے گی تاکہ اس کے جوتے یا سوٹ کیس یا منی پرس بنائے جا سکیں (چنانچہ یہ تجربہ بھی چند سال قبل مدراس کی ایک ٹینری کر چکی ہے) انسان کی ہڈیوں اور آنتوں اور دوسری چیزوں کو استعمال کرنے کی بھی فکر کی جائے گی۔ حتی کہ اس کے بعد ایک مرتبہ پھر انسان اس دورِ وحشت کی طرف پلٹ جائے گا جب آدمی آدمی کا گوشت کھاتا تھا میں نہیں سمجھتا کہ اگر ایک دفعہ مردہ انسان کے اعضا نکال کر علاج میں استعمال کرنا جائز قرار دے دیا جائے گا تو پھر کس جگہ حد بندی کر کے اس کے جسم کے دوسرے مفید استعمالات کو روک سکیں گے اور کس منطق سے اس بندش کو معقول ثابت کر سکیں گے"۔

(ترجمان القرآن جنوری 62، رسائل و مسائل 3، صفحہ 95-294)

انسانی جسم کا طبی استعمال

جنابِ مفتی ظفیر الدین صاحب اور جنابِ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی آرا آپ پڑھ چکے ہیں دونوں فاضل اساتذہ نے جن خدشات کا اظہار فرمایا کہ انسانی جسم قبر میں دفن نہ ہو سکیں گے، کس قدر درست ہے کہ آج میڈیکل کالجوں اور دیگر متعلقہ اداروں کو تاجرانہ نرخوں پر انسانی ڈھانچے سپلائی کرنے والوں کی کمی نہیں ہے انسانی ڈھانچوں کی، بین الاقوامی منڈی میں امپورٹ ایکسپورٹ بھی ہو رہی ہے۔ گویا آج کا انسان انسان کو فروخت کر کے دولت کما رہا ہے یہ ڈھانچے کیسے حاصل ہوتے ہیں؟ شاید پرانے قبرستان یہ مشکل آسان کر دیتے ہوں اور بعض سنگدلوں کی روزی اس پر ہو۔

یہاں بلاشبہ یہ سوال اہم ہے کہ اگر اسلام نے اس قدر سخت پابندی لگا دی ہے تو حصولِ علم میں عملی مدد کے لئے مسلمان طلبا ایسے انسانی ڈھانچے کہاں سے لیں

کہ ڈھانچے کی موجودگی میں جو علم حاصل ہوتا ہے وہ انسانی ڈھانچے کی غیر موجودگی میں ممکن نہیں ہے مکمل ڈھانچوں کے علاوہ مختلف ہڈیاں الگ الگ بھی ناگزیر علمی ضرورت ہیں بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر دوسرے انسانی اعضا مثلاً" دل' جگر' گردے وغیرہ محفوظ حالت میں مطلوب ہوتے ہیں۔ یہ سوال یقیناً قابلِ توجہ ہے لیکن اس سوچ کے ساتھ کہ جب مسلم اطباء علم الابدان پڑھاتے تھے تو ان کا طریقہ کیا تھا۔

قرآن و سنت اور مذکورہ فقہی مباحث کی روشنی میں' مسلمان ہونے کے ناطے' جو بات سمجھ میں آتی ہے اسے یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ وہ غیر مسلم جن کے نزدیک حرمتِ انسان کا تصور ہی نہیں ہے' یا ایسے ممالک جو یہ کاروبار کرتے ہیں' سے تمام ضروریات امپورٹ کی جا سکتی ہیں مثلاً" انسانی ڈھانچے یا دیگر اعضا اور یہ سب کچھ عالمی منڈی میں دستیاب بھی ہے علم کے لئے یقیناً یہ شرط نہیں ہے کہ ڈھانچہ مسلمان کا ہے یا غیر مسلم کا' ہندو کا ہے یا بدھ مت کے پیرو کا۔ بھارت انسانی ڈھانچوں اور اعضا کی برآمد سے زرمبادلہ کماتا ہے۔

پوسٹمارٹم وغیرہ:

یہ سوال بھی اپنی جگہ اہم ہے کہ پوسٹ مارٹم (بعد از قتل چیر پھاڑ) یا تشخیصِ امراض کے لئے انسانی جسم کے کسی حصے کا جسم سے الگ کرنا کیا حکم رکھتا ہے اور کیا یہاں نظریۂ ضرورت' شرعی گنجائش دیتا ہے تو یہ جید علما کرام کا کام ہے کہ وہ پوسٹمارٹم پر نظریۂ ضرورت کی درست تطبیق کی حدود و قیود کا تعین کریں کہ آج پوسٹ مارٹم تشخیص سے زیادہ رواج سا بن گیا ہے بہرحال اس اہم مقصد کے لئے فاضل علما جو قدیم و جدید پر دسترس رکھتے ہوں' مل بیٹھ کر فیصلہ فرمائیں۔

جہاں تک زندہ کے جسم سے تشخیص کے لئے کچھ کاٹنے کا مسئلہ ہے وہ حصہ ایسا قابل قدر نہیں ہوتا کہ اس کے کٹنے سے متعلقہ عضو کی کارکردگی متاثر ہوتی ہو' ہماری مراد 'بیاپسی' کے لئے کچھ کاٹنے سے ہے۔ رہا کسی بیماری کے حملہ سے مریض کو بچانے کی خاطر اس کے جسم کا کوئی حصہ کاٹنا مثلاً" گینگرین' گیس گینگرین کے سبب یا حادثہ میں کسی ہڈی کا پس جانا کہ درست ہی نہ ہو سکے یا ناکارہ پھیپھڑہ کاٹ دیا جائے یا کسی انتڑی کا کوئی حصہ کاٹ دیا جائے تو یہ محترم انسان کی صحت و تندرستی کے لئے کاٹنا نظریہ ضرورت کے تحت سمجھ میں آتا ہے کہ مقصدِ وحید اسی کی صحت و تندرستی ہے۔

اختتامیہ

موضوع پر تفصیلی بحث کے بعد اسے سمیٹے ہوئے جو نکات قابلِ توجہ یا ماحصل ہیں انہیں ہم یوں آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔

☆ مضطر کے لئے بلا رغبت' کراہت کے ساتھ صرف جان بچانے کی غرض سے حرام کھانے کی گنجائش رب العزت نے دی ہے کہ جان محترم ہے۔

☆ اضطرار کی خصوصی صورتحال کو عمومی علاج کے تقاضوں پر منطبق کرنا کسی بھی شرعی اور عقلی دلیل سے اطمینان بخش قرار نہیں دیا جا سکتا۔

☆ شفا کی گارنٹی صرف رب العزت کے فضل و احسان کے ساتھ مشروط ہے۔ علاج کے تمام ذرائع محض سبب ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے حرام میں شفا نہیں رکھی' شفا صرف حلال میں ہے۔ لہٰذا کوئی مسلمان طبیب شعور کے ساتھ حرام سے علاج کا تصور نہیں کر سکتا۔

☆ محض شفا کی امید پر' نجس و ناپاک سے قرآن لکھنا کہ اس سے صحت مل جائے گی' قرآنی نص سے غلط استنباط ہے۔

☆ دنیا کا کوئی طبیب بھی اس یقین کے ساتھ علاج نہیں کرتا' دوا تجویز نہیں کرتا کہ مریض یقیناً شفایاب ہو جائے گا۔ علاج ہمیشہ امیدِ شفا پر ہوتا ہے۔

☆ محض مفروضوں کی بنیاد پر مشکلات ڈھونڈ کر ان کے لئے قرآن و سنت سے مسائل کا استخراج بھی دین کی خدمت قرار دینا محلِ نظر ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سپرد امانت' انسانی جسم و جان کو' اس کی مرضی و منشا کے خلاف تصرف میں لانا' اس سے بغاوت کے مترادف ہے۔

☆ انسانی جسم کے بعض حصوں کو عطیہ کرنا' جسم پر اختیار حق کا ناجائز استعمال ہے اور عطیہ کی اپنی حدود سے بڑھ کر' ہدیہ وصول کرنے سے آگے تجارت بنتا ہے۔

☆ مکرم و محترم انسان کی امکانی صحت کی خاطر' دوسرے صحتمند مکرم و محترم انسان کی صحت کو خطرہ میں ڈالنا' نہ خالق کو پسند ہے' نہ فرمان رسولؐ اور فقہ سے ثابت ہے۔

☆ پوسٹمارٹم اور دوسری ناگزیر چیر پھاڑ پر نظریہ ضرورت اور اضطرار کی حدود کے تعین اور قرآن و حدیث کے فرامین کی مدلل تطبیق کے لئے جید علما اور اسلام کی روح سے سرشار ڈاکٹر حضرات کا باہم مشاورت سے اجتہاد وقت کی ضرورت ہے۔

تعاونوا بالبر التقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان

بھلائی کے کاموں میں تعاون کریں

☆

میاں نور محمد میموریل اَلنوّر ٹرسٹ رجسٹرڈ' اسلام اور نظریہ پاکستان کے استحکام کے لئے کام کرنے والا ایک سماجی ادارہ ہے ٹرسٹ کا شعبہ تحقیق و تالیف گذشتہ ایک سال سے مصروفِ عمل ہے اور اسلامی تعلیمات کے حوالے سے اب تک کئی کتب اور کتابچے مخیر اداروں اور مخیر حضرات کے تعاون سے آپ کے سامنے لا چکا ہے الحمد للہ مختلف حلقوں میں اس کام کی افادیت کو تسلیم بھی کیا گیا ہے۔

آج جب ہمارے گردوپیش بگاڑ ہے اور روز بروز اس میں اضافہ ہو رہا ہے یہ ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ خیروبھلائی کو زیادہ موثر انداز میں پھیلایا جائے۔ اتحادِ ملت کے لئے قرآن و سنت کی تعلیم کو عوام کے سامنے لایا جائے۔

اَلنوّر ٹرسٹ کا کام آپ کے سامنے ہے یہ کام کسی اکیلے شخص یا ادارے کا نہیں ہے اس میں دامے درمے سخنے ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ تاریکی چھٹے گی تو روشنی پھیلے گی اور روشنی پھیلے گی تو میرا اور آپ کا رہنا سہل ہو گا ہماری آئندہ نسل تنزل سے محفوظ رہے گی۔ انشاللہ تعالیٰ۔

اپنے اور اپنی اولاد کے سکھ بھرے مستقبل کی خاطر تعاون کیجئے کہ اسلام کی روشنی پھیلے' اتحادِ ملت پروان چڑھے۔

عطیات کے لئے :۔ مسلم کمرشل بنک اکاؤنٹ نمبر MCB/CD-897

میاں نور محمد میموریل اَلنوّر ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

(اے انسان تجھے کس چیز نے اپنے انتہائی مہربان رب کے بارے میں دھوکہ دیا ہے)

خالق کائنات

کا

تخلیقی شاہکار

انسان

جو

اپنی اور اپنے خالق کی پہچان میں کمزور رہ گیا

از

عبدالرشید ارشد

میاں نور محمد میموریل (النور) ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

جوہر پریس بلڈنگ جوہر آباد

فون 3401
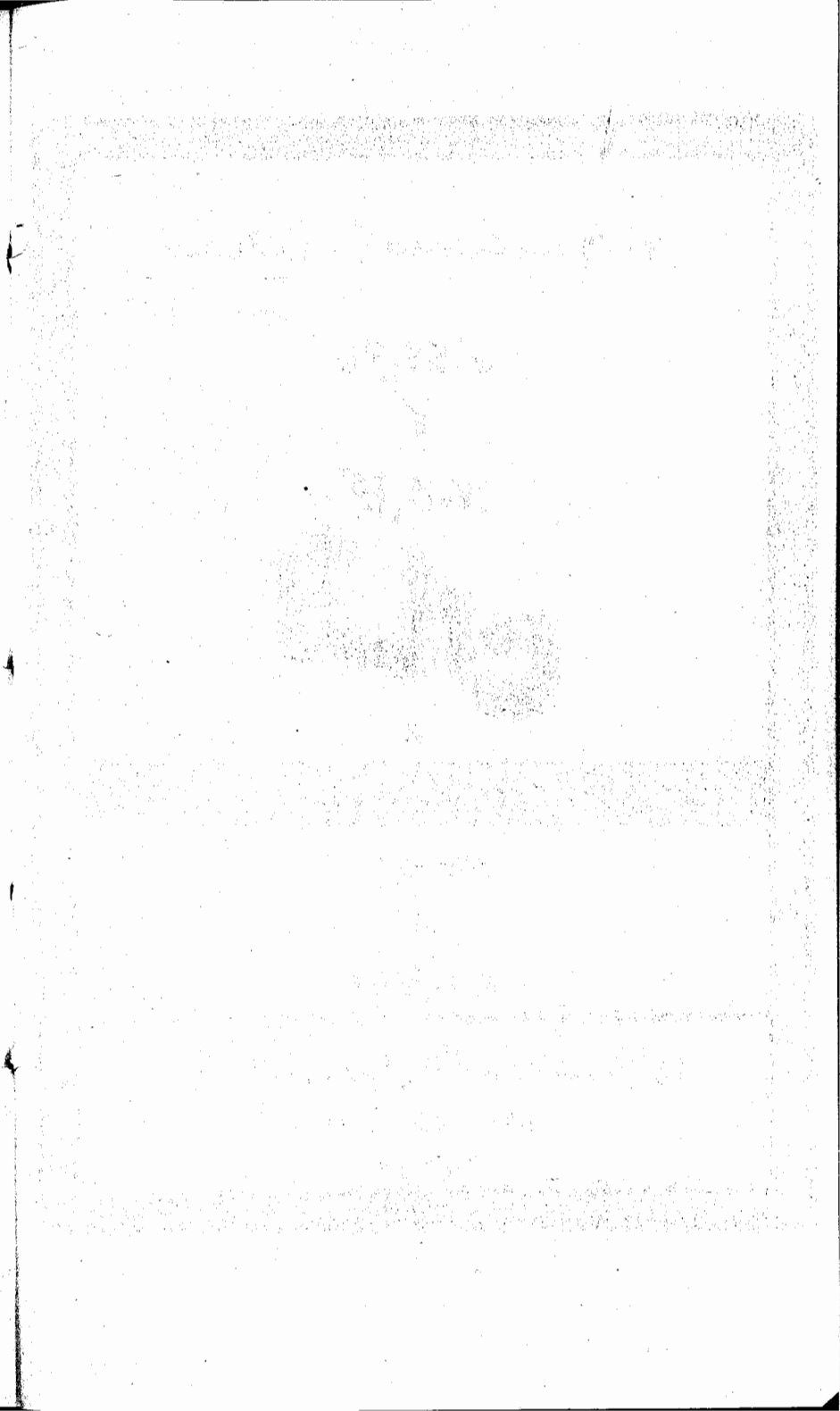
تقریظ

ہم انسان ہیں اور انسانی دنیا میں رہتے ہیں۔ اپنی گذرتی عمر کے دوران ہم میں سے ہر ایک نے ہر رنگ میں زندگی بسر کرتے انسانوں کو دیکھا ہے مثاً

☆ اعلیٰ تعلیم یافتہ انسان
☆ کم تعلیم یافتہ انسان
☆ ان پڑھ انسان
☆ اعلیٰ تعلیم یافتہ خدا بیزار انسان
☆ ان پڑھ خدا شناس انسان
☆ خالق سے محبت کرنے والے انسان
☆ خالق کی مخلوق سے محبت کرنے والے انسان
☆ خالق اور اس کی مخلوق سے محبت کرنے والے انسان
☆ مقصد حیات کی ٹوہ میں لگے انسان
☆ مقصد حیات سے منحرف انسان
☆ مقصد حیات کی تکمیل کے لئے سرگرداں انسان
☆ خالق کی ہدایت کے منکر انسان
☆ خالق کی ذات ہی کے منکر انسان

ایک خوبی ہر انسان میں مشترکہ پائی جاتی ہے جس پر ہر انسان خود بھی گواہ ہے اور آپ بھی گواہ ہوں گے اور وہ خوبی یہ ہے کہ کوئی بھی انسان اپنے آپ کو (خواہ مذکورہ فہرست میں اس کا کوئی بھی نمبر ہو) بے عقل، غیر دانش مند اور بے شعور تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

آئندہ سطور کا مطالعہ فرمانے کے بعد آپ ہمیں بتا دیجئے گا کہ عقل و دانش و شعور کا حقیقی سرمایہ کس کے پاس ہے؟

اگر آپ نے ہمارے سوال کا درست جواب ڈھونڈ نکالا تو ہم سمجھیں گے کہ ہماری محنت رائیگاں نہیں گئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اور ہماری محنت کی لاج رکھ لے۔ آمین

میاں عبداللطیف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وبہ نستعین۔

☆

خالق کا تخلیقی شاہکار ○ انسان

☆☆☆

ابتدائیہ:

اس کائنات میں، جس کی وسعتوں کا اندازہ نہ آج تک کیا جا سکا اور باوجود ہر ترقی کے نہ ہی کیا جا سکے گا، کہ یہ لامحدود وسعتیں صرف خالقِ کائنات کے علم میں ہیں، ہر نوع کی تخلیق سے افضل ترین تخلیق انسان ہے۔ انسان جسے احسن ترین اور مکرم ترین مخلوق قرار دیا گیا اور یہ اعزاز کسی دوسرے نے نہیں خود خالق نے اسے مرحمت فرمایا:

"لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْم ○ بلاشک و شبہ (بالتحقیق) ہم نے انسان کو بہترین صورت پر بنایا۔" (القرآن، 95 : 4)

"وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا" ○ بلا شبہ ہم نے بنی آدم کو مکرم و محترم بنا کر خشکی و تری پر بسایا اور پاکیزہ روزی دی اور اسے اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت بخشی۔" (القرآن، 17 : 70)

یہی احسن ترین اور مکرم ترین انسان ہمارا موضوع ہے کہ اس انسان نے کس حد تک اپنے آپ کو احسن ترین اور مکرم ترین عملاً ثابت کیا اور اگر نہیں کر سکا تو وہ کس نقصان سے دوچار ہوا، یا اس کے اسباب و عِلل کیا ہیں کہ رب تو اسے اعزاز بخشے

اور یہ اعزاز کا استحقاق کھونے پر بضد پایا جائے' دانشمند انسان سے اس کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے۔

استحقاق کی لاج رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ خود شناسی انسان کا مقدر بنے پھر یہ خودشناسی اسے اس کے رب کی پہچان کرائیگی اور اپنی پہچان کے ساتھ یہ خالق کو بھی پہچان لیگا تو اسے احسن اور مکرم ہونے کے ساتھ ساتھ خالق کے ساتھ اپنے حقیقی تعلق کا شعور و ادراک نصیب ہو گا۔

" مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ ○ پس اگر کسی (انسان) نے اپنی ذات کو پہچان لیا تو اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔"

عرفانِ ذات اور خودشناسی کا نسخہ کہیں سے لینا نہیں پڑتا۔ پیدائش کے ساتھ ہی خالق ہر انسان بلکہ ہر جاندار کے اندر اسے ودیعت کرتا ہے' گویا یہ Built in System ہے۔ اس امر کی گواہی بھی خود خالق نے ہی فراہم فرمائی ہے:

"بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ ○ بلکہ انسان تو اپنے نفس پر خود گواہ ہے۔"
(القرآن' 75 : 14)

اسی اندرونی شہادت کو یہاں جزیات کے ساتھ آپ کے سامنے رکھا ہے تاکہ ہمیں اپنی ذات کی پہچان ہو جائے اور پھر اسی آسانی سے ہم خالق کو پہچان لیں۔

تخلیق انسان:

خالقِ کائنات نے تخلیقِ کائنات اور کائنات میں رنگ بھرنے کے دیگر لوازم کی تخلیق سے فارغ ہو کر ملائکہ اور جنوں کے بعد بڑی تدبیر' منصوبہ بندی اور محنت و محبت سے انسان کو تخلیق کیا۔ پہلے مرحلہ کا انسان چکنی بجتی مٹی سے تخلیق کر کے اس میں اپنی روح (زندگی کی ابتداء کا لازمہ اور اپنی صفات کا قلیل حصہ' نیز انسانی زندگی کا

جزو لاینفک جبلتیں) پھونکی اور پھر اس پہلے انسان آدم علیہ السلام سے پہلی خاتون کو گوشت پوست کے ساتھ بلا ماں باپ اور بعد کے نظامِ پیدائش سے ماورا جنم دیا اور ایک اختصاص کے بعد (ماسوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سب کے لئے توالد و تناسل کا نظام طے فرما دیا۔

پہلا مرحلہ:

• "وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ اور بے شک ہم نے انسان کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا۔" (القرآن' 23 : 12)

• "خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝ (ہم نے) انسان کو تخلیق کیا بجتی مٹی سے جیسے (پکی ہوئی) ٹھیکری۔" (القرآن' 55 : 14)

دوسرا مرحلہ:

•• "يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا ...." (القرآن' 4 : 1)

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا ....

تیسرا مرحلہ:

••• "اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝" (القرآن' 76 : 2)

بے شک ہم نے انسان کو (ملی ہوئی) منی سے سننے اور دیکھنے کی صلاحیت کے ساتھ پیدا کیا کہ وہ پرکھا جائے۔

••• "ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا

ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَکَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ" (القرآن' 23 : 14-13)

"پھر اسے (انسان کو) پانی کی بوند کیا ایک مضبوط مقام پر' پھر پانی کی بوند کو خون کی پھٹکی بنایا' پھر خون کی اس پھٹکی (بوند) کو گوشت کی بوٹی بنایا' پھر گوشت کے لوتھڑے کو ہڈیاں دیں' پھر ان ہڈیوں پر گوشت چڑھایا' پھر اسے انسانی صورت دی' پس اللہ بہت برکت والا بہترین تخلیق کار ہے۔"

آخری مرحلہ :

.... "اَلَّذِیْ خَلَقَکَ فَسَوّٰکَ فَعَدَلَکَ ○ فِیْٓ اَیِّ صُوْرَۃٍ مَّا شَآءَ رَکَّبَکَ"
(القرآن' 83 : 8-7)

جس نے تجھے پیدا کیا (ابتداء تخلیق کیا) پھر ٹھیک بنایا' پھر ہموار کیا اور پھر جس صورت میں چاہا تجھے بنا ڈالا۔

جسم و روح :

انسان جس چیز کا نام ہے یہ خارجی جسم اور داخلی روح کا مرکب ہے۔ جسم میں روح کا قیام زندگی ہے اور روح کا سفر موت ہے۔ روح کیا ہے؟ انسان اس کا ادراک کرنے سے قاصر ہے اور اس ضمن اس کے خالق کا یہ فرمان اطمینان کے لئے کافی ہے کہ :

"یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ ○ وہ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ روح کیا ہے؟ ان کو فرما دیجئے کہ یہ میرے رب کا امر ہے۔"

"فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ مِنْ رُّوْحِیْ... ' میں جب اسے درست بنا لوں اور اس میں اپنی روح میں سے (ایک قلیل جزو) پھونک دوں ...۔"

خارجی جسم کی ابتدا ناپاک پانی کے جس قلیل ترین جزو سے ہوتی ہے مہذب سوسائٹی میں اس کا ذکر بھی معیوب سمجھا جاتا ہے۔ ایک بوند میں لاکھوں سے متجاوز

جرثوموں میں سے، جنہیں انسانی آنکھ نہیں دیکھ سکتی، حکمِ خالق سے زوجین میں سے ہر ایک کا ایک ایک جرثومہ (کبھی کبھار ایک سے زائد بھی، جس کے سبب بچوں کی تعداد رحمِ مادر میں بڑھ [illegible] ہے) مل کر تخلیق کا سبب بنتا ہے جو پہلے مرحلے کو چھوڑ کر دوسرے سے آخری [illegible] تک ایک تندرست ماں کی صورت میں، رحمِ مادر کے اندر 260 دن میں اپنی ہر [illegible] کی نشوونما کے تقاضے پورے کرتے صحت مند بچے کی صورت میں دنیا کی شکل دیکھ[illegible] ہے (کمزور ماں یا بیماری کے سبب یہ عرصہ کم زیادہ بھی ہو جاتا ہے۔ بچے کے عمومی متوقع وزن میں بھی کمی بیشی ہو جاتی ہے مگر اس میں خارجی بے احتیاطی یا بے اعتدالی بھی کسی نہ کسی پہلو کار فرما پائی جاتی ہے)

خوراک:

مرد اور عورت کی جسمانی ساخت میں تین طرح کا بنیادی فرق ہے حالانکہ دونوں کی خوراک اور طرزِ تخلیق ایک جیسا ہے مرد کے مقابلے میں عورت کے چہرے پر بال نہیں اُگتے، اعضائے توالد و تناسل کی ساخت مختلف ہے اور مرد کے مقابلے میں عورت کے سینے کا ابھار ہے۔ گوشت کے ان دو لوتھڑوں کے ٹیشو باقی جسم کے گوشت سے مختلف بن جاتے ہیں حالانکہ بلوغت سے قبل لڑکے اور لڑکی کی چھاتی پر گوشت کی تہہ بظاہر یکساں نوعیت کی ہوتی ہے۔ بلوغت کے ساتھ ہی یہ فرق نمایاں ہو جاتا ہے۔

مرد اور عورت کی اندرونی مشینری (ماسوائے رحمِ مادر کے کہ جسمیں بچہ پرورش پاتا ہے) ایک ہی جیسی ہے مثلاً" دل، پھیپھڑے، جگر، معدہ، گردے، مثانہ وغیرہ اور خارجی طور پر کھال، اس کے نیچے چربی کی ہلکی سی تہہ اسپر صنفی نقطہ نظر سے بال۔ مرد اور عورت بچپن سے بڑھاپے تک اپنے گھروں میں ایک جیسی خوراک کھاتے ہیں جو جسمانی نشوونما کے حوالے سے ایک ہی جیسے اثرات مرتب کرتی ہے اِلاّ یہ کہ کسی کو

کوئی عارضہ لاحق ہو۔

جونہی عورت حاملہ ہوتی ہے' دو جرثومے مل کر ایک زندگی کی بنیاد رکھتے ہیں اسی عمومی خوراک کا جزو اسی اندرونی مشینری کے ذریعے بقدر ضرورت 'نئی زندگی' تک مطلوبہ شکل میں خود بخود پہنچنا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر جوں جوں رحمِ مادر میں زندگی پروان چڑھتی ہے بلا کسی خارجی ارادے اور اجازت کے ہر دن کے مطلوبہ تقاضے کے عین مطابق یہ خوراک ملتی رہتی ہے۔ اس دوران ماں کی چھاتی میں تغیر ہوتا ضرور ہے مگر چھاتیوں سے دودھ خارج نہیں ہوتا جونہی رحمِ مادر میں رہنے کی مدت ختم ہوتی ہے جو خوراک اندر ہی اندر پہنچ رہی تھی فوراً" خود بخود بند ہو جاتی ہے اور ماں کی چھاتی سے دودھ کے سوتے پھوٹ پڑتے ہیں۔

ماں کی چھاتی سے ملنے والی خوراک نوزائیدہ بچے کے لئے اس کی روز بروز بڑھوتری کے ساتھ ساتھ حسب ضرورت خود بخود تبدیل ہوتی ہے حالانکہ ماں وہی خوراک کھاتی ہے جو گھر کے دیگر افراد کھاتے ہیں۔ مگر چھاتی پر ابھرے گوشت کے دو لوتھڑے قدرت کا ایسا کارخانہ ہیں کہ اسی خوراک سے نومولود کی روزمرہ ضرورت کی خوراک ہی اسے مہیا نہیں کرتے بلکہ بچپن کی بیماریوں کے خلاف قوتِ مدافعت کا خزانہ بھی فراہم رکھتے ہیں جو خارجی انتظامات کے ساتھ گارنٹی سے مہیا نہیں کئے جا سکتے۔ بچپن کے چھاتی سے پئے دودھ کے اثرات بہت دور تک انسان کا حقیقی سرمایہ ہوتے ہیں۔

خوراک ہی کے حوالے سے ایک اور اہم بات یہ کہ پوری انسانیت مل کر نومولود کو چھاتی سے دودھ چوسنا نہیں سکھا سکتی مگر خالق کا نظام کہ ولادت کے بعد ادھر ماں نے بچے کا منہ چھاتی سے لگایا ادھر اس نے دودھ چوسنا شروع کر دیا اور یہی حال ہاتھ کا انگوٹھا چوسنے کا ہے۔ یہ قدرتی عمل بلا سبب نہیں ہے نومولود بچوں کے معدے

کمزور ہوتے ہیں۔ انگوٹھا چوسنے کا عمل معدے کو تقویت دیتا ہے اور یہ قدرت کا خودکار نظام ہے۔ نبی رحمتؐ نے اپنے امتیوں کو ہاتھ سے کھانے کے بعد برتن صاف کرتے انگلیاں چاٹنے کی ترغیب فرمائی۔ یہ مسلسل عمل تقویتِ معدہ کی ضمانت ہے (چند سال پیشتر تقویتِ معدہ پر کم و بیش 14 سالہ تحقیق کے نتیجے میں یہ "انکشاف" کیا گیا کہ کوئی انزائم Enzyme معدہ کو مستقلاً تقویت نہیں دیتا صرف ایک ہی علاج ہے کہ آدمی اپنی انگلی چوسنا معمول بنا لے۔ تحقیق کرنے والے کو جب یہ معلوم ہوا کہ 14 سال محنت کے بعد جس تحقیقی نتیجے پر وہ پہنچا ہے' مسلمانوں کے اُمّی نبیؐ نے آج سے ساڑھے چودہ سو سال قبل اپنے ماننے والوں کو اس کی تلقین کی تھی،تو یہ جاننے کے بعد وہ سرورِدوعالم کی رسالت پر ایمان لے آیا) یہ ہے پیدائش کے بعد خالق کا معصوم زندگیوں کے لئے نظامِ خوراک اور نظامِ انہضام۔

رہا خوبصورتی کا معیار'تو انسانی جسم کا رنگ اور خدوخال مختلف خطوں کے موسمی اثرات کی مناسبت سے دیئے اور یوں ہر علاقے کے لئے معیار حسن بھی الگ الگ ٹھہرا،کہیں پتلے ہونٹ تو کہیں موٹے ہونٹ' کہیں رنگ گورا' گندمی یا سیاہ اسی میں متعلقہ خطوں کے لوگوں کے لئے خیرو بھلائی ہے ذرا غور کریں حکمت سمجھ میں آجائیگی۔

داخلی جسمانی اعضاء:

ہر انسان بخوبی جانتا ہے کہ وہ کن اعضاء و جوارح کا مالک ہے۔ ہم اس حوالے سے اس کے علم میں کوئی اضافہ نہیں کر رہے۔ اسے یہ بھی معلوم ہے کہ قدرت نے یہ اعضاء کس مقصد کے لئے ودیعت کئے ہیں۔ ہم ایک اور پہلو سے انسانی جسم کی ساخت پر آپ کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ انسان اگر اپنے جسم کا اس نکتہ نظر سے جائزہ لے کہ میرے جسم کا کونسا عضو اہم ہے اور کونسا غیراہم ہے تو وہ کسی کو کسی پر ترجیح نہ

دے سکے گا کہ 'جو ذرہ جہاں ہے آفتاب ہے' مگر بلا خوفِ تردید دل کو فوقیت ہے کہ اس کی خاموشی انسان کو شہرِ خموشاں تک لے جاتی ہے جبکہ بقیہ کی ناسازی صرف ڈاکٹر تک لے جاتی ہے۔

قلب

طبی نقطۂ نظر سے دل جسم میں خون کی سپلائی کے لئے محض ایک پمپنگ اسٹیشن ہے اور مضبوط ترین ریشوں سے بنا ہوا ہے۔ رحمِ مادر میں پہلی دھڑکن سے لے کر' زندگی ایک لمحہ' ایک سال' ایک صدی یا حضرت نوح علیہ کی طرح دس صدیوں پر محیط ہو' یہ آخری سانس تک بلا آرام مسلسل کام کرتا ہے۔ دماغ کی چوٹی سے پاؤں کی ایڑھی یا ہاتھ کی انگلیوں کے پوروں تک خون کی سپلائی اس کے ذمہ ہے۔ یہ ایک پہلو ہے۔

دل ہی کے حوالے سے اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ بستا ہے (روح کا گھر ہے) پورے جسم میں خیر و شر کو کنٹرول کرتا ہے۔ اچھائی برائی کی آماجگاہ یہی دل ہے اور دماغ اسی دل کے بنیادی احکامات کی پیروی کرتے دوسرے اعضاء کو کنٹرول کرتا ہے۔ مثلاً" دل میں خدا بسا ہے' آنکھ کسی غیر محرم کی طرف اٹھتی ہے' دل دماغ کو حکم دیتا ہے کہ فوراً" آنکھ پھیر دو' دماغ اعصاب کو یہ حکم دیتا ہے اور آنکھ پھیر لی جاتی ہے یہ کام پلک جھپکنے سے پہلے ہو جاتا ہے۔

دل میں رحمٰن کے بجائے شیطان کا ڈیرہ ہے' کان موسیقی سے لطف اندوز ہو رہے ہیں' نہ دل دماغ کو حکم دے گا نہ دماغ اعصابی نظام سے کہہ کر موسیقی سے کان ہٹائے گا۔ نبی رحمتؐ کا فرمان ہے کہ "جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اگر یہ درست ہے تو سارا جسم درست اور اگر یہ بیمار ہے تو جسم بیمار' یہ قلب ہے"۔

دماغ

دماغ فی الواقعہ سپریم کمپیوٹر ہے۔ اس میں یادداشت کی صلاحیت آج کے ہر کمپیوٹر کے مقابلے میں بلا شک و شبہ زیادہ ہے (گذشتہ دنوں ٹی وی مذاکرہ میں ایک فوجی نیورو سرجن یہ بتا رہے کہ موجودہ دور کا ذہین ترین انسان بھی اپنے دماغ کا انتہائی کم حصہ استعمال کرتا ہے) پھر میموری سے آگے نکلیں تو اس کی رفتار دنیا کے ہر مروّجہ کمپیوٹر سے زیادہ ہے۔ آپ کسی پرانے واقعہ کو یاد کریں آپ کا دماغ لحہ بھر میں اس کی مکمل فلم آپ کی آنکھوں کے سامنے لے آئے گا۔ چند سال قبل بھارتی لڑکی شکنتلا نے امریکہ میں ذہانت کا عملی مظاہرہ کر کے کمپیوٹر کو شہ مات دی تھی اور بے شمار مثالیں ہمارے سامنے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر اور کس ثبوت کی ضرورت ہے کہ ہمارے آج کے کمپیوٹر کا خالق یہی کمپیوٹر (دماغ) ہے۔

دماغ ، انسانی جسم کے انتہائی دور دراز اعضا تک پیغام رسانی' باریک ترین اعصاب کے پھیلے جال کے ذریعے کرتا ہے۔ جو بسااوقات آنکھ سے دیکھنے بھی محال ہیں - مگر رفتار کار ایسی تیز کہ آدمی تصور نہیں کر سکتا۔ ادھر پاوں میں کانٹا لگا ادھر پاوں اٹھا اور ہاتھ اس مقام کی طرف بڑھا یہ لمحے کا کام ہے۔ (کانٹا پہلے چبھا یا ہاتھ پہلے اٹھا)۔ اس کی لہروں کی کارکردگی اگر فی الوقع خالق کی مکمل اطاعت سے وابستہ ہو تو مدینہ منورہ میں منبر پر خطبہ دیتے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' سینکڑوں میل دور لڑنے والے سپہ سالار کو اس نیٹ ورک پر یاساریہ الی الجبل' کی ہدایت دیتے ہیں اور وہاں کمپیوٹر اس پر عمل کرتا ہے۔

اس حساس اور نازک ترین نیٹ ورک کی مقامی حفاظت کا ایسا معقول اور مستحکم انتظام کہ آپ جسقدر غور کریں خالق کی صناعی پر عش عش کریں - سپریم کمپیوٹر' دماغ

کی حفاظت کے لئے مضبوط ہڈی کا کاسۂ سر اور کھوپڑی سے نیچے اعصابی نظام کی مرکزی کیبل (حرام مغز) کی حفاظت' کہ اسے ریڑھ کی ہڈی کے مہروں کے وسط سے گزار کر محفوظ ترین بنا دیا گیا۔ اب یہ انسان کی اپنی مرضی ہے کہ اسے محفوظ ہی رہنے دے یا بے احتیاطی سے اس نظام کو مجروح کر لے۔

پھیپھڑے

پھیپھڑے بظاہر سانس کی آمدورفت کے نظام کا حصہ ہیں۔ بلا شبہ یہ درست ہے مگر ان کے ذمہ دوسرا کام جسم میں استعمال شدہ خون کو دوبارہ صاف کر کے دل کو دینا بھی ہے کہ کوالٹی اور سپلائی متاثر نہ ہو۔ یہ بھی خود کار نظام ہے - ان کی باریک نالیوں میں ذرا کوئی بلغم وغیرہ سے رکاوٹ ہوئی کھانسی نے اسے نکال باہر کرنا شروع کیا۔

دل اور پھیپھڑے جس قدر اہم ہیں اسی قدر انہیں با حفاظت رکھنے کی خاطر صناعِ حقیقی نے ہڈیوں کے مضبوط پنجرے کا اہتمام فرمایا ہے - پسلیوں کے ذریعے اگر ایک طرف دل اور پھیپڑوں کی حفاظت ہے۔ تو دوسری طرف ریڑھ کی ہڈی کا سہارا فراہم کر کے بازوں کو قوت مہیا کی گی ہے - اور پھر انسانی جسم کی ساخت جس اعتدال اور خوبصورتی کی متقاضی تھی - وہ اسکے بغیر ممکن نہ ہوتی - ان ہڈیوں میں لچک اور قوت برداشت مثالی ہے۔ کھوپڑی کی ہڈی سے پاوں کی انگلیوں تک کی ہڈیوں کی بناوٹ' موقعہ کی مناسبت سے لمبائی موٹائی اور گولائی یا بیضوی ہونا کیا یہ کسی فکر اور منصوبہ بندی کے بغیر بن گیا ہے کیا یہ کسی عام قسم کے کاریگر کی تخلیق ہو سکتا ہے؟

معدہ

کسی بھی مشینری کو چلانے کے لئے ایک قوت مطلوب ہے - مثلاً" بجلی ہے'

ڈیزل ہے بھاپ ہے ۔ اسی طرح انسانی جسم کے اندر مطلوبہ قوت، انسانی خوراک پیدا کرتی ہے ۔ جسکو منہ میں دانتوں سے چبا کر نرم کر کے اسمیں لعاب دہن ملا کر خوراک کی نالی میں منہ کے ذریعے پہنچانے کا انتظام بھی خود خالق کا عطاکردہ ہے ۔ یہ خوراک معدہ میں پہنچتی ہے ۔ جہاں انتڑیوں کی مسلسل حرکت، معدہ کا مخصوص درجہ حرارت، تولیہ نما بُردار تھیلیاں اور بعض دوسرے اعضاء سے ملنے والا سیال مواد اسے ہضم کر کے جسم کو خون اور حرارت فراہم کرتا ہے ۔ اور غیر مطلوب فضلات کو یہی انتڑیاں دھکیل کر باہر نکال دیتی ہیں۔

جگر، تلی پتہ وغیرہ

جگر، تلی، پتہ سبھی اعضا انسانی جسم میں نظامِ انہظام اور نظامِ خون میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں ۔ یہ سب اعضا پورے جسمانی نظام کے ساتھ باہم مربوط ہیں ۔ ایک کی کارکردگی دوسرے پر اثر انداز ہوتی ہے ، سادہ غذا اور سادہ زندگی انہیں صحت مند رکھتی ہے ۔

گردے اور مثانہ

یہ جسم میں سیال غیر ضروری مواد کے اخراج کے ذرائع ہیں ۔ گردے قدرتی فلٹر کا کام کرتے ہیں ۔ اور فلٹریشن کے بعد غیر ضروری سیال مواد مثانہ کے سپرد کر دیتے ہیں جہاں سے یہ بصورت پیشاب خارج ہو جاتا ہے ۔ بالخصوص خون کے فاسد مادوں کی تقطیر جو صحت کے لئے بنیادی لازمی جزو ہے گردے کی مرہون منت ہے۔

خارجی جسمانی اعضاء

خارجی جسمانی اعضاء ، سر، دھڑ، بازو، ٹانگیں وغیرہ، کون ہے جو ان سے واقف نہیں ہے یہ عنوان بھی آپ کی معلومات میں کسی اضافہ کے حوالے سے زیر بحث نہیں لایا جارہا بلکہ اسے آپ سامنے لانے کا مقصد وحید آپ کی سوچ کو مہمیز لگانا ہے اور یہ احسن تخلیق کے حوالے سے ہے ۔ انسان اپنے جسم پر ایک نظر ڈالے اور لمحہ بھر کے لئے غور کرے کہ اس کے جسم پر اگر:

- اسکا دماغ کسی دوسری جگہ ہوتا،
- اسکا سر کانوں ، آنکھوں کے بغیر ہوتا ، منہ اور ناک کا مقام یہ نہ ہوتا،
- اسکے بازو کسی دوسری جگہ لگے ہوتے یا بازو ٹانگوں کی جگہ اور ٹانگیں بازوں کی جگہ لگی ہوتیں ، ہاتھ اور انگلیاں نہ ہوتیں یا ناخن نہ ہوتے،
- اسکی آنکھیں ماتھے پر متوازی یا افقی یا سینے پر کسی جگہ لگی ہوتیں ،
- اسکے کان موجودہ جگہ کے بجائے اسکی گردن کے اطراف میں یا کندھوں کے ساتھ یا کولہوں کے ساتھ لگے ہوتے ،
- عورت کے سینے کے ابھار قطعاً" نہ ہوتے ،
- اعضاء تناسل موجودہ مقام کے بجائے کسی دوسری جگہ ہوتے اور اشکال بھی مختلف ہوتیں ،
- اسکے فاسد مواد کے اخراج کے مقامات (پاخانہ پیشاب کی جگہ) موجودہ مقام کے بجائے ناف کے آس پاس یا کہیں اور ہوتے،
- اسکی ٹانگوں کی ساخت (اوپر مضبوط ہڈی پر زیادہ گوشت ، نیچے پتلی ہڈی پر مناسب سا گوشت) یوں نہ ہوتی ،بلکہ ایک جیسا گوشت ہر ہڈی پر لگا دیا جاتا،
- اسکے پاوں ایڑھی کے بغیر ہوتے یا اندر ، باہر کی طرف یا پیچھے کی طرف ہوتے،

تو وہ کس ہیئت میں زندگی گزار رہا ہوتا اور زندگی اسکے لئے کس قدر تلخ ہوتی ۔ مردوزن میں باہمی کشش کا کوئی سبب نہ ہوتا ۔ عورت کو چشم تصور میں بغیر سینے کے ابھار کے دیکھئے، باوجود جاذب چہرے کے ، اسمیں نسوانی جاذبیت کی کمی کھٹکے گی ۔ انسان طہارت کے لئے بلا جھجک ہاتھ استعمال کرلیتا ہے کہ اسکی آنکھیں اس مواد کو دیکھ نہیں رہی ہوتیں ورنہ اس غلیظ پاخانے کی طرف اسکے ہاتھ نہ اٹھیں اگر وہ اسے دیکھ رہا ہو ۔

یہ صرف ماں ہوتی ہے بہن ہوتی ہے جو اپنے بچے ' اپنے چھوٹے بھائی بہن کے پاخانے سے آلودہ کپڑے دھوتی ہے یا بیوی بہ امر مجبوری خاوند کی خدمت کرتی ہے۔

آنکھ کے لئے کسی دوسری جگہ کا تعین سوچئے ایسی کارکردگی نہ ملیگی ' یہی حال کان ' ناک ' منہ اور زبان وغیرہ کا ہے ۔ اس سے ذرا ایک قدم اور آگے جسم کے ایک ایک جوڑ پر غور کیجئے اگر جوڑ میں لاک سسٹم (ایک ہی طرف مڑنے کی مجبوری) نہ ہوتا تو کندھے 'کہنی 'کولھے اور گھٹنے جیسے جوڑ نہ جسم کا وزن سہار سکتے اور نہ ہی انسان کوئی دوسرا وزن اٹھا سکتا ۔ پھر کندھے 'کولہے اور گھٹنے کے جوڑ کی ہڈیوں کی گولایاں اور جس کپ نما ہڈی میں یہ گھومتے ہیں' کو دیکھیں بلکہ پرکار سے دائرہ لگائیں تو یہ گولائی ہر معیار پر پوری اترے گی اس پر مستزادیہ کہ جوڑ میں پیدائش سے موت تک گریس (Lubrication) کا خود کار نظام ہے جو مردوزن کی اسی ایک جیسی خوراک سے بن کر ہر جوڑ تک اسکی مطلوبہ مقدار میں پہنچتا رہتا ہے ۔

آنکھ کے اندرونی پیچیدہ نظام کو چھوڑیئے خارجی کارکردگی پر غور فرمایئے ' انسان چاہے بھی تو پلک جھپکنے کو چند سیکنڈ سے زیادہ نہیں روک سکتا پلک جھپکنے کا خود کار نظام فی الواقعہ آنکھ کے حساس شیشے کو ' انسان کی درست بصارت کے لئے ' صاف رکھتا ہے گویا یہ قدرتی وائپر سسٹم ہے اور آپ جانتے ہیں کہ وائپر اگر خشک چلیں تو گاڑی کے شیشے پر لکیر ڈال دیتے ہیں اسی لئے وائپر ہمیشہ پانی کے ساتھ یا بارش میں استعمال ہوتا ہے ۔ آنکھ کے اس وائپر کے لئے انسان کے خالق نے جوڑوں کی لبریکیشن کی طرح ذرا مختلف سیال ملائم مادے کی مسلسل خود کار سپلائی کا اہتمام کر رکھا ہے۔

تخلیق انسان کے حوالے سے جو کچھ آپ کے سامنے پیش کیا گیا یقیناً" یہ "سب کچھ" نہیں ہے بلکہ یہ اس کا قلیل ترین حصہ ہے ۔ اس وجود پر انسان جتنا غوروفکر کرتا جائیگا مزید عنایاتِ خالق اسکے علم میں آتی جائینگی ۔ یہ سب کچھ اسکا انعام ہے اور اسی

نے فرمایا ہے "وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا" (تم اگر اللہ کے انعامات کو شمار کرنا چاہو تو نہ کر سکو گے) آنکھ اور ناخن انسانی جسم میں گیج کا کام کرتے ہیں، جگر کی خرابی ہو یا فولاد کی کمی آنکھ اور ناخن دیکھ کر معلوم ہو جاتا ہے۔ انگلیوں کے نشانات کبھی بھی کسی دوسرے انسان کے ہاتھ سے نہیں ملتے جو بذاتِ خود شاہکار تخلیق سے کم نہیں ہے کہ یہ انفرادی شناخت کا اچھوتا ذریعہ ہے۔

لمحہ فکریہ

مذکورہ تمام جزیات، بلکہ اس سے بھی کئی گنا اور، کے ساتھ اللہ رب العزت نے انسان کی تخلیق کو اس طرح مربوط اور خود کار نظام دیا کہ رحم مادر سے لحد تک وہ محتاج نہ ہو۔ لمحہ بھر رکیئے اور اس پیچیدہ ترین مشینری کی تخلیق پر سوچئے کہ وہ کتنا بڑا صنّاع ہے اس نے اپنی تخلیق میں کن کن جزیات کا خیال رکھا ایک کو دوسری سے کیسے منسلک کیا اسے کس کس مقام پر فٹ کیا۔ اسی پر غور و فکر کرنے سے ہر انسان کے اندر کا گواہ بول اٹھتا ہے کہ بلا شبہ وہ بہت ہی عظیم ہے ہر عظیم سے عظیم تر نہیں عظیم ترین ہے اور رب العزت نے اسی گواہی کے لئے اپنی کتاب میں فرمایا "بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِہٖ بَصِیْرَۃٌ" (القیامتہ) انسان خود اپنی جان (تخلیق) پر گواہ ہے۔ کیا اس عظیم ترین محسن کے ساتھ احسان فراموشی کا روّیہ عقل و شعور کی کسوٹی پر کسی طرح بھی روا کہا جائیگا۔ غور و فکر آپ کا سرمایہ ہے تو اسے زحمت دیجئے سرِ تسلیم خود بخود خم ہو جائیگا۔

محض تخلیق ہی نہیں:

عقل و شعور سوال کرتے ہیں کہ اس قدر باریک بینی سے تیار منصوبہ کے تحت انتہائی حسین و جمیل اور مکرم و محترم انسان بلا وجہ تو تخلیق نہیں کیا گیا ہو گا کہ یہ محنت

محض تفریحاً" نہیں ہو سکتی اپنی وسیع و عریض کائنات میں سینہ دھرتی پر سجلیا گیا یہ انسان جسکی تخلیق پر بھرپور توجہ دی گئی ارضی زندگی گذارنے کیلئے تخلیق کنندہ کی ہدایات کا محتاج تھا۔ چنانچہ خالق نے اس انسان کی ہدایت کے لئے خارجی اور داخلی انتظام فرمایا تاکہ کل کلاں یہ انسان بہانہ نہ بنا سکے کہ مجھے تو کچھ علم ہی نہ تھا کہ سینہ دھرتی پر میں نے زندگی کیسے بسر کرنی ہے' میرا مقصد تخلیق کیا تھا؟

نظامِ ہدایت:
خارجی:

خارجی طور پر فرد اور افراد کے لئے' اقوام و ملل کے لئے' انتہائی واضح اور قابلِ عمل نظامِ ہدایت دیا گیا جس کا آغاز پیدائش سے شروع ہوتا ہے اور جس کا شعور بلوغت سے لحد تک ساتھ جاتا ہے اس سے استفادہ کرنا نہ کرنا ہر کسی کی اپنی مرضی و منشا یا معیارِ عقل و شعور پر ہے:

• "لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (القران' 3 : 164)

بلا شبہ اللہ نے اہل ایمان پر احسان فرمایا کہ انہیں میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو انکو اللہ کی کتاب پڑھ کر سناتا ہے' انہیں پاکیزگی سکھاتا ہے اور کتاب (قرآن) کی تعلیم دیتا ہے' حکیمانہ باتیں سکھاتا ہے اور اس سے پہلے وہ یقیناً" کھلی گمراہی میں تھے۔"

• "اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ○ (القرآن' 76 : 3)

ہم نے اسے راہ بتائی (اب یہ اسکی مرضی ہے کہ) وہ شکر ر بن کر رہے یا ناشکرا بن کر رہے"

داخلی:

سورہ الدھر کی مذکورہ آیت میں شکر اور ناشکری کے جن رَویوں کا ذکر فرمایا گیا داخلی طور پر انہیں نفس لوّامہ کنٹرول کرتا ہے اور اگر نفس لوّامہ کامیاب ہو جاتا تو جذبہ شکر کے ساتھ نفسِ مطمئنّۃ کی سرداری قائم ہو جاتی ہے اور خدانخواستہ یہ ہار جائے تو نفس اَمّارہ انسان کو گمراہ اور ناشکرا بنانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کا ذکر فرمایا ہے

ہدایت کی محکم کتاب، قرآنِ حکیم اور اس کے عملی نفاذ و تشریح کے لئے ھادی برحقؐ کے فرامین ہی رشد و ہدایت کا حقیقی سرچشمہ ہیں۔ یہی نفس لوّامہ کو تقویت فراہم کرتے ہیں، نفسِ اَمّارہ کی راہ روکتے ہیں اور انہیں کے بل بوتے پر نفس مطمئنۃ کے لئے جنت کا استحقاق طے ہے۔

• "وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ (الدھر: 2) ○ اور نہیں (مگر خود) انسان کا روک ٹوک کرنے والا نفس گواہ ہے۔

"وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي" (یوسف: 53) میں اپنے نفس کو بری نہیں کرتا یہ نفس امارہ برائی کی طرف مائل کرتا ہے الا یہ کہ میرا رب رحم فرمائے

"يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً ○ (الفجر: 27 - 28) اے مطمئن نفس تو اس حال میں اپنے رب کی طرف پلٹ کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش"

مقصدِ تخلیق:

دنیا میں زندگی گذارتے اپنے گرد و پیش آپ نے کسی شخص کو بلا مقصد کوئی کام کرتے نہ پایا ہو گا۔ یہاں تک کہ جوا اور تاش کھیلنے والے بھی کوئی نہ کوئی وجہ بیان کر

دیتے ہیں۔ پھر آخر اس انسان کے لئے یہ کیسے تسلیم کر لیا جائے کہ یہ بلا کسی مقصد محض دل لگی کے طور پر تخلیق کر لیا گیا تھا۔ عقل کی معمولی مقدار بھی اگر کسی کے پاس ہے تو وہ پکار اٹھے گا کہ اس کائنات کے شاہکار (king pin) کے طور پر تخلیق مخلوق سے مطلوب مقصد بھی اسی نسبت سے شاہکار نوعیت کا ہو گا۔

قرآن حکیم میں خالق نے اپنی اس تخلیق کا مقصد یوں بیان فرمایا:۔

• "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ" (القرآن 51 : 56) ہم نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔

"وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَة ...... (القرآن 2 : 30) اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں"

عبادت اور زمین پر نیابتِ الٰہی کے معنے متعین کرنے کے لئے ہمیں اُسوۂ رسول ﷺ کو پیشِ نظر رکھنا ہو گا کہ حقیقی راہنمائی وہیں سے ملتی ہے کیونکہ:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ○ (الا حزاب:21) تمہارے لئے (عملی زندگی میں) رسول کی ذات (رسول کا طرز عمل) نمونہ ہے"

اور اس کائنات کی محبوب ترین ہستی سید البشر (بعد از خدا بزرگ توی) کا مقصدِ بعثت ان الفاظ میں بیان فرمایا گیا۔

"هُوَالَّذِىْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْكَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ(الصف : 9)

وہی خالق ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ وہ اسے دوسرے ادیان (باطلہ) پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو ناگوار گزرے"○

گویا نیابت اور عبادت کا مطلوبہ معیار حقوق اللہ اور حقوق العباد کے دو پلڑے برابر رکھتے ہوئے نبی کی اتباع میں غلبۂ دینِ حق ہے' جسکے بغیر نہ عبادت مکمل ہے اور نہ ہی نیابت الٰہی کا حق ادا ہوتا ہے۔ عبادت نماز روزہ حج اور زکوٰۃ بھی ہے مگر یہ

حقوق اللہ بندے کے لئے فی الواقعہ حقوق العباد کی بہترین لوائیگی کی عملی ترتیب کا ذریعہ ہیں اور دونوں کی تکمیل ہوتی ہے انکے باضابطہ نفاذ کے ساتھ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری قرار پائی اور جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطریق احسن پورا فرمایا کہ خطۂ عرب پر اللہ کی بات غالب کر دی۔

تکمیلِ مقصدِ تخلیق:

ہدایتِ ربانی کی روشنی میں 'فرامینِ رحمت اللعالمینؐ کے عین مطابق' حقوق اللہ اور حقوق العباد کے پلڑے کو برابر رکھنے کی سعیٔ مسلسل کے ساتھ مقصدِ حیات کی عملاً" تکمیل کر کے اس دھرتی پر اللہ کی بات کو ہر دوسری بات کے مقابلے میں غالب کرنے والے اہل ایمان تو رہے ایک طرف' غیر مسلموں نے بھی اس کے ثمرات سے استفادہ کیا تو سکھ چین' خوشحالی اور تحفظ مسلم اور غیر مسلم اقلیت کا مقدر بنا بلکہ اس سے آگے اسلامی سرحدوں کے اُس پار بھی لوگوں نے اِس سے فیض یاب ہونا چاہا تو وہ مایوس نہ ہوئے' ملاحظہ فرمائیے ایک یورپی دانشور رابرٹ بریفالٹ Robert Brefault کی رائے:۔

"یورپ کی ترقی کا کوئی شعبہ اور کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جسمیں اسلامی تمدن کا دخل نہ ہو اور اس کی نمایاں یادگاریں نہ ہوں جنہوں نے زندگی پر بڑا اثر ڈالا ہے۔ (صفحہ 190)

صرف طبعی علوم ہی (جن میں عربوں کا احسان مسلم ہے) یورپ میں زندگی پیدا کے ذمہ دار نہیں ہیں بلکہ اسلامی تمدن نے یورپ کی زندگی پر عظیم الشان اور مختلف النوع اثرات ڈالے ہیں اور اس کی ابتدا اسی وقت سے ہو جاتی ہے جب اسلامی تہذیب تمدن کی پہلی کرنیں یورپ پر پڑنی شروع ہوئی تھیں"

(The making of Humanity page - 202)

(بحوالہ انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر صفحہ (85 - 184)

انحراف تکمیل مقصد تخلیق:

نبیِ رحمتؐ نے برحق فرمایا خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ (او کما قال علیہ الصلوۃ والسلام) **افضل ترین دور میرا دور ہے** اور اس کے بعد بتدریج انحطاط' یہ بات مسلمہ امر کے طور پر تاریخ کا حصہ ہے کہ خلافتِ راشدہ میں حضرت عثمانؓ کے خلاف کھلنے والے محاذ نے انحطاط کا جو رخ اختیار کیا اسے اگرچہ حضرت علیؓ اور بعد میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے **اصل کی طرف** پلٹانے کی اپنی سی محنت کی جو حقیقی برگ و بار نہ لا سکی۔ جس کے نتیجے میں امتِ مسلمہ ہی سکھ سکون' خوشحالی اور تحفظات میں کمی اور کمزوری کا شکار نہ ہوئی بلکہ اس انحطاط کے اثراتِ بد سے خارج از اسلام اقوام بھی متاثر ہوئیں دیکھئے برطانوی دانشور لارڈ لو تھین کیا کہتے ہیں۔

"دین' جو انسان کا ضروری راہنما' اخلاقی مقصد کے حصول اور انسانی زندگی کی عزت اور معنویت کا واحد ذریعہ ہے' اس کے اقتدار کے زوال کا نتیجہ یہ ہوا کہ مغربی دنیا ایسے سیاسی مذاہب و خیالات کی گرویدہ ہو گئی جن کی بنیاد نسل اور طبقات کے اختلاف پر ہے۔ علوم طبعی کے اثر سے اس نے یہ تسلیم کر لیا کہ مادی ترقی ہی اعلی مقصد ہے اس وجہ سے زندگی کی مشکلات اور اس کی الجھنیں بڑھتی جا رہی ہیں اس کا نتیجہ یہ بھی ہوا کہ یورپ کے لئے اپنی روح اور زندگی کے درمیان ایسی تطبیق دینا مشکل ہو گئی جو اس کو عصر حاضر کی سب سے بڑی مصیبت' قومیت سے نجات د[illegible] سکے۔

(لارڈ لو تھین [illegible] انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر صفحہ 293)

عقل کا فیصلہ

عقل مند انسان جب اپنی تخلیق' اپنے جسم و جان میں خالق کے ودیعت کردہ بے ش[illegible] انعامات اور بعد از تخلیق رسد و ہدایت کے محکم انتظامات کے ساتھ ساتھ خالق کی

وسیع و عریض لامحدود کائنات میں بحیثیت انسان اسے عطا کردہ اعزازات پر لمحہ بھر غوروفکر کرکے اپنے اندر کے انسان (ضمیر) سے سوال کرے کہ مجھے ایسے مہربان و عظیم صناع' تخلیق کنندہ' کا شکر گذار ہونا چاہیئے یا ناشکرا تو اندر سے فیصلہ شکر و سپاس گذاری کے حق میں ہی ہو گا کہ معمولی عقل و شعور رکھنے والا انسان تو کسی احسان کرنے والے انسان کی ناشکری یا محسن کشی کا تصور نہیں کرتا جس کے احسان یا احسانات کی' خالق کے احسانات کے مقابلے میں کوئی حقیقت ہی نہیں ہے۔ ناشکری کا رویہ دراصل خود انسان کے خلاف اس کے شرفِ انسانیت سے گرنے کی عملی گواہی ہے جسے وہ اپنے رویہ سے فراہم کرتا ہے۔ خالق و مالک نے انسان کو اپنے تخلیقی عمل کے احسان سے قائل کر کے متوجہ فرمایا کہ اس کے شعور کے ہوتے ہوئے تجھے کسی چیز [illegible] ہو کے میں ڈال رکھا ہے کہ خدا فراموشی تیری زندگی کا جزو دیکھی جا رہی ہے [illegible] کیمونسٹ بن کر' بت گر' بت فروش ہی نہیں' ان بتوں سے توقعات وابستہ کرنے والا بن کر' دین حق کی موجودگی میں باطل ادیان کا پیروکار بن کر' زندگی گذار رہا ہے اور اپنے آپ کو عقل مند بھی [illegible] یہ کونسا معیار عقل و شعور ہے۔

يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ۝ الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُونَ بِالدِّينِ ۝

اے انسان! تجھے کسی چیز نے اپنے کرم کرنے والے رب (خالق اور پرورش کرنے والے) سے فریب میں ڈال رکھا ہے جس نے تجھے تخلیق کیا' پھر ہمہ پہلو ٹھک بنا کر جس صورت میں چاہا ڈھال کر دُنیا میں بھیجا۔ نہیں' (بلکہ دنیا میں تمہارا ناشکری کا رَوّیہ ثابت کرتا ہے کہ) مگر تم آخرت (نعمتوں پر شکر اور ناشکری [illegible] سے پیدا مسائل و معاملات کے فیصلہ کے دن) کو (اپنے عمل سے) جھٹلاتے ہو" (انفطار: 6 تا 9)

فریب ــــ ہے کہ مرنے کے بعد کون پوچھے گا یہ محض دھمکی ہے ڈراوا ہے' حالانکہ اس کی اپنی تخلیق کی شہادت ہی کافی ہے کہ جسے اس نے پہلے اس قدر پیچیدہ مشینری کے ساتھ بنایا تھا اور آج تک بنا رہا ہے وہ کل دو بارہ کیسے نہ بنا سکے گا۔ فریب یہ ہے کہ وہ انسان پر انسان تخلیق کر کے آبادی بڑھا رہا ہے وسائل کم ہو رہے ہیں حالانکہ وسائل بھی اسی نے پیدا کرنے ہیں بلکہ تخلیق سے پہلے پیدا کئے گئے ہیں' انسان نے تو صرف تیشۂ فرہاد چلا کر سینۂ دھرتی سے یہ حاصل کرنے ہیں۔

آخری بات

سوچ لیجئے آپ کا اپنا مقام سینۂ دھرتی پر کیا ہے؟ خدانخواستہ درست نہیں ہے تو مہلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے درست کر لیجئے کہ یہی عقل و دانش کا فیصلہ ہے اور آپ یقیناً" عقل مند ہیں۔ حقیقی مقام کا تعین مکمل و اکمل خشوع و خضوع والی نماز کرتی ہے جس کے بعد باقی سب کچھ خود بخود درست ہو جاتا ہے۔ تجربہ کر کے دیکھ لیجئے۔ آپ بھی سکھی ہوں گے گرد و پیش بھی سکھ اور خوشیاں ہوں گی اگر آج نہیں ہیں تو انفرادی اور اجتماعی نمازوں کا فقدان اس کا سبب ہے۔ تجربہ کر لیجئے نتیجہ یہی سامنے آئے گا۔

☆

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
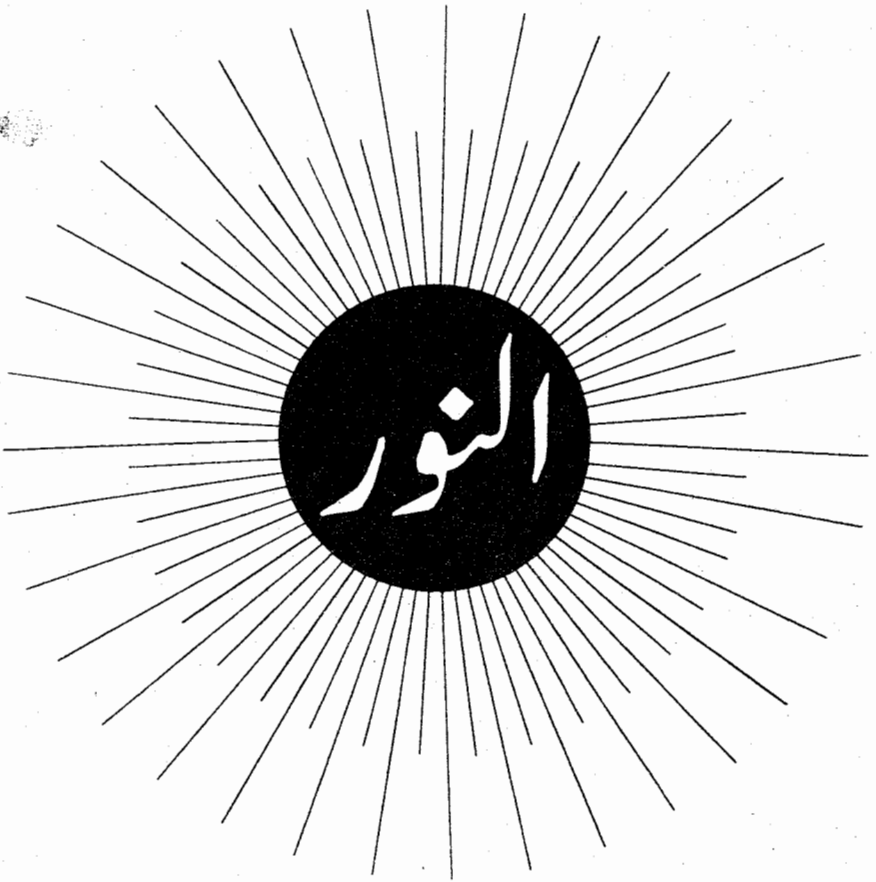
٩

دی سوسائٹی النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ) 146 ایم بی
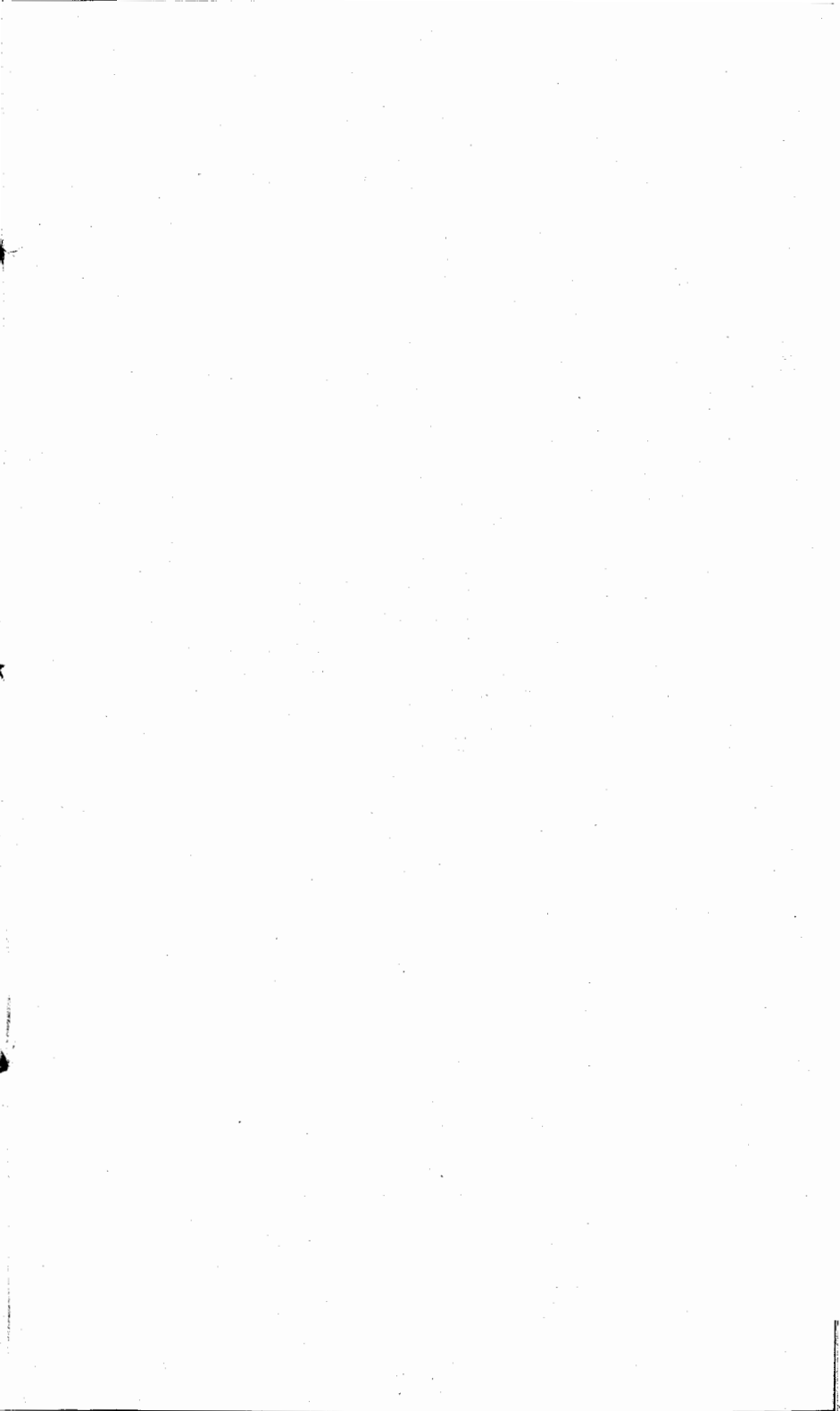
جس نے ایک جان بچائی
اس نے
گویا بنی نوع انسان کو
بچایا ......''

المائدہ - 32 (القرآن)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ
رسول اللہؐ نے فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری
(اپنے بندوں پر) نہیں
اتاری جس کی دوا نہ
اتاری ہو

بخاری کتاب الطب (حدیث نمبر 582

آئینہ

یکے از مطبوعات
شعبہ
تحقیق و تالیف

دی سوسائٹی النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
فون 0454-720401

46
MB

سب آفس
جوہر پریس
جوہر آباد فون 401

ابتدائیہ

اس کائنات میں سینہ دھرتی پر رحمت اللعالمین اور محسن انسانیت ﷺ سے بڑھ کر حکمت و تدبر سے خیر کا کام کرنے والے کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ یہ معیار کی ایسی بلندی ہے جس کو چھونا کسی شخص کے بس میں نہیں ہے۔ سرور دو عالم ﷺ نے اپنی قوم سے خیر کا آغاز کیا تو چالیس سال تک پرکھ کرنے والے' امین کے پاس امانتیں رکھنے والے' عادل سے عدل کے لئے رجوع کرنے والے' حقیقی چچا ابولہب کی لے میں ملاتے خیر کی شناخت کے منکر بن گئے۔

یہ دنیا دو دھاری تلوار ہے۔ شر کے لئے بے شمار ہم نوا مل جاتے ہیں مگر خیر کے لئے' چند کلمہ خیر تک اپنے آپ کو محدود رکھنے والوں کے علاوہ' مقدر سے ایک آدھ کندھے سے کندھا ملانے والا نصیب ہوتا ہے' جو عملاً" آپ کے ساتھ کھڑا ہو' آپ کا ہاتھ بٹائے۔ کافر کافر کی علی الاعلان مدد کرتا ہے مگر مومن شرماتا ہے کہ ساتھ لگنے سے بدنام ہو جاؤں گا۔ لوگ باتیں بنائیں گے' یہ ہو جائے گا اور وہ ہو جائے گا۔ یوں اپنے لئے سہل راستے تلاش کرتے ہیں محض نماز روزہ والے یا چھپ کر دینے والے۔

النور ٹرسٹ رجسٹرڈ خالصتاً" رفاہی ادارہ ہے جس کے پیش نظر اسلام اور نظریہ پاکستان سے ہم آہنگ سماجی خدمت ہے۔ جس کے سامنے نہ تو معروف سیاسی مقاصد ہیں اور نہ کوئی دوسرا مخصوص مقصد ہے۔ ٹرسٹ نے اگست 1991ء میں اپنے سفر کا آغاز پنجاب ایجوکیشن فاونڈیشن کے تعاون سے فنی تربیتی ادارہ برائے طلبا و طالبات کے قیام کے کیا اور آب بہ تائید ایزدی دوسری سیڑھی پر قدم رکھتے ہوئے ہسپتال کی بنیاد رکھی ہے۔

نہ ہمیں فخر ہے کہ ہم نے کسی انوکھے کام کا آغاز کیا ہے۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں سے بھی متجاوز لوگ ہم سے زیادہ' ہم سے بہتر انداز میں خیر کے مسلمہ کام کرتے ہیں اور نہ ہمیں کسی سے گلہ ہے کہ گلہ کرنے کا نہ اخلاقاً" حق ہے نہ سماج و معاشرہ نے ہمیں یہ حق دیا ہے اور نہ ہی گلے شکوے سوچ کر ہم تعمیری کام کی منزل کھوٹی کرنا چاہتے ہیں۔

النور ٹی بی اینڈ جنرل ہسپتال قائم کرنے کی نیت سے 1991ء میں ضلعی انتظامیہ کو 2 ایکڑ رقبہ کی برلب جوہر آباد۔ مظفر گڑھ روڈ' پیش کش کی تھی۔ انتظامیہ نے اس پیش کش کی روشنی میں 20 بستر کے ہسپتال کا منصوبہ بنا کر پنجاب ٹی بی ایسوسی ایشن کو بھیجا جہاں سے کورا جواب مل گیا۔

پھر نواز شریف صاحب کے پہلے دور میں دوبارہ کیس بن کر گیا مگر منظوری سے قبل خود نواز شریف صاحب چلے گئے۔ تیسری بار ورلڈ بنک کے سیپ پروگرام کے تحت کیس بھجوایا مگر 'رابطہ' نہ ہونے کے سبب بیل منڈھے نہ چڑھ سکی۔ یوں یہ بات نیت تک ہی محدود رہی۔

تھل کی پسماندگی اور تپ دق کی کثرت پر دل کڑھتا تھا۔ ایک دن یہی کڑھن اپنے محترم بھائی محمد منصور الزماں صدیقی صاحب صدر صدیقی ٹرسٹ کے سامنے بے کم و کاست رکھ دی۔ صدیقی صاحب محترم نے ہمارا حوصلہ بڑھایا۔ ان کے رفقاء کار نے اس منصوبہ کو قابل عمل قرار دیا اور الحمد اللہ ہم اس ہسپتال کا آغاز انہی کی مالی معاونت سے کر پائے۔

چند ہفتوں کے اس قلیل عرصے میں حوصلہ شکنی کی باتیں بھی ہم نے سنیں اور حوصلہ افزائی بھی ہوئی۔ ہم نے اخلاص نیت کے ساتھ یہ کام عوام الناس کی بھلائی کے لئے شروع کیا ہے اور اس عزم کے ساتھ شروع کیا ہے کہ معمول کے مطابق خیر پر ہونے والے تبصروں' تنقید کے تیروں سے زخمی ہونے کے باوجود ماتھے پر شکن نہ ہو گی یا اندر اٹھتی ٹیس پر کسی رد عمل کا اظہار نہیں کریں گے۔ کریں گے تو صرف ایسے محسنوں کے لئے دعائے خیر انشااللہ تعالی۔

النور ٹی بی اینڈ جنرل ہسپتال کے لئے کوئی مستقل سالانہ گرانٹ نہیں ہے' نہ ہی یہ تجارتی ہسپتال ہے۔ ہم نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ ہم بھکاری بن کر کسی کے آگے جھولی نہیں پھیلائیں گے۔ مگر کوئی درد دل رکھنے والا اپنی آخرت سنوارنے کے لئے خود کچھ دینا چاہے گا تو وہ ہمارے لئے قابل قبول ہو گا۔ مثلا یتیم' لاوارث اور معذور و بے سہارا افراد کے علاج کی سرپرستی کرنے والوں کو خوش آمدید کہیں گے کہ ایسے افراد ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہیں۔

علاج معالجہ کی جملہ سہولتیں بلا لحاظ مذہب و ملت و عقیدہ' صرف اور صرف انسانیت کی بنیاد پر ہوں گی اور ہم سختی سے اپنے اس فیصلہ پر کار بند رہیں گے۔ ہسپتال کی حدود میں ہر کسی کے اپنے مذہب و عقیدہ سے صرف نظر کرتے اسے صرف مریض جان کر اس کا علاج کیا جائے گا۔ مگر علاج کے لئے قرآن و حدیث کی واضح تعلیمات سے انحراف نہ ہو گا۔ مکمل علاج و احتیاط ڈاکٹر اور مریض کی ذمہ داری ہے اور کامل شفا صرف اور صرف اللہ تعالی کے پاس ہے۔

ہم اپنے طور پر یہ کہہ دینے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے کہ قرآن و سنت ثابتہ ہمارا سرمایہ حیات ہے' اسلام اور نظریہ پاکستان کے حوالے سے ہم معذرت خواہانہ رویہ نہ رکھتے ہیں نہ برداشت کرتے ہیں۔ اس 'بنیاد پرستی' پر ہم مطمئن ہیں اگرچہ نہ ہم بنیاد پرست ہیں اور نہ ہی اسلام بنیاد پرست دین ہے۔ ہم ہر کسی کے دین کا احترام کرتے ہیں مگر سچا صرف اسلام کو جانتے ہیں۔ دین کے حوالے سے ہم کسی مداہنت کے قائل نہیں ہیں۔ عقائد کے بارے رواداری کے راستے پر گامزن ہیں اور دوسروں کو اسی راہ کے راہی دیکھنے کے متمنی ہیں۔

"النور" ماہانہ خبر نامہ کی صورت میں ادارے کی مکمل کارکردگی اور مالیاتی گوشوارے آپ

کے سامنے لاتا رہے گا کہ آپ باخبر رہ کر قدم قدم ہمارے ساتھ چلیں۔ النور ہسپتال جسمانی علاج کا ذریعہ ہو گا تو یہ ماہانہ النور روحانی علاج کا موثر ذریعہ ہو گا۔ انشا اللہ۔

مسلم ممالک اور خاندانی منصوبہ بندی

خاندان کی بہبود پر اسلام نے جس قدر ہمہ پہلو توجہ دی ہے کوئی دوسری قوم اس کے مقابلے میں بہتر طور طریقے سامنے نہیں لا سکی۔ غیر مسلم طاقتیں ملت مسلمہ کی قوت سے خائف عرصہ دراز سے ایسی منصوبہ بندی میں مصروف ہیں جس سے مسلمان کی عددی برتری پر قابو پایا جا سکے۔ اس منصوبہ بندی کی پشت پر یہودی دماغ ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔

مسلمان' جسکی بصیرت پر زمانہ گواہ رہا ہے' اب بصیرت سے اس قدر عاری ثابت ہو رہا ہے کہ اغیار اپنے شوگر کوٹڈ افکار اسے دے رہے ہیں اور بلا سوچ سمجھے یہ اپنی قوم کے حلق سے نیچے اتارنے کے لئے صبح' دوپہر اور شام اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر رہے ہیں جسکی زندہ مثال "خاندانی منصوبہ بندی" کی شکل میں انتہائی بے غیرتی کے ساتھ قوم کے معصوم بچوں تک بذریعہ ریڈیو' ٹی وی' اخبارات و جرائد تشہیر ہے اور بد نصیبی کی انتہا کہ نام نہاد علما بھی سر سے سر ملا رہے ہیں۔

خاندانی منصوبہ بندی یا بہبود آبادی کی اصلیت پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے واقعتاً" عقل ہمارا ساتھ نہیں چھوڑ گئی تو محترم جاوید چودھری صاحب کی تحقیقی کاوش " ایک روٹی کا سوال ہے بابا" بذریعہ روزنامہ خبریں 18 اکتوبر 97ء ہماری آنکھیں کھول دینے کے کافی ہے۔ اسے توجہ سے پڑھئے اور ورلڈ بنک' آئی ایم ایف کی طرف سے آپ کی تشہیر کے لئے لگائی گئی شرط کا تجزیہ کیجئے۔ سوچئے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں !!!

☆

آواز اخلاق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۴۔ جمادی الثانی ۱۴۱۸ ہجری

17۔ اکتوبر 1997 عیسوی

حوالہ نمبر: الف/ الف/

جہالت کی تاریکیاں دور کرنا اور علم و حکمت کی روشنیاں پھیلانا کار خیر ہے' قرآن حکیم کے احکامات کی پیروی اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ہے اور وطیرہ بزرگان دین ہے۔ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کے نور ہیں۔ انسان اللہ تعالیٰ کا نائب ہے۔ تو پھر انسان کا مرتبہ و مقام یہی ہے کہ نور پھیلائے اور نور سے روشنیوں کا سامان کرے۔

یہ نور بلندی اخلاق اور رفعت کردار سے پھیلایا جاتا ہے۔ یہ نور انسان سے محبت اور احترام سے پھیلایا جاتا ہے۔ یہ نور حسن سلوک اور راحت رسانی سے پھیلاتا ہے۔ صدق مقالی سے ' آہستہ کلامی سے اور کتاب و قلم سے نور بکھیرا جاتا ہے۔

اس کار خیر میں جو حضرات اور ادارے مصروف ہیں وہ لائق قدر ہیں اور سزاوار تحسین ہیں۔ النور ٹرسٹ اس کار خیر میں مصروف ہے۔ میں ان حضرات گرامی کی خدمت میں دلی مبارک پیش کرتا ہوں اور ان کی کامرانیوں کے لئے دست بہ دعا ہوں۔

حکیم محمد سعید

بگرامی خدمت جناب محترم عبدالرشید ارشد صاحب

میاں نور محمد میموریل النور ٹرسٹ

جوہر پریس بلڈنگ

جوہر آباد۔ - پنجاب

61 سال قبل

صدی کے بیٹے کی پکار

(جو لمحہ بہ لمحہ کاملا" درست ثابت ہوئی)

"جدید تعلیم و تہذیب کے مزاج اور اسکی طبعیت پر غور کرنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ وہ اسلام کے مزاج اور اسکی طبعیت کے بالکل منافی ہے۔ اگر ہم بجنسہ اسے لے کر اپنی نو خیز نسلوں میں پھیلاییں گے تو ان کو ہمیشہ کے لئے کھو دیں گے۔

آپ ان کو فلسفہ پڑھاتے ہیں جو کائنات کے مسئلے کو خدا کے بغیر حل کرنا چاہتا ہے' آپ ان کو وہ سائنس پڑھاتے ہیں جو معقولات سے منحرف اور محسوسات کی غلام ہے' آپ ان کو تاریخ' سیاسیات' معاشیات' قانون اور تمام علوم عمرانیات کی وہ تعلیم دیتے ہیں جو اپنے اصول سے لے کر فروغ تک اور نظریات سے لے کر عملیات تک اسلام کے نظریات و عمران سے یکسر مختلف ہے۔

آپ ان کی تربیت تمام تر ایسی تہذیب کے زیر اثر کر رہے ہیں جو اپنی روح اور اپنے مقاصد و مناہج کے اعتبار سے کلیتہ" اسلامی تہذیب کی ضد واقع ہوئی ہے۔ اس کے بعد کس بنا پر آپ یہ امید رکھتے ہیں کہ:۔

☆ ان کی نظر اسلامی نظر ہو گی؟

☆ ان کی سیرت اسلامی سیرت ہو گی؟

☆ ان کی زندگی اسلامی زندگی ہو گی؟

☆ قدیم طرز پر قرآن و حدیث اور فقہ کی تعلیم اس نئی تعلیم کے ساتھ بے جوڑ ہے اس قسم کے تعلیمی عمل سے کوئی خوشگوار پھل حاصل نہ ہو گا۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسے فرنگی سٹیمر میں پرانے بادبان محض نمائش کے لئے لگا دیئے جائیں مگر ان بادبانوں سے فرنگی سٹیمر قیامت تک اسلامی سٹیمر نہ بنے گا۔"

(بحوالہ' تعلیمات صفحہ 20-19' سید ابو الاعلیٰ مودودی" 15 اگست 1936ء)

21 صدی کا چیلنج اور لوازمِ تعلیم و تربیت

حرف آغاز

دینی شعور رکھنے والے اپنی روزمرہ گفتگو میں لفظ "فخر" کے استعمال سے اجتناب کرتے ہیں کہ یہ فخر اپنے ساتھ غرور کو ملا کر جب "فخر و غرور" بنتا ہے تو کھلا تکبر سامنے آجاتا ہے جو صرف اس کائنات کے خالق ہی کو جچتا ہے اور جس کے مقابلے میں ابلیس نے یقیناً" یہ لفظ تو استعمال نہیں کیا تھا صرف عمل سے روّیے کا اظہار تھا کہ وہ راندہ درگاہ بنا۔

فخر سے ہم نے بات اس لئے شروع کی کہ ہم اکثر یہ بات کہتے ہیں، ہمیں اس بات پر فخر ہے، ہمیں اجداد کے کارناموں پر فخر ہے، ہمیں اپنی تہذیب وثقافت پر فخر ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح کی ایک بات مَیں بھی کہنا چاہتا تھا مگر "فخر" کی ادائیگی کو میرے ہونٹوں نے روک لیا کہ فخر تمہیں زیب نہیں دیتا، شکرو سپاس تمہارا حقیقی سرمایہ ہے۔

اب میں اپنی بات یوں شروع کرونگا کہ تعلیم و تربیت کے حوالے سے قران و سنت کی روشنی میں ہمارے اسلاف نے ہمارے لئے جو قابل قدر وَرثہ چھوڑا ہے اس پر جس قدر اپنے خالق و مالک کے شکر گزار بنیں کم ہے کہ یہ ہمارا اعزاز ہے - اس علمی سرمایہ سے غیروں نے استفادہ کیا کہ یہ پارس پتھر ہے۔ انہوں نے اسے واقعتہً" پارس ہی پایا کہ علم کے ہر شعبہ میں مسلمان اساتذہ کی تحقیق کے مقابلے میں انکے ہاں کچھ نہ تھا۔ پھر تھوڑا شعور ان کا مقدر بنا تو انہوں نے ان فاضل اساتذہ کی تحقیق کو آگے بڑھایا اور خود محقق بن بیٹھے اگرچہ فی الواقعہ وہ صرف خوشہ چین تھے۔ اور ہماری بد نصیبی کہ ہم نے تحقیق کر کے آگے بڑھنا پسند نہ کیا کہ بزرگوں سے قدم آگے رکھنا انکی "بے حرمتی" ہو گی اور ہم یقیناً" "ناخلف" نہیں ہیں کہ بزرگوں کی بے حرمتی کریں۔

غیروں نے تحقیق کر کے اپنے لئے اور ہمارے (ملتِ مسلمہ کے) لئے الگ الگ نظامِ تعلیم اور نصابِ تعلیم وضع کئے۔ اپنے لئے حکمرانی کے تقاضوں سے ہم آہنگ اور ہمارے لئے دائمی غلامی کے تقاضوں سے ہم آہنگ اور ہم نے انتہائی سپاس گزاری کے جذبات کے ساتھ اپنے ان "محسنوں" سے اسے وصول کیا اور (معاذ اللہ) قران و حدیث کی طرح "مقدس" تسلیم کرتے ہوئے جوں کا توں رائج کر کے غلام قوم تیار کرنی شروع کر دی۔ بھیڑ کی طرح نقوش پا کی پیروی کرتے گولڈن جوبلی بھی منا ڈالی اور نہ جانا کہ یہ گڑھے میں گرنا ہے، یہ زندہ قوم کا چلن نہیں ہے۔ پچاس سال میں ایک بار بھی رک کر نہ دیکھا کہ قائد اعظمؒ کے پاکستان کی حقیقی ضرورت کیا ہے اور

ہمارا نظام تعلیم کیا دے رہا ہے؟

نہ ہمارے اسلاف قدیم کے ساتھ جدید ملانے کے خلاف تھے۔ نہ مذہب و شریعت جدید علوم پر پابندی لگاتے ہیں۔ پابندی تو صرف یہی تھی کہ ہمارا نظام تعلیم بحیثیت مسلمان ہمارے مقصدِ تخلیق و حیات سے ہم آہنگ ہونا اور رہنا چاہیئے۔ یہ بات اغیار کے لئے قابل قبول نہیں ہے۔* ورلڈ بنک اور عالمی قوتوں کی مشروط تعلیمی امداد ہمیں انکے اپنے نصاب اور اپنے طرز تعلیم پر مجبور کرتی ہے اور مُسلّمہ بھکاری ہونے کے ناتے ہم ان کے اشارۂ اَبرو کی تکمیل کے لئے غلام ذہن اور اسلام کے لئے معذرت خواہانہ روّیہ رکھنے والے "مسلمان" پیدا کرنے والے "تدریسی کارخانے" چلاتے رہنے پر مجبور ہیں۔ کیا ایسا عملاً" ہو نہیں رہا؟

اس مختصر مضمون میں تعلیم و تربیت کے مطلوبہ لوازم پر بات کی گئی ہے۔ اس عنوان پر بہت کچھ کہا جا چکا ہے بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ رائے سے اتفاق بھی ہو سکتا ہے اور اختلاف بھی' اخلاص نیت ہر جگہ بر قرار رہنا چاہیئے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالی اس محنت کو نافع بنائے طلباء' اساتذہ اور والدین اس سے استفادہ کریں آمین۔

قوم تعلیم کے حوالے سے انگلش میڈیم اور جونیئر سینیئر کیمرج کے چکر سے نکل آئے اور ہر طبقہ کے لئے ایک ہی معیاری نصاب ہو تو معاشرتی اونچ نیچ ختم ہو گی۔ طلبا میں نفسیاتی مسائل پیدا نہیں ہوں گے۔

تعلیم و تربیت

تعلیم و تربیت پر بات کا آغاز کرتے بالعموم یہ الجھاؤ سامنے آتا ہے کہ تعلیم پہلے ہے یا تربیت۔ اپنے ہاں تو یہ مسئلہ خود بخود حل سمجھا جاتا ہے کہ روزمرہ بول چال اور لکھنے پڑھنے میں ہم چونکہ تعلیم کو پہلے رکھتے ہیں لہٰذا لازما" تربیت بعد کا مرحلہ ہے مگر خطہ عرب میں تربیت پہلے اور تعلیم بعد کہی اور سمجھی جاتی ہے مثلا" وہاں محکمہ تعلیم کا نام "دائرۃ التربیتہ والتعلیم" ہے۔ بظاہر یہ بحث پہلے مرغی یا پہلے انڈہ طرز کا رخ رکھتی ہے۔

مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کریں تو عقل یہ باور کر لیتی ہے کہ تربیت ہی پہلی سیڑھی ہے جو ماں کی گود سے شروع ہوتی ہے' تعلیم اسے پالش کرتی ہے اور سماج یا معاشرہ اس سے فیضیاب ہوتا ہے۔ تربیت کی خامی بگاڑ پر ختم ہوتی ہے۔ تربیت اور تعلیم کے مابین پیاز کی دو تہوں کے درمیان باریک جھلی سے بھی کم فاصلہ ہے۔ علم جس چیز کا نام ہے وہ کتابوں کاپیوں کا محتاج نہیں ہوتا بلکہ پیدائش کے بعد گردوپیش کے ماحول کو دیکھ کر بچہ علم حاصل کرتا ہے' ذرا بڑا ہوتا ہے تو سن کر علم میں اضافہ کرتا ہے اور (مزید) بڑا ہو کر عملی تجربات سے علم میں پختگی پیدا کرتا ہے۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی :
سکھائے کس نے اسماعیلؑ کو آدابِ فرزندی؟

تربیت کیا ہے؟

تربیت کو بالعموم انگریزی زبان میں ٹریننگ Training کا متبادل لیا جاتا ہے۔ یہ مترادف کسی حد تو درست تسلیم کیا جا سکتا ہے مگر یہ حقیقی متبادل نہیں ہے۔ تربیت دراصل طے شدہ نصب العین (شعوری یا غیر شعوری) سے مطابقت پیدا کرنے' اسے مستقلاً ہم آہنگ رکھنے کے لئے' اقدامات کا نام ہے یا آپ اسے مقصدیت کے مطابق "سدھانہ" کہہ سکتے ہیں۔ یہ مقصد یا مقاصد ہر کسی کے نزدیک مختلف ہو سکتے ہیں مثلاً" خالص اسلامی معاشرہ جن مقاصد کا تعین کرتا ہے' کیمونسٹ یا آزاد یورپی معاشرہ اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ یوں اسلامی معاشرہ میں زندہ رہنے کے لئے تربیت کے تقاضے اور ہوں گے جب کہ ہر دوسری طرز کے معاشروں میں انکے یہ تقاضے اپنے مجوزّہ اصوئوں کے مطابق ہوں گے۔ ٹریننگ میں باقاعدہ علم کے ذریعے کچھ سکھایا جاتا ہے جب کہ تربیت کا ذریعہ اقدار اور رسوم و رواج ہوتے ہیں۔

علم کیا ہے؟

اوپر گزری سطور میں ہم نے یہ ذکر کیا ہے کہ علم تربیت کو پالش کر کے نکھارتا ہے اور یہ بھی کہ علم کتابوں' کاپیوں کا محتاج نہیں ہوتا۔ یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ ہر انسان (الا ماشاءاللہ) حواس خمسہ سے علم حاصل کرتا ہے مثلاً" دیکھ کر' سن کر' سونگھ کر' چکھ کر اور چھو کر۔ مگر عرف عام میں جب ہم علم کی بات کرتے ہیں تو اس سے مراد مدارس کی تعلیم ہے خواہ یہ مدارس خالص دینی ہوں' دینی اور دنیوی ملے جلے ہوں یا خالص دنیوی تعلیم دینے والے ہوں۔ ظاہر ہے کہ مدارس کی تعلیم کتابوں کاپیوں کے ساتھ ساتھ تعلیم دینے والوں کی بھی محتاج ہے۔ تربیت کی طرح اسکی بنیادی ضرورت متعین نصب العین ہے۔ مثلاً" نبی آخر الزمان ﷺ پر پہلی وحی نے اس بات کا تعین کر دیا کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کا علم یا تعلیم اللہ کے نام کے تابع ہو گی' فرمایا:

"اقرا باسم ربک الذی خلق○ خلق الانسان من علق○ اقرا وربک الاکرم○ الذی علم بالقلم○ علم الانسان مالم یعلم○ "(علق 1:5)

(پڑھو! اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ آدمی کو خون کی پھٹکی سے بنایا۔ پڑھو! تمہارا

رب ہی سب سے بڑا کریم ہے جس نے قلم سے لکھنا سکھایا وہ کچھ جو انسان نہ جانتا تھا)

علم، تعلیم یا ایجوکیشن کے متعلق فاضل لوگوں نے بہت کچھ کہا ہے۔ آپ بھی دیکھ لیجئے کہ کس کی بات آپکے دل کو بھاتی ہے اور کس کی بات ناپسندیدہ ہے مثلاً" ایک صاحب فرماتے ہیں کہ :

"Education is discipline of the mind by means of Instructions or study".

دوسرے صاحب مسٹر رے ماؤنٹ کہتے ہیں کہ :

"Education is the process of development in which consists the passage of a human being from infancy to maturity, the process whereby he adopts himself gradually in various ways to his physical, social and spiritual environment".

تیسرے معروف ماہر تعلیم مارگن، تعلیم کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں :

"Education is no longer merely drilling the child, so that he can read certain languages, performs certain acts, solves so many arithmetical problems, knows so many historical dates and names, recites so many lines of poetry. It is all these, but it is a vast deal more. It is the development of every phase of a child's life, so that he becomes a unified and an integrated personality".

پس ثابت ہوا کہ تعلیم تدریسِ عام کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے کوئی قوم خود آگہی کی منزل تک پہنچتی ہے

تعلیم کے ضمن میں ماہرین تعلیم کی آرا کے بعد، ہمارے طرز تعلیم پر طنز کے تیر بھی ملاحظہ فرما لیجئے کہ بسا اوقات حصولِ منزل کے لئے ایسے جملے مہمیز کا کام کرتے ہیں، منزل کا شعور بخشتے ہیں، کہنے والوں نے کہا کہ :

"Education in Pakistan is merely transfer of notes, from the notebook of a teacher to the notebooks of the students, through the media of a pencil, without going into the theame".

کیا میں اور آپ اس تلخ حقیقت پر گواہ نہیں ہیں۔ کیا نرسری سے یونیورسٹی تک (اِلاّ ماشا اللہ) یہی کچھ نہیں ہو رہا ہے؟

علم یا تعلیم کیوں؟

یوں تو ضمناً تعلیم کی ضرورت بیان ہو چکی ہے مگر اسکی اہمیت کا تقاضا ہے کہ اس پر مزید کچھ کہا جائے۔ ایک چینی کہاوت ہے کہ "اگر تمہارا منصوبہ ایک سال کا ہے تو فصل اگاؤ' دس سال کا ہے تو درخت لگاؤ اور اگر دائمی ہے تو انسان اگاؤ" یعنی افراد پیدا کرو' اقدار کے حامل صاحب کردار افراد۔ اسی طرح ایک اور مفکر نے فرمایا "عظیم الشان شہر تعمیر کرنے کی کوئی اہمیت نہیں ہے اگر شہر کی تعمیر کرنے والے انسان کو تعمیر نہیں کیا جاتا" یہ اس لئے کہ بقول شاعر مشرق مفکر پاکستان:

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارا!

قوموں کے عروج و زوال کی داستانیں تاریخ کے سپرد کرنے والے افراد ہی ہوتے ہیں آپ انہیں جس سانچے میں ڈھال لیں گے یہ ویسی ہی تاریخ مرتب کر دیں گے۔

موجودہ تعلیم (ہم ماضی بعید کا ذکر نہیں کرتے' اپنی گولڈن جوبلی والی نصف صدی کو ہی سامنے رکھیئے) جو کچھ اہل وطن کو دے چکی ہے اور دے رہی ہے وہ کسی ذی شعور سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ہمارا نظامِ تعلیم' مقصد سے ہم آہنگ وحدتِ افکار سے خالی ہے

ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ نے بجا فرمایا تھا کہ:

آہ! اس راز سے واقف ہے نہ مُلاّ نہ فقیہا
وحدت افکار کی بے وحدتِ کردار ہے خام

مزید فرمایا کہ:

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

آج کے نظام تعلیم پر ہم جو بات کہتے ہیں اسے فنڈا مینٹلزم (Fundamentalism) 'رجعت پسندی' کے ٹھٹھے میں اڑا دیا جاتا ہے۔ ہماری بات نہ مانئے مشہور ماہر تعلیم مسٹر ایم۔ سی۔ ڈی جافریز کی بات سن لیجئے شاید یہی دل کو بھا جائے:

موصوف فرماتے ہیں:

"جدید تعلیم کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ یہ مقاصد کے بارے میں بے یقینی پیدا

کرتی ہے"

سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا موجودہ نظام تعلیم ہمیں مسلمان کے کردار و ایمان سے آراستہ کر سکتا ہے؟ کیا ایسا علم انسانیت کو موجودہ سماجی' معاشرتی' سیاسی' معاشی اور اخلاقی بحران سے نجات دیتا ہے یا کسی مرحلے پر نجات دلا سکتا ہے۔ اگر ہم خوش فہمی کا شکار نہ ہوں تو قلب و ذہن اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ خاردار جھاڑیوں کو آم اور سیب نہیں لگتے۔ پشاور جانے والی گاڑی میں بیٹھ کر' کراچی بخیریت بحفاظت اور جلد پہنچنے کی تمام مخلصانہ دعائیں بے کار ثابت ہوتی ہیں۔

مطلوبہ نظام تعلیم

مسلمان ہونے کے ناتے ہمارا مطلوبہ نظام تعلیم وہ ہے جو مسلم معاشرے کو مسلمان معلّم' مسلمان ڈاکٹر' مسلمان انجنیر' مسلمان تاجر' مسلمان آجرو اجیر' مسلمان زراعت کار اور مسلمان سیاستدان دے۔ مسلمان سے ہماری مراد محض مسلمان کہلوانے والے نہیں بلکہ اسلام کا فکرو شعور رکھنے والے' فکرِ آخرت سے سرشار' دین و دنیا کی یک جائی کے قائل لوگ ہیں۔

مذکورہ طرز کے مطلوبہ نظامِ تعلیم کے لئے بالعموم ایک تعلیمی مثلث کا ذکر کیا جاتا ہے جو مساوی الاضلاع ہو یا اسکے تینوں زاویئے مساوی ہوں۔ اس مثلث کے اضلاع میں معلّم' متعلّم' اور والدین کو برابر کے اضلاع کہا گیا ہے جو تعلیم کے کھرا پن کی ضمانت ہیں۔ ہمارے نقطۂ نظر سے یہ مساوی الاضلاع مثلث قطعاً" ادھوری ہے اور مطلوبہ نتائج کی ضمانت اس کے پاس ہو ہی نہیں سکتی۔

مقصد سے ہم آہنگ مطلوبہ تعلیم کی ضرورت مساوی الاضلاع مثلث کے بجائے مساوی الاضلاع مربعہ ہے جسکے چار اضلاع یہ ہیں۔ معلم' متعلّم' والدین اور نصاب تعلیم اس مربعہ کے چاروں قائمہ زاویے نصب العین' منصوبہ بندی' تعلیمی ماحول اور جهد مسلسل یا استمرار ہیں۔ ان آٹھ عناصر میں سے جس کسی میں جھول ہو گا معیار مطلوب میں اسی قدر کمی رہ جائے گی۔ اس کسوٹی پر آپ ہر دور کے نظامِ تعلیم' خصوصاً" اسلامی جمہوریہ پاکستان کے پچاس سالہ نظامِ تعلیم کو پرکھ کر خود فیصلہ کر لیجئے کہ بات حقیقت سے کس قدر قریب یا بعید ہے۔

ہم مسلمان ہونے کے ناتے موجودہ طرزِ تعلیم سے نالاں ہوں تو یہ اچنبھے کی بات نہیں' مگر ہمیں مغربی طرز کا نظامِ تعلیم دینے والے ماہرین تعلیم بھی اپنے نظام تعلیم سے نالاں ہوں تو بات قابل توجہ ہے مثلاً" سطور بالا میں آپ جو فریز کا یہ جملہ پڑھ چکے ہیں کہ "جدید تعلیم کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ یہ مقاصد کے بارے میں بے یقینی پیدا کرتی ہے" اگر یورپ کا نظام تعلیم انکے اپنے مقاصد کے بارے بے یقینی پیدا کرتا ہے تو اسے ملتِ مسلمہ کے مقاصد سے ہم آہنگ

کیسے تسلیم کر لیا جائے؟ جو ان کے لئے زہر ہے ہمارے لئے تریاق کیسے ہو سکتا ہے؟ جو یہ سمجھتے ہیں عقل کے اندھے ہیں۔

تعلیمی مربعہ

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں تعلیم کے تقاضے' اسلام اور اسلامی نظریہ پاکستان کے زیر سایہ استحکام پاکستان کی خاطر ایسا تعلیمی مربعہ درکار ہے جس میں چار اضلاع معلم' متعلم' والدین اور نصاب تعلیم موجود ہوں۔ آیئے ذرا تفصیل کے ساتھ ہر ایک کی اہمیت اور دوسرے پر اسکے اثرات یا ان سب کے باہم ربط پر بات کریں تاکہ آپ ہمارا نقطہ نظر آسانی سے سمجھ لیں۔

معلم

معلم پورے نظام تعلیم میں کنگ پن ہے۔ اسی مرکزی نقطہ کے گرد سارا نظام تعلیم گھومتا ہے۔ معلم ہونا آج اگرچہ سُبُکی سمجھی جاتی ہے مگر فی الواقعہ معاشرتی سطح پر یہ افضل ترین مقام و مرتبہ ہے کہ یہ معلم انسانیت ﷺ کی نیابت ہے۔ جب تک نیابت کا یہ شعور زندہ و اجاگر رہا' قدر و منزلت معلم کا مقدر رہی اور جب خود معلم اصل کا منحرف ہوا قدر و منزلت اس سے چھنتی چلی گئی اور آج جو حال ہے وہ ہر کسی کے سامنے ہے۔

مسلم کے مقام کو رفعت دینے والے اجزا میں سے اہم ترین مقصد سے مخلصانہ لگن' اپنے متعلقہ شعبہ کے علم میں مہارتِ تامہ' قول و فعل میں یک رنگی اور متعلم کے ساتھ ہمدردی و شفقت کا جذبہ ہے جو اس ہستی میں تھا جس کی نیابت کا فریضہ معلم ادا کر رہا ہے ہماری مراد معلم انسانیت ﷺ سے ہے جن کے متعلق قران نے گواہی دی کہ :

" عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمومنین روف رحیم

(التوبہ)

"جن کو تمہارا مشقت میں پڑنا گراں گزرتا ہے تمہاری بھلائی کو بے انتہا چاہنے والے ہیں اور اہل ایمان پر (بالخصوص) انتہائی مہربان ہیں"

معلم جب شعور کے ساتھ اپنے پیشہ کو نیابتِ رحمتہ اللعالمین سمجھ کر اپنا جائزہ لے گا تو وہ اپنی نظروں میں بھی ممتاز و محترم ہو گا' متعلمین اور معاشرہ کی نگاہوں کا تارا بھی بنے گا۔ اسلامی تاریخ اساتذہ کرام کے درخشندہ کردار کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ مقصد سے مخلصانہ لگن کردار میں نکھار پیدا کرتی ہے اور کردار کا یہی نکھار جب شاگرد کی طرف منتقل ہوتا ہے تو استاد شاگرد کی نظر میں انتہائی معزز و محترم بن جاتا ہے کہ وہ ہمہ پہلو بردبار پایا جاتا ہے۔

معلم کی شخصیت میں دوسری مطلوبہ چیز' اپنے شعبہ کے علم میں مہارتِ تامہ ہے۔ اگرچہ بار بار ایک ہی کتاب پڑھانے سے ازبر ہو جاتی ہے۔ مگر حقیقی معلم اسکے باوجود اپنے شاگردوں کے مزاج' علمی سطح کو پیش نظر رکھ کر تیاری کر کے کلاس میں آتا ہے۔ متوقع سوالوں کے ممکن جوابات پر نظر رکھتا ہے۔ کلاس میں سوال کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ انہیں مطمئن کرتا ہے۔

ایک مغربی مفکر معلم کو یوں مخاطب کرتے ہیں۔

"The teacher must not forget, however, that his duty lies in the development of proper attitudes as well as in the dissemination of information"

اسی طرح ایک دوسرے محقق اپنی تحقیق کا سرمایہ ان الفاظ میں ہمارے سامنے رکھتے ہیں۔

"In the last analysis, the competancy of a teacher lies in the mastry of his field of knowledge".

تیسری صفت اگرچہ' ہر شخص میں مطلوب ہے مگر ایک شعوری معلم اس کے لئے مکلف ہے۔ یہ صفت ہے قول و فعل میں ہم آہنگی کا پایا جانا۔ مثلاً" سگرٹ نوش استاد اپنے شاگردوں کو تمباکو نوشی کے مضر اثرات پڑھاتا اچھا نہیں ہے۔ اسی طرح آج کا کام کل پر ٹالنے والا' بدعہد استاد ایفائے عہد کی اہمیت پر بات کرے تو اسکے اندر کا انسان اسے ملامت کرتا ہے۔

مکمل میک اپ اور قیمتی لباس میں سجی معلمہ سادگی پر لیکچر دے تو یوں معلوم ہوتا ہے جیسے چوراہے پر کھڑا کوئی جھوٹ بول رہا ہے۔

مذکورہ تمام صفات تو رہی ایک طرف کہ ان سب کی حیثیت اس آخری اہم ترین صفت کے تابع ہے اور یہ صفت ہے کہ اچھا معلم اپنے ہر سبق کو اپنے خالق' اس کائنات میں علوم کے خالق اور معلم انسانیت ﷺ کے فرامین کی روشنی سے پڑھائے جانے والے اسباق کو مزین کرتا ہے تاکہ طالب علم کے ذہن میں اپنے اور کائنات کے خالق کے ساتھ رابطہ قائم اور مستحکم ہو' محسن انسانیت ﷺ کے حقیقی احسانات کا وہ بتدریج معترف ہوتا چلا جائے اور یہ تعلق اسکی شخصیت کا اٹوٹ حصہ بن جائے۔ اس محنت سے عملی زندگی میں وہ یقیناً" جس شعبے میں جائیگا اسکی سوچ شعوری مسلمان کی سوچ ہوگی۔

مسلمان معلم کلاس میں آکسیجن گیس کی اہمیت اور تیاری پڑھانا چاہتا ہے۔ وہ اپنے لیکچر کا آغاز اس جملے سے کرتا ہے۔"آپ جانتے ہیں کہ ہر قسم کی زندگی کے لئے ہوا بنیادی ضرورت ہے' خوراک یعنی روٹی اور پانی کے بغیر جاندار گھنٹوں زندہ رہ سکتے ہیں مگر ہوا کے بغیر چند منٹ زندہ رہنا محال ہے اور ہوا کا وہ جزو جو زندگی دیتا اور لیتا ہے آکسیجن گیس ہے۔ یہ تو کل کی بات

ہے کہ سائنسدانوں نے آکسیجن بنانے کا فارمولا ڈھونڈ نکالا جبکہ ہمارے خالق نے آکسیجن کی مستقل سپلائی کے لئے تیاری کا ایسا نظام تشکیل دیا جو صدیوں انسان کے وہم و گمان میں نہ تھا اور جو کائنات کی تخلیق کے ساتھ شروع ہوا قیامت تک خود کار رہے گا۔"

"حکیم و خبیر خالق نے اس دھرتی پر سرسبز درخت بلا وجہ نہیں اگائے ان میں سے ہر ایک آکسیجن بنانے کا کارخانہ ہے۔ انسان ہوا سے جو سانس پھیپھڑوں میں لے جاتا ہے اور جس میں آکسیجن ہوتی ہے، استعمال کر کے سانس خارج کرتا ہے تو کاربن ڈائی آکسائڈ گیس کی صورت میں باہر نکلتی ہے۔ یہ زہریلی گیس انسان کے لئے ہلاکت ہے مگر اللہ تعالٰی کا نظام دیکھئے کہ اس نے یہ اصول بنا کر پوری انسانیت ہی نہیں ہر جاندار پر احسان فرمایا کہ گرم ہونے کے ناتے منہ سے خارج ہوتے ہی یہ اوپر اٹھے اور تازہ ہوا میں آکسیجن بھاری ہونے کے ناتے نیچے سے ناک میں پہنچے۔ پھر یہ استعمال شدہ جانداروں کے منہ سے خارج گیس درخت واپس لے کر پھر سے اپنے سبز پتوں کے کارخانے سے آکسیجن بنا کر جانداروں کو سپلائی کر دیں۔"

"آپ جانتے ہیں، کہ آپ نے اپنی کتابوں میں یہی پڑھا ہے، پانی جو اللہ تعالٰی کا ہر جاندار کے لئے انعام ہے دو گیسوں سے مل کر بنا ہے ایک آکسیجن ہے اور دوسری ہائیڈروجن ہے۔ ہائیڈروجن جلتی ہے اور آکسیجن جلنے میں مدد دیتی ہے اور ہمارے پرورش کنندہ رب کا کتنا بڑا معجزہ ہے کہ بھڑکنے والی اور بھڑکانے والی دونوں گیسوں کو باہم ملا کر پانی بنا دیا جو ہماری زندگی کا بنیادی جزو ہے اور بھڑکتی آگ ٹھنڈا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ علی ہذا القیاس"۔

مسلمان معلم اپنی کلاس کو علم الابدان Physiology پڑھانا شروع کرتا ہے تو اپنے سبق کا آغاز ان الفاظ سے کرتا ہے، "انسان ہوں یا دیگر جاندار، ہر چیز خالقِ کائنات کا تخلیقی شاہ کارؒ ہے۔ آپ دور نہ جائیں ذرا اپنے جسم پر ایک نظر ڈالیں، اس کے اندر کی مشینری پر غور کریں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اللہ رب العزت ہر کاریگر سے بڑھ کر عظیم ترین بنانے والا ہے جس نے انسان کی بیرونی اور اندرونی مشینری بنائی ہے اور ہر عضو کے کام کو دوسرے عضو کے ساتھ کس طرح مربوط کیا ہے مثلاً" دل، پھیپھڑے، معدہ، جگر، پتہ، گردے اور مثانہ وغیرہ، جن پر ہم الگ الگ ہر سبق میں بات کریں گے"۔

یہی معلم اپنی کلاس کو ریاضی پڑھاتا ہے تو سود کے سوالات شروع ہوتے ہی وہ کلاس سے یوں مخاطب ہوتا ہے کہ "سود کا لین دین اللہ تعالٰی نے قیامت تک کے لئے اپنی سچی کتاب قرآن حکیم میں حرام کر دیا ہے۔ ہم یہ سبق صرف اس لئے پڑھتے ہیں کہ بدقسمتی سے ابھی تک ہم غیروں کے دیئے نظامِ معیشت میں جکڑے ہوئے ہیں۔ آپ میں سے کسی کو بھی اپنی عملی زندگی میں ایسے غیر اسلامی نظام سے بہ امر مجبوری واسطہ پڑ سکتا ہے اور پھر یہ بھی کہ آپ اسے بطور علم حاصل کر رہے ہیں۔ اسی علم کی بنیاد پر تو آپ کو حلال و حرام کی تمیز ہو گی۔ ہمارے پیارے نبیؐ

نے علم حاصل کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔" اسی طرح دوسرے اسباق ہیں۔
اس کے برعکس بے دین مدرس یا عام مدرس اپنی کلاس کو پڑھائے گا کہ فلاں شخص نے بنک میں اس شرح سود پر اپنا پیسہ اتنے سال کے لئے رکھا بتاؤ اسے کتنا "منافع" ہوا۔ یہی فرق ہے کہ مسلمان معلم اس منافع کو خدا کی نافرمانی سے کمایا ہوا حرام مال کہے گا۔ دوسری مثال کہ ایک گوالا دودھ میں پانی ڈالتا ہے۔ دس کلو دودھ میں تین کلو پانی ڈال کر دس روپے کلو فروخت کر کے کتنا منافع لیا۔ جبکہ مسلمان مدرس اس سوال کو پڑھاتے وقت یہ بتائے گا کہ دودھ میں پانی ڈالنا گناہ ہے اور اس سے پیسہ کمانا رزق حرام ہے اور دس کلو دودھ میں تین کلو پانی ملا کر دس روپے کلو فروخت کر کے اس نے تیس روپے حرام کما کر اپنی جائز آمدن میں ملا کر اسے بھی حرام کر لیا۔
مزید قدم آگے بڑھائے تو حضرت عمرؓ کے زمانے کا واقعہ کلاس کو سنادے کہ "ایک غریب بڑھیا نے صبح سویرے اپنی بیٹی کو دودھ میں پانی ملانے کیلئے کہا کہ اس سے آمدنی بڑھ جائے گی۔ بیٹی نے ماں سے کہا کہ حضرت عمرؓ کا حکم ہے کہ پانی نہ ملایا جائے۔ ماں نے کہا کہ عمرؓ اس وقت کون سا دیکھ رہے ہیں۔ بیٹی نے جواب دیا کہ اگرچہ عمرؓ نہیں دیکھ رہے پر اللہ تعالیٰ تو دیکھ رہا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اتفاقاً وہاں سے گذرتے یہ بات سن لی اور صبح سویرے اپنی بیوی کو اس گھر بھیج کر اپنے بیٹے کے لئے اس پاکباز لڑکی کا رشتہ مانگ کر اسے اپنی بہو بنا لیا۔ اور دودھ میں پانی نہ ملانے والی یہ لڑکی عمرؒ (ثانی) بن عبدالعزیز کی نانی تھیں"۔

والدین

تدریسی مربعہ کا دوسرا ضلع والدین ہیں جو اہمیت کے نقطہ نظر سے کسی طرح بھی معلم کے درجے سے کم نہیں ہیں بلکہ شاید انکی اہمیت کچھ زیادہ ہی ہے کہ بچہ سکول میں محدود وقت گزارتا ہے۔ بقیہ تمام وقت والدین کی سرپرستی میں (شعوری یا غیر شعوری) گزرتا ہے۔ مدرسہ میں معلم کے دیئے سبق سے گھر میں کچھ مطابقت یا توجہ مل گئی تو محنت بے کار نہیں گئی اور عدم توجہ کی کیفیت پیدا ہو گئی تو مدرس کی محنت اکارت گئی یا جس قدر توجہ کا نقدان رہا اسی قدر محنت رائیگاں گئی۔
اولاد کے درخشاں مستقبل کا والدین کو شعور ہے تو وہ ہمہ وقت اس کوشش میں رہتے ہیں

کہ مدرسہ میں انکے بچوں کو اچھے اساتذہ ملیں اور مدرسہ سے واپسی پر گھر میں صحت مند تعلیمی ماحول انکی اولاد کا مقدر بنے۔ جو والدین مذکورہ کوشش میں کمزور رہتے ہیں مطلوبہ نتائج ان کا مقدر نہیں بنتے۔ کامیابی یا ناکامی کی شرح کا دارومدار اپنی اولاد پر ان کی محنت کی شرح پر ہے۔
والدین کے قول و فعل کا تضاد' والدین کا بعض قباحتوں میں خود عملاً" ملوث ہونا مگر اولاد

سے بچے رہنے کی توقع رکھنا' مثلاً'' خود جھوٹ بولنا' گالی بکنا' تمباکو نوشی کرنا یا دیگر بد عادات میں ملوث ہونا اور اولاد کو ایسی عادات سے محفوظ رکھنے کی آرزو کرنا یا عملاً'' تگ و دو کرنا صریحاً'' خود فریبی ہے اور آپ جانتے ہی ہیں کہ خود فریبی میں مبتلا رہنے والوں کا نقصان دوسروں کی نسبت ہمیشہ ہی زیادہ ہوتا ہے۔

والدین کی ذمہ داری گھر کے ماحول کو درست رکھ کر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ انہیں مدرسہ کے اوقات کار کے بعد بچے کی گھر سے باہر نشست و برخاست اور سوسائٹی کا بھی مکمل علم ہونا چاہیے کہ دوستوں سے بھی کسی شخص کی پہچان ہو جاتی ہے بڑا مشہور مقولہ ہے کہ
"A man is known by the friends he keep." اسی طرح والدین کو اپنے بیٹے بیٹی کے بستے یا الماری یا تکیہ کے نیچے رکھی کتب کا بھی علم ہونا چاہیے کیونکہ سوسائٹی کی طرح کتب بھی بچے بچی کی بنتی بگڑتی شخصیت کی نشاندہی کرتی ہیں "A man is known by the books he keep"
کتب ہوں یا رسائل و جرائد اچھا کیا ہے اور برا کیا ہے؟ پرکھنے کے لئے لمبے چوڑے تجربہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کو صرف اسی کسوٹی پر پرکھ کر آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ بچہ بچی اگر آپ کو یا گھر کے کسی دوسرے فرد کو دیکھ کر پڑھا جانے والا مواد چھپانے کی کوشش کرے یا عملاً'' چھپالے تو وہ ناپسندیدہ لٹریچر ہے اور اگر چھپانے کی ضرورت پیش نہیں آتی تو وہ قباحت سے پاک ہے مگر یہ فارمولا ''روشن ضمیر اعلی سوسائٹی'' کے لئے نہیں ہے کہ وہاں تو بہت کچھ چھوٹے بڑے مل کر انجوائے کرتے ہیں۔ ہم نے بات غریب گھرانوں اور درمیانے طبقہ کی کی ہے۔

والدین کے لئے اسی طرح کی تیسری اہم ذمہ داری یہ ہے کہ گاہے گاہے وہ سکول کالج جا کر بچہ بچی کے معلمین سے ملاقات کر کے بچے بچی کی تعلیمی استعداد سے آگہی حاصل کریں۔ والدین اور اساتذہ کی وقفے وقفے سے ملاقات طالب علم کو چوکنا رکھے گی کہ باقاعدہ میرا پیچھا کیا جا رہا ہے' نہ سکول سے غائب ہونے کا چانس ہے اور نہ ہی ہوم ورک سے فرار کی گنجائش ہے۔ ویسے والدین اگر روزانہ کا ہوم ورک چیک کر لیا کریں تو یہ بچے کے اچھے نمبروں میں کامیابی کی ضمانت بن سکتا ہے۔ مذہب بیزار اور مقصدِ حیات کے شعور سے عاری والدین شاذو نادر ہی اولاد کی معیاری تعلیم و تربیت سے فیضاب ہوتے ہیں کہ اولاد دوغلے ماحول سے اثر لیتی ہے۔

والدین کے حوالے سے اوپر ہم نے جو کچھ عرض کیا ہے یہ محض ہمارا مشورہ نہیں ہے کہ وہ اسے تسلیم کر لیں یا رد کر دیں۔ یہ تو ہمارے خالق و مالک کا حکم ہے جو قرآن حکیم میں مختلف انداز میں جگہ جگہ بیان ہوا۔ والدین اولاد کے لئے مکلف ہیں کہ اچھی تعلیم و تربیت کا انتظام کریں بصورت دیگر محشر میں یہی اولاد بارگاہ رب العزت میں استدعا کرے گی کہ یا مالکِ یوم الدین' ہمیں گمراہ زندگی گزارنے کی سزا کے طور پر جہنم واصل کرنے سے پہلے صرف ہماری ایک فریاد سن لے کہ تیری ذات عادل ہے۔ ہماری تعلیم و تربیت کے ذمہ ہمارے بزرگ تھے جو آج تیرے روبرو

حاضر ہیں تو ان سے صرف یہ پوچھ لے کہ کیا انہوں نے اپنا یہ فریضہ ادا کر دیا تھا' کیا گمراہی سے ہمیں بچانے کی خاطر انہوں نے تگ و دو کی تھی۔ اگر ان کے جواب سے تیری ذات مطمئن ہے تو ہمیں جہنم میں ڈال دے کہ تیرا عدل برحق ہے اور اگر آج یہ ہونٹ سلے مجرم ہیں تو انہیں ہم سے پہلے دوزخ کا ایندھن بنائیں۔

نصاب

نصابِ تعلیم کی حیثیت ڈاکٹر یا حکیم کے اس نسخے کی طرح ہے جو مریض کی تکلیف' علامات' صحت کی ضروریات اور اسکے وسائل کی روشنی میں تجویز کیا جانا ضروری ہے ' ورنہ مریض استفادہ نہ کر سکے گا شفا سے محروم رہے گا۔ یوں معلم اور والدین کے اہم مقام کے ساتھ اہم ترین مقام نصاب تعلیم کا ہے۔ اگرچہ یہ جملہ بارہا ہم نے سنا اور ہم دہراتے بھی ہیں کہ Man behind the gun یعنی اصل حیثیت بندوقچی کی ہوتی ہے جو ٹارگٹ پر ٹھیک ٹھیک نشانے لگاتا ہے اور یہاں معلم Man behind the gun ہے' گن نصاب تعلیم ہے ٹارگٹ متعلم کی تعلیم ہے اور والدین فراہمی اسلحہ (نصاب) کے ساتھ ساتھ ٹارگٹ واضح رکھنے (طالب علم کو معقول تعلیمی ماحول میسر رکھنے) کے لئے ذمہ دار ہیں۔ ان سب اجزا کے اشتراک سے مطلوبہ نتائج کی توقع کی جاسکتی ہے۔

اسلام نے علم کے حصول کے حوالے سے کوئی پابندی عائد نہیں کی کہ فلاں علم حاصل کیا جائے اور فلاں نہیں' پابندی تو صرف گمراہی' فحاشی' شرک و بدعت اور حقیقی مقصدِ حیات سے دور لے جانے والے علم پر ہے۔ کسی بھی زبان کا علم ہو' کیمیا و فزکس ہو' ڈاکٹری یا انجینرنگ ہو' فلکیات و عمرانیات و سیاسیات ہو یا علم معاشیات وغیرہ ہر ایک علم مطلوب ہے بشرطیکہ مقصدِ حیات سے ہم آہنگ ہو۔ اور سچی بات تو یہ ہے مذکورہ ہر شعبہ کے علم کی جھولی میں سب سے زیادہ ہمارے محسن معلم ﷺ اور ہمارے علماء و فضلاء نے ڈالا ہے۔ دوسری اقوام تو خوشہ چین ہیں۔

یہ ہماری ملی بد نصیبی ہے کہ ہم نے اسلاف کی محنت کے وارث بننے اور اس محنت سے استفادہ کرنے کے بجائے اُن سے نصابِ تعلیم مستعار لیا جنکے اپنے پاس ہمارے معلم سکالروں کی محنت سے اخذ کردہ سرمایۂِ علم ہے اور جس میں وہ بہت کچھ کھوٹ ملا چکے ہیں۔ یہ کھوٹ آج ہمارے ہاں دیکھی جاسکتی ہے کہ نقل کے ساتھ عقل کو شامل نہیں ہونے دیا گیا۔ بچوں کی استعداد کا تجزیہ کیئے بغیر نصاب ان پر لاد دیا گیا ہے۔

آج ہمارے نصاب میں کتب کی بھرمار ہے۔ کتابیں کاپیاں بچے کے اپنے وزن سے اگر زائد

نہیں تو برابر وزن کی ضرور ہیں۔ اور دوسری طرف یہی بوجھ والدین کی کمر توڑے دے رہا ہے۔ بچہ اتنے علوم پر پوری طرح حاوی نہیں ہو پاتا جس کے لئے امدادی کتب اور دیگر ناپسندیدہ سہاروں کا مشاشی بن کر گیٹ تھرو گائیڈز' شور شاٹ گیس پیپرز یا اس سے بھی آگے بوٹی تک جا پہنچتا ہے۔

چھوٹی کلاسوں کی اردو میں آپ بچوں کو اسلامیات اور سائنس و معاشرتی علوم کے اسباق پڑھا سکتے ہیں رکاوٹ کہاں ہے جب سے ہم نے مغرب کی نقالی میں علوم کی تعداد میں اضافہ کر لیا ہے اور ہر علم کا سپیشلسٹ ہمارا مقدر بنا ہے ہم نے علم پر ممکن ہے احسان کیا ہو مگر معلم، متعلم اور والدین کو ہم نے یقیناً" الجھایا ہے۔ ممکن ہے ہماری اس بات پر ہمیں علم دشمن کے خطاب سے نوازا جائے۔

اپنی بات کی وضاحت کے لئے ہم ایک مثال آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔ نصف صدی پیشتر ہمارے گردوپیش بے شمار اطباء اور گنتی کے ڈاکٹر ہوتے تھے۔ طبیب نبض پر ہاتھ رکھ کر اور پیشاب کی رنگت دیکھ کر مریض کا مزاج' اسکی تکلیف کی مکمل کیفیت بیان کر دیتا تھا اور بہت کم اسکی تشخیص غلط ثابت ہوتی تھی۔ چند ٹکے کے جو شاندے سے ایک دو روز میں تندرستی مریض کا مقدر بن جاتی تھی۔ دیسی ادویات زود اثر بھی ہوتی تھیں اور سائیڈ انیفیکٹس بھی نہیں ہوتے تھے۔

انتہائی سریع الاثر ادویات بھی اطبا کے ہاں ہوتی تھیں۔

انگریزی ڈاکٹر مکسچر اور پڑیا یا گولی سے علاج کرتے تھے۔ دوسرے یا تیسرے دن دوائی کے اثرات ظاہر ہونے شروع ہوتے' چند دن بعد مریض صحت مند ہو جاتا تھا اور ان ادویات کے اثرات دیرپا ہوتے تھے۔ امکانی حد تک سائیڈ ایفیکٹس بھی نہیں ہوتے تھے۔

پھر علم نے ترقی کر کے علوم کی شکل اختیار کی اور ڈاکٹر سپیشلسٹ بننے لگے' اطبا منظر سے ہٹنے لگے' پھر کوئی ٹی بی سپیشلسٹ بنا تو کوئی' ای این ٹی' ہارٹ اور گائنی سپیشلسٹ بنا۔ کوئی کڈنی سپیشلسٹ کہلایا تو کوئی نیورو سرجن بنا پھر اس سے ایک قدم آگے کوئی دائیں نتھنے کا ماہر ہوا تو کوئی بائیں نتھنے کا۔ او جب ان ماہرین نے اپنے مریضوں کے لئے معیاری اور اعلیٰ ادویات تشخیص کرنی شروع کیں تو جس کا گردہ ٹھیک ہوا اس کا دل بیٹھ گیا' اگر کسی کا دل ٹھیک ہوا تو جگر خراب ہوا۔ معدہ ٹھیک ہوا تو مثانہ برباد ہوا کہ ماہر نے اپنے حصہ کے علاج میں مہارت دکھائی سارے جسم کا تو وہ ذمہ دار نہیں تھا۔ یہی کچھ علوم میں اضافے کی دوڑ ہمارے طلبا کے ساتھ کر رہی ہے کہ بہبود آبادی' بربادی اخلاق و کردار ثابت ہو گی۔ تحفظ ماحولیات ہے اور بہت سے دیگر علوم متعارف کرائے جا رہے ہیں جو بچوں سے علم کا حقیقی تعارف چھین لیں گے کہ علوم متعارف کرانے میں حکمت کار فرما نہیں ہے۔

انتہائی احترام اور معذرت کے ساتھ یہ عرض کر دینے میں کیا حرج ہے کہ جو قوم نصف صدی میں اسلام اور نظریہ پاکستان سے ہم آہنگ نصاب اپنی مستقبل کی نسل کو نہ دے سکے اسے

گولڈن جوبلی کے جشن جچتے نہیں ہیں۔ اسے شرمساری میں اپنا سر جھکائے رکھنا چاہیے اس وقت تک جب تک وہ شعوری مسلمان کی حیثیت میں مقصدِ حیات سے' بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح ؒ کی امنگوں کے مرکز اسلامی جمہوریہ پاکستان کے' بنیادی نظریہ سے ہم آہنگ نصاب نونہالوں کے سپرد نہ کر دے۔ ہر سطح پر نصاب کی اونچ نیچ اور میڈیم ختم کر کے ایک معیار دیا جائے۔

نصاب کے حوالے سے مذکورہ بحث کا ماحصل یہ ہے کہ ہر سطح کے طلباء و طالبات کی استعداد کو پیش نظر رکھتے ہوئے چند بنیادی کتب میں دوسرے علوم کو سمونے کی کوشش کی جائے اورِ موجودہ نصاب میں بلا ضرورت دیئے گئے مواد سے کتب کو پاک کر دیا جائے۔

مثلاً" اردو یا انگریزی زبان پڑھانے کے ساتھ اسلامیات' چھوٹی کلاسوں کی سائنس زراعت اور معاشرتی علوم بھی اسی میں پڑھائے جا سکتے ہیں یوں بچے پر بستے کا بوجھ کم نہ ہو گا والدین بھی سکھ کا سانس لینگے کہ کتابیں کم ہونے سے کاپیاں بھی یقیناً" کم ہو نگی۔ نصاب کی ایسی تدوین نہ تو ناممکن ہے اور نہ ہی بہت مشکل صرف سنجیدگی سے کمر ہمت باندھنے کا تقاضا ضرور کرتی ہے۔ اس پر کچھ کام ہوا بھی ہے اور اسے مکمل کرنا ہماری ضرورت ہے۔

تعلیمی ماحول

تدریسی مربعہ کا چوتھا ضلع تدریسی ماحول ہے اور اس سے ہماری مراد مدرسہ کا تعلیمی ماحول ہے اور مدرسہ سے مراد سکول' کالج اور یونیورسٹی ہے۔ اگر عقل و شعور ہر کسی کا سرمایہ ہو' ہر کوئی اپنے بیٹے بیٹی کو طالب علم ہی دیکھنا چاہتا ہو اور معلم صرف معلم بن کر علم کی میراث اپنے شاگردوں کو منتقل کرنے میں مخلص ہو تو ہر فرد معلم ہو یا متعلم' مدرسہ' سکول' کالج اور یونیورسٹی کے گیٹ پر اپنے عمومی نظریات چھوڑ کر اندر قدم رکھے' متعلم علم لے اور واپسی پر' ادارے کے گیٹ پر' اپنے مخصوص نظریات کا سرمایہ اٹھالے اور یہ ہر ایک کا مستقل چلن ہو۔ عشیت اللہ تعالیٰ تعلیمی ماحول انتہائی خوشگوار و سازگار ہو گا۔

علم ہم سے اس لئے روٹھ گیا' ہر جگہ مادر علمی کی حرمت اس لئے پامال ہوئی کہ معلم' متعلم' والدین اور ان تینوں کے ساتھ سیاستدانوں اور فرقہ پرستی پر ایمان رکھنے والے مولویوں نے معلم اور متعلم دونوں کو اسقدر متعصب بنا دیا کہ وہ اس سنہرے اصول "اپنا عقیدہ چھوڑو نہیں اور دوسرے کے عقیدہ کو چھیڑو نہیں" کو یکسر فراموش کر کے اداروں میں داخل ہوئے اور ہر سطح پر ہر کسی نے دوسرے کو دبا کر اپنی آواز' اپنی ذات اونچی رکھنے کی کوشش کی۔ پھر چونکہ ہر عمل کا ردعمل ہوتا ہے لہٰذا جب ردعمل ہوا تو بتدریج شدت اختیار کرتا گیا اور قلم ہاتھ سے گر پڑا جسکی جگہ ناک میں لگے ملک دشمن' دین دشمن عناصر نے ٹی ٹی پستول اور کلاشنکوف پکڑا دی۔ اس "خود

کردہ راہ؟" نے معلم کو بے وقعت و بے عزت کرایا' والدین کا سکھ چین چھینا اور متعلم سرمایہ علم سے فیضاب ہونے کی بجائے اسلحہ سے فیضاب ہو کر کبھی حوالات و جیل گیا تو کبھی اسکی لاش سڑک پر خون میں لت پت دیکھی گئی۔

تعلیمی ماحول میں امن و سکون ' حصولِ علم کے لئے سازگار اور خوشگوار فضا اساتذہ اور والدین کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ انکے علاوہ کوئی اور خارجی عنصریا انتظامیہ موثر کردار ادا کر نہیں سکتی بلکہ سچ تو یہ ہے کہ معلم' متعلم اور والدین اس سکھ سکون کے لئے مخلص ہوں تو خارجی عناصر یقیناً" ناکام رہیں گے۔ اندر سے شہ ملتی ہے تو امن و سکون فساد میں بدلتا ہے' جس سے پورا معاشرہ متاثر ہوتا ہے۔

ہمارے تعلیمی ماحول پر' ہمارے معاشرے کا بتدریج گروہوں اور فرقوں میں بٹتے رہنا' خواہ یہ تقسیم مذہبی بنیادوں پر ہو یا سیاسی بنیادوں پر' اثر انداز ہوا ہے۔ ہر شخص کو اپنا مخصوص عقیدہ' مخصوص سیاسی نظریہ رکھنے کا حق ہے مگر اخلاقا" شرعا" اور قانونا" یہ حق کسی کو حاصل نہیں ہے کہ وہ دوسروں پر اپنے عقیدہ اور نظریہ کو مسلط کرے۔ مسلط کرنے کی کوشش کا نام ہی فساد فی الارض ہے۔ اگر ہم اپنے دشمن نہیں ہیں' اپنے ملک کے دشمن نہیں ہیں' مستقبل کی نسل سے ہمیں بیر نہیں ہے تو صرف انسان بن کر' مسلمان بن کر گرد و پیش خیرو برکت پھیلانے پر متوجہ رہنا چاہیے۔ خیر کے ایسے چراغ جلیں گے تو روشنی ہو گی اور ٹھوکر نہیں لگے گی۔

مخلوط تعلیم

تدریسی ماحول کی بربادی میں ایک حصہ مخلوط تعلیم کا بھی ہے۔ اگرچہ بظاہر یہ متنازع فیہ مسئلہ سمجھا جاتا ہے۔ روشن خیال اسکی برکات بیان کرتے نہیں تھکتے اور مذہب نواز جو فنڈا مینٹلسٹ کہے جاتے ہیں اسے زہر ہلاہل سمجھتے ہیں۔ دونوں جانب قوی دلائل ہیں مگر بعض کے نزدیک قابل قبول اور بعض کے نزدیک انتہائی نا قابل قبول۔ تاہم مخلوط طریق تعلیم کے خلاف مذہب نواز گروہ کے دلائل زیادہ وزنی ہیں۔

مخلوط طریق تعلیم کے خلاف پہلا اعتراض تو یہ ہے کہ مرد و زن کے جس اختلاط کو روکنے کے لئے مردوزن کے علیم و خبیر و حکیم خالق نے اپنی محکم کتاب میں پردے کے احکامات صادر فرمائے ہیں' وہ اختلاط کسی بھی صورت میں اور کسی بھی جگہ خیرو برکت کا سبب نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنی مخلوق کی مکمل نفسیات سے' اسکی جبلتوں سے' آگاہ ہے۔ اس کے کمزور پہلو اس سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

رجعت پسندی کے طعنے سے بچنے کی خاطر ہم ایک مغربی مفکر کی سوچ اور اس ضمن میں

اسکی تحقیق آپ کے سامنے رکھتے ہیں :-

"انسانیت کی پوری تاریخ میں کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی کہ کوئی ایسی سوسائٹی تمدن کی بلندی تک پہنچ گئی ہو جسکی لڑکیوں کی تربیت ایسے ماحول میں ہوئی ہو جس میں مردوزن مخلوط رہے ہوں۔ تاریخ عالم میں کوئی بھی مثال ایسی نہیں ملے گی کہ وہ قوم اپنی تمدنی بلندی کو برقرار رکھ سکی ہو۔ اس کے برعکس صرف وہی اقوام تہذیب و تمدن کی انتہائی بلندیوں پر پہنچ سکیں جنہوں نے مردوزن کے مخلوط ماحول پر پابندیاں عائد کیں"

(SEX and Culture -page 340, Prof: Dr. J.D. Unwin, Cambridge University)

مخلوط تعلیم پر پابندی آزادی نسواں پر پابندی نہیں ہے۔ اسلام اور مسلم معاشرے نے عورت کو اس کے اپنے دائرہ کار میں ہر طرح کے حقوق کا تحفظ اور آزادی فکرونظر اور آزادی کار سے نوازا ہے۔ مذہب بیزار "اپنے" اور مذہب دشمن غیر مسلم' عورت کو بہکانے کی خاطر شور مچاتے ہیں کہ مخلوط تعلیم نہ ہوئی تو صلاحیتیں مر جائیںگی۔ امر واقع تو یہ ہے کہ جہاں مخلوط تعلیم نہیں ہے وہاں ترقی [illegible] علامہ اقبال نے فرمایا تھا۔

"بڑھ جاتا ہے جب ذوق نظر اپنی حدوں سے : ہو جاتے ہیں افکار پراگندہ و ابتر"

ذرا اندر جھانکیں' لمحہ بھر غور کریں تو اندر سے پکار آتی ہے کہ بلاشبہ اختلاط مردوزن سے افکار میں پراگندگی آتی ہے کہ ہم انسان ہیں فرشتہ نہیں ہیں۔

اقامتی ادارے

متعین نصب العین کے مطابق نتائج حاصل کرنے میں بہت حد تک ممدو معاون اگر کوئی عمل ہو سکتا ہے تو یہ اقامتی اداروں کا قیام ہے ایسے اقامتی ادارے جن کے شاف کا ہر فرد اخلاص نیت' فرض شناسی' خدا خوفی اور اپنے علم و فن میں مہارت رکھنے والا مستعدی کا خوگر ہو' تعصب سے پاک رواداار اور بردبار ہو اور اپنے علم کو اپنے شاگردوں میں منتقل کرنا عبادت سمجھتا ہو۔

کہا جا سکتا ہے کہ اتنی ڈھیر ساری صفات گنوانے کا مقصد انکے بوجھ تلے اسے دبانا ہے ورنہ آج کے استاد میں' جو پیٹ کا پجاری بن چکا ہے' یہ صفات کہاں سے آئینگی۔ یہ سوچ کچھ زیادہ پختہ اور وزنی نہیں ہے۔ مقصدِ حیات کی تکمیل کے نقطہ نظر سے جو مصروف عمل ہیں۔ اُن کی پہچان ان کے پیٹ نہیں ان کے چہرے ہیں جن پر نور ہے سکینت ہے اور ایسے چہرے دیکھ کر' خود دیکھنے والے کا دل گواہی دینے لگتا ہے کہ یہی ہے ملت کے مقدر کا ستارہ' یہی ہے حقیقی استاد۔

آج تک اقامتی اداروں کا تجربہ کسی جگہ ناکام نہیں ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ کسی نے اپنی فکر سے لوگوں کو دہریہ کیمونسٹ بنایا تو کسی نے دین بیزار اور کسی نے خالص مغربی فکر کے حامل افراد تیار کئے۔ دین کے حوالے سے کسی نے دیوبندی بنائے' کسی نے اہل حدیث یا بریلوی اور شیعہ بنائے' مگر بنائے ضرور۔ نہ بنائے تو خدا شناس مسلمان نہ بنائے۔ یہ علم کا قصور نہیں ہے یہ معلم اور والدین کا گناہ ہے۔ یہ علم سے دوری کا سبب ہے۔

"مانگتے پھرتے ہیں اغیار سے مٹی کے چراغ
اپنے خورشید پر پھیلا دیئے سائے . ہم نے"

☆
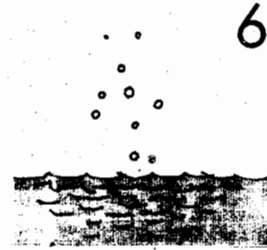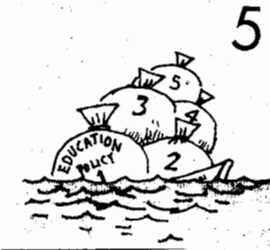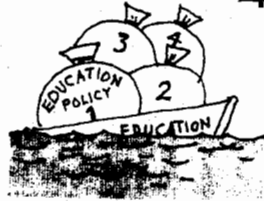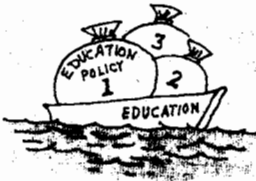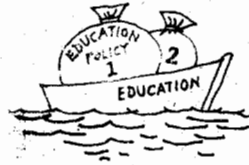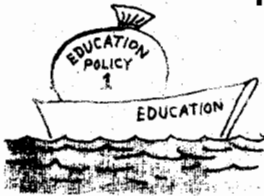
ایک روٹی کا سوال ہے بابا......

1974ء کے آغاز میں امریکہ نے ایک خصوصی کمیٹی بنائی جس کا کام 2000ء تک در پیش خطرات کی نشاندہی کرنا تھا۔ اس کمیٹی نے پے درپے اجلاسوں کے بعد اپریل 74ء میں اپنی سفارشات مرتب کیں، جنہیں کمیٹی کے سربراہ اور بین الاقوامی شہرت یافتہ یہودی سفارتکار ہنری کسنجر نے "ایس 200 رپورٹ" کا نام دیکر مئی کے پہلے ہفتے میں صدر نکسن کو پیش کر دیا۔ اس خفیہ رپورٹ میں تیسری دنیا میں بالعموم اور پاکستان، مصر، بنگلہ دیش، ترکی، نائیجیریا اور انڈونیشیا جیسے چھ مسلم ممالک میں بالخصوص بڑھتی ہوئی آبادی کو اگلے 25 برسوں میں امریکہ کے لئے سب سے بڑا خطرہ قرار دیا گیا۔ ماہرین نے خیال ظاہر کیا کہ مسلم دنیا میں آبادی بڑھنے سے ان ممالک کی سیاسی، معاشی اور عسکری قوت میں اضافہ ہو گا۔ ان ممالک سے نکلنے والا وہ خام مال جس سے یورپ اور امریکہ کے کارخانوں کی چمنیاں گرم ہوتی ہیں، آنا بند ہو جائے گا۔ لوگوں میں قدرتی وسائل کو اپنے قبضے میں رکھنے کا شعور بیدار ہو جائے گا اور اس مراعات یافتہ طبقے کے خلاف موجود عوامی نفرت باقاعدہ تحریکوں کی شکل اختیار کر لے گی جو تیسری دنیا میں امریکی مفادات کی نگہبانی کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ خوش قسمتی سے اس رپورٹ پر کوئی پالیسی بننے سے قبل ہی نکسن "واٹر گیٹ سکینڈل" میں پھنس گیا جس کے باعث اسے اگست 74ء میں مستعفی ہونا پڑا۔ یوں "ایس 200 رپورٹ" کی یہ فائل داخل دفتر کر دی گئی۔

16 اکتوبر 1975ء کو ہنری کسنجر نے اس وقت کے صدر فورڈ کو ایک خط لکھا جس پر "ارجنٹ اینڈ ویری کانفیڈنشل" کی مہر ثبت تھی۔ اس خط میں یہودی سفارتکار نے "ایس 200 رپورٹ" کا حوالہ دے کر صدر سے درخواست کی کہ:-

"کیونکہ معاملہ بہت حساس اور فوری نوعیت کا ہے لہٰذا جتنی جلدی ہو سکے، اس کی منظوری دی جائے۔"

اس خط کے ٹھیک چالیس روز بعد 26 نومبر 75ء کو سکو کرافٹ کے دستخطوں سے وائٹ ہاؤس سے ایک آرڈر جاری ہوا جس کا نمبر 314 تھا۔ اس آرڈر کی کاپیاں فوری طور پر وزارت دفاع، خزانہ، خارجہ، چیف آف سٹاف اور سی آئی اے کے ڈائریکٹر جارج بش کو بھیج دی گئیں۔

اور پھر اس آرڈر کے ذریعے ان چھ ممالک میں، جہاں سے امریکہ کو مستقبل بعید میں "بغاوت" کے خدشات سر اٹھاتے نظر آ رہے تھے، نس بندی کے فوری اقدامات کا حکم دیدیا گیا

کیونکہ (آرڈر کی تحریر کے مطابق) ان چھ ممالک کے مزاج میں بڑی مماثلت ہے۔
، متشددانہ مذہبی فکر کا غلبہ ہے۔
عوام یورپی اقوام سے نفرت کرتے ہیں۔
نفاذِ اسلام لوگوں کی پہلی اور آخری خواہش ہے لہٰذا اگر ابھی سے ان ممالک کی آبادی پر قابو نہ پایا گیا تو اس سیلاب کو واشنگٹن تک پہنچتے دیر نہیں لگے گی۔ آرڈر میں بطور مثال مصر کو

پیش کیا گیا "جس کی آبادی 2000ء تک 85 ملین ہونے کا امکان ہے جب کہ اس کے قدرتی وسائل اور مادی ذرائع اس دباؤ کے متحمل نظر نہیں آتے' چنانچہ یہ آبادی سرحدیں توڑ کر اسرائیل میں داخل ہو جائے گی جس کی آبادی اس وقت تک کسی بھی طرح 33 ملین سے زیادہ نہیں ہو گی۔ اسرائیل کا مسئلہ اس لئے بھی زیادہ گمبھیر ہے کہ غزہ کی پٹی اور مغربی کنارے جیسے علاقوں میں یہودیوں کے مقابلے میں عربوں کی آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے لہٰذا اگر مصری مسلمانوں کی "نس بندی" نہ کی گئی تو آئندہ اڑھائی دہائیوں میں یہودی اسرائیل میں اقلیت بن کر رہ جائیں گے۔"

اس آرڈر میں ان ممالک کی آبادی کنٹرول کرنے کے لئے 9 طریقے تجویز کئے گئے۔

(1) مسلم ممالک میں فیملی پلاننگ کے لئے بھرپور مہم چلائی جائے اور اگر مذہبی عناصر' مختلف طبقات اور تنظیمیں اس کے خلاف تحریک چلانے کی کوشش کریں تو انہیں "کرش" کر دیا جائے۔

(2) سائنسی ہتھکنڈوں کے ذریعے غیر محسوس طریقے سے فیملی پلاننگ کے خلاف کام کرنے والے مذہبی عناصر کو معاشرے سے کاٹ کر الگ کر دیا جائے۔ انہیں لوگوں میں مذاق' تحقیر اور نفرت کی علامت بنا دیا جائے کہ کوئی شخص عملدرآمد تو رہا ایک طرف' ان کی بات تک سننے کا روادار نہ ہو۔

(3) آئی ایم ایف کے ذریعے ان ممالک کو شدید ترین اقتصادی دباؤ میں لایا جائے۔

(4) ترقی یافتہ ممالک کے رہنما ان ممالک کی لیڈر شپ سے ملاقاتوں کے دوران بار بار ان کے ممالک میں بڑھتی ہوئی آبادی کی نشاندہی کریں کہ وہ احساس کمتری کا شکار ہو جائیں اور یہ "داغ" دھونے کے لئے اپنے سارے وسائل وقف کر دیں۔

(5) امریکی انتظامیہ تیسری دنیا کے ہم خیال لیڈروں کو دوست ممالک کے رہنماؤں کو قائل کرنے کا "حکم" دے۔

(6) وہ تمام جدید طریقے استعمال کئے جائیں جن کے ذریعے عوام میں بڑھتی ہوئی آبادی کے خلاف "شعور" بیدار کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں مقامی دانشوروں' ادیبوں' شاعروں اور ماہرین کو استعمال کیا جا سکتا ہے جو گاہے بگاہے اعداد و شمار کے ذریعے ثابت کرتے رہیں کہ اگر فلاں سال

میں آبادی اتنی ہو گئی تو اتنا بڑا قحط پڑے گا' اتنی بیماریاں پھیل جائیں گی' رہائش کا اتنا بڑا مسئلہ بیدار ہو گا' بیروزگاری اور جہالت میں اتنے فیصد اضافہ ہو گا' وغیرہ وغیرہ۔

(7) اگر ان ممالک میں فوجی آمروں کو حکومت دلادی جائے تو زیادہ بہتر نتائج حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

(8) جنگ سے بہتر کوئی طریقہ نہیں جس سے آبادی کنٹرول کی جاسکتی ہے لہٰذا اگر مسلم دنیا کے باہمی تنازعات بڑھا دیئے جائیں تو امریکہ اپنا قیمتی سرمایہ بچا سکتا ہے۔

(9) اگر اوپر دیئے گئے تمام طریقے ناکام ہو جائیں تو امریکی انتظامیہ خوراک کو بطور آخری ہتھیار استعمال کرتے ہوئے صرف ان ممالک کو گندم' ادویات اور دیگر اشیائے ضرور یہ مہیا کرے جو آبادی کم کرنے کا عہد کریں۔

جی ہاں محترم قارئین! یہی ہے سازش جس کے ذریعے پچھلے بیس برسوں سے ان لاکھوں بچوں کو ماؤں کی کوکھوں ہی میں دفن کیا جارہا ہے' جو انقلاب بن کر زمین پر طلوع ہونے تھے۔ ہو سکتا ہے اس ممالک کی ساری "امریکہ نژاد" اشرافیہ' دانشور اور اکانومسٹ اس انکشاف کو بھی فراڈ قرار دیں لیکن کیا امریکہ مسلم دنیا میں پھیلے ہوئے اپنے ان لاکھوں ایجنٹوں کے باوجود تاریخ سے اپنا بیس سالہ "ٹریک ریکارڈ" کھرچ سکتا ہے؟ یہ ٹریک ریکارڈ چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ اسرائیلی طیاروں نے عراق کے ایٹمی ری ایکٹر پر بم برسائے تو امریکی وزیر خارجہ نے کہا "ہم دنیا کا امن پامال کرنے والے عراق جیسے ملک کی حمایت نہیں کر سکتے" لیکن جب اسی عراق کی توپیں ایرانی بارڈر پر گاڑی گئیں تو نہ صرف امریکہ نے اسے انتہائی مہلک اسلحہ دیا بلکہ وہ کیمیائی ہتھیار تک مہیا کیا جنہوں نے کردوں کی ایک پوری نسل معذور بنا دی۔

اور پھر جب صدام ایران سے منہ موڑ کر اچانک امریکی مفادات کے سامنے کھڑا ہو گیا تو یہی امریکہ پوری دنیا کی عسکری قوت کے ساتھ عراق پر چڑھ دوڑا اور آج یہ عالم ہے کہ عراقی ماں کو اذیت سے بلبلاتے بچے کے لئے پورے بغداد سے درد کی ایک گولی نہیں ملتی کہ شفا کے سارے "فراتوں" پر کلشن کے پہرے ہیں .... اور جب پورا یورپ یورینیم کے دور سے پلاٹینم کے دور میں داخل ہوا تو پاکستان نے "اسلامی بم" بنانے کا اعلان کیا لیکن "ایس 200 رپورٹ" والے ہنری کسنجر نے پاکستان آکر کہا:-

"تمہارا خیال ہے تم تباہی کی اس ٹیکنالوجی کو پورے عرب میں پھیلا دو گے۔ نہیں مسٹر پرائم منسٹر! ہم تمہیں دنیا میں عبرت ناک مثال بنا دیں گے۔"

اور جب بھارت مقبوضہ کشمیر میں ہزاروں معصوم مسلمان شہریوں کے سینے چاک کر رہا تھا تو پوری دنیا کی مہذب اقوام پانڈا کی کم ہوتی نسل بچانے کے لئے کوشاں تھیں لیکن جب حریت پسندوں نے بندوق اٹھائی تو پوری دنیا کی ہیومن رائٹس آرگنائزیشنیں جاگ اٹھیں اور امریکی قونصلر

نے وزیر اعظم ہاؤس میں کھڑے ہو کر کہا "اگر آپ لوگوں نے کشمیری دہشت گردوں کی مدد بند نہ کی تو ہم آپ کو دہشت گرد ملک قرار دے دیں گے۔"

جی ہاں' امریکی اخبارات ہی نے دنیا کو بتایا تھا کہ عراقیوں کو جراثیمی گندم دی جارہی ہے جو انہیں اندر سے کھوکھلا کر رہی ہے۔ اسرائیل نے مصر میں ایسے بیج سمگل کئے جس سے ساری مصری کھیتیاں صحرا بن گئیں۔ لیبیا میں ہر سال وائرس کا چھڑکاؤ کیا جاتا ہے جس سے ان کی لاکھوں بھیڑیں ہلاک ہو جاتی ہیں۔ سی آئی اے اور موساد پوری مسلم دنیا میں ایڈز سمگل کر رہی ہے۔ ترکی کی مسجدوں کے تالے کھولنے کے لئے جو پارٹی آتی ہے' اسے ناکام بنا دیا گیا کہ لوگ چند سکوں کے لئے دوست کا گلا کاٹنا جرم نہیں سمجھتے۔ بنگلہ دیش میں نس بندی کرانے والی ہر عورت کو ریشمی ساڑھی دی جاتی ہے اور .... پاکستان' ہاں امریکہ اپنے اتحادیوں کو اشارہ کرتا ہے تو کراچی کے ساحل پر گندم کے جہاز لنگر انداز ہوتے ہیں' ورنہ پشاور کے بازاروں میں ایک آفریدی پٹھان بولی دے کر 30 روپے میں ایک روٹی خریدتا ہے۔

ہاں میرے محترم قارئین! کہیں ایسا تو نہیں کہ اس صدی کے آخری سال میں جب "ایس 2000 رپورٹ" کی فائل بند کی جارہی ہو گی تو ہم چوراہوں میں کھڑے ہو کر ہر گوری چمڑی والے کو روک کر کہیں گے "ہم اپنے ہاتھوں سے اپنے سارے بچے مار دیتے ہیں' بس تم ہمیں ایک روٹی دے دو"

جی ہاں' بس ایک روٹی کا سوال ہے بابا!

"انسانیت کی پوری تاریخ میں کوئی ایک مثال بھی اس قسم کی نہیں ملتی' کہ کوئی ایسی سوسائٹی تمدن کی بلندی تک پہنچ گئی ہو' جس کی لڑکیوں کی پرورش اور تربیت ایسے ماحول میں ہوئی ہو جس میں مرد و زن مخلوط رہے ہوں۔ تاریخ عالم میں کوئی بھی ایسی مثال نہیں ملے گی کہ وہ قوم اپنی تمدنی بلندی کو قائم رکھ سکی ہو۔ اس کے برعکس صرف وہی اقوام تہذیب کی انتہائی بلندیوں پر پہنچ سکی ہیں جنہوں نے مخلوط میل جول پر پابندی عائد کی"۔

"کوئی گروہ کیسے ہی جغرافیائی ماحول میں رہتا ہو' اس کی تمدنی سطح بلند ہو گئی تھی یا نیچے گر گئی تھی' اس بات کا انحصار صرف ان حالات پر ہے کہ اس نے اپنے ماضی اور حال میں مرد اور عورت کے میل جول کے لئے کس قسم کے ضوابط مرتب اور نافذ کر رکھے تھے"۔

"اگر کسی قوم کی تاریخ آپ دیکھیں کہ کس وقت اس کی تمدنی سطح بلند تھی یا پست تو تحقیق سے معلوم ہو گا کہ اس قوم نے اپنے مرد و زن کے تعلقات میں کیا تبدیلی کی تھی جس کے نتیجہ میں اس کی تمدنی سطح میں بلندی تھی یا پستی"

(Sex and Culture - Page 340 Prof: J.D. Unwin, C.U)

عراق - امریکہ اور یو این او - انصاف کا اچھوتا انداز

اقوامِ متحدہ کی تشکیل کا مقصد عالمی معاملات میں' اقوام عالم کو انصاف فراہم کیا جانا بتایا جاتا ہے مگر اس کا سارا ماضی اس حقیقت پر گواہ ہے کہ یہ یہود کی لونڈی ہے اور اس کے مستقل ممبران جن کے پاس ویٹو کا حق ہے یہود کے زر خرید غلام ہیں۔

امریکہ ہو یا برطانیہ اور فرانس سبھی اس بات پر متحد ہیں کہ عالمی سطح پر جہاں بھی یہود کے مفادات کو خطرہ لاحق ہو اقوام متحدہ کی چھتری تلے ہر جارحیت روا رکھی جائے۔ بھیڑیئے کے بھیڑ کے بچے کو ہڑپ کرنے کے لئے اصولی موقف' کی طرح۔

ہم عراق کی وکالت نہیں کرتے' ہم صرف ایک بنیادی سوال امتِ مسلمہ کی سوچ کے لئے سامنے لا رہے ہیں کہ شاید ہمارا اجتماعی ضمیر جاگ اٹھے اور بصیرت جو کبھی ہمارا سرمایہ تھی اور آج جس کا فقدان ملتِ مسلمہ میں چہار سو نظر آ رہا ہے دوبارہ پلٹ آئے جس کے سہارے ہم گم کردہ راہ دوبارہ پا کر اپنی دنیا و آخرت سنوار سکیں۔

عراق سے نہ امریکہ کو کوئی خطرہ ہے اور نہ ہی کبھی فرانس یا برطانیہ اسکی زد میں تھے۔ نہ مستقبل میں ان تینوں کو خطرہ ہے عربوں کے سینہ پر مونگ دلنے کے لئے ان کے درمیان اسرائیلی پودے کی ناجائز کاشت اور پھر خبر گیری امریکہ' برطانیہ اور فرانس وغیرہ نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔ پنجۂ یہود میں جکڑے یہ ممالک ہر لمحہ اس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ وسعت کے دلدادہ اسرائیل کے استحکام کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہو۔

اسرائیل کے گرد عرب ممالک میں سے اسرائیل کے لئے سب سے زیادہ خطرناک یہی عراق ہے یا پھر عرب ممالک کا وہ عنصر جس پر مذہب کا رنگ نمایاں ہے مثلاً" حماس کے لوگ' یا الاخوان المسلون وغیرہ' بقیہ کسی ملک یا جماعت سے اسرائیل خائف نہیں ہے۔ شرق اوسط میں ہمارا اپنا 11 سالہ قیام اس کی تائید کرتا ہے۔ ایران کے' بادشاہت کے بعد (جو اس خطہ میں امریکہ و یورپ کے ہر طرح کے مفادات کی نگہبان تھی کہ ایرانی شہنشاہ صیہونی تحریک کے عہدیدار تھے) عوامی انقلاب اور ملک میں مذہبی اثر نے اللہ کو سپرپاور قرار دے کر جب ہر دوسری سپرپاور کی نفی کر دی تو سپرپاور ہونے کے دعویداروں کی جبیں شکن چھپا نہ سکی۔ اسی طرح کا خود سری کا رویّہ لیبیا کا تھا لہٰذا آنا کے مارے امریکہ و یورپ نے ان تینوں ممالک کو سبق سکھانے کا منصوبہ طے کر لیا۔

لیبیا کے خلاف کیا کچھ نہیں ہوا مگر عالمی ضمیر خوابیدہ ہی رہا اور آج تک کسی نے کھل کر لیبیا کے خلاف صریح زیادتی پر اقوام متحدہ میں موثر آواز بلند نہیں کی۔

بڑی حکمت سے پہلے ایران اور عراق کو باہم لڑایا کہ دونوں برادر مسلم ممالک کی افرادی اور مالی قوت تباہ ہو۔ عملاً" ایسا ہو گیا۔ پھر عراق کو شہ دے کر کویت پر حملہ کروا دیا اور جب کویت تباہ ہو چکا تو خود ہی امدادی بن کر عراق تباہ کرنے آ گئے۔ یوں ایک طرف اسرائیل آئندہ ربع صدی کے لئے کم از کم محفوظ ہو گیا تو دوسری طرف امریکہ اور یورپ کی گرتی معیشت کو معقول مالی سہارا مل گیا کہ امریکہ اور اسکے اتحادی کم و بیش آئندہ 20 سال کا بجٹ عربوں سے وصول کر گئے۔

کویت کی مدد کے نام پر امریکہ' اسرائیل اور انکے حمایتوں نے مندرجہ ذیل فوائد حاصل کئے۔

☆ اپنا تمام پرانا اسلحہ عراق پر گرا کر من مانی قیمت عربوں سے وصول کی'
☆ اپنا نیا اسلحہ عراق پر ٹسٹ کیا اور اسکی بھی من مانی قیمت عربوں سے وصول کی'
☆ اپنا جدید ترین اسلحہ (اس ہنگامہ جنگ میں) عربوں کے خرچ پر اسرائیل پہنچایا'

یورپی تبصرہ نگاروں کے فراہم کردہ اعداد و شمار کے مطابق 43 روزہ جارحیت کے دوران عراق پر 109876 ہوائی حملے کیئے گئے جن میں صرف امریکہ کی ہوائی اور بحری قوت نے 88500 ٹن بارود اور 6220 ٹن راکٹ و میزائل داغے یعنی روزانہ 2555 حملے کیئے گئے اور ہر حملے میں 35 ٹن بارود گویں روزانہ 152 ٹن وزنی راکٹ اور میزائل فائر کیئے' 2058 ٹن بم برسائے گئے۔ اس کے علاوہ دوسرے اتحادیوں نے بھی حسب توفیق بم برسائے' راکٹ اور میزائل داغے' زمینی کاروائی میں جو بارود استعمال کیا وہ اپنی جگہ ہے۔

(بحوالہ ملٹری لیسنز آف دی گلف وار) (Military Lessons of the Gulf War)

ہم نے یہ اعداد و شمار صرف اس لئے آپ کے سامنے رکھے ہیں کہ آپ کو اسرائیل پہنچائے جانے والے اسلحہ کی بات میں شک نہ رہتے اگر واقعتہ" امریکی اور یورپی مشاق ہوا بازوں نے اس مقدار میں بم برسائے ہوتے تو عراق بابل کے تاریخی کھنڈرات سے کم نہ ہوتا۔ اس کے ایک ایک انچ سے پانی نکل رہا ہوتا اور آج اقوام متحدہ کی اسلحہ تلاش کرنے والی ٹیم کی ضرورت ہی نہ رہتی کہ اس وقت عراقی مزاحمت نہ ہونے کے برابر تھی۔

مزکورہ سطور میں ہم نے کوئی انکشاف نہیں کیا ہے یہ بات امریکہ اور اسکے اتحادی جانتے ہیں تو دوسری طرف باشعور عرب بھی اس سے واقف ہیں۔ اقوام متحدہ کے باضمیر اور بے ضمیر ممبران سے بھی یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے مگر منقار زیر پر ہیں کہ امریکہ یا دوسرے سفید چمڑی

والے آقا ناراض نہ ہو جائیں کہ وہ کلیتہً پنجۂ یہود میں جکڑے ہوئے انہی کے غلام ہیں۔ اقوام متحدہ اپنی قراردادوں پر عمل کرانا چاہتی ہے اور کرواتی ہے مسلم ممالک سے' مگر اسرائیل یا بھارت انکی قراردادیں انکے منہ پر دے ماریں تو کسی کو شرم نہیں آتی کسی کا سر نہیں جھکتا کس کا ضمیر ملامت نہیں کرتا یا شاید ضمیر نام کی کوئی چیز اقوام متحدہ کا مقدر نہیں ہے۔

جوہری اور کیمیائی اسلحہ کی بازیابی اور تباہی کے نام پر امریکہ اور اسکی لونڈی اقوام متحدہ عراق کو عالمی سطح پر جس طرح ذلیل و رسوا کر رہے ہیں یہ فی الواقعہ ملتِ مسلمہ کی رسوائی ہے یہ عالم اسلام کی بے حسی اور بے چارگی ہے کہ اس پر کسی طرف سے معقول ردِّ عمل نہیں ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
"عورت پر ظلم"

بیرون ملک سے 'امداد' لینے والی خواتین تنظیمیں آزادی و حقوق نسواں کے نام پر اکثر اخبارات و رسائل' ریڈیو اور ٹی وی پر اس واویلا میں مصروف دیکھی جا رہی ہیں کہ مسلم قوانین والے مسلم معاشرہ میں عورت پر بے جا تشدد ہوتا ہے اس کے حقوق پامال ہو رہے ہیں۔ ان سب کی خدمت میں بلا تبصرہ ایک اخباری خبر پیش ہے کہ وہ "غیر اسلامی مہذب معاشرہ" میں اپنے حقوق کا چہرہ دیکھ لیں۔

مرد مارتے ہیں' بچایا جائے' امریکی بیویوں کی فریاد

بیس فیصد خواتین سخت تشدد کا نشانہ بنتی ہیں جبکہ تیس فیصد کو ڈرایا دھمکایا جاتا ہے

تشدد کی روک تھام کیلئے قانون سازی کی جائے' عورتوں پر تشدد کے بارے میں کانفرنس کا مطالبہ

واشنگٹن (کے پی آئی) امریکی خواتین نے مطالبہ کیا ہے کہ انہیں ان کے شوہروں کی طرف سے تشدد اور مار پیٹ سے بچانے کیلئے سخت قوانین وضع کئے جائیں' 20 فیصد خواتین شوہروں کی طرف سے سخت تشدد کا نشانہ بنتی ہیں جبکہ 30 فیصد خواتین کو ڈرایا دھمکایا جاتا ہے۔ یہ بات یہاں ایک بین الاقوامی کانفرنس میں بتائی گئی۔ کانفرنس عورتوں پر تشدد کے موضوع پر ہوئی' اس کا اہتمام انٹر امریکن ترقیاتی بینک نے کیا تھا۔ کانفرنس میں شریک ماہرین کے ایک گروپ نے کہا کہ "گھریلو تشدد مختلف شکلیں اختیار کر سکتا ہے مثلاً" ہو سکتا ہی کہ ایک شوہر اپنی بیوی پر تشدد کر کے اسے جسمانی طور پر معذور بنا دے۔ ماہرین کے مطابق مردوں کو گھریلو تشدد پر اکسانے کے کئی محرکات ہیں' ان میں خراب اقتصادی صورتحال بھی ہو سکتی ہے۔ ایک اقتصادی ماہر اسٹفین اولاٹو نے کانفرنس میں بتایا کہ اقتصادی صورتحال تعلیم اور عمر کا گھریلو تشدد سے تعلق ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر کوئی شخص زیادہ تعلیم یافتہ ہے تو اس بات کا کم امکان ہے کہ وہ اپنی بیوی کو مارے پیٹے۔ بعض ماہرین کا کہنا ہے کہ جوں جوں مرد عمر میں تجاوز کرتا ہے' اس میں عام طور پر تشدد کا رجحان کم ہوتا جاتا ہے۔ دوسرے ماہرین نے کہا کہ ایسا دکھائی دیتا ہے کہ شوہر اور بیوی کی تنخواہوں میں فرق گھریلو تشدد کی ایک وجہ ہے۔

DailyKHABKAINNovember26,1997.

اعداد و شمار اور یہودی منصوبہ ساز

دفعہ...... جیسا کہ آپ جانتے ہیں، ہمارے یہ ماہرین' مشیر' دانشور اپنے حکمرانی کے تقاضوں کی تکمیل کی خاطر مطلوب معلومات اور' تاریخی نچوڑ (سروے وغیرہ)' ہمارے سیاسی عزائم اور ہر گزرتے لمحہ کے واقعات و مشاہدات سے لیتے ہیں۔

غیر یہودیوں کو غیر متعصب حتمی تاریخی مشاہدات سے عملی راہنمائی دینے کے بجائے محض غیر عملی معلومات فراہم کی جاتی ہیں اس لئے ہمیں ان کے لئے فکر مند ہونے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ وقت معیّنہ آنے تک اِن کو اسی خوش فہمی میں مبتلا رہنے دو۔ **بچا**

(وثائق یہودیت 2:2' صفحہ 28)

مزکورہ بیان کی روشنی میں مندرجہ ذیل سروے کا جائزہ لیں۔

80 فیصد عورتوں نے فیملی پلاننگ کے ....

روزنامہ لشکر 28، نومبر 97ء

80 فیصد عورتوں نے فیملی پلاننگ کو درست قرار دیدیا

63 فیصد مرد بھی حامی نکلے

لاہور کے 90 فیصد خوشحال طبقے نے فیملی پلاننگ کی زبردست حمایت کی کوئٹہ کی 90 فیصد عورتیں حامی نکلیں سب سے زیادہ مخالفت پشاور میں پائی گئی

ملک بھر سے 71 فیصد رائے دہندگان فیملی پلاننگ کے حامی نکلے مردوں سے زیادہ عورتیں حامی نکلیں 28 فیصد نے حکم الٰہی قرار دیتے ہوئے مخالفت کردی

آج کا سوال

کیا آپ فیملی پلاننگ کے حامی ہیں؟

لاہور (خالد چودھری) یہ امر خوش آئند ہے کہ پاکستانیوں کی اکثریت آبادی بم کے خطرات سے آگاہ ہو چکی ہے اور وہ فیملی پلاننگ کی حمایت کرتی ہے ایک اہم ادارے کی طرف سے چاروں صوبوں میں کرائے گئے سروے کے مطابق 71 فیصد رائے دہندگان نے فیملی پلاننگ کی حمایت کی تاہم 28 فیصد نے اسے حکم الٰہی قرار دیتے ہوئے مخالفت کی ایک فیصد نے کسی قسم کی رائے ظاہر نہیں کی مردوں کے مقابلے میں خواتین کی بھاری اکثریت فیملی پلاننگ کی حامی نکلی اور ملک بھر میں 80 فیصد خواتین رائے دہندگان نے اس کی حمایت کی جب کہ مردوں کی 63 فیصد تعداد نے بھی فیملی پلاننگ کو ملک و قوم کے لئے مفید قرار دیا یہ امر قابل ذکر ہے کہ فیملی پلاننگ کی

باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر1

سات شہروں کے سروے نتائج

شہر	ہاں فیصد	نہیں فیصد	معلوم نہیں فیصد
کراچی	71.7	28.3	0.0
لاہور	82.8	17.2	0.0
اسلام آباد	71.7	27.8	0.6
پشاور	51.7	47.8	0.6
کوئٹہ	73.3	26.7	0.0
ملتان	78.9	20.6	0.6
سکھر	67.8	30.6	1.7

محترم وزیر اعظم!

پاکستان فروخت نہ کریں، ٹھیکہ پر دے دیں۔

چونکیئے گا نہیں کہ اس میں چونکنے والی کوئی بات ہے ہی نہیں۔ یہ تو اپنی 'محبِ وطن' اور 'مخلص قیادت' کے لئے ہمارا دردمندانہ مشورہ ہے کہ فروخت کنندہ حقِ ملکیت' خرید کنندہ کے سپرد کرتا ہے مگر ٹھیکہ پر کوئی چیز دی جائے تو مدتِ ٹھیکہ میں بلا شبہ ٹھیکدار ہی کی بات چلتی ہے مگر حقوقِ ملکیت تو کم از کم مالک کے پاس رہتے ہیں۔ مخصوص و معینہ مدت کے بعد مال مالک کی تحویل میں ہوتا۔ لوگ جائیداد رہن بھی رکھتے ہیں' مگر غریب کے لئے یہ واپس لینی مشکل بن جاتی ہے اور چند ٹکے سے ضرورت پوری کرنے والا سیٹھ ہی بالعموم مالک بن بیٹھتا ہے' یہ سیٹھ بہاری لال ہو' سٹی بنک ہو' برطانیہ ہو یا امریکہ یا IMF ' اور ورلڈبنک وغیرہ۔

آپ فوراً" فرما سکتے ہیں کہ کون پاکستان فروخت کر رہا ہے؟ پاکستان میں معاشی استحکام کے لئے صرف نج کاری ہو رہی ہے۔ نج کاری اور فروخت میں تو زمین و آسمان کا فرق ہے۔ لفظی فرق ہے معنوی فرق ہے بلکہ بہت بڑا فرق ہے۔ مگر ہمارے نج کاری کے 'شفاف' عمل سے جب فرانس' امریکہ 'برطانیہ وغیرہ کا یہودی ہمارا ریلوے' ہماری مبینہ بیمار صنعتیں' واپڈا وغیرہ خرید کر' نج کار مالک' بن جائے گا تو کیا اہلِ وطن کا' اُن کی حکومت کا' اِن پر کوئی عمل دخل رہ جائے گا۔ کیا فروخت شدہ اداروں پر حکومت اپنا قانون نافذ کر سکے گی۔ نہیں اور یقیناً" نہیں اور اگر کوئی' ہاں کہتا ہے تو اس سے بڑا جھوٹا کوئی نہیں ہے۔

گھر کے خرچ سے تنگ کسی شخص کو باہر سے مشورہ ملے کہ خرچ چلانے کے لئے فلاں فلاں اثاثہ بیچ لو اور خریدار بھی کم و بیش اُسی کی برادری کے ہوں تو کوئی بھی ایسے مشورہ دینے والے کو خیر خواہ نہیں کہے گا خصوصاً" جو گھر کی ضرورت کی بنیادی اشیاء کی فروخت کے لئے سبز باغ دکھائے یا مجبور کو قرض دینے کے لئے ایسی شرط عائد کرے۔ یہ دوستی کے بجائے دشمنی کی علامات ہیں۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان ہمارا گھر ہے۔ گھر کے فضول خرچ اور ہوس کے مارے سربراہوں نے ہمیں غربت کی اس انتہا تک پہنچا دیا کہ گھر کا خرچ چلانا مشکل ہو گیا۔ گھر کے سربراہ کو غلط کار بنانے والوں نے بڑی مکاری اور ہوشیاری سے دوستی کے بھیس میں برباد کیا۔ اب یہی دوستی کے بھیس میں دشمن، کبھی فیکٹریاں فروخت کرنے کے مشورہ دیتے ہیں تو صاحبِ خانہ "شفاف نج کاری" سے فروخت کرتے ہیں کبھی اشارہ ہوتا ہے کہ واپڈا، ریلوے اور پانی فروخت کر دو اورر کبھی نیشنل بنک، حبیب بنک کی فروخت کی خوشخبری، سننے کو ملتی ہے کہ یہ اثاثے غیر ملکی آقاؤں کے قبضہ قدرت میں جائیں گے تو اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ہُن برسنے لگے گا، چہار سو خوشحالی ہو گی۔ اسلام نافذ ہو گا۔

جنگل میں، آبادی کے باہر کوئی قریبُ المرگ انسان ہو یا حیوان، مردار خور گدھ اسکے گرد بے چینی سے گھومتے اس لمحہ کے منتظر ہوتے ہیں کہ کب یہ ساکت ہو اور ہم اسے نوچیں ۔ آج پاکستان کے جسدِ ناتواں کی طرف اسی طرح انسان نما گدھ نظریں جمائے بیٹھے ہیں۔ سٹی بنک کے مسٹر چائلڈ (یہودی) حبیب بنک پر نظریں گاڑے ہوئے ہیں تو بنک آف امریکہ نیشنل بنک یا یونائیٹڈ بنک پر پنجے تیز کر رہے ہیں۔

گھر میں رکھی تجوری، گھر کا بجلی پانی اور آمدروفت کا نظام دوسروں کے سپرد کر دیا جائے تو گھر میں ملکیت کس چیز کی؟ کیا اس سے یہ بہتر نہیں کہ گھر ٹھیکے پر اٹھا دیا جائے کہ جب ہماری آنکھ کھل جائے گی، قومی ساتھ نبھائیں گے ہم بقیہ رقم ادا کر کے ٹھیکہ ختم کر دینگے۔ اسی حال میں کم از کم اثاثے تو اپنے رہینگے۔ فروخت کے بعد آپ کس چیز پر حق جتائیں گے۔ خریدار مال مہنگے نرخ دے یا انکار کر دے یہ اسکی مرضی ہے۔

آیئے آپ کو خریدار کا چہرہ بھی دکھا دیں تا کہ نج کاری کے "مقدس اور شفاف" عمل سے آپ بھی واقف ہو سکیں، گاہک پہچان لیں:۔

"کوئی حکومت اپنے ہی ہاتھوں دم توڑ جائے یا اسکی اندرونی خلفشار اس پر کسی دوسرے کو مسلط کر دے معاملہ جیسا بھی ہو، یہ ناقابل تلافی نقصان ہے اور اب یہ ہماری (یہود کی) حقیقی قوت ہے سرمایہ پر بلا شرکت غیرے ہمارا کنٹرول ہے (ورلڈ بنک، آئی ایم ایف اور دیگر مالیاتی اداروں کے ذریعے) ہم جو جس قدر چاہیں اور جن شرائط پر چاہیں کسی حکومت کو دیں، وہ خوش دلی سے قبول کرتی رہے یا پھر مالی بحران

اس کا مقدر بنے"۔
(وثائق یہودیت صفحہ (18 ۔ 1:8)

"…. پہلے سے تاک میں لگے ہمارے مالیاتی ادارے (ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف وغیرہ) امداد فراہم کریں گے۔ جس امداد کے ذریعے بے شمار نگران آنکھیں ان پر مسلط رہیں گی اور ہماری ناگزیر ضرورت (جاسوسی اور سازش) کی تکمیل کریں گی اس کے ردعمل میں ہمارے اپنے (خود ساختہ) بین الاقوامی حقوق اُنکے قومی حقوق کو بہالے جائیں گے …." (وثائق یہودیت صفحہ 27)

یہ ہیں نج کاری کے مشیر اور یہی ہیں بیرونی سرمایہ کار' خریدار' جنھیں ہمارے حکمران سب کچھ فروخت کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ فاعتبروایا اولی الابصار○

متفرق سماجی خدمات

النور ٹرسٹ رجسٹرڈ نے' صدیقی ٹرسٹ کراچی کے تعاون سے ٹی بی اینڈ جنرل ہسپتال کے قیام کے علاوہ' صدیقی ٹرسٹ کی طرف سے ارسال کردہ مندرجہ ذیل اشیاء بھی علاقہ تھل کے مستحقین میں تقسیم کیں ہیں۔

نئے کوٹ	1385عدد
جیکٹ	900عدد
بچگانہ سویٹر	1300عدد

قائداعظمؒ کا پاکستان

خدارا قائداعظم کو رسوا نہ کریں

25 دسمبر کو یوم قائداعظم بڑے جوش و جذبہ اور عقیدت و احترام سے منایا گیا۔ ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات نے خصوصی اہتمام کیا۔ اس وقت ہمارے پیش نظر وہ ٹی وی مذاکرہ ہے جس میں مبینہ دانشوروں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ قائداعظم نے کبھی پاکستان کو اسلامی ریاست، مذہبی ریاست یا ملا اسٹیٹ نہیں بنانا چاہا تھا۔ وہ تو بڑی آزاد خیالی کے ساتھ ایک ایسی فلاحی مسلمان ریاست بنانا چاہتے تھے جس میں جمہوریت کے زیر سایہ اسمبلی قانون سازی کرے اور کسی دوسرے مذہب پر کوئی قدغن نہ ہو۔

یہ لب لباب ہے مذاکرہ میں کئے گئے اظہار خیال کا اور قائداعظم کی مختلف تقاریر سے پیش کئے گئے اقتباسات کا۔ کسی قوم کی اس سے بڑی بد بختی کیا ہو گی کہ اپنے محسن، اپنے قائد سے وہ باتیں منسوب کی جائیں جو ان کے اپنے حاشیہ خیال میں بھی نہ ہوں۔

جو شخص جوانی میں قانون کی تعلیم کے لئے لنکن ان، میں داخل ہونے کو صرف اس لئے ترجیح دیتا ہے کہ وہاں قانون سازوں کی فہرست میں پہلا نام اسکے آقا اور محسن انسانیت ﷺ کا ہے۔ جب قائداعظم بنتا ہے تو واشگاف الفاظ میں اسلام سے اپنی وابستگی اور پاکستان کے مستقبل کے حوالے سے ہر سوال کے جواب میں اسلام کیلئے معذرت خواہانہ رویہ نہیں رکھتا بلکہ اعلان کرتا ہے کہ:۔

"اس قوم کو ایک جداگانہ گھر کی ضرورت ہے۔ ان دس کروڑ مسلمانوں کو جو اپنی تمدنی معاشرتی صلاحیتوں کو اسلامی خطوط پر ترقی دینا چاہتے ہیں اسلامی ریاست کی ضرورت ہے"

(قرارداد لاہور 23 مارچ، حیات قائداعظم، چودھری سردار محمد خان عزیز صفحہ 226)"

"مسلمان غلامی کو خدا کا عذاب سمجھتا ہے۔ مسلمان اور غلام دو متضاد چیزیں ہیں ایک آزاد اسلامی سلطنت کے بغیر اسلام کا تصور ہی باطل ہے۔ مسلمان کے نزدیک صحیح آزادی کا تصور یہ ہے کہ وہ ایسی حکومت کو معرض وجود میں لائے جو قرآن کریم کے ضابطہ خداوندی کی متشکل ہو .... مسلمان کے نزدیک ہر وہ نظام حکومت باطل ہے جو کسی انسان کا وضع کردہ ہو کیونکہ اسکے پاس ایک مستحکم دستور ہے جو اسکی ہر موقع اور ہر زمانہ میں راہنمائی کر سکتا ہے"

(بحوالہ مذکورہ صفحہ 252)

سوال = مذہب اور مذہبی حکومت کے لوازم کیا ہیں؟

جواب = (قائداعظم) "جب میں انگریزی زبان میں مذہب کا لفظ سنتا ہوں تو اس زبان اور محاورے کے مطابق لا محالہ میرا ذہن خدا اور بندے کی باہمی نسبت اور رابطہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ لیکن میں بخوبی جانتا ہوں کہ اسلام اور مسلمانوں کے نزدیک مذہب کا یہ محدود اور مقید مفہوم یا تصور نہیں ہے۔ میں نے قرآن مجید اور قوانین اسلامیہ کے مطالعہ کی اپنے طور پر کوشش کی ہے۔ زندگی کا روحانی پہلو ہو یا معاشرتی' سیاسی ہو یا معاشی' غرضیکہ کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جو قرآنی تعلیمات کے احاطہ سے باہر ہو۔ قرآن مجید کی اصولی ہدایت اور طریق کار نہ صرف مسلمانوں کے لئے ہے بلکہ اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کے لئے حسن سلوک اور آئینی حقوق کا جو حصہ ہے اس سے بہتر کا تصور نا ممکن ہے۔"

(اگست 1941ء مسلمانوں نوجوانوں سے حیدر آباد دکن میں سوال و جواب کی نشست' حیات قائداعظم' چوہدری سردار محمد خان عزیز۔ صفحہ 255)

("پاکستان کی بنیاد فی الحقیقت اس وقت پڑ چکی تھی جب اس برصغیر کے پہلے غیر مسلم نے اسلام قبول کیا تھا"

(قائداعظم محمد علی جناح سالانہ اجلاس مسلم لیگ' لاہور (1940ء)(بحوالہ قیام پاکستان میں مولانا مودودی کا فکری حصہ سید نظر زیدی - صفحہ۔ 8

مذکورہ اقتباسات کی روشنی میں آپ خود ملاحظہ فرمالیں کہ خلوص نیت کے ساتھ محمد علی جناحؒ کیا چاہتے تھے اور ہمارے دانشور پاکستان کو کس طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ اقلیتوں کے حقوق اپنی جگہ مگر مادر پدر آزادی کا کیا جواز اور ملک میں اقلیتیں خصوصا" مرزائی اور عیسائی جو گل کھلا رہے ہیں وہ کسی باشعور سے پوشیدہ نہیں ہے۔ مثلا" عیسائی اقلیت آج کل امریکہ کا شائع کردہ سرکلر ISLAM THE FALSE GOSPAL اسلام ایک جھوٹا مذہب بڑی آزادی سے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں تقسیم کر رہی ہے اور اقلیتوں کی مذہبی آزادی کی جنگ لڑ رہی ہے۔ مملکت میں اسکے مسلمہ سرکاری مذہب پر ایسے رکیق حملے کئے جاتے ہیں۔ کیا قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اقلیتوں سے وعدہ کیا تھا کہ میری مملکت میں تمہیں اسلام کو جھوٹا مذہب قرار دینے کی کھلی آزادی ہو گی۔
ہم ملک کے باشعور طبقے سے اپیل کرتے ہیں کہ ایسے بد زبانوں کی سرکوبی سے غافل نہ رہیں

شعبہ تحقیق و تالیف النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

آج کے مادی دور میں ہمہ جہت انتشار کی کیفیت اس بات پر شاہد ہے کہ اقدار کے حوالے سے بنی نوع انسان دیوالیہ پن کے قریب پہنچ چکی ہے اور فرد ہوں یا افراد و اقوام، سکھ، سکون، تحفظ اور حقیقی خوشحالی کے سبھی متلاشی ہیں۔ اقدار کا انحطاط فرد اور قوم کے لئے دیمک کے مہلک حملے سے کم نہیں ہے۔ کہ یہ ہر پہلو سے اسے کمزور کر دیتا ہے جب کہ استحکام کے لئے مسلمہ طور پر "بقائے بہتری" کا اصول کار فرما رہنا ضروری ہے۔

النور ٹرسٹ نے اس محسوس ضرورت کے پیش نظر اسلام اور نظریہ پاکستان کے تقاضوں کی تکمیل کے لئے 95ء میں شعبہ تحقیق و تالیف قائم کیا جس نے قوم کی روحانی اور مادی ضروریات پوری کرنے کی خاطر عامتہ الناس کے لئے لٹریچر تیار کر کے پھیلاؤ۔ یہ لٹریچر فی الواقعہ قوم کے مرض کی تشخیص، مرض کے نسخہ علاج کے لئے اور مکمل شفا کے لئے ضروری احتیاط پر مشتمل ہے۔

شعبہ تحقیق و یالیف کے لئے قابل قدر عملی معاونت میں صدیقی ٹرسٹ کراچی کے روح رواں محترم محمد منصور الزماں صاحب صدیقی اور النور ٹرسٹ کے سینئر وائس پریذیڈنٹ میاں عبدالطیف صاحب پیش پیش رہے تا ہم دیگر معاونین نے بھی حسب توفیق ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ اللہ تعالی سب کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

مطبوعات	صفحات	مصنف	تعداد
1. خطوط	200	عبدالرشید ارشد	1200
2. خاندانی منصوبہ بندی اول	16	"	5000
3. خاندانی منصوبہ بندی دوئم	24	"	2000
4. سوچ	32	"	1000
5. نماز	16	"	1000
6. اسلام مغالطوں کی زد میں	8	"	1000
7. سچ کیا ہے؟	24		1000
8. لمحہ فکریہ	52		1000

9. قرآن حکیم کی حقانیت	16	"	1000
10. محاکمہ (تورات و انجیل کی حقانیت)	58	"	1000
11. یونیورسل اسلامک ورلڈ آرڈر	88	"	1000
12. انسان	24	"	1000
13. دو گز زمین	12	"	1000
14. انسانی اعضاء کی پیوندکاری	20	"	1000
15. ایک بنو نیک بنو	24	"	2500
16. کامیابی و کامرانی کا سربستہ راز	12	"	1000

شعبہ تحقیق و تالیف

اگست 95ء تا 31 دسمبر 97ء

آمدن		اخراجات	
صدیقی ٹرسٹ	40,370.00	طباعت کتب	93,530.00
اصلاح معاشرہ	7,500.00	ڈاک خرچ	746.00
میاں عبداللطیف صاحب	17,500.00	زائد خرچ	(296.00)
میاں عطا الرحمن طارق صاحب	6,000.00		
محترمہ زینب معراج صاحبہ	9,500.00		
محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ	4,000.00		
ڈاکٹر سلیم بیگ صاحب	3,700.00		
ڈاکٹر الف الرحمن صاحب	1,900.00		
سلمیٰ یاسمین نجمی صاحبہ	1,000.00		
ڈاکٹر محمد اقبال صاحب	1,000.00		
مہر محبوب الٰہی صاحب	500.00		
ظہور احمد قریشی صاحب	800.00		
مہر منظور الٰہی صاحب	210.00		
میزان	93,980.00	میزان	93,980.00

Profit and Loss Account

Annoor Vocational Training Institute 46 MB.

Project: **Punjab Education Foundation / The Society Annoor Trust (Regd.)**

REVENUE.	June 92 - Dec 97 (67 months)	Monthly Average. (67 months)
Fee Computer Section	281310.0	4199
Fee Girls Section	30030.0	448
Vehicle Rental (for girl students)	54920.0	820
Tractor Income (NGO's temporary gift)	115386.0	--
Workshop Income	711856.0	10625
Miscellaneous Sales.	77808.0	1161
NGO's Temporary loan to run the Project.	(195800).0	--
NGO's Donation to run the Project.	(55000).0	--
TOTAL	1271310.0	
EXPENDITURE.		
Staff Salaries.	669219.0	9988
Start - up Expenses - Electric Connection	147307.0	2199
Land lease and other legal fee.	41190.0	615
POL and Repairs of Velnicle.	223495.0	3336
POL and Repairs of Tractor.	68726.0	1026
Electricity and Telephone.	95621.0	1427
Miscellaneous W/S Materials	536754.0	8011
Miscellaneous Expenses	206014.0	3075
Depreciation on Fixed Assets	644314.0	9617
TOTAL	26,32,640.0	
Net Loss for the Period	13,61,330.0	
Monthly Average	20,318.0	

النور
ٹی بی (تپ دق)
اینڈ جنرل ہسپتال
و زچہ بچہ مرکز
جوہر آباد
(جھنگ روڈ 9 کلومیٹر)
شکر و سپاس کے جذبات کے ساتھ ہم آپ کو یہ اطلاع دیتے ہیں کہ ضلع
خوشاب میں تپ دق کے مریضوں کی مکمل تشخیص و علاج اور دوسرے
امراض کے لئے ایک مکمل غیر تجارتی ہسپتال (50 بستر) قائم کیا گیا
ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل سہولتیں موجود ہیں
ایمبولینس سروس
ایکسرے
خون، پیشاب، تھوک، وغیرہ کی تشخیص کے لئے لیبارٹری
عورتوں کے جملہ عوارض کے لئے مکمل زچہ بچہ مرکز
زیر انتظام النور ٹی بی اینڈ جنرل ہسپتال و زچہ بچہ مرکز
46 MB
سب آفس جوہر پریس بلڈنگ، جوہر آباد فون 0454-720401-3401
بتعاون صدیقی ٹرسٹ کراچی

میری
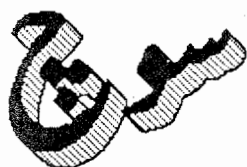
آپ کے لئے

☆ از ☆

عبدالرشید ارشد

☆ ☆ ☆

بتعاون: میاں عطاء الرحمٰن طارق
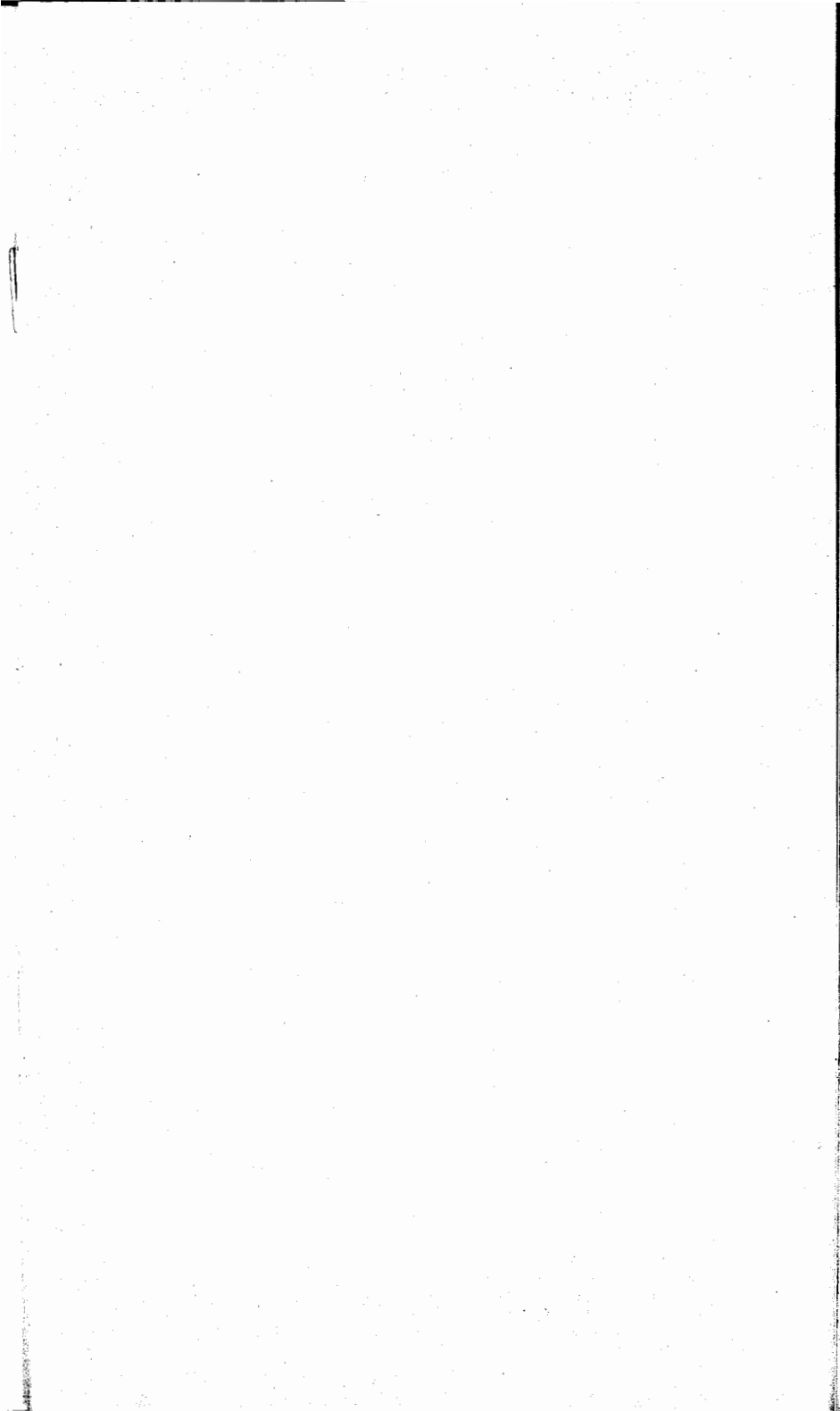
افَلَا یَتَفَکَّرُون - افَلَا یَتَدَبَّرُون

تم غور و فکر کیوں نہیں کرتے ۔ تم فکر و تدبر کیوں نہیں کرتے

میری

آپ کے لئے

☆

عبدالرشید ارشد

☆ ☆

شعبہ تحقیق و تالیف: میاں نور محمد میموریل النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ۴۶ ایم بی جوہر آباد

☆ ☆ ☆

جوہر پریس جوہر آباد فون 3401 - 0454

حرف اول

سوچ بظاہر اردو کے تین حروف پر مشتمل سادہ سا ایک لفظ ہے جسے مزید سلیس بھی نہیں بنایا جا سکتا مگر یہی سوچ عملی زندگی میں عمیق گہرائی کی طرح گہری ہو جاتی ہے یا اکاش کی وسعتوں تک پھیل جاتی ہے۔ پھر سوچوں میں گم کچھ ایسے ہیں جو 'کچھ' پا لیتے ہیں تو کچھ ایسے بھی ہیں جو سب کچھ کھو دیتے ہیں کہ یہ اپنے اپنے ظرف اور ظرف کی تربیت پر منحصر ہے۔

سوچ تعمیری ہو تو حال کو سنوارتی ہے اور مستقبل کی راہ متعین کرتی ہے مگر بدقسمتی سے اگر سوچ غیر تعمیری ہو تو آج اور کل دونوں ہی بے سکونی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ غیر تعمیری سوچ سے تخریب جنم لیتی ہے خواہ اس تخریب سے فرد متاثر ہو یا گھرانہ یا ملک و ملت اور سوچ کی تعمیر و تخریب کا انحصار ہے عقیدہ و حب الوطنی کے شعور پر۔

سوچ یا 'سوچ کے اقتباسات' آپ کے ہاتھ میں ہیں۔ اس سوچ یا ان 'سوچوں' کی تعمیری' غیر تعمیری' قابل عمل یا 'محض سوچ' ہونے پر میں کوئی تبصرہ نہیں کرتا کہ جانبداری کا ملزم نہ گردانا جاؤں کیونکہ یہ سوچ میرے بڑے بھائی نے آپ کے سامنے رکھی ہے۔ حسن و قبح کا فیصلہ آپ کے قلب و ذہن کے سپرد ہے۔

یہ 'سوچیں' نہ کسی مخصوص عمر کے لئے ہیں' نہ ہی کسی مخصوص گروہ یا کسی مخصوص مکتب فکر کے لئے ہیں یہ سوچ ہر شخص کے لئے ہے' بلکہ ہر اس انسان کے لئے ہے جو استفادہ کرنا چاہے' مرد ہو یا عورت' بچہ ہو یا بوڑھا۔

ان سوچوں کو آپ تک پہنچانے کا ثواب حاصل کیا ہے جناب میاں عطاء الرحمٰن طارق صاحب نے۔ میری دلی دعا ہے کہ رب العزت لکھنے والے اور اس 'لکھے' کو آپ تک پہنچانے والوں کی محنت کو درجہ قبولیت سے نواز کر' آخرت کا زاد راہ بنا دے۔ آمین

میاں عبداللطیف

ابتدائیہ

سوچ ہر شخص کا پیدائشی حق ہے۔ سوچ میں انفرادیت بھی ہو سکتی ہے اور اجتماعیت بھی۔ سوچ تعمیری بھی ہو سکتی ہے اور غیر تعمیری بھی یا ان دونوں کے درمیان روایتی شیخ چلی کی سوچ بھی ہے۔

معاشرے کی اکائی ہونے کے ناطے مجھے بھی سوچنا تھا مگر میرے سوچنے پر آمادہ ہونے سے پہلے کچھ "سوچیں" میرے سامنے آکھڑی ہوئیں۔ میرا "جرم" صرف یہ ہے کہ میں نے انہیں ایک کاغذ پر لکھ لیا۔ اب برسوں بعد جب ان "محفوظ سوچوں" نے مجھے پریشان کرنا شروع کیا تو میں نے ان کو بے کم و کاست آپ کے سامنے رکھ دیا ہے۔ ان میں سے ناک والی سوچ ذرا لمبی ہو گئی' مگر ہے مزے کی چیز۔ ان تمام سوچوں کو آپ کے سامنے رکھنے میں مدد دی ہے جناب میاں عبداللطیف صاحب اور جناب میاں عطا الرحمٰن طارق صاحب نے۔

اگر یہ "سوچیں" آپ کے نقطہ نظر سے تعمیری ہیں تو الحمد اللہ اور اگر خدانخواستہ قابل اصلاح ہیں تو آگاہ فرمائیں' میں ممنون احسان ہوں گا۔ اصلاح ہو جائے گی۔ سنئے! میں ان کو ادب پارہ بنانے پر یا کہلوانے پر مصر بھی نہیں ہوں۔

جوہر آباد' یکم نومبر ۹۵ء

عبدالرشید ارشد

پاکستان اور ہم

"ہم نے سن انیس سو سنتالیس میں، خون کی ہولی کے دوران لاکھوں جانوں اور عصمتوں کی قربانی دی، تو پاکستان کی اسلامی جمہوریہ ہمیں ملی، مگر بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ تخلیق کے ساتھ ہی ہماری ذہنیت بدل گئی اور ہم گدّوں کی طرح ذوق و شوق سے اس اسلامی جمہوریہ کو ہمہ پہلو نوچنے لگے اور یہ نوچنا ہمیں اسقدر لذیذ لگا کہ آج بھی چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ نہ اپنے عزیزوں کی خون میں لتھڑی لاشیں یاد ہیں اور نہ ہی بلکتی، چیختی عصمتوں کی پکار ہمارے کان سنتے ہیں۔

دل چاہتا ہے کہ یہ بھی ہو، وہ بھی ہو، کان چاہتے ہیں ہمہ وقت نغماتِ طرب ہوں، آنکھ چاہتی ہے چار سو حُسن کے جلوے دیکھنے کو ملیں کہ "بابر بہ عیش کوش عالم دوبارہ نیست۔" گردوپیش اپنے پرانے سبھی مرتے ہیں، ہم جنازے بھی پڑھتے ہیں، اپنے ہاتھوں لحد میں بھی اتارتے ہیں، یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جانے والا خالی ہاتھ گیا، یہ بھی تجربے میں ہے کہ مرنے والے کے ورثا نے چند دن کے رسمی سوگ کے بعد وہی چلن اپنا لیا، مگر اس کے باوجود اپنی موت کے اٹل فیصلے سے ہم کبوتر کی طرح آنکھیں بند کیئے ہوئے ہیں، مرنے کو ہمارا جی نہیں چاہتا، شاید اس کا سبب حُبُّ الدّنیا بھی ہے اور کراہیتہ الموت بھی۔ تف ہے عقلمند انسان کی بے عقلی پر کہ وہ مقصد حیات سے غافل، اغراض کے سراب کو پانے کے لئے صبح، دوپہر اور شام مصروف ہے۔"

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون○

۱۵ جنوری ۸۴ء

☆ ☆ ☆

آپ کہاں کھڑے ہیں

"کمرہ امتحان میں ہر باشعور آدمی، ہمہ وقت چوکنا اور لمحے لمحے سے مفاد حاصل کرنے والا ہوتا ہے مگر وہی باشعور شخص جب اس وسیع و عریض امتحان گاہ میں داخل ہوتا ہے تو امتحان سے غفلت کا یہ عالم دیکھنے کو ملتا ہے کہ برس بیت جائیں اسے امتحان یاد تک نہیں آتا، وہ صبح دوپہر شام یوں مصروف پایا جاتا ہے جیسے سبھی کچھ یہیں ہے، آگے پیچھے اور کچھ نہیں ہے۔ بلکہ اگر کوئی اسے احساس دلانے کی کوشش کرے تو اس کی طرف یوں دیکھتا ہے جیسے اس سے بڑا کوئی دشمن ہی نہ ہو۔

یہ روّیہ عقلمند شخص کا کیسے ہو سکتا ہے، اسے تو اس دنیا کے عارضی پن کا ہر وقت احساس رہتا ہے، وہ مسافر کی طرح زندگی گذارتا ہے، کسی لمحہ مقصدِ حیات سے غافل نہیں ہوتا، قبر اور قبر کے بعد میدان حشر کی حاضری شب و روز کی عمومی ترتیب کو تلپٹ کئے رکھتی ہے۔ ایسا آدمی رقیق القلب ہوتا ہے کہ معمولی واقعات بھی اس کے نازک آبگینے کو ٹھیس لگانے کا سبب بنتے ہیں۔

فکر آخرت ہی وہ بنیادی چیز ہے جو کسی شخص کی زندگی کو انقلاب سے ہمکنار کرتی ہے، جسقدر زیادہ احساس ہو گا اسی قدر اعمال میں بہتر نکھار بھی دیکھا جا سکے گا خوفِ آخرت دل میں گھر بنا لے تو اس دنیا کا ہر خوف دل سے نکل بھاگتا ہے اور جنت کی محبت دل میں سما جائے تو دنیا کے ہر رشتے کی محبت اسی کے تابع ہو جاتی ہے۔

مذکورہ کسوٹی پر خوف اور محبت کو جب چاہیں پرکھ کر یہ دیکھ لیں کہ
آپ کہاں کھڑے ہیں"

۲۸ فروری ۸۴ء

☆ ☆ ☆

تربیتِ اولاد کے تقاضے

بعض والدین صدق دلی سے یہ چاہتے ہیں کہ ان کی اولاد موجودہ دور کی غلاظتوں سے بچ جائے۔ اور جو کچھ انہوں نے اپنی زندگی میں غلط پایا ہے وہ اس سے بھی اولاد کو بچانے کے خواہاں ہیں مگر بدقسمتی یہ ہے کہ سب کچھ اخلاص سے چاہنے کے باوجود' وہ خود اس چاہنے کے مطابق' اپنی اولاد کے لئے عملی نمونہ بننے کے لئے کسی طور بھی تیار نہیں ہوتے۔

ایک شخص اگر بچوں سے کہے کہ جھوٹ بہت بری چیز ہے' اللہ کو ناپسند ہے اور دن میں بچوں کے سامنے خود جھوٹ بولے مثلاً" دروازے پر کسی نے آواز دی اور بچے سے کہا جا کر کہہ دو ابا گھر نہیں ہیں' کسی ہمسائے نے کچھ مانگا' گھر میں موجود ہے' مگر کہہ دیا کہ نہیں ہے' خود تاش کھیلتے ہیں مگر اولاد کو اس کے نقصانات پر لیکچر دیتے ہیں' خود نماز نہیں پڑھتے' بچوں کو نماز کے فوائد بتاتے ہیں' **علی ھذا القیاس**۔

بچے' سامنے پاسِ ادب سے کوئی تبصرہ نہ بھی کریں تو ان کے معصوم ذہنوں پر یہ ضرور ثبت ہو جاتا ہے کہ ہمارے والدین سچے نہیں ہیں بلکہ بہت بڑے جھوٹے ہیں کہ جو کچھ ہمیں بتاتے ہیں' ان کا اپنا عمل اس کے برعکس ہے یوں والدین کی خواہش اپنی موت آپ مرجاتی ہے اور اولاد من مانی کرتی ہے۔ اگر اولاد کے لئے سگریٹ نوشی پسند نہیں ہے۔ تو خود بھی چھوڑ دیں' نماز اولاد سے مطلوب ہے تو خود بھی پڑھیں۔

وہ والدین بھی عجب ناسمجھ ہیں کہ خود نیک ہیں' نمازیں پڑھتے اور روزے رکھتے ہیں' سچ بولتے اور غیبت چغلی سے بھی بچتے ہیں مگر یہی صفات اپنی پیاری بیوی اور چہیتی اولاد میں منتقل کرنے کی طرف کبھی متوجہ نہیں ہوتی۔

جن بیوی بچوں کی دنیا بنانے اور سنوارنے میں صبح دوپہر شام مصروف رہتے ہیں ان کی آخرت پر توجہ کی فرصت انہیں کم ہی ملتی ہے۔ دنیا کے عارضی معیار زندگی کے لئے کھپنے کے مقابلے میں' دائمی معیار پر محنت آٹے میں نمک سے بھی کم دیکھنے کو ملتی ہے۔

اسی طرح ایسے والدین بھی دیکھنے کو ملتے ہیں جو دوسروں کی اصلاح پر تو دردمندی سے محنت کرتے ہیں مگر اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کے لئے وقت نہ ملنے کا رونا روتے ہیں۔ حالانکہ اسی کے لئے وہ عند اللہ مکلف بھی ہیں۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار!"**

یکم مارچ ۸۴ء

☆ ☆ ☆

اصل مطلوب

"کسی بھی باشعور مسلمان سے جو کچھ مطلوب ہے وہ مختصراً" یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے وہ اپنی' اپنے بیوی بچوں اور عزیزوں رشتہ داروں کی اصلاح کے ساتھ ساتھ گرد و پیش رہنے والوں میں مقصد حیات کے شعور کو اجاگر کرے۔ اس محنت کا فائدہ بھی اسی کو ہو گا اور وہ یوں کہ جب اس کے گرد و پیش بھلائی پھیلے گی' تو اس خیر کے سبب برائی دبے گی اور جس معاشرے میں برائی دبی ہوئی ہو' چاروں طرف خیر کی وجہ سے سکون ہو' وہاں کسی شریف آدمی کو گھٹن محسوس نہیں ہو گی' عزت لٹنے کا خوف نہ ہو گا' بلکہ ایسے معاشرے میں تو ہر کوئی دکھ درد کا ساجھی ہو گا۔ اس کا بڑا فائدہ آخرت میں جنت کا انعام بھی ہے۔"

۱۰ مارچ ۸۴ء

☆ ☆ ☆

پسندیدہ بندہ

"جو بھی شعور کے ساتھ اپنے رب کا بن گیا یہ دنیا اس کی مطیع ہو گئی۔ آپ اپنے رب کا ڈر اور محبت اپنے دل میں سمو لیں' اس دنیا کی ہر چیز آپ سے ڈرے گی بھی اور محبت بھی کرے گی۔ انشاء اللہ۔ دونوں ہی کاموں میں اخلاق اور اخلاص شرط ہے۔
اللہ کی اطاعت' اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کے ساتھ مشروط ہے۔

فلا و ربک لا یؤمنون حتی یحکموک فی ما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا" مما قضیت و یسلموا تسلیما○ (النساء-۶۵)

خالق کا پسندیدہ انسان' گناہ کے ارتکاب کے بعد احساس ندامت سے سجدہ ریز ہو کر' توبہ کرنے والا ہے۔

اللہ نے انسان کو فرشتہ نہیں' صرف انسان بنا کر دنیا میں بھیجا ہے' اس کی تخلیق میں خیر و شر کے دونوں ہی پہلو رکھ کر امتحان گاہ کا راستہ دکھایا' سرشت میں' شر کے وقتی غلبے سے دو چار ہونے کے بعد' خیر کی طرف پلٹنا پسندیدہ عمل ٹھہرا اور شر میں ملوث ہونا' لذت لینا اور توبہ کی طرف متوجہ نہ ہونا' ناپسندیدہ اور اللہ کے غضب کو بھڑکانے والا عمل قرار پایا۔"

۳ مارچ ۸۴ء

☆ ☆ ☆

خیر خواہ

"اچھا کیا ہے اور برا کیا ہے' یہ جاننا بہت مشکل کام نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے ساتھ ایک قاضی' ایک مفتی' ایک مصلح بھی پیدا فرمایا کہ جونہی کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے' اسے معلوم ہو جائے کہ یہ کام کس نوعیت کا ہے اور عملاً" کر گذرے تو بھی اسے معلوم رہے کہ اس سے بھلائی سر زد ہوئی ہے یا برائی۔ اسی خبردار کرنے والے کا ایک نام ضمیر بھی ہے' جسے دبایا تو جا سکتا ہے' مگر یہ مرتا کبھی نہیں' دبی

حالت میں بھی یہ مشورہ دینے سے باز نہیں رہتا، کوئی انہیں مانے نہ مانے۔

بھلائی کے کام پر اسے جو خوشی ہوتی ہے اسے کوئی الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا اور برے کام کی صورت میں اس کا کڑھنا اور کچوکے لگانا بھی یقیناً" مکمل طور کوئی بیان نہیں کر سکتا۔ فی الواقع یہ انسان کا حقیقی خیر خواہ ہے اور انتہائی گیا گذرا آدمی بھی اس کی بات مان لے تو وہ فضیل ڈاکو سے حضرت فضیل بن عیاض، ولی اللہ بن جاتا ہے۔ بعض لوگ اسی ضمیر کو ہمزاد بھی کہتے ہیں۔"

۷ مارچ ۸۴ء

☆ ☆ ☆

اقدار۔ حقیقی قوت

"دین (عقیدہ) سے ہم آہنگ اخلاقی، تعلیمی، سماجی، معاشرتی، سیاسی اور معاشی اقدار ہی کسی قوم کی حقیقی قوت ہوتی ہیں۔ جس دور میں انہیں اخلاص نیت اور نکھرے کردار کے ساتھ عملی زندگی کا جزو بنا لیا گیا، کامیابی و کامرانی ملت کا مقدر بنی اور انحراف ذلت و رسوائی کا باعث ثابت ہوا جس پر تاریخ گواہ ہے۔ کسی بھی قوم کی تاریخ کا تجزیہ کر لیں۔"

☆ ☆ ☆

یاد رکھیئے

☆

"شکوک و شبہات ہمیشہ کچی نیند سوتے ہیں
اور معمولی آہٹ پر سر اٹھا لیتے ہیں۔
خوشگوار زندگی کے لئے آہٹ سے بچیں کہ
یہ سوتے رہیں۔"

☆ ☆ ☆

علم کے نام پر بے علمی

"ہمارے اس دور کی بدقسمتی یہ ہے کہ بظاہر علم کی روشنی چہار سو پھیلی نظر آتی ہے مگر فی الواقع انسانیت حقیقی علم سے محروم' جہالت میں مبتلا ہے اور اسے اس کا نہ ادراک ہے نہ ہی احساس ہے۔ اس جہل میں کئی ایک "علم رکھنے والے" اور "عالم" بھی پھنسے ہوئے ہیں اور شعور سے عاری ہونے کے ناطے سے اسی جہل کو' علم کے نام سے عامہ الناس میں پھیلانے میں جانیں کھپا رہے ہیں۔

عوامی شعور کا معیار بھی اس سے آگے نہ بڑھ سکا کہ جس کسی کی تقریر سنی واہ واہ کر دیا اور اس سے بعض مذہبی اور سیاسی مداریوں کے لئے ایسے عوام کو اپنی راہ پر چلانا'

زور خطابت سے اپنی رو میں بہا لے جانا آسان ہو گیا' جس کے نتیجے میں آج چھتیس سال گذار کر بھی ہمارے قدم آگے بڑھنے کے بجائے پیچھے ہٹے ہیں۔ ہم اپنے اندر نہ تو مقصدیت پیدا کر سکے اور نہ ہی اتحاد و یکجہتی جو استحکام کی ضمانت بن سکتی ہے' ہماری صفوں میں راہ پانے والی ایک ہی چیز رہ گئی اور وہ ہے خود غرضی' جس کا کم از کم اسلام میں تو کوئی مقام ہی نہیں ہے کہ اس سے دل ٹوٹتے ہیں۔

دل جوڑنے کا ایک ہی مصالحہ ہے اور وہ اسلام ہے' مگر ہماری بدبختی کہ وہ "عالموں" کے ہتھے ایسا چڑھا کہ دل جوڑنے کے بجائے دل توڑنے کا وزنی ہتھوڑا ثابت ہوا کہ اس سے لگی ضربِ قلندرانہ' جس دل کو توڑ دے' اسے کوئی دوسرا مصالحہ جوڑ نہیں سکتا۔"

۸ اپریل ۸۴ء

☆ ☆ ☆

معیار کا سراب

"معیار بلند کرنے' اسے بلند تر بنانے اور اسے بلند ترین درجے میں قائم رکھنے کی آرزو اور کوشش نے آج کے انسان کو شرفِ انسانیت سے اس حد تک نیچے گرا دیا ہے کہ بسا اوقات' گرد و پیش کھلی آنکھوں سے ہم اسفل السافلین کی عملی مثالیں دیکھتے ہیں۔ معیار جیتنے کے لئے داؤ پر عصمتوں کے انمول گوہر تک لگ جاتے ہیں مگر معیار ایک ایسا سراب ہے جو عصمت کے لعل و جواہر لٹا کر بھی ہاتھ نہیں آتا ہے۔

لٹنے کے بعد احساس ہوتا ہے لیکن چڑیاں کھیت چگ چکی ہوتی ہیں۔ پھر شیطان مزید قسمت آزمائی کے جھانسے میں اسی سمت راہنمائی کرتا ہے اور اس طرح نفس اور ہوس کا بھڑکتا الاؤ' ضمیر کی ابھرتی آواز کو دبا کر' لذتیت میں یوں الجھاتا ہے جہاں سے سلجھاؤ اگر ناممکن نہیں تو محال ضرور ہوتا ہے کہ حیوانیت سے انسانیت کی طرف پلٹنا بہت آسان نہیں ہے۔

آج ہمارے مسائل کم سے کم تر ہو سکتے ہیں بشرطیکہ ہم سادہ زندگی کی طرف پلٹ آئیں۔ جھوٹی چمک سے منہ موڑ کر سادگی کی عظمت کو گلے لگا لیں تو نہ سماجی اور معاشرتی مسائل پیدا ہوں گے' نہ اخلاقی انحطاط کا ناگ ڈسے گا اور نہ ہی صحت کی خرابی یوں باجماعت دیکھنے کو ملے گی۔ آج کی انسانی زندگی میں ۸۰ فیصد سے زائد الجھاؤ تو حضرت انسان کا اپنا پیدا کردہ ہے اور ۲۰ فیصد زمانے کے بدلتے تقاضوں کے سبب ہے مگر اس میں سے بھی کم و بیش ۱۵ فیصد' بدلتے تقاضوں سے صحیح طور پر عہدہ برا نہ ہو سکنے کی وجہ سے ہے۔ گویا حقیقی معاملہ صرف ۵ فیصد کا ہے اور کیا واقعی ۵ فیصد مسائل انسانی زندگی میں اتنی بڑی بے اطمینانی کا سبب بن سکتے ہیں' جتنی بڑی بے سکونی اور عدم تحفظ کا آج کی انسانیت شکار ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں!"

۹ اپریل ۸۴ء

☆ ☆ ☆

خودشناسی کی ضرورت

"باطل قوتوں کی موجودہ یلغار کے سامنے اگر آج بند نہ باندھا گیا تو یہ ہماری نئی نسل سے ہمارا سارا تہذیبی اور اخلاقی وَرثہ چھین لے جائیں گی۔ اب تک جو کچھ ہو چکا ہے اس کی تلافی برسوں میں ہو سکے گی بشرطیکہ ہم منظم طریقے سے آج ہی سعی و جہد شروع کر دیں۔ ہم نے اگر اپنی موجودہ ڈگر نہ چھوڑی تو خدانخواستہ وہی صورت ہو گی' جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ "تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں" ہمیں سنبھلنا ہے تو آج اور ابھی سنبھلنا ہے۔

یہ بات اب مُسلّم حقیقت بن کر سامنے آ چکی ہے کہ اسلام کو دشمن سے زیادہ اپنوں سے نقصان پہنچا ہے۔ کھلے دشمن کو پہچان کر تدارک کر لینا' حفاظتی تدابیر اختیار کرنا بہت آسان ہے مگر اپنی صفوں میں موجود' کلمہ طیبہ کا اقرار کر لینے والے دشمن کی شناخت اور اس سے بچاؤ مشکل ترین کام ہے۔ خلافت راشدہ کے بعد سے آج کے دور تک ایسے ہی مار آستین اسلام کے نفاذ کو پس پشت ڈالنے میں کھلے اور چھپے مصروف کار رہے ہیں۔ ایسے عناصر نے ہمیشہ اسلام کا نعرہ لگایا' اسلام کو اپنے مفادات کے لئے بطور ڈھال استعمال کرنے کا مذموم کام کیا۔ اسی سبب سے بعض کم فہموں کو یہ کہنے کی جرات بھی ہوئی کہ موجودہ زمانے کے تقاضوں کے ساتھ اسلام چل ہی نہیں سکتا (نعوذ باللہ)۔

اس وقت فی الواقعہ اسلام ہی وہ آفاقی مذہب ہے جو انسان کے جملہ مسائل سے کماحقہ عہدہ برا ہو سکتا ہے۔ عقل تسلیم کرتی ہے کہ ازل سے ابد تک وہی نظام بنی نوع انسان کے جملہ مسائل حل کر سکتا ہے جو انسان کو تخلیق کرنے والے خالق نے اس کے لئے تجویز فرمایا۔ کیونکہ خالق سے بڑھ کر کوئی دوسری ہستی اس تخلیق کے حقیقی تقاضوں سے واقف ہو ہی نہیں سکتی۔ ترقی کا بھوت جن کے سر چڑھ کر' ہوش و حواس سے عاری کر دیتا ہے اور جن کی زبانوں سے "انا و لا غیری" کا نعرہ نکلتا ہے وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ سب کچھ خالق کی ودیعت کی ہوئی صلاحیتوں کے سبب ہی

ممکن ہو سکا ہے اور نافرمانی کے سبب وہی خالق ایک لمحے میں بلکہ اس بھی پہلے' وہ ساری صلاحیتیں سلب بھی کر سکتا ہے۔ عاد و ثمود کا ذکر اسی عبرت کے لئے تو ہے۔

تاریخ دراصل آنے والوں کے لئے درسِ عبرت کا سبب ہوتی ہے مگر ہمارے ہاں اس کا مصرف طالبعلموں کے لئے امتحان پاس کرنے یا زیادہ سے زیادہ تاریخ کا بڑا امتحان پاس کرکے پروفیسر بن جانے سے زیادہ کبھی نہیں رہا۔ اگر ہم نے تاریخ سے استفادہ کیا ہوتا تو تخلیق وطن کے بعد چھتیس سال گذرنے کے باوجود آج ہمارے قدم آگے بڑھنے کی بجائے پیچھے نہ پھسلے ہوتے۔ تاریخ ہی ہمیں بتاتی ہے کہ اسرائیل کا پودہ سن اڑتالیس میں لگا تھا' چینیوں نے اسی دور میں افیون کھانا چھوڑا تھا' جاپان اور جرمن جنگ عظیم سے تباہ ہونے کے بعد انہی ایام میں زخم سہلا رہے تھے۔ ہندوستان بھی ہمارے ساتھ آزاد ہوا تھا۔ کوریا تو بعد تک جنگ میں ملوث رہا۔ آج یہ ساری اقوام کہاں ہیں اور ہم کہاں ہیں۔ کسی لمبے چوڑے تجزیے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ سر ندامت سے جھک جاتے ہیں۔

ہماری پسماندگی' ہماری بربادی کا راز' ہماری تاریخ مختصرا" یوں بتاتی ہے کہ یہ خودغرضی اور اللہ رب العزت سے کئے گئے وعدوں سے انحراف تھا جو آج بھی ہے۔ نہ ملی استحکام ہے' نہ معاشی' معاشرتی اور اخلاقی اقدار ہیں۔ چاروں طرف ایک لوٹ ہے ہر کوئی دوسرے سے بڑھ کر جھولی بھرنے اور معیار بلند کرنے کی دوڑ میں اس قدر مصروف ہے کہ اسے اس دنیا کے عارضی ہونے کی خبر ہی نہیں رہی۔ محنت ہے تو اسی انداز میں کہ اسے اپنے جمع شدہ مال کے ساتھ ہمیشہ یہیں رہنا ہے۔"

۲۸ اپریل ۸۴ء

☆ ☆ ☆

حقیقی بنک بیلنس

"دنیا کی اس بے ثباتی کو دیکھتے ہوئے، جس میں ہر لمحہ چل چلاؤ کی کیفیت کا ہم مشاہدہ کرتے ہیں، کوئی شخص یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ جس مال و دولت کو جمع کرنے کے لئے وہ صبح شام مصروف ہے اس سے یقیناً" وہ متمتع بھی ہو سکے گا۔ مگر کتنا کم عقل ہے یہ انسان کہ اس حقیقت کے باوجود، وہ اُخروی فوائد جمع کرنے میں کھپنے کے بجائے اسی دنیا سے جھولی بھرنے میں لگا ہوا ہے۔ وہ دوسروں کے مرنے پر تو یقین رکھتا ہے مگر اپنے مرنے سے غافل ہے اور کبوتر کی طرح آنکھیں بند کئے ہوئے ہے حالانکہ موت بلی کی طرح اس کی گھات میں ہے۔ اللہ کے فرستادہ جب آتے ہیں تو ایک لمحہ کی مہلت نہیں دیتے کہ بندہ کم از کم اپنے اثاثے ہی ٹھکانے لگا سکے۔

فی الواقعہ ہم سب اس دنیا میں ایک محدود مدت کے لئے، ابدی زندگی کی آسائشیں خریدنے کی خاطر بنک بیلنس بنانے آتے ہیں تاکہ وہاں چلنے والی کرنسی معقول مقدار میں ساتھ لے جائیں اور جنت میں زیادہ بہتر مراتب کی قیمت ادا کر سکیں۔ مگر ہم اصل کرنسی چھوڑ کر، اس دنیا کی چمک دمک خریدنے میں لگ جاتے ہیں۔ شیطان کو دشمن سمجھنے کے باوجود ہم آسانی سے اس کے پھیلائے جال میں پھنس جاتے ہیں کہ آخرت کا عقیدہ رکھنے، بار بار زبان سے اقرار کرنے کے باوجود، عمل سے اس کا ثبوت فراہم کرنے کا خیال کم ہی آتا ہے۔ ہر وقت ہائے دنیا، ہائے دنیا اور ہائے معیار ہوتا ہے یا یہ کہ فلاں نے یہ بنا لیا، فلاں کے ہاں یہ ہے میرے ہاں بھی ہونا چاہئے۔

جنت کا انعام تو، عملوں کی بنیاد پر نہیں اللہ کی خاص رحمت سے ملے گا، مگر جنت میں داخلے کے بعد وہاں کے مراتب بلاشبہ اعمال کی بنیاد پر نصیب ہوں گے۔ جتنی زیادہ اعمال کی خالص کرنسی کوئی ساتھ لے گیا ہو گا اتنا ہی عمدہ مقام اسے وہاں ملے گا۔ اگر سکے وہاں کھوٹے نکل جائیں گے تو یہ ناقابل تلافی خسارہ ہو گا کہ وہاں باپ، ماں، بیٹا، بیٹی یا بھائی کوئی کسی کی مدد نہ کر سکے گا بلکہ ایک دوسرے کو دیکھیں گے، پہچان بھی لیں گے مگر آنکھ چرائیں گے کہ کہیں کوئی مطالبہ ہی نہ کر لے۔ خالص سکے صرف اخلاص سے، للّٰہیت سے اس دنیا میں خالق اور مخلوق کے حقوق ادا کرنے سے مل سکتے، یہ جبھی ممکن ہے، جب شیطان کے پھیلائے جال سے انسان چوکنا رہے۔"

۲۹ اپریل ۱۹۸۴ء

آج کی تعلیم کے ثمرات

عقلمند انسان یہ دیکھتے ہوئے کہ اس کی آنکھوں کے سامنے اس کے اپنے اعزا و اقربا' گردوپیش بسنے والے سینکڑوں چلے گئے' جا رہے ہیں اور یہ جانتے ہوئے کہ خود اسے بھی بہرحال اس دنیا کے اہم ترین کاموں کو ادھورا چھوڑ کر چاروناچار حقیقی گھر کی طرف کوچ کرنا ہی ہے' آخرت کی ضروریات سے غافل ہمہ وقت عارضی زندگی کی ضروریات کے لئے ہلکان ہوا جاتا ہے۔ فکر آخرت کسی گوشے میں ہے بھی تو محض جزوقتی کام کی حیثیت سے' اس کی عقل نے دائمی زندگی کو شعور کے ساتھ ہمہ وقت سمجھا ہی نہیں ہے۔ اس مغالطے میں غیر تعلیم یافتہ تو مبتلا تھے ہی اعلیٰ تعلیم یافتگان تک مبتلا دیکھے جاتے ہیں۔ صد حیف ایسے علم کے لئے۔

علم آج عبادت کا درجہ چھوڑ کر' تجارت اور پاپی پیٹ کا دھندا بن کر رہ گیا ہے' جس کسی سے مقصد تعلیم پوچھیں' آسان اور سادہ جواب ملے گا' میں ڈاکٹر یا انجینئر بنوں گا یا بنوں گی' میں سی ایس پی بنوں گا' میں پروفیسر بنوں گا بشرطیکہ فارن سروس میں نہ جا سکا' میں فوج میں کمشن لوں گا' اگر کچھ نہ بن سکا تو سکول ٹیچر' پٹواری' پولیس کا سپاہی یا دفتر کا بابو بنوں گا اور یہ بھی مقدر میں نہ ہوا تو حافظ قرآن بن کر' کسی دینی مدرسے میں دو چار سال لگا کر خطیب بنوں گا اور یہ بھی نہ ہوا تو محکمہ اوقاف میں موذن تو ہو ہی جاؤں گا۔

تعلیم کے بارے میں غیر ذمہ دارانہ اور غیر حقیقی سوچوں کے سبب آج کی تعلیم نے معیاری کھیپ تیار کرنی چھوڑ دی ہے۔ اب نہ رومیؒ ہیں نہ رازیؒ نہ امام بخاریؒ ہیں نہ ابن تیمیہؒ نہ شیخ احمد سرہندیؒ نہ شاہ ولی اللہؒ اور سید احمد شہیدؒ یا سید اسماعیل شہیدؒ۔ اب صدی میں ایک قائد اعظمؒ ' ایک اقبالؒ اور ایک سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ دیکھنے کو ملا۔ وہ بھی اٹھ گئے۔ اب ڈھونڈ چراغِ رُخِ زیبا لے کر'

آج لاکھ ہم ترقی کا ڈھنڈورا پیٹیں' کیا یہ امر واقع نہیں کہ اس ترقی نے ایٹم بم اور کمپیوٹر دے کر ہم سے ہماری اخلاقی' سماجی' معاشرتی قدریں چھین لینے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ ذہنی جلا سلب کر لی اور انسانیت کو اپاہج کر دیا۔ آج بچہ بوڑھا' دس عدد

کیلکولیٹر کے بغیر جمع نہیں کر پاتا۔ دو ہندسوں کی صحیح ضرب نہیں دے سکتا۔ اور جب سے کیلکولیٹر طالبعلم کی جیب میں گیا ہے۔ دل و دماغ سے استاد کا احترام رخصت ہو گیا۔

علم کی شان یہ تھی کہ کسی سے ایک لفظ سیکھا یا محض راستہ ہی پوچھا تو وہ ساری زندگی قابل احترام ٹھہرا۔ اس کے سامنے آنکھ نہ اٹھ سکی۔ مگر آج اسی علم کی بنیاد پر نہ استاد عظمت و تکریم لینا چاہتا ہے۔ نہ شاگرد دینے پر آمادہ نظر آتے ہیں۔ آخر کہیں تو نقص ہے' یہ بلا وجہ تو نہیں۔ یہ سارا کمپیوٹر کا قصور نہیں ہمارا ہے' علم دینے والوں کا اور علم لینے والوں کا ہم علم کے تاجر بن چکے ہیں۔

علم جب تک خود شناسی اور خالق شناسی اور مقصد حیات کی بہتر تکمیل کے لئے تھا کسی چیز کی کمی نہ تھی۔ آئیندہ بھی کبھی شعور کے ساتھ اسی راہ کی طرف پلٹ آنے کی صورت بن گئی تو انشاء اللہ وہ سب دوبارہ نصیب ہو گا۔ لیکن اگر یہ پیٹ ہی کے لئے رہ گیا تو ہم سب کچھ گنوا کر پیٹ بھی نہ بھر سکیں گے۔ بات بڑی سادہ ہے کہ اگر علم اور رزق لازم و ملزوم ہوتے تو بے علم سب کے سب فاقے مرجاتے۔ مگر کتنے بے علم ہیں جو علم والوں سے بڑھ کر وسائل رزق و آسائش کے مالک ہیں۔"

۲۰ مئی ۸۴ء

مہلت

سخت نادان ہے وہ شخص اور وہ قوم جو خدا کی دی ہوئی مہلت کو غفلتوں اور سرشاریوں میں ضائع کر دے اور داعیان حق کی صداؤں کو بہرے کانوں سنے جائے اور ہوش میں صرف اسی وقت آئے جب اللہ کی گرفت کا مضبوط ہاتھ اس پر پڑ چکا ہو۔

(تفہیم القرآن' جلد دوئم' صفحہ نمبر۸)

☆ ☆ ☆

حقیقی عظمت

"اچھا انسان تو وہ ہے جو اپنی غلطی کو اپنی انا کا مسئلہ نہ بننے دے اور بھلے آدمیوں کی طرح اعتراف کر لے کہ اعتراف فی الواقعہ عظمت کی دلیل ہے اور شیطان کی کھلی شکست ہے۔ یہ دراصل شیطان ہی ہے جو انسان کو اس عظمت سے باز رکھ کر مختلف تاویلیں کرنے اور غلطی پر بضد رہنے کی در پردہ تلقین کرتا ہے تاکہ بعد میں وہ احساس گناہ کے بوجھ تلے دبا رہے اور یوں اس کی صلاحیتیں مکمل طور پر تعمیری نہ بن سکیں۔ اس طرح کا انسان پھر کسی بھی وقت آسانی سے شیطان کی مقصد براری کے لئے استعمال ہو سکتا ہے۔

اعترافِ شکست دراصل بہادری کی علامت ہے۔ غلطی تسلیم کر لینے کے بعد دل و دماغ پر کوئی بوجھ باقی نہیں رہتا اور انسان کے سبھی قوا سکون کی لذت سے لطف اندوز ہوتے ہیں' پھر دوبارہ وہی غلطی دہرانا اس کے لئے بالعموم مشکل بن جاتا ہے اور اس کے لئے اپنی اصلاح آپ سہل بھی ہو جاتی ہے۔

اچھے والدین' جو اپنی اولاد کی فی الواقعہ اصلاح چاہتے ہیں' اگر یہ بات پلے باندھ لیں کہ وہ اپنے بچوں میں اعترافِ غلطی کے جذبے کو ابھاریں گے' اس کی حوصلہ افزائی کریں گے اور جب بچے ان کے سامنے اپنے کسی چھوٹے موٹے گناہ یا غلط کام کا اعتراف کر لیں تو وہ انہیں سزا نہ دیں گے' ان کی غلطی اور گناہ کی دوسروں کے سامنے تشہیر نہ کریں گے اور نہ ہی بعد میں کبھی انہیں "جتائیں گے" تو وہ اپنی اولاد کی انتہائی پختہ بنیادوں پر اصلاح میں کامیاب ہوں گے۔

تجربہ اس بات پر شاہد ہے کہ غلطی کا اعتراف کرنے والے بچے جب والدین یا استادوں کے احتساب کا شکار ہونے اور طعن و تشنیع سے محفوظ رہتے ہیں تو ان سے ہر روز بے شک لاکھ غلطیاں ہوں مگر جس جس کا وہ اعتراف کر چکے ہیں شاذ ہی دوبارہ اس کے ارتکاب میں ملوث ہوں گے۔ رہا غلطی کا صدور تو اس کی ضمانت ماسوائے انبیا و رسلؑ

کے کہیں سے نہیں مل سکتی۔ بچوں کی خطاؤں پر چیں بہ چیں ہونے والے والدین ذرا اپنے ماضی کے گریبان میں جھانک لیں۔ رب العزت نے انسان کو انسان ہی پیدا فرمایا' فرشتہ نہیں۔

اولاد کی صحت مند تربیت کے لئے دوسری بنیادی ضرورت' خود والدین کا اولاد کے لئے بہترین عملی نمونہ ہونا ہے' جو کچھ بھی وہ اپنی اولاد کو بنانا یا دیکھنا چاہتے ہیں وہی کچھ بن کر ان کے سامنے رہنا ضروری ہے' قول و فعل کا تضاد تربیت کے نقطہ نظر سے منفی اثرات کا سبب بنتا ہے۔ اسی کے ساتھ دوسری اہم ترین یہ بات بھی ہمیشہ پیش نظر رہنی چاہئے کہ اولاد پر جبر کر کے کسی کام کی طرف مائل کرنے کی کوشش نہ کرنی چاہئے خواہ وہ نماز ہو یا دین کے دوسرے تقاضے' بلکہ احسن ترین صورت یہ ہے کہ انہیں بھلے انداز سے اچھے برے کے لئے قائل کریں۔ ان کے ذہنوں میں پیدا ہونے والے سوالات کے جوابات سے ان کی تشفی کریں اور آپ کی زبان سے نکلنے والا ہر ہر لفظ یہ ثابت بھی کرے کہ آپ میں جھلاہٹ نہیں بلکہ خیر خواہی اور محبت ہے تو پھر دیکھیں کہ کس اعتماد' کس ذوق و شوق کے ساتھ آپ کی اولاد آپ کے ساتھ آپ کے مطلوبہ راستے پر قدم بڑھاتی ہے۔

سو فیصد نتائج کی کہیں سے ضمانت نہیں مل سکتی۔ اس محنت کے باوجود اگر خدانخواستہ کامیابی نہیں ہوتی تو مشیت ایزدی سمجھ کر صبر کریں مگر اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ سعی و جہد ترک کر دیں' محنت جاری رکھیں' کہ آپ کا اجر محنت میں ہے' نتائج کے ذمہ دار آپ نہیں' محنت کے ساتھ دعا کبھی نہ بھولیں۔"

۲۴ مئی ۱۹۸۴ء

☆ ☆ ☆

خیرو شراور معاشرہ

"ہر معاشرے میں اچھے اور برے لوگ ہوتے ہیں' یہ دونوں اقسام ہر دور میں ہر جگہ موجود پائی جاتی ہیں۔ اگر معاشرہ خیر سے خالی ہو جائے تو اس کی بقا کا سرے سے کوئی جواز ہی باقی نہیں رہتا' یہ کبھی ہوا ہی نہیں ہے کہ کسی معاشرے سے خیر اٹھ جائے اور محض شر کی بنیاد پر وہ قائم رہ گیا ہو۔ شر کے کثرت میں آتے ہی اس کا وجود ختم کر دینا خالق کی سنت رہی ہے اور تاریخ کے اوراق اس بات پر شاہد ہیں۔ جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

تاریخ ہی ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ سربلندی ہمیشہ اسی فرد' گروہ یا مِلّت کا مقدر بنی اور رہی جس کے پاس اصول تھے اور اصولوں کی پاسداری بھی' جنھوں نے بھی بااصول زندگی سے انحراف کیا وہ صفحہ ہستی سے یوں مٹے کہ ان کے قصے درس عبرت کے لئے تاریخ کے اوراق میں محفوظ رہ گئے' درس لینا یا نہ لینا' بعد میں آنے والوں کی فطرت سلیم پر اس کا انحصار ہے۔"

☆ ☆ ☆

۲ جون ۸۴ء

سچائی اور طاقت

☆

طاقت سچائی نہیں ہے

بلکہ

سچائی ہی طاقت ہے

بشرطیکہ یہ

آپ کا حقیقی سرمایہ ہو

اشتراکیت ۔ سرمایہ داری اور اسلام

""اشتراکیت کا پرچار کرنے والے' روس کی جنت ارضی کا جھانسا دینے والے یہ بھول جاتے ہیں کہ روس کے اندر کی بھیانک تصویر سے کرہ ارضی کے بے شمار باشندے واقف ہیں جنہیں بے وقوف بنانا آسان نہیں ہے بلکہ خود ان کی نظروں میں احمق قرار پانا ہے۔ اشتراکیت کے زیر تسلط خطے اگر فی الواقعہ جنت کے ٹکڑے ہوتے تو ان خطوں سے بدقت تمام روسی باشندے فرار ہو کر مغربی بلاک میں پناہ نہ لیتے۔ اشتراکیت بذات خود سب سے بڑی سرمایہ داریت کا نام ہے۔

انسانیت کا جس طرح استحصال اشتراکیت کرتی ہے' سرمایہ داری میں تو اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہوتا۔ اس کا خدانخواستہ مقصد یہ بھی نہیں ہے کہ ہم سرمایہ داریت کے لئے رطب اللسان ہیں۔ انسانیت کے ہر غم' ہر دکھ کا مداوا تو صرف اور صرف اسلام کے ضابطہ حیات میں ہے بشرطیکہ اسے مکمل صحت اور مکمل شعور کے ساتھ تسلیم کرکے اپنے اعمال کو اس کے مطابق ڈھال لیا جائے۔

میٹھا میٹھا ہڑپ اور کڑوا تھو کرنے سے بات نہیں چلتی۔ لینا ہے تو مکمل اور چھوڑنا ہے تو سبھی کچھ۔ زندگیاں صحیح معنوں میں اسی سے سنورتی ہیں یعنی
ادخلوا فی السلم کافۃ سے"

۲ جون ۸۴ء

ایران عراق ۔ سچا کون؟

قرآن کی زبان سمجھنے والے بھی اگر مظلوم کی بجائے ظالم اور جارح کا کھلم کھلا ساتھ دیں، ایران اور عراق کی جنگ کو عرب اور عجم کی فتح و شکست کا مسئلہ بنا ڈالیں، پھر اس جاہلیت کے باوجود انہیں معیاری مسلمان ہونے کا زَعم بھی ہو تو ان کی عقل کا ماتم کرنے، بلکہ کرتے رہنے کو جی چاہتا ہے۔ جو قوت دشمنانِ دین کے خلاف صرف ہونی چاہئے تھی، جس سے قبلہ اول پنجہ یہود سے چھڑایا جا سکتا تھا، افسوس کہ وہی قوت اور وہی وسائل اپنوں کی گردنیں کاٹنے، اپنوں کے بچے یتیم بنانے اور اپنی ہی عزتوں کو بیوہ بنانے میں صرف ہو رہی ہیں، ایک طرف ایک بزرگ کی "بالک ہٹ" ہے تو دوسری طرف عرب نیشنل ازم کی جہالت، بڑا اور اصل شیطان کبھی ایک کے کندھے پر پالتو باز کی طرح بیٹھا ہوتا ہے تو کبھی دوسرے کے سر پر، اپنی کارکردگی پر نازاں ہے کہ میں نے اللہ سے بدلہ لے لیا، اللہ کا نام لینے والے کروڑوں کو بھکانے میں کئی سال سے کامیاب ہوں۔ حساس دل روتے ہیں۔ مِلّتِ مُسلمہ کی مجموعی حالت دیکھ کر بے ساختہ زبان پر علامہ اقبالؒ کا یہ مصرع آتا ہے۔

"چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی"

یا یہ کہ

"ہم وہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود"

۲۰ جون ۸۴ء

☆ ☆ ☆

ناک

دنیا میں آنے کے چند ماہ بعد یہ احساس ہوا کہ ہمارے چہرہ پر منہ کے علاوہ اور بھی "کچھ" ہے، جس سے "کچھ" نکلتا ہے۔ شروع میں اس "کچھ" کو ہمارے بڑے مروڑتے تو یوں محسوس ہوتا کہ سزا دے رہے ہیں۔ پھر گرد و پیش دیکھ کر ہم نے یہ سبق سیکھ لیا کہ یہاں سے کچھ خارج ہونے کی کوشش کرے تو بڑوں کے حملہ آور ہونے سے پہلے ہی دائیں یا بائیں ہاتھ کی آستین سے اسے رگڑ ڈالو' ہمارے ارد گرد بہت سے اس پر عمل کر رہے تھے مگر جونہی ہم رگڑا دیتے' سبھی چیخ اٹھتے' ہائے ننھے اچھے بچے یوں نہیں کرتے' ہائے نئی دھلی قمیض کا ستیاناس کر دیا' لیکن ہمیں نہ "یوں" کا علم تھا نہ ہی ستیاناس کو ہم جانتے تھے۔

اپنے بڑوں سے کم و بیش سوا سال آنکھ مچولی کھیلنے کے بعد ہم جان سکے کہ اس "کچھ" کا نام ناک ہے۔ لیکن یہ بات سمجھ نہ آتی تھی کہ اگر یہ اتنا ہی غیر مفید ہے تو پھر منہ کے بالکل ساتھ اسے کیوں لگایا گیا ہے' جب سکول جانے کی عمر کے ہوئے تو کسی خاتون کا تبصرہ سنا جو فرما رہی تھیں "ہاں بہن! ناک نقشہ تو اچھا ہے"۔ ناک اور نقشے کا تعلق سمجھنے کی بے حد کوشش کی مگر دونوں کا باہمی رشتہ سمجھ نہ آ رہا تھا' ناچار والدہ سے پوچھنا پڑا' ان کے اس انکشاف پر کہ ناک نقشہ اچھا ہونے کے معنی خوبصورت ہونا ہے' ہمیں یہ معلوم ہو سکا کہ چہرے کے نقشے سے اگر ناک الگ کر دی جائے یا منہ سے عین اوپر کے بجائے کسی اور جگہ فٹ کرنے کی کوشش کی جائے تو خوبصورتی کے بجائے بدصورتی دیکھنے کو ملیگی' جسے کوئی انسان بھی خوشدلی سے نہیں چاہتا۔ یوں ہم چہرے کے نقشہ پر ناک کی اہمیت سے باخبر ہو سکے۔

سکول کے ابتدائی ایام میں ہم پر ناک کے ایک اور استعمال کا انکشاف بھی ہوا' اور وہ یوں کہ جونہی استاد صاحب کے پوچھے سوال کا جواب کسی طالب علم سے نہ بن پڑتا تو مانیٹر کو حکم ملتا کہ اسے دو تھپڑ لگاؤ۔ وہ بڑے اہتمام سے "مجرم" کی ناک کو بائیں ہاتھ کی چٹکی سے قابو کر کے دائیں ہاتھ سے تڑاخ پڑاخ' سزا پر عملدرآمد کرتا۔ اگر سزا کے ردعمل کے طور پر اس ناک میں سے کچھ خارج ہو کر مانیٹر کے ہاتھ کو چپچپا دیتا تو ناگوار

سامنہ بنائے باہر کی طرف ہاتھ دھونے کے لئے بھاگتا۔ استاد محترم غالباً" اسی بات سے خائف خود اس انداز کی سزا نہ دیا کرتے تھے۔ ناک کے اس استعمال نے' ناک کی' ناک نقشے والی خوبی کو بھی خاصا مجروح کیا کہ ناک ہی سے نفرت ہونے لگی۔ کیونکہ اگر مانیٹر ناک قابو نہ کر سکتا تو سزا کو' منہ کے ادھر ادھر جھکائی دینے سے' غیر موثر کیا جا سکتا تھا' لیکن ناک پر قابو پانے سے وہ بے بس کر لیتا تھا۔ بے بسی کا یہ احساس اس وقت اور بھی بڑھ گیا جب ہم نے ایک "بے کل" کے اونٹ کی ناک میں نکیل دیکھی' جسے ایک بچہ بڑے مزے سے خراماں خراماں لئے جا رہا تھا۔ جب ناک کی نکیل اتنے بڑے اونٹ کو بے بس کر سکتی ہے تو بے چارے انسان کی حیثیت ہی کیا! اور پھر جماعت میں استاد محترم کی موجودگی میں تو مزید بے بسی کا عالم سامنے آتا تھا۔

آہستہ آہستہ ہم پر ناک کی خوبیاں اور خامیاں آشکار ہونے لگیں' ہائی سکول میں پہنچے تو یہ انکشاف بھی ہوا ناک سانس لینے کا بہترین راستہ ہے' منہ کے ذریعے سانس لینے سے ہر قسم کی کثافت بلا روک ٹوک پھیپھڑوں تک چلی جاتی ہے اور رات کو سوتے میں خراٹے بھی دوسروں کی نیند حرام کر دیتے ہیں۔ ناک کے اندر قدرت نے بال اگا کر اسے چھلنی کے طور پر' اندر جانے والی ہوا میں سے کثافتیں روکنے کے لئے' یوں تخلیق کیا ہے کہ کسی محنت کے بغیر پیدائش سے مرنے تک ہوا خود بخود صاف ہوتی رہتی ہے۔

یہ بھی سننے اور دیکھنے میں آیا کہ لڑکے لڑکیوں کی خودسری اور بے قاعدہ زندگی کو قابو کرنے کے لئے انہیں بھی نکیل ڈالی جاتی ہے۔ یہ نکیل ناک میں دیکھنے کو تو نہیں ملتی مگر تاثیر کے لحاظ سے اس ناک کی نکیل سے بہت زیادہ موثر ہوتی ہے۔ ایک بار ہمسائی ہمارے گھر تشریف لائیں تو والدہ کے ساتھ باتوں باتوں میں کہنے لگیں کہ بیٹا صبح نکلتا ہے شام کو دیر سے آتا ہے' بے قابو ہوا جا رہا ہے۔ والدہ نے مشورہ دیا کہ ایک ہی علاج ہے نکیل ڈال دو۔ یہ سنتے ہی اونٹ کی نکیل آنکھوں کے سامنے گھوم گئی کہ اب ہمسایوں کے اچھے بھلے نوجوان کی ناک میں سوراخ کرکے رسی ڈالیں گے تو بے چارہ کیسا لگے گا۔ اس پر ترس آنے لگا کہ نکیل کی نوعیت ہی سمجھ نہ آتی تھی جب تک دیکھ نہ لی۔

ایک ماہ بعد ہی سن لیا کہ ہمسائی کے بیٹے کی شادی ہے۔ چٹ منگنی کے بغیر ہی پٹ بیاہ کرنے کی خبر عجب سی لگی اور پھر خیال آیا کہ ہو نہ ہو یہی نکیل ہے۔ شادی ہوئی تو واقعی وہ نوجوان صبح دوپہر شام گھر کی چوکھٹ پر دیکھا جانے لگا۔ یقین ہو گیا کہ خود ناک رکھنے والی مخلوق بھی دوسرے کی ناک میں سوراخ کے بغیر بطور نکیل استعمال ہوتی ہے یہ انکشاف کیا ہوا گردوپیش ہر کوئی دوسرے کے لئے نکیل نظر آیا اور خود اپنی ناک بھی چھدتی نظر آئی۔ یہ فیصلہ بہرحال ابھی تک شاید کوئی نہ کر سکا ہو کہ فریقین میں سے کون کس کی ناک میں نکیل ہے میاں کے لئے بیوی یا بیوی کی لئے میاں' تاہم اغلب گمان یہی ہے اور دیکھا بھی یہی جاتا ہے کہ میاں کی نکیل ہی بالعموم بیگم کے ہاتھ میں رہتی ہے۔ کیونکہ خود سری تو جبلی تقاضا ہے اور اللہ کی مخلوق جبلتوں سے خالی نہیں ہے تاہم یہ اہم فیصلہ ہم آپ پر چھوڑتے ہیں۔

اب تک معاملہ ناک اور نکیل ہی کا تھا مگر جونہی اپنی ناک کی ان دیکھی رسی دوسرے ہاتھ میں گئی اور ہم خود "نکیلے گئے" تو موقعہ بہ موقعہ ناک نے سر اٹھانا شروع کر دیا اب کبھی اپنی ناک سطح آدمیت سے بلند ہوتی تو کبھی فریق مخالف کی سطح زوجیت سے اوپر اٹھ جاتی۔ ناک کا اس طرح بلند ہونا خاصا خطرناک ہوتا ہے ممکن ہے آپ کو بھی تجربہ ہو۔ مرد ہو یا عورت اگر ناک کی اٹھان بڑھی ہوئی ہڈی کے سبب ہو تو علاج ہو سکتا ہے زیادہ سے زیادہ کسی ای این ٹی سپیشلسٹ کو معیاری فیس دے کر معیاری مشورہ لیا جا سکتا ہے یا اس کے مفید بامعاوضہ مشورہ کی بنیاد پر ناک نہیں' ناک کی ہڈی کٹوائی جا سکتی ہے لیکن ہڈی کے بغیر ناک بلند ہو تو نیچے لانا نہ ماہر ناک کے بس میں ہے نہ آپریشن ہی اس کا علاج ہے بسا اوقات تو ناک نیچے لانے کے لئے ناک رگڑنی بھی پڑتی ہے۔

ناک اونچا کرنے کے لئے طریقے ہمارے معاشرے میں سینہ بہ سینہ ایک نسل سے دوسری نسل کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ یہی کیفیت ناک کٹنے سے بچنے یا دوسرے کی ناک کاٹنے (چاقو چھری سے نہیں) سے متعلق بھی کہی جا سکتی ہے۔ اس فن میں بلند تر مقام خواتین کو حاصل ہے۔ اور وہی ہیں جو جیب کٹوا دیتی ہیں مگر ناک نہیں کٹنے دیتیں۔ بعض مرد بھی اس دوڑ میں پیچھے نہیں ہیں' دوش بدوش چلتے دونوں فریق ناک کا

علم بلند رکھے ہوئے ہیں کہ ناک نیچے ہونا یا کٹنا تو موت قبول کرنے کے مترادف ہے پھر جیتے جی وہ موت قبول کیوں کرنے لگے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس "زندگی" کی قیمت بہت ادا کرنی پڑتی ہے۔

پہلی بار جب ہم نے سنا کہ فلاں نے بیٹے کی شادی کیا کی' برادری کی ناک کٹوا دی' تو ہمیں خاصا دکھ ہوا' افریقہ کی اجتماعی خودکشی کا منظر آنکھوں کے سامنے گھوم گیا' برادری کی ناک کٹوانے والے کی بھی بڑی کریہہ صورت ذہن میں آئی کہ نہ معلوم کیا حرکت کی ہو گی کہ لڑکی والوں نے مشتعل ہو کر ساری برادری کی ناک کاٹ دی' غرض تھانہ' ہسپتال اور کچہری سبھی نگاہوں کے سامنے آئے' اگلے روز اتفاقاً" گلی میں ملاقات ہو گئی تو دیکھا کہ باپ بیٹے دونوں کے چہرے پر ٹھیک اپنے مقام پر ناک قائم ہے' اور بھی تعجب ہوا' آگے بڑھ کر برادری کی ناک والے واقعہ کے متعلق دریافت کیا تو قہقہہ لگا کر کہنے لگے' میاں بہت بھولے ہو۔ وہ تو صرف اتنی سی بات تھی کہ برادری کا نقطہ نظر یہ تھا کہ پردیس سے کما کر لائے ہو تو بیٹے کی شادی پر ارمان نکالو' جی بھر کے خرچ کرو کہ لوگ برسوں اس شادی کو یاد رکھیں' گانے والیاں بھی ہوں' شادی کی فلم بنے اور لاؤڈ سپیکر پر تڑپتے گانے لڑکی کے گاؤں والوں کو تڑپا دیں' جب میں نے اس کی مخالفت کی تو برادری نے محاورۃً یہ کہا کہ برادری کی ناک کٹوا دی ہے۔

اس طرح ہماری ریسرچ میں اضافہ ہو گیا کہ خون کا قطرہ بہائے بغیر بھی ناک کٹ سکتی ہے اور یوں ناک کٹنا معاشرتی موت مرنے کے مترادف ہے۔ لہٰذا عقلمند لوگ' مرنے کو ترجیح دیتے ہیں مگر ناک نہیں کٹنے دیتے۔ اس قسم کے جواں مرد' مرد و زن' ہمارے معاشرے کا "مان" ہیں' معاشرتی زندگی کی "جان" ہیں۔ ایسے حضرات کا نعرہ یہ ہوتا ہے کہ اور کچھ رہے نہ رہے مگر ناک چہرے پر ضرور رہنی چاہئے اور یہ تھوڑی اونچی بھی ہو کہ دور نزدیک نظر آئے۔ پھر زمین بکتی بھی ہے' رہن بھی رہتی ہے' دوست احباب' برادری سے حسب توفیق قرض بھی لیا جاتا ہے اور ناک اپنی بھی اور برادری کی بھی اونچی ہو جاتی ہے --- فیصل آباد میں انگریز کے بنائے گھنٹہ گھر سے بھی اونچی۔ یہ الگ بات ہے کہ گھر کا امن و سکون بوسیدہ عمارت کی طرح دھڑام سے آگرتا ہے۔

ایک دن ابلیس سے ملاقات ہو گئی' تعارف کے بعد کہنے لگا کہ میں کبھی انسان کی اونچی ناک پر بیٹھ کر اس کا تیا پانچہ کرتا ہوں تو کبھی ہموار ناک بھی میری دو نالی بندوق بن کر انسانی اقدار کو گھائل کرتی ہے۔ کہنے لگا' "ٹھیک ٹھیک نشانے لگانے کے لئے یہ بہترین جگہ ہے' انسان کی دونوں آنکھوں کے ٹھیک نیچے ہے' مگر جسے وہ دیکھ نہیں سکتا۔" چلتے چلتے یہ کہہ گیا کہ "جب عورت میک اپ کرکے خوشبو لگا کر گھر سے نکلتی ہے تو میں اور میرے چیلے راستے میں موجود کئی مردوں کی ناک پر بیٹھے اپنا کام کر رہے ہوتے ہیں۔" ناک کے فوائد پر لکچر دیتے ہوئے ایک صاحب نے بڑی ذہانت سے اس کا رشتہ مخلوط تعلیم اور دفاتر میں مرد و زن کے شانہ بشانہ کام سے جوڑ کر یہ انکشاف کیا کہ اس طرح "ناک درمیان میں آنے" سے تعلیم کا معیار اور قوت کار بڑھ جاتی ہے۔ یہ تحقیق بھی نوبل پرائز سے کم کا استحقاق نہیں رکھتی۔ لڑکے لڑکیاں ناک کی بلندی کے لئے محنت کرتے ہیں اور دفتروں میں مرد و زن کی ٹیپ ٹاپ بھی اسی سے ہے۔

ناک کے نشیب و فراز پر غور و فکر کرتے جب پچاس سال کی حد کو پہنچے تو معلوم ہوا کہ ناک قدرت کا بہترین عطیہ ہے' یہ خوبصورتی کا سبب بھی ہے' سانس کی آمدورفت کا معقول ذریعہ بھی اور اس سے بڑھ کر یہ بھی اللہ کی پیدا کردہ خوشبو سے لطف اندوز ہونے کے لئے ہے۔ بدبو کے مقام سے جلد دور چلے جانے کا احساس بھی یہیں سے ہوتا ہے۔ خطرات کی بو سے بھی یہی ناک خبردار کرتی ہے۔ مثلاً" کپڑا یا پٹرول وغیرہ جل رہے ہوں تو اس کی بو سے معلوم ہو جاتا ہے۔

یہ فیصلہ ذرا مشکل ہے کہ ناک مذکر ہے یا مونث۔ لمبی بحث اور جھگڑے میں قیمتی وقت ضائع کرنے کی بجائے یہ مان لینا زیادہ "**اقرب الی الصواب**" معلوم ہوتا ہے کہ مرد کی ناک مذکر اور خاتون کی ناک مونث' اور کوئی خاتون مردانہ دھونس کا دابہ رکھنے والی ہو اور محض دیکھنے میں عورت معلوم ہو تو اس کی ناک بھی مذکر مان لینے میں کوئی حرج نہیں مثلاً" اندرا گاندھی ہو یا مارگریٹ تھیچر قسم کی عورت۔ بعض مرد حضرات میں بھی صنف نازک کا سا رجحان پایا جاتا ہے' بلکہ نسل نو میں تو کچھ زیادہ ہی ہے' اس کی ناک کا فیصلہ آپ خود کرلیں۔

اسلام کا مطالعہ کریں تو ناک ہمیشہ نیچی رہتی ہے کہ ہر وقت' ہر جگہ اونچی رہنے

والی بات صرف اور صرف اللہ کی ہے یا پھر اللہ کے رسول ﷺ کی ہے، نہ اپنی 'ناک'، نہ ہی برادری کی ناک، بلکہ اونچا اٹھنے کی خواہش رکھنے والی ناک کو تو اسلام جڑ سے کاٹتا ہے۔ اگر کوئی شخص ہمت کرکے یہ طے کرلے میں نے ناک نہ "اونچی" رکھنی ہے نہ "کٹوانی" ہے تو اس کی زندگی میں سکون و اطمینان اور خوشحالی کی ضمانت اسلام دیتا ہے۔ وہ اس دنیا کی بے شمار پریشانیوں سے نجات حاصل کرتا ہے۔ یعنی سجدے میں اللہ کے حضور ناک رگڑلیں تو دنیا میں ہر کس و ناقص کے سامنے ناک رگڑنے سے بچ جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس دنیا میں ناک کے "جملہ امراض" سے شفایاب رکھے، ناک کے اندر پیدا ہونے والے بھی اور ناک کی بلندی سے تعلق رکھنے والے بھی، سبھی امراض انسانیت کے لئے خطرناک ہیں، جو ملوث ہیں ان کو شفائے کاملہ نصیب فرمائے اور ان کی چھوت سے دوسروں کو محفوظ فرما دے۔ آمین یا ارحم الراحمین ناک کا معاملہ دردناک اور المناک ہونے کے علاوہ بسا اوقات شرمناک بن کر اذیت ناک بھی ثابت ہوتا ہے اسی لئے ہر لحہ چوکنا رہنا ضروری ہے ورنہ نمناک ہونا کچھ بھی سود مند نہ ہو گا۔"

۱۷ مارچ ۸۴ء

اچھا کیا ہے، برا کیا ہے

وہی اچھا ہے:

☆ جسے آپ سب کے سامنے پڑھ سکیں، کوئی مانگے تو بلا جھجک پیش کرسکیں۔

☆ جسے آپ سب کے سامنے کہہ سکیں اور کسی کا دل میلا نہ ہو۔

☆ جسے آپ سب کے سامنے دیکھ سکیں اور آنکھ نہ چرانی پڑے۔

☆ جسے آپ سب کے سامنے سن سکیں اور کسی کونے کا انتخاب نہ کرنا پڑے۔

وہی برا ہے:

☆ جسے آپ کو دوسروں سے چھپانا پڑے، نظریں چرانا پڑیں خواہ وہ کتاب ہو، رسالہ ہو یا بات ہو۔

انوکھا دکھ

میں نے اسے غمزدہ سا دیکھا تو بے اختیار پوچھ بیٹھی سنایئے آپ کیسے ہیں؟ میرے اس سوال پر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی مگر ایسی مسکراہٹ جس کے پیچھے کچھ چھپایا جا رہا ہو۔ کہنے لگے الحمد اللہ بالکل ٹھیک ہوں۔ ہر سکھ نصیب ہے۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد پھر خود ہی کہنے لگے کہ جس شخص کو اللہ تعالی نے ہدایت' صحت' اچھے والدین' اچھے بیوی بچے' اچھا حلقہ احباب اور بہترین وسائل رزق دے رکھے ہوں بھلا اسے اور کیا چاہئے؟ میں دنیا کا خوش نصیب آدمی ہوں کہ مجھے یہ سب کچھ میسر ہے۔ الحمد اللہ۔ کمی ہے تو صرف شکر ادا کرنے کی۔ پھر وہ خاموش ہو گئے۔

میں اور الجھ گئی کہ یہ کیسا آدمی ہے خود کو دنیا کا خوش نصیب آدمی بھی کہتا ہے اور کوئی غم بھی چھپائے بیٹھا ہے۔ مزید کچھ پوچھنے کے لئے ہمت درکار تھی کہ نہ معلوم اس کا ردعمل کیا ہو۔ میرا تجسّس بڑھ رہا تھا بالاخر میں نے سوال کر ہی ڈالا کہ آپ خوش نصیب ہوتے ہوئے بھی خاموش اور غمزدہ سے کیوں ہیں؟ مجھے حق تو نہیں کہ نجی قسم کا سوال پوچھوں مگر اب جب کہ میں زبان سے نکال ہی چکی ہوں اور یہ اگر کوئی اہم راز نہیں ہے تو مجھے بتا دیں۔ یقیناً میں کسی مدد کا رسمی وعدہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں' مگر یہی کیا کم ہے کہ بیان کرنے سے غم ہلکا ہو جاتا ہے' لوگوں سے میں نے ایسا ہی سنا ہے۔

ایک بار پھر وہ پہلے ہی کی طرح مسکرایا اور کہنے لگا جو غم بیان کرنے سے ہلکے ہو جاتے ہیں ان کی نوعیت اور میرے دکھ کی نوعیت میں فرق ہے۔ یہ' سوچنے اور بیان کرنے سے اور بڑھتا ہے۔ پھر یہ بھی کہ میں اپنی بپتا سے آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتا' مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔

اس کی اس بات پر میرا دل رو اٹھا اور میں نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ ہر قیمت پر پوچھونگی' میں نے اسے اپنے فیصلے سے جونہی اگاہ کیا وہ کہنے لگا آپ ضد کرتی ہیں تو سن لیں' میرا ایک دکھ نہیں' دکھوں کی فہرست ہے جسے آپ سن کر ہنسیں گی' مجھے پاگل کہیں گی۔ آپ اگر مجھے اپنی تفریح کا سامان بنانے پر تلی بیٹھی ہیں تو لیجئے سنئے:۔

میرا سب سے بڑا دکھ یہ ہے کہ میں نے ہوش سنبھالتے ہی دنیا کے ہر کونے میں اپنے ہم مذہبوں کو ذلت و رسوائی کی زندگی میں دیکھا۔ انہیں نہ صرف یہ کہ معاشی اور اخلاقی مار

پڑ رہی ہے بلکہ "نملاً" ان کی پٹائی ہو رہی ہے میرے ہمسایہ دیس بھارت میں جب اکثریت کا دیوی کے چرنوں میں بھینٹ کا موڈ بنتا ہے مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ دیتے ہیں' فلپائن سے لے کر فلسطین تک مسلمان مارے جا رہے۔ دشمن کی دشمنی تو معروف ہے ہی بعض اپنے بھی یہی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

میرے مذہب کا بنیادی سبق اتحاد ہے مگر جس قدر اس کے ماننے والے منتشر ہیں کوئی دوسری قوم نہیں ہے۔ اس انتشار کا ہی کرشمہ ہے کہ مٹھی بھر اسرائیلیوں نے میرا قبلہ اول ہتھیا لیا۔ کبھی اسے آگ لگانے کی کوشش کرتے ہیں تو کبھی وہاں نماز پڑھنے والوں پر ظلم کیا جاتا ہے۔ میرا دل تو خیر روتا ہی ہے اکثر میری آنکھ بھی اس کا ساتھ نبھانے لگتی ہے۔ سوچتا ہوں کبھی حضرت عمرؓ نے اسے واپس لے دیا تھا تو کبھی بازیابی کے لئے صلاح الدین ایوبیؒ بے قرار ہو کر لپکا تھا۔ اللہ نے ان کے اخلاص کے سبب کامرانی سے نوازا تھا۔

آج مسلمان بادشاہ بھی ہیں' وسائل بھی کسی سے کم نہیں ہیں۔ دشمن کی تعداد بھی قلیل اور گردوپیش کی مسلمان حکومتوں کے مقابلے میں وسائل جنگ بھی کم۔ پھر بھی نہ کوئی عمرؓ کے نقش قدم پر چلنے والا ہے اور نہ ہی اس قوم میں دوسرا صلاح الدین ایوبیؒ نظر آتا ہے۔

جس خدا پر ایمان کی یہ ملت دعویدار ہے اس خدا کا وعدہ ہے کہ میں صاحب ایمان قلت کو کثرت پر غالب کروں گا۔ وہ رب وعدہ پورا کرنا چاہے تو کوئی رکاوٹ نہیں ڈال سکتا پھر آخر وہ رب وعدہ پورا کیوں نہیں کرتا' ہم حرمین میں' حرم اول کی بازیابی کے لئے گڑگڑا کر دعائیں مانگتے ہیں۔ وہ دعا کی قبولیت کی جگہیں ہیں۔ یہ اکثریت اس اقلیت کے سامنے سہمی ہوئی کیوں ہے؟ وہ جذبہ' وہ ایمان کہاں چلا گیا؟

میں جوں جوں غور کرتا ہوں میرا دل ڈوبنے لگتا ہے۔ اللہ کا وعدہ برحق ہے' وہ اسے پورا کرنے کی قدرت بھی رکھتا ہے مگر اس کا وعدہ ان سے ہے جن کا معیار ایمان' ابوبکرؓ' عمرؓ' عثمانؓ' علیؓ' اور خالدؓ کا ہو یا جو بعد کے ادوار میں سے صلاح الدین ایوبیؒ جیسے مخلص تو کم از کم ہوں۔ پھر علامہ اقبالؒ میرے سامنے آ کھڑے ہوتے ہیں۔ شکوہ کا جواب ان کی زبان پر ہوتا ہے:

بت صنم خانے میں کہتے ہیں مسلمان گئے
ہے خوشی ان کو کہ کعبے کے نگہبان گئے
منزل دہر سے اونٹوں کے حدی خوان گئے
اپنی بغلوں میں دبائے ہوئے قرآن گئے

میں انڈونیشیا سے مغرب تک ہر مسلمان حکومت' کے دروازے میں سے جھانکتا ہوں (شاید مجھے اس کا حق نہیں) تو اندر یا میرے جیسے گنتی کے لوگ پابجولاں بند نظر آتے ہیں یا پھر طاؤس و رباب اول کے طائفے دیکھنے کو ملتے ہیں۔ شمشیر و سناں اول والا کوئی گروہ کسی جگہ نظر نہیں آتا۔ پھر قبلہ اول کون آزاد کرائے گا؟ عمرؓ کہاں سے آئیں گے؟ صلاح الدین ایوبیؒ کہاں سے لاؤں!!

میرا غم بڑھ جاتا ہے جب میں سوچتا ہوں کہ کیا میں بیت المقدس میں شکرانے کے دو نفل ادا کئے بغیر ہی اللہ کے سامنے محض غم کا بوجھ لئے پہنچ جاؤں گا' اللہ نے مجھے وسائل دیئے ہیں۔ کیا میں قرطبہ کی مسجد میں دو رکعت ادا نہ کر سکوں گا؟ مسلمان حکومتوں کو اللہ رب العزت نے وسائل کی فراوانی سے نواز کر ان کا منہ بند کر دیا کہ کل میدان حشر میں یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم کیا کر سکتے تھے ہمارے پاس کچھ نہ تھا۔ آج ان کے پاس نہ وسائل کی کمی ہے نہ صلاحیتوں کی۔ پھر کیا جواب ہو گا ان کے پاس؟ مجھے ٹھنڈے پسینے آنے لگتے ہیں جب میں گرد و پیش دیکھتا ہوں کہ یہی وسائل اور صلاحیتیں تعمیر کے بجائے تخریب پر صرف ہو رہے ہیں۔

اسلام میں ساز اور موسیقی کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ مگر کونسا ملک ہے جس میں یہ سرکاری سرپرستی میں "عوامی تفریح" کا سبب نہیں بن رہے۔ سود' اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ جنگ قرار دیا گیا۔ کونسی اسلامی مملکت ہے جس میں سود حرام ہے' اسلام کی بنیاد ہے اتفاق و اتحاد۔ کہاں ہیں وہ مسلمان جن میں اتحاد ہو' کہاں ہیں مسلمان ممالک جن میں اتحاد ہے۔ کہاں ہیں علما جو اتحاد کا سبق دینے کے ذمہ دار ہیں۔ مسلمان ممالک ہیں تو ایک دوسرے کے دشمن۔ بادشاہ کے دین پر رعایا کا دین' عوام نے اپنی مساجد الگ الگ کر لی ہیں۔ دوستی ہے تو کسی کی امریکہ سے' کسی کی روس سے اور کسی کی بھارت سے بلکہ بالواسطہ کچھ ایسے بھی ہیں جو اسرائیل سے تعلق قائم کئے ہیں۔ اللہ کا فرمان ہے کہ تم کافروں کو دوست نہ بناؤ۔ یہاں دوستی کے معاہدے ہیں تو کفار سے' یہ دیدہ دلیری اور دعوی ایمان! اسی عمل سے اللہ تعالی خوش ہوں گے۔

محترمہ! یہ آپ کی آنکھ میں آنسو کیوں؟ میں اس کی آواز پر چونک گئی۔ میرے آنسو وہ دیکھ چکا تھا۔ کہنے لگا آپ کہتی تھیں کہ غم بیان کرنے سے ہلکا ہوتا ہے۔ میرا یہ غم ہلکا تو کیا ہوتا میں نے آپ کو غمزدہ کر دیا۔ فہرست میں سے صرف ایک دو سن کر ہی آپ کا یہ حال ہوا ہے تو سب سننے کا حوصلہ کہاں سے لائیں گی۔ جائیے اپنی زندگی کی مسرتوں کو گھن

نہ لگائیے۔ میرا یہ غم اس دن ہلکا ہو گا جب میں اپنی زندگی میں ملت مسلمہ کا علاقائی اور بین الملی اتحاد دیکھ لوں گا' قبلہ اول آزاد ہو گا یا پھر جب میں اور میرے تینوں بیٹے آزادی قدس کے لئے جان لڑاتے اللہ کے دربار میں حاضر ہوں گے۔ یہ کہتے کہتے اس کی آواز بھرا گئی۔ مجھ میں مزید سننے کی اب ہمت نہ تھی۔ میں اٹھی اور بغیر کچھ کہے چلنے لگی تو وہ مجھ سے مخاطب ہوا۔ "میں آپ کو رنجیدہ نہ کرنا چاہتا تھا مگر آپ ہی نے ضد کی تھی۔ جایئے اللہ آپ کو زندگی کا ہر سکھ دے۔ کبھی ہو سکے تو آپ بھی دعا کر دیا کریں۔ خدا حافظ۔" وہ خاموش ہو گیا۔ میں چل رہی تھی مگر بوجھل قدموں کے ساتھ اور سوچ رہی تھی کہ اس کا یہ غم کس قدر مختلف ہے اور کیا وہ اپنی زندگی میں اس سے نجات پا سکے گا؟

☆ ☆ ☆

تعلقات کیوں ٹوٹتے ہیں؟

تعلق جس سے بھی ہو' جیسا بھی ہو' انفرادی اور اجتماعی زندگی کی بنیادی ضرورت ہے ایسی ضرورت جس کے بغیر زندگی کی گاڑی کا چلنا محال ہی نہیں ناممکن ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ انسانی زندگی سے تعلق اگر نکال لیا جائے تو پیچھے کچھ بھی نہیں بچتا۔

تعلق میاں بیوی کا ہو' باپ بیٹے کا' دوست اور دوست کا' ہمسایہ کا ہو یا رشتہ داری کا' بھائی اور بھائی کے مابین ہو یا آجر اور اجیر کا تعلق ہو' ہر لحظہ ہر صورت میں استحکام چاہتا ہے اور یہ استحکام مقدر بنتا ہے باہم اعتماد سے اعتماد بنتا ہے' جب فریقین کے باہم لینے اور دینے کے پیمانے ایک جیسے ہوں۔ نبی رحمت ﷺ کے اس فرمان کے عین مطابق کہ' "تم اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم اپنے دوسرے مومن بھائی کے لئے بھی وہی کچھ پسند نہ کرو' جو کچھ تم اپنی ذات کے لئے پسند کرتے ہو"

اس کسوٹی پر' ہر مستحکم تعلق اور ہر غیر مستحکم تعلق کو پرکھ کر دیکھ لیں جہاں جس قدر جھول ہو گی وہاں اسی قدر تعلق کی ٹوٹ پھوٹ نظر آجائیگی اور یاد رکھیں کہ تعلق کسی ایک فریق کی نیک خواہشات یا اچھے عمل کے سبب' مستحکم نہیں بنتا بلکہ تعلق میں استحکام کی خاطر دوسرے فریق کو بھی برابر کا حصہ دار بننا ہوتا ہے۔

اپنے ہر مطلوبہ تعلق میں استحکام کے لئے آپ کا حصہ کس قدر ہے؟ کیا آپ نے اس پر کبھی غور فرمایا؟ نہیں' تو ابھی وقت ہے' وقت نکل جانے سے پہلے ہر تعلق کے لئے اعتماد کے تقاضے پورے کر لیں کہ اسی وقت دنیا و آخرت کا سکھ آپ کا مقدر ہو گا۔ انشاء اللہ

☆ ☆ ☆
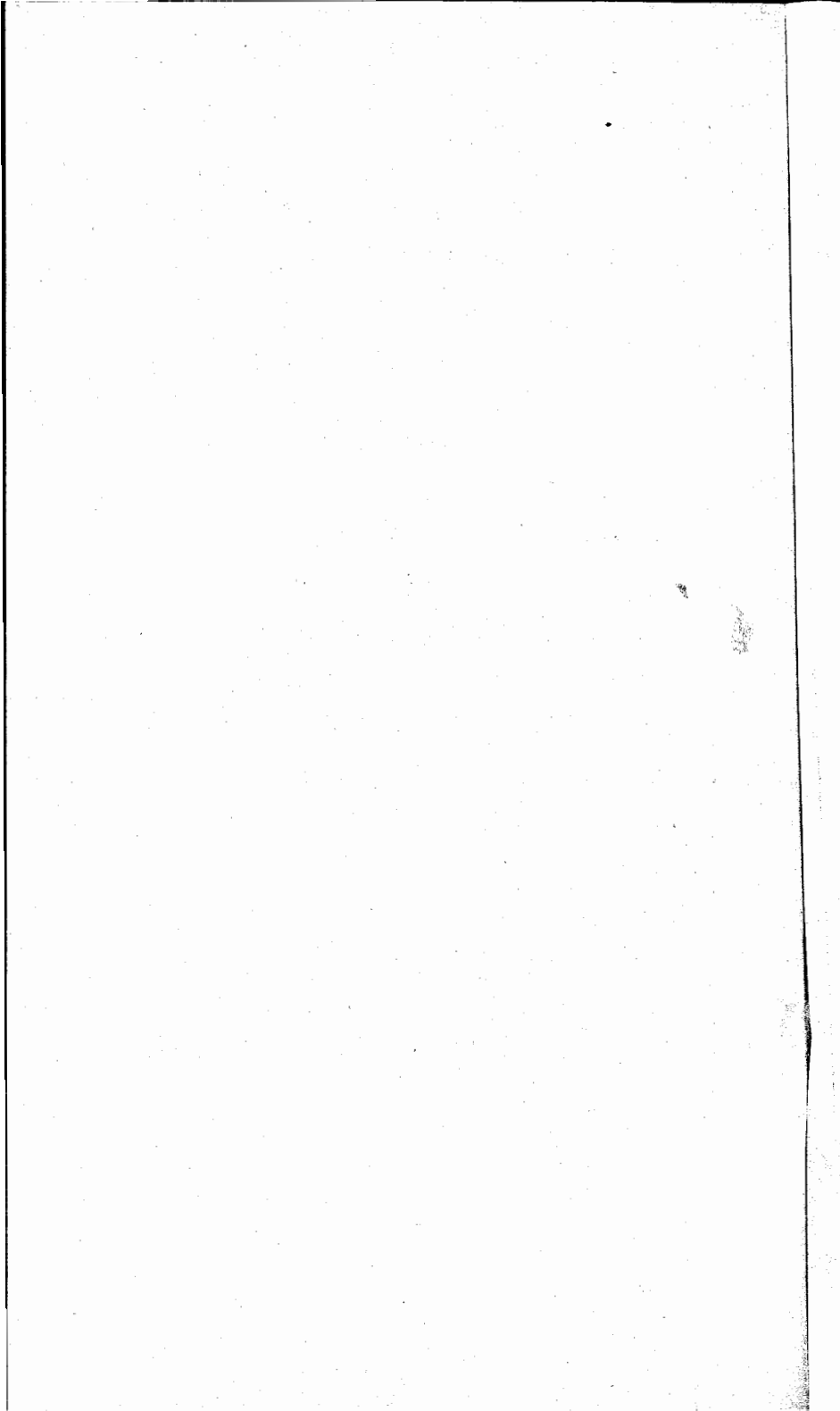
عزیز ترین بھائی اور قابل احترام بہن!

السلام علیکم و رحمت اللہ و برکاۃ

ہم گرد و پیش نظر دوڑاتے ہیں تو چار سو پریشانی' بے سکونی اور عدم تحفظ کا احساس دیکھنے کو ملتا ہے۔ ہماری انفرادی گھریلو زندگی ہو یا اجتماعی معاشرتی زندگی' اخلاقی اقدار سے عاری ہے۔

کبھی ہم نے سوچا کہ ایسا کیوں ہے؟ اول تو ہم سوچنے کا کام دوسری اقوام کے سپرد کرنے کے عادی سے ہو گئے ہیں لیکن اگر کبھی طبیعت اس طرف مائل ہوتی ہے تو اپنی کمزوری' کم مائیگی اور سوچ سے نتائج پیدا نہ کر سکنے کا خوف شیطان دوگنا' چار گنا بڑھا کر سامنے لے آتا ہے ہم بے نتیجہ سی زندگی گزارنے کے عادی ہوتے جاتے ہیں۔

ہماری زندگی' قیمتی متاع' برف کے بلاک کی طرح پگھلتی جا رہی ہے۔ برف فروش کی خواہش اور کوشش یہ ہوتی ہے کہ بلاک ختم ہونے سے پہلے لگائے ہوئے سرمائے کے ساتھ کچھ منافع بھی کما لے۔ کیا ہم برف فروش سے بھی گئے گزرے ہیں کہ بے خبری میں' مقصد حیات کا سرمایہ لٹا رہے ہیں اور ابدی جہان کے لئے کسی کرنسی کی ہمیں فکر نہیں ہے۔

ہماری انفرادی یا اجتماعی بے حسی کا سبب یہ ہے کہ ہم متعین طور پر مقصد حیات کو سمجھ نہیں پائے اور پھر یہ اس لئے ہے کہ مقصد حیات تو ہمیں قرآن نے سکھانا تھا جسے ہم نے غلاف میں لپیٹ کر انتہائی احترام کے ساتھ طاق میں سجا دیا یا نئی نویلی دلہن کو اس کے نیچے سے گزار کر گھر میں داخل کیا یا دیہات میں مویشیوں کی بیماری کے لئے استعمال کر لیا اور بہت زیادہ ہمت کی تو ناظرہ تلاوت کر لی' تراویح میں تیز روی کے ساتھ سن لیا کہ حق ادا ہو گیا۔

میرے بھائی' میری بہن' یہ قرآن فرد کی قسمت بھی بدلتا ہے اور قوموں کی زندگی بدلنے کی ضمانت بھی اسی کے پاس ہے۔ ہر مرض کی انفرادی اور اجتماعی شفا اس کے اندر موجود ہے اور یہ نسخہ اپنی تخلیق کے لئے خالق و مالک نے لکھا ہے۔ اس سے شفا پانے والے' اس پارس سے سونا بننے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے نقوش پا ہماری رہنمائی کے لئے چھوڑ گئے تھے مگر ہم استفادہ کرنے میں ناکام رہے۔ قرآن ہمیں پکار رہا ہے۔

میری درد مندانہ استدعا ہے کہ ایک بار تو زندگی میں اسے سوچ سمجھ کر پڑھ لیں۔ یہ آپ کو دنیا بھی دے گا اور آخرت کی سرفرازی بھی۔ انشاء اللہ

آپ کا خیر خواہ ----- عبدالرشید ارشد

جوہر پریس جوہر آباد

واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا" ولا تفرقوا

عبدالرشید ارشد

فون نمبر 3401

النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ) جوہر پریس بلڈنگ جوہر آباد

(جوہر پریس جوہر آباد)

آئینہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - وبہ نستعین

تقریظ

ایک بنو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور نیک بنو بھی اسی خالق کائنات کی ہدایت ہے۔
ایک بنو کو قادر مطلق نے اپنی کتب میں واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا فرمایا تو نیک بنو کے لئے اتقو اللّٰہ فرمایا جس کے معنے اللہ سے تقویٰ اختیار کرو اور تقویٰ نام ہے عملی زندگی میں حدود اللہ کی پاسداری کرتے اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروی کرتے ہوئے معاملات زندگی نبھانا۔

ایک اور نیک بننے سے انسان کو انفرادی زندگی میں ہر سہولت ملتی ہے اور پھر ایک اور نیک والی انفرادیت انتہائی خوبصورت اجتماعیت کو جنم دیتی ہے جس سے سکھی اور خوشحال معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ یوں فرد بھی خوش اور خوشحال' افراد بھی خوش اور خوشحال۔

ایک بنو اور نیک بنو کی اسی ضرورت پر قرآن و سنت اور سماجی و معاشرتی اقدار کے حوالے سے بات آپ کے سامنے رکھی گئی ہے۔ بات کا وزن آپ خود محسوس کریں گے کیوں کہ آج کے دور میں ہر دوسری ضرورت کے مقابلے میں یہ ضرورت سرفہرست ہے کہ اس کے فقدان نے سماجی' معاشی اور اخلاقی بحرانوں سے قوم کو دوچار کر رکھا ہے۔

دل کی گہرائی سے دعا ہے کہ یہ سطور اتحاد بین المسلمین کے لئے کارآمد ثابت ہوں اور اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرمائے۔ آمین

میاں عبداللطیف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

جب بھی کسی جگہ اتحادِ ملت کی بات ہوتی ہے تو تان یہاں ٹوٹتی ہے کہ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ جب قادرِ مطلق ربّ نے سب کو اکٹھا نہ کیا حالانکہ وہ اسی کُنْ کے ذریعے یہ کر سکتا تھا' جس کُنْ سے اس نے انسان سمیت یہ کائنات بنائی' تو ہم کون ہیں جو سب کو اکٹھا کر لیں۔ یہ مشیعتِ باری تعالیٰ کے خلاف ہے۔

بعض یہ دلیل لاتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے چونکہ فرمایا کہ میری امت بہتر (72) فرقوں میں بٹے گی اور صرف ایک فرقہ ناجی ہو گا لہٰذا 72 فرقے ہونا لازم ہے' اس سے ایک بھی کم نہیں ہو سکتا اور جب یہ ہونا ہی ہے تو اتحاد کیسے ممکن ہے۔

یہ دلائل بالکل اسی طرح کے ہیں جیسے کسی نے یہ دلیل دی تھی کہ چونکہ اسلام میں Interest حرام ہے اس لئے مسلمان قوم کسی کام میں انٹرسٹ Interest نہیں لیتی۔ (پہلا انٹرسٹ بمعنی سود ہے جبکہ دوسرا بمعنی دلچسپی ہے)

اگر اِنٹرسٹ کی طرح اتحادِ ملت بھی غیر مطلوب ہوتا تو اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں "وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا" وَلَا تَفَرَّقُوْا" کا حکم صادر نہ فرماتا اور اس کے ساتھ تقویٰ کو لازم قرار نہ دیتا۔ ذرا توجہ دیں تو دل مانتا ہے کہ یہ اتحادِ ملت عملی زندگی سے الگ کر لیا جائے تو مقصدِ تخلیقِ انسان کی تکمیل ممکن نہیں رہتی۔ وہ مقصد جس کے لئے انبیاء و رُسل مبعوث ہوئے اور صراحت کے ساتھ قرآن کریم میں نبی آخر الزماں ﷺ کے لئے فرمایا گیا کہ ان کی ذمہ داری ہے غلبہ حق کے لئے سعی و جہد کرنے کی اور آپؐ نے اپنی پوری زندگی میں اس فرض عین کی ادائیگی کا حق ادا کیا اور یہی امت کے لئے اسوہ ہے جس سے فرار گناہ کبیرہ ہے۔

سوال کیا جا سکتا ہے کہ اگر اتحادِ ملتِ مسلمہ اسی قدر لازمی ہے تو ملک میں دینی جماعتوں کے وجود کا کیا جواز ہے اور اس سے ایک قدم آگے اسلامی ملکوں کے مابین سرحدوں کی کیا حقیقت ہے۔ بات یقیناً وزنی ہے مگر سوال کو ایک اور زاویہ نگاہ سے دیکھیں تو عقل و دانش اور بصیرت کی معمولی مقدار اسے حل کرنے کے لئے کافی ہے کہ یہی جماعتی وجود ہمیں نعمت نظر آئے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی عملی زندگی میں مختلف اوقات میں احکامات جاری فرمائے، مختلف نوع کے اعمال آپؐ سے قطعیت کے ساتھ ثابت ہیں اور ربِ کعبہ اپنے محبوبؐ کے سبھی افعال کو، سنتِ ثابتہ کو، انسان کی آخیر (قیامت) تک جاری و ساری دیکھنا چاہتا ہے مثلاً" رفع یدین ہے، آمین بالجہر ہے، ہاتھ باندھنے یا چھوڑنے کا عمل ہے یا دوسرے فقہی معاملات ہیں اگر آئمہ کرامؒ کے نقش قدم پر کھلے دل و دماغ اور محبت و اخوت کے ساتھ آپؐ کی سنت کو تھام لیا جائے اور اپنے نقطہ نظر کو کامل حق اور ہر دوسرے نقطہ نظر کو کاملاً" باطل قرار نہ دیا جائے تو اختلاف رائے اور اس بنیاد پر قائم جماعت رحمت ہے اگر اپنے نقطہ نظر سے میل نہ کھانے والا اور ہماری جماعت میں شامل نہ ہونے والا دائرہ اسلام سے ہی خارج ہے تو ایسی سوچ زحمت ہے مردود ہے۔

اپنے اپنے نقطہ ہائے نظر، وسعتِ قلب و نظر کے ساتھ، رکھنے والی جماعتیں اگر غلبۂ قرآن و سنت پر متحد ہیں اور عملاً اشتراکِ عمل ہے تو یہ اتحادِ ملت کی نفی کرنے والی جماعتیں نہیں ہیں یہ جماعتیں اپنا اپنا الگ وجود رکھنے کے باوجود اتحادِ ملت کی داعی جماعتیں سمجھی جائیں گی۔ مثلاً" قیامِ پاکستان کے بعد دستورِ پاکستان کو اسلام سے آہنگ بنانے کے لئے مختلف جماعتوں اور مختلف مکاتبِ فکر کے راہنما سر جوڑ کر بیٹھے اور کھلے دل و دماغ کے ساتھ 22 نکات قوم کے سامنے رکھ دیئے جو اتحاد بین المسلمین کی عمدہ مثال تھی یہی کچھ آج ہو سکتا ہے، کل بھی ہو سکے گا۔

دینی جماعتوں کے خول سخت ہو جائیں، نکتہ ہائے نظر جامد ہوں تو یہ صورتِ حال یقیناً دین کی احیاء و بقا کے حوالے سے، اتحادِ ملت کے نقطۂ نظر سے، قوم کے لئے زہرِ قاتل ثابت ہوتی ہے کہ اس میں دین کا دخل صرف نام کی حد تک رہ جاتا ہے، انا و رقابت کا جذبہ غالب ہو کر مقصد سے دور لے جاتا ہے جس کی بے شمار مثالیں

دیکھنے والوں کے سامنے آتی ہیں۔ یہ روّیہ زیادہ تر اسلام دشمن مخفی قوتوں کا پیدا کردہ ہوتا ہے اور وہی اس سے ہمہ جہت "فیض یاب" بھی ہوتی ہیں۔ یہود و نصاریٰ تو خصوصی طور پر اسلام کو کمزور دیکھنے کے لئے اس محاذ پر فعال دیکھے جاتے ہیں۔

جہاں تک ممالک کی جغرافیائی حدبندیوں کا تعلق ہے اس میں کوئی قباحت نہیں ہے بشرطیکہ یہ حد بندیاں اسلام کی سربلندی اور ملتِ مسلمہ کے تمام بنیادی مسائل حل کرنے کے لئے بنیان مرصوص ہوں۔ مغرب کے مسلمان کے پاؤں میں کانٹا چبھے تو مشرق کا مسلمان صرف زبانی تڑپ نہ اٹھے عملاً کانٹا نکالنے کے لئے لپکے جس طرح حجاج نے محمد بن قاسم کو دیبل سے اٹھی ایک چیخ پر دوڑایا تھا۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے حوالے سے تمام مسلم ممالک کی پالیسی میں ہم آہنگی ہو تو یہ حد بندیاں بھی قبول ہیں کہ آج کی دنیا کی یہ ضرورت ہے۔

جماعتیں ہوں یا ممالک، مثبت روّیے اگر ان کا مقدر بن سکتے ہیں تو صرف قرآن و سنت سے تعلق مضبوط کر کے ورنہ یہ سب چنگیزی ہے۔

سرزمین اپنی قیامت کی نفاق انگیز ہے
وصل کیسا یاں تو اک قرب فراک انگیز ہے
بدلے یک رنگی کے یہ نا آشنائی ہے غضب
ایک ہی خرمن کے دانوں میں جدائی ہے غضب

☆ صدائے درد "اقبال"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واعتصموا : ایک بنو --- نیک بنو

مخلوق کا خالق اگر ایک ہی ہو تو بڑی آسانی کے ساتھ یہ بات سمجھ میں آ جاتی ہے کہ اس نے جس متعین ہدف یا اہداف کے لئے اسے تخلیق کیا ہے وہ سب کے لئے یکساں ہونگے اور تکمیلِ ہدف کے لئے ہدایت و راہنمائی بھی یقیناً ایک ہی ہو گی۔ یہ بات بعید از قیاس ہے کہ ایک خالق اپنے متعینہ اہداف کے لئے ایک مخلوق تخلیق کر کے، تکمیل ہدف کی خاطر ہدایت و راہنمائی میں فرق ڈال دے۔

اللہ وحدہ لاشریک اس کائنات کا خالق ہے اور کائنات میں مرکزی حیثیت حضرتِ انسان کو دی گئی اور وہ بھی اشرف المخلوقات کے اعزاز کے ساتھ۔ مٹی سے بنے ایک انسان سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر اس جوڑے سے تخلیقِ انسانیت کا عمل شروع ہوا۔ انسان کو تخلیق کر کے اسے اس کار زارِ حیات میں ٹامک ٹوئیاں مارنے کے لئے بے یارومددگار اور بلامقصد نہیں چھوڑا گیا اور نہ ہی بلا ہدایت بلکہ مقصدِ حیات اور اس کی تکمیل کے لئے ہدایت و راہنمائی کا اعلیٰ ترین انتظام بھی فرمایا گیا۔

تخلیق انسانیت:

خالق نے اپنی اس مرکزی حیثیت کی تخلیق 'انسان' کے لئے فرمایا۔

"هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ○ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا ○"

(الدھر: 1، 2)

"کیا انسان (جانتا ہے کہ اس) پر لامتناہی زمانے کا ایسا وقت بھی

گزرا ہے جب وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا ہم نے انسان کو (میاں
بیوی کے) ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تاکہ اس کا امتحان لیں
لہٰذا اسے دیکھنے اور سننے والا بنایا"۔

مقصد تخلیق انسان:

انسان خود اس بات پر گواہ ہے کہ آج تک کوئی بھی عمل بلا کسی مقصد کے اس کے سامنے نہیں آیا۔ مقصد عظیم یا عظیم تر بھی ہو سکتا ہے اور انتہائی فرو تر بھی' ہر عمل کے پیچھے ہر وقت اور ہر حال میں مقاصد یقیناً کارفرما دیکھے جاتے ہیں ظاہر ہے کہ اشرف المخلوقات انسان بلامقصد پیدا نہیں کیا گیا۔ قرآن کہتا ہے:

"وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلاَّ لِيَعْبُدُوْنَ"
(الزاریت: 56)

"جنوں اور انسانوں کا مقصد تخلیق بجز (میری' خالق کی) عبادت
کے کچھ نہیں"۔

"وَ اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ
خَلِیْفَةً" (البقرہ: 30)

"اور (یاد کرو) جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں
زمین میں اپنا نائب (خلیفہ) بنانا چاہتا ہوں"۔

"هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ
لِیُظْهِرَهٗ ○ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ"
(الصف: 5)

"یہ اللہ (خالق) ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے
دین (راہِ عمل) کے ساتھ بھیجا کہ اسے باطل پر غالب کرے خواہ
مشرکین کو برا لگے"۔

مقصدِ حیات کی اس سے بہتر وضاحت کہاں ملے گی۔ فرمایا گیا کہ میں اپنی مخلوق (جن و انس) سے بہ حیثیت خالق مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہوں کہ وہ میری ہی اطاعت و بندگی کریں میں نے اس دھرتی پر انسان کو اپنا نائب اور خلیفہ بنایا ہے کہ

وہ میرے احکامات خود مانے اور عملاً انہیں نافذ کرے۔ انسان ان کو نافذ کرنے کا طریقہ کاملاً" نہ جانتا تھا لہٰذا میں نے اپنے رسول کو (خالص سچائی اور راستی کے ساتھ بغرض عملی مظاہرہ) مبعوث فرمایا کہ وہ زندگی کے مقاصد کی حقیقی تکمیل کو ہر غیر حقیقی عمل پر غالب کر دے۔ یوں امت کی تربیت ہو جائے اور شعور کے ساتھ مقصدِ حیات سے ہم آہنگ زندگی گزارنے کے خواہاں افراد کو نقوش پا ملتے رہیں اس کارِ عظیم کے لئے مکمل راہنمائی سے انسان کو نوازا گیا خالق کا اپنی مخلوق پر یہ بہت بڑا احسان ہے۔

مقصدِ تخلیق کی تکمیل کیلئے راہنمائی:

خالق نے جہاں مقصدِ تخلیق کا ذکر فرمایا وہیں انسان کی راہنمائی کا ذکر بھی ہمیں ملتا ہے مثلاً" سورۃ الدھر کی (اوپر بیان کی گئی) آیات 1، 2 کے ساتھ متصل فرمایا گیا۔

"اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا"

(الدھر:3)

"بے شک ہم نے انسان کو راہنمائی دی اب (اس کی مرضی) وہ (راہ راست اپنا کر) شکر گزار بنے یا (انکار حق سے) ناشکرا بنے"۔

تین گروہ

خالق انسانیت نے، جو اپنی تخلیق کی ہر طرح کی صلاحیتوں سے بخوبی آگاہ ہے، انتہائی خیر خواہی سے، تکمیلِ مقصدِ حیات کے مراحل سے کامیاب گزارنے کی خاطر انسان کو، پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اختتامِ انسانیت تک کے لئے مکمل و اکمل راہنمائی سے نوازا۔ مگر چونکہ تخلیق کے اس پروگرام میں ہر انسان کے لئے آزاد مرضی کا استحقاق بغرض امتحان شامل تھا اس لئے ہر دور میں انسانوں کے تین گروہ عملاً وجود میں آئے۔

پہلا گروہ: شکر گزار اور اطاعت و بندگی کا اقرار کرنے والوں کا ہے، جنہوں نے آزمائش کی بھٹی میں بھی شکر و سپاس کا رویّہ اپنایا۔

دوسرا گروہ: ناشکرے اور نافرمان لوگوں کا ہے جنہوں نے کھلم کھلا ناشکری و نافرمانی کا رویہ اپنایا کہ "ایہہ جگ مٹھا اگلا کس ڈٹھا"۔

تیسرا گروہ: موقعہ پرستوں اور مفاد پرستوں (Opportunists) منافقین کا ہے' جدھر میٹھا دیکھا لپکے اور جدھر کڑوا دیکھا بھاگے۔ یہ بد ترین گروہ ہے

مزید گروہ:

ہم نے اب تک کسی جگہ شیطان یا ابلیس کا تذکرہ نہیں کیا۔ تخلیق انسان کے بعد اس سے مطلوب خلافت کی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے ضروری تھا کہ دوسری مخلوق کو یا دوسرے الفاظ میں اس کائنات کے عمومی نظام کو چلانے والی مخفی قوتوں کو انسان کا معاون و مددگار بنایا جاتا۔ لہٰذا خالق نے فرشتوں کو' جنّوں کو جدِ انسانیت حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ (جھکنے) کا حکم دیا اور ماسوائے ابلیس کے سبھی نے سجدہ کیا۔ ابلیس نے کہا کہ میں آگ سے پیدا کیا گیا' مٹی سے پیدا کردہ انسان کو سجدہ کیوں کروں (خَلَقْتَنِی مِنْ لنَّارٍ وَ خَلَقْتَهُ مِنْ طِینٍ۔ الاعراف: 12) یوں خالق کو چیلنج دیا۔

بہتر (72) فرقے:

ابلیسی کامیابی کے سبب آغاز ہی سے مذکورہ تین گروہ وجود میں آئے مگر ابلیس کی آتشِ انتقام بھلا کب ٹھنڈی ہو' اس نے اپنا کام مستعدی کے ساتھ جاری رکھا ہوا ہے اور یوں تین سے چھ' چھ سے بارہ اور بارہ سے چوبیس کی نسبت سے گروہ در گروہ بنتے جا رہے ہیں۔ اس گروہ بندی پر بات کی جائے تو پڑھے لکھے دین پسند تک پوری بے تکلفی سے یہ کہتے سنے جاتے ہیں کہ "آخر نبی اکرم ﷺ کی 72 فرقوں کی پیشین گوئی بھی تو پوری ہونی ہے" یوں اُمتِ مسلمہ نہ صرف یہ کہ اپنی گروہ بندی پر مطمئن ہے بلکہ حسب توفیق مزید گروہوں میں بٹ کر اپنی قوت ختم کرتی جا رہی ہے۔

کچھ لوگوں کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ صحابہؓ کے دور کے بعد یہ گروہ مالکی' شافعی' حنبلی اور حنفی مسالک کی بنیاد پر وجود میں آئے اور یوں امت کے لئے اس دور میں یہ دروازہ کھلا مگر یہ انتہائی جہالت کی بات ہے کیونکہ آئمہ اربعہ مذاہب نہ موجودہ دور کے

حاسد اور متعصب گروہ بند تھے اور نہ ہی ان کا علمی کام گروہ بندی کے لئے تھا بلکہ جس قدر رواداری (صحابہ کے دور کے بعد) اخلاص، محبت و مودت اس دور میں ان بزرگوں کے ہاں ملتی ہے بعد کا دور اس سے خالی ہے۔ علمی تحقیق کی بنیاد پر اگر بعد میں بھی کوئی کام ہوا اور اسے اسی سطح پر پرکھا بھی گیا تو وہ گروہ بندی کا سبب ثابت نہیں ہوا۔

حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی فقہی مسالک میں (School of thought) قرآن و سنت سے مسائل کا استنباط ہے۔ منزل سب کے سامنے ہمیشہ ایک ہی رہی، منزل پر پہنچنے کیلئے کسی کا نقطہ نظر یہ تھا کہ یہ راستہ بسہولت منزل تک لے جاتا ہے تو کسی نے کہا کہ یہ دوسرا راستہ سہل ہے مگر کوئی ایک مثال ایسی سامنے نہیں لائی جا سکتی کہ ہمارے دور کی طرح کسی نے یہ کہا ہو کہ جو میرے راستے پر نہیں چلے گا وہ گمراہ، بے دین یا ایمان سے خارج ہو گا بلکہ رواداری کی بے شمار مثالوں سے ذخیرہ کتب مزین ہے مثلاً" معروف واقعہ کہ حضرت امام شافعیؒ نے حنفی مسلک کے مطابق نماز ادا کی اور فرمایا کہ مجھے اس قبر والے سے حیا آتی ہے۔

گروہ بندی اور اختلاف رائے:

گروہ بندی اور اختلاف رائے دو متضاد چیزیں ہیں ایک مبغوض ہے اور ایک رحمت ہے ایک دین اور دین کے تقاضوں کی تکمیل کی جڑ کاٹتی ہے تو دوسری دین کو جامد ہونے سے روک کر ہمہ وقت اور ہمہ جہت متحرک رکھتی ہے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا خوفی کے ساتھ علمی بنیادوں پر اختلاف رائے کو اپنی امت کے لئے رحمت قرار دیا ہے۔ فرقہ بندی یا گروہ بندی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے آخرت کے عذاب عظیم کی وعید سنائی ہے۔ اختلاف رائے رکھنے والا علمی انداز میں، دلسوزی کے ساتھ دوسروں کے سامنے اپنا نقطہ نظر رکھتا ہے اور اس کو نہ اپنانے والوں کی تکفیر نہیں کرتا جبکہ گروہ بندی کرنے والا صرف اپنے نقطہ نظر کو درست قرار دے کر ہر دوسرے کو باطل ٹھہراتا ہے اور سختی سے کاربند پایا جاتا ہے گروہ بندی کے لئے اللہ تعالیٰ کا فرمان قابل توجہ ہے

"وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ

مَا جَآءَ هُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ"۔

(ال عمران : 105)

"اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے واضح نشانیاں مل جانے کے بعد آپس میں اختلاف کر کے تفرقہ بنایا ان کے لئے عذابِ عظیم ہے"۔

تفرقہ یا گروہ بندی ملت کو کمزور کرتی ہے اور اختلاف رائے (سلیقہ اور دردمندی کے ساتھ) ملت کو بیدار و باشعور رکھتا ہے۔

ایک بنو، ملی یکجہتی۔

مقصدِ تخلیقِ انسان یا خلافت کی ذمہ داری نبھانے یا تکمیلِ عبادت کے تقاضے پورے کرنے کے لئے جس بنیادی چیز یا صفت کی ضرورت ہے اور جس کے لئے اس نے اپنے بندوں کو، خصوصاً" پہلے گروہ __ حاملینِ ایمان کو حکم دیا ہے، وہ ہے ملی یکجہتی کا سبق اور ملی یکجہتی کی بنیاد۔

"وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا" وَلَا تَفَرَّقُوْا ..."

(ال عمران : 103)

"تم سب مل کر اللہ کی رسی (اللہ کی کتاب اور اس کے رسولؐ کے فرمان و عمل) کو تھام لو اور آپس میں (گروہ بندی) تفرقہ نہ کرو"۔

مختصر کلیدی حکم میں دو نقاط بیان فرمائے گئے، متحد ہو جاؤ قرآن و سنت پر اور باز رہو باہم گروہ بندی سے، یہ ہے دریا کوزے میں بند، انتہائی مختصر مگر جامع درسِ اتحاد۔ اس حکم پر معمولی غورو فکر سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے اسے یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ یہ اہل ایمان کے لئے صوابدیدی حکم نہیں ہے کہ پسند آئے تو عمل کرو، نہ دل مانے تو کوئی حرج بھی نہیں ہے بلکہ یہ حکم ہے عمل کروانے کے لئے کیونکہ اس کے بعد، بے عملوں اور تفرقہ کرنے والوں کیلئے عذابِ عظیم کی وعید سنائی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ معمولی خطا پر رحمٰن و رحیم رب کسی کو عذابِ عظیم کا حقدار نہیں گردانتا۔

"وَلَا تَكُونُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَ اخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَاجَآءَ هُمُ الْبَيِّنٰتُ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ"
(ال عمران : 105)

"اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا کہ انکے پاس واضح ہدایات آئیں مگر انہوں نے باہم اختلاف کیا' تفرقہ میں پڑے' ان کے لئے دردناک عذاب ہے"۔

ملی یکجہتی کیوں؟

ملی یکجہتی یا ایک بننے کی ضرورت اس لئے ہے کہ یہی فی الواقعہ حق کے لئے قوتِ نافذہ ہے۔ وہ حق' جس کے غلبہ کے لئے انبیاء و رسل اور ان کے متبعین مکلف ٹھہرائے گئے' وہ حق جو فی الواقعہ بنی نوع انسان کے سکھ چین' ہمہ نوع تحفظات اور خوشحالی کی ضمانت ہے مگر جس سے بہت سے خائف پائے جاتے ہیں۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

حرم کی پاسبانی' ادیان باطلہ پر دینِ حق کے غلبہ سے تکمیلِ عبادت' جسے مقصدِ تخلیق کہا گیا ہے' کا ہی دوسرا نام ہے۔ خالق کا فرمان' کہ ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف اور صرف عبادت کے لئے پیدا کیا ہے' جب بھی ہم سنتے ہیں یا پڑھتے ہیں تو فوراً" ذہن اس طرف جاتا ہے کہ نماز پڑھ لی جائے' روزہ رکھ لیا جائے' زکوۃ ادا کر دی جائے اور توفیق نصیب ہو تو حج کر لیا جائے' بس عبادت مکمل ہو گئی بلکہ کئی ایک تو اسے نماز تک محدود رکھتے ہیں مگر یہ عبادت ہونے کے باوجود مکمل عبادت نہیں ہے اُسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں عبادت نام ہے حقوق اللہ اور حقوق العباد کے دونوں پلڑوں کو عملی زندگی میں برابر رکھنے کا۔ اللہ رب العزت ہماری نمازوں کا محتاج نہیں ہے۔ حقوق اللہ تو دراصل بندے کو حقوق العباد کی بہترین ادائیگی کے لئے تیار کرتے ہیں۔

عملی زندگی میں جب افراد کے' حقوق اللہ اور حقوق العباد کے پلڑے برابر

ہوتے ہیں تو کردار کا نکھار ملی یکجہتی کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور یہ یکجہتی یا "ایکا" بندے پر عائد خلافتِ الٰہی کی ذمہ داریاں ادا کرنے میں مدد و معاون ثابت ہوتا ہے اور اس نکھرے کردار کے ساتھ حق و سچائی نافذ ہو تو کسی بھی دوسرے فرد یا معاشرے کی حق تلفی نہیں ہوتی۔ تاریخ سے اس پر کئی شہادتیں پیش کی جا سکتی ہیں کہ یہ غیر مسلموں کے لئے بھی رحمت ثابت ہوا۔

ملتِ مسلمہ کی یکجہتی سے خائف معاشرے:

اگرچہ تاریخ سے بھی اس بات کے شواہد دیکھے جا سکتے ہیں، مگر حال کا آنکھوں دیکھا حال زیادہ معتبر ہے ہم خود اس کا مشاہدہ کر رہے ہیں کہ غیر مسلم اقوام، شرق سے ہوں یا غرب سے، شمال سے ہوں یا جنوب سے، ہر لمحہ مسلم اتحاد سے خائف ہیں اور ہمہ وقت اس جستجو میں لگی ہیں کہ ملتِ مسلمہ میں باہم اتحاد نہ ہو بلکہ تفرقہ کے سبب یہ سر پھٹول میں لگے رہیں۔ اتحادِ ملت مسلمہ میں رخنہ اندازی کے لئے یقیناً دائرہ اخلاق و شرافت میں کوئی کوشش ممکن نہیں ہے اس لئے حصولِ مقصد کے لئے اغیار کے ہر اخلاق و شرافت سے عاری، بدترین مذموم ہتھکنڈے روزمرہ زندگی میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔

عدم یکجہتی کا منتہا یہ ہے کہ ان کو باہم لڑا کر ان پر حکومت کرو (Devide and Rule) - ملتِ مسلمہ ان کا نوالہ تر بن کر لسانی، علاقائی اور مذہبی تعصبات کے شعلوں میں جو کچھ بھسم کر رہی ہے وہ اپنی جگہ، مگر ایسے اقدامات اور ان کے لئے منصوبہ بندی کرنے والے غیر مسلم بھی اپنا بہت کچھ گنواتے ہیں کہ جو صلاحیتیں اور وسائل تعمیری سوچ یا تعمیری کاموں میں لگ کر انسانیت کی فلاح کے لئے کار آمد ثابت ہو سکتے تھے وہ انسانیت کی بھلائی کے بجائے تخریب کے کام آئے۔ مگر تعصب نے انہیں اس قدر اندھا کر دیا کہ وہ اپنا برا بھلا سوچنے کی طرف راغب نہیں ہو پاتے اور مسلم دشمنی میں بہت کچھ لٹا رہے ہیں۔

غیر مسلم خائف معاشرہ اگر ٹھنڈے دل و دماغ سے ماضی و حال کا تجزیہ کرے تو وہ اسلام اور ملتِ مسلمہ کی یکجہتی میں اپنے لئے سکھ و چین، تحفظ اور خوشحالی کی ضمانت پائے گا اور اسے بھی اس حوالے سے بقول برناڈشاہ "اسلام مستقبل کے لئے

بہترین راہ عمل ہے"۔ بلاشبہ یہ ہمارے دور کی بد نصیبی ہے کہ ہم نے اب صدیوں سے حقیقی اسلام کو نافذ نہیں دیکھا صرف اس کے خلاف پراپیگنڈہ سنا اور اسے اپنے پرائے زہرِ ہلاہل سمجھنے لگے، حالانکہ فی الواقعہ یہی انسانیت کے لئے تریاق ثابت ہوا تھا جو آج بھی تریاق ہے اور کل بھی رہے گا۔

بے لگام ملی یکجہتی:

تاریخِ عالم شاہد ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد سے حضرت عمرؓ کے دور تک ملی یکجہتی اپنے عروج پر تھی اور اپنی اصل بنیاد سے قریب ترین کوئی دور تھا تو یہی۔ نبی برحق کے مبنی بر صداقت فرمان "خیر القرونی قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم" افضل دور میرا دور ہے پھر بتدریج انحطاط اور یوں بتدریج انحطاط نے ملی یکجہتی کی گاڑی کو پٹڑی سے اتار دیا۔ خلافت راشدہ اور پھر جناب عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور کے بعد ملی یکجہتی بے لگام ہو گئی اور بعد کے حکمرانوں میں جس قدر اسلامی اقدار دیکھنے میں آئیں اسی قدر ملی یکجہتی بھی دیکھنے کو ملی اور جتنے وہ اسلام سے دور پائے گئے یکجہتی بھی مفقود رہی۔

بے لگام معاشروں میں ان گنت قباحتوں کا پیدا ہونا فطری امر ہے اور پھر ایسے معاشروں سے جن جن کو واسطہ پڑا ان کی برگشتگی بھی فطری چیز ہے اور یوں مسلم ملت سے غیر مسلم ملت خائف رہنے لگی اگرچہ اقدار کے اس دیوالیہ پن کے باوجود مسلم ملت، غیر مسلموں سے بدرجہا بہتر تھی یہ اخلاقی گراوٹ کے اس نچلے درجے تک نہ پہنچی تھی جس پر خود غیر مسلم معاشرے عملاً پہنچ چکے تھے مگر تعصب کی انتہا کہ مفروضوں کی بنیاد پر یہ طے کر لیا گیا کہ مسلمان سے ہمیں سخت خطرہ ہے اور اس خطرے کی موثر روک تھام کے لئے موثر ترین نسخہ ان کی بچی کھچی ملی یکجہتی پر کاری ضرب لگانا ہے اور پھر اس پر وہ ڈٹ گئے۔

ملتِ مسلمہ جس کا خالق ایک، ہادی و رہبر ﷺ ایک اور مکمل و مدلل کتابِ ہدایت بھی ایک، اغیار کی سازشوں کو نہ سمجھ سکی، اور علمی سطح کے رحمت والے اختلاف رائے کو یکسر نظرانداز کر کے، تفرقہ بازی کی راہ چل نکلی۔ خالص علمی مسائل عامتہ الناس کے اکھاڑوں میں آئے اور ان کی سرپھٹول کا سبب بنے اور یوں

یہ شیرازہ بکھرتا چلا گیا جس کا سلسلہ آج بھی جاری ہے اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ زوال کب اور کہاں رکے گا۔ اگرچہ فخر کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔ مسلمان ہمیشہ شکر و سپاس کے جذبہ سے معمور ہوتا ہے تاہم مسلمان ہونے پر فخر کے لفظ کی گنجائش پیدا کی جا سکتی ہے مگر اب تو آپ اکثر سنتے ہیں کہ مجھے فخر ہے میں دیوبندی ہوں' میں بریلوی ہوں' میں اہلحدیث ہوں یا میرا تعلق شیعہ مذہب سے ہے۔ یہ ناپسندیدہ فخر ہی دراصل فساد کی جڑ ہے۔

بے لگام ملی یکجہتی کا علاج:

مذکورہ مرض کا واحد علاج رجوع الی اللہ ہے بالفاظ دیگر رجوع قرآن و سنت کی طرف کہ تعلق باللہ اور تعلق بالرسالت ہی اس زنگ کو بہتر انداز میں دھو سکتے ہیں۔ رب العزت نے قرآنِ پاک میں جہاں ملی یکجہتی کا حکم دیا ہے' وہاں اس حکم سے قبل' اس نسخے کا ذکر فرمایا ہے جس پر عمل کر کے یکجہتی کو معیار مطلوب تک لے جایا جا سکتا ہے اور اصحابؓ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بابرکت دور' جنہوں نے اس نسخہ سے استفادہ کیا تھا' گواہ ہے' فرمایا:

"یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا...." (ال عمران: 7-106)

"اے ایمان کا اقرار کرنے والو! اللہ سے اس طرح ڈرو کہ ڈرنے کا حق ادا ہو جائے اور تمہیں موت آئے تو حالت ایمان میں۔ اللہ کے دین کو مل کر تھامو اور باہم تفرقہ نہ کرو"۔

"یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ○ یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا"....

(الاحزاب: 71-70)

"اے ایمان کا دعوی کرنے والو! اللہ سے ڈرو اور (ہمیشہ) پکی کھری بات کہو۔ (اس سبب سے اللہ) تمہارے اعمال درست کر دے گا' تمہارے گناہ معاف کر دے گا' جس کسی نے اللہ اور

اس کے رسول کے احکامات (بلاچوں وچراں) مانے اس نے انتہائی
بڑی کامیابی پائی"۔

اصل سے قریب ملی یکجہتی اور غیر مسلم اقوام:

اصل سے انتہائی قرب رکھنے والی (خدا خوفی رکھنے والی) قوم کیلئے غیر مسلموں کے رویہ کی ایک جھلک تاریخ کے آئینہ میں ملاحظہ فرمایئے۔ ایرانی قوم نے شکست خوردہ یزدگرد سے کہا' جب وہ ملک چھوڑ کر جانا چاہتا تھا کہ :۔

"آپ ٹھہر جایئے یہ بُری تجویز ہے اس طرح آپ دوسری قوم کے ملک جائیں گے اور اپنی قوم اور اپنے وطن کو چھوڑ دیں گے' آپ اس کے بجائے ہمیں مسلمان (پڑوسی) قوم کے پاس لے جائیں' یہ وفادار اور دین دار قوم ہے" (تاریخ طبری جلد سوم صفحہ 204)

اب ایک اور اسلام کے لئے انتہائی متعصب مستشرق سر ولیم میئور کی رائے ملاحظہ فرمایئے:۔

"اگر مسلمانوں نے شامی عوام سے حسنِ سلوک روانہ رکھا ہوتا اور ان کے مذہب کی مخالفت کی ہوتی تو جنگِ یرموک کے موقع پر ان کی پوزیشن بہت خراب ہوتی لیکن مفتوحہ آبادی سے ان کا نرم سلوک' عدل و انصاف اور دیانت و امانت' باز نطینیوں کے ظلم و تشدد اور عدم رواداری کے مقابلے میں بہت نمایاں تھے ...... شامی عیسائیوں کو عرب حملہ آوروں کے ماتحت باز نطینی حکومت کے مقابلے میں کہیں زیادہ شہری اور سیاسی آزادیاں حاصل تھیں اور وہ اپنی سابقہ حالت کی طرف لوٹ جانے کے ہرگز خواہشمند نہ تھے۔ یہودیوں سمیت حمص کے باشندوں نے یہ پختہ فیصلہ کر لیا تھا کہ باز نطینیوں پر اپنے شہر کے دروازے بند رکھیں گے۔ جب مسلمان وہاں سے ہٹے (فوجی ضرورت پیش آ گئی تھی) تو انہوں نے تمام وصول کردہ ٹیکس واپس کر دیئے کہ

معاہدہ کے مطابق مفتوحین کی حفاظت نہ کر سکتے تھے ایک نسطوری بشپ نے 15 ہجری میں لکھا' عربوں کو خدا نے حکومت دی ہے اور وہ ہمارے آقا بن گئے ہیں لیکن وہ عیسائی مذہب کی مخالفت نہیں کرتے بلکہ وہ ہمارے مذہب کی حفاظت کرتے ہیں اور ہمارے گرجوں اور ہمارے کانونٹوں کو تحائف دیتے ہیں (تالیف قلب کیلئے) مسلمان فاتحین اور عیسائی رعایا کے مابین خوشگوار تعلقات کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہو گا کہ دونوں مذاہب کے عبادت گزار اپنی اپنی عبادت کے لئے دمشق کے گرجا گھر میں ایک ہی دروازے سے داخل ہوتے ہیں"۔ (خلافت کا عروج و زوال' سرولیم میور' مطبوعہ لندن (ایڈنبرا) ایڈیشن 1915' صفحہ (127-28

عقل تسلیم کرتی ہے کہ اگر ملتِ مسلمہ اسی اصل کی طرف پلٹ کر دوبارہ اکائی بن جائے تو نہ صرف یہ کہ خود اس کا سکھ اور سکون پلٹ آئے گا' ہر طرح کا تحفظ اس کا مقدر بن جائے گا بلکہ اس کے نکھرے کردار سے غیر مسلموں کا خوف بھی ختم ہو جائے گا۔ دہشت اور وحشت ختم ہو جائے تو بھائی چارہ جنم لیتا ہے اور بھائی چارہ مستحکم ہو تو چار سُو امن کا پیغامبر بن جاتا ہے گویا نکھرے کردار والی اکائی پر عالمی امن کا انحصار ہے۔ کسی نے بجا کہا کہ :۔

If there is sincerity in purpose, there is beauty in character;
If there is beauty in character, there is harmony in the home;
If there is harmony in the home, there is order in the nation; and
If there is order in the nation, there is peace in the World.

'اصل' سے ملی یکجہتی کیسے؟

مذکورہ تفصیلات کے بعد اب سوال یہ ہے کہ تقوی و خدا خوفی والی ملی یکجہتی حاصل کیسے جائے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا' "اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن" "نماز دین کا ستون ہے"۔ کسی بھی عمارت کا تمام تر بوجھ ستون سہارتے ہیں۔ دین کے معنی نبی رحمت ﷺ نے یوں بیان فرمائے ہیں۔ "اَلدِّیْنُ اَلْمُعَامِلَۃ" دین عملی

زندگی کے معاملات کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ بھی مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ انہی معنوں میں ہیں کہ محشر میں ہر انسان کی عملی زندگی کے جملہ معاملات کا حساب کتاب لے کر بندے کے منطقی انجام کا فیصلہ فرمائیں گے۔ گویا اسلام انسان کی عملی زندگی کے ہمہ جہت معاملات ہی کا نام ہے۔

نماز' عملی زندگی میں سدھار پیدا کرنے کے حوالے اپنے مرکزی کردار کی حامل ہے۔ نماز' فرد اور افراد کی زندگیوں میں نکھار پیدا کرنے کے علاوہ حقیقی معاشرتی بندھن (real binding force) بھی ہے۔ نماز فرد کی اکائی کو معاشرے کی اکائی میں ضم کرتی ہے۔

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں' بیرونِ دریا کچھ نہیں

فلسفہ نماز اور یکجہتی:

پانچ وقت کی مسجد میں نماز باجماعت' نماز جمعہ' عیدین اور حج کے فلسفہ پر غور کریں تو یہ ملتِ مسلمہ کو' ایک بنو - نیک بنو' کا مسلسل درس دینے والا عمل ہے جو بندے میں تعلق باللہ پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ تعلق بالعباد بھی پیدا کرتا ہے۔ بندے کے اندر پیدا ہونے والی معاشرتی خرابیوں کی جڑ بھی نماز سے کٹتی ہے اور جب اپنی اپنی سطح پر ہر فرد معاشرتی خرابیوں سے بچنے کی فکر کرتا ہے تو یہ روشنی معاشرے کو منور کرتی ہے۔

مسجد سے اذان کی آواز پر' بندہ تمام کام چھوڑ کر لبیک کہتے مسجد میں پہنچ جاتا ہے' ہر اونچ نیچ سے بے نیاز' محمود و ایاز' ایک ہی صف میں امام کے پیچھے بارگاہ رب العزت میں ہاتھ باندھے' نظریں جھکائے کھڑے ہیں۔ دائیں ہاتھ ملک صاحب ہیں تو بائیں ہاتھ محلے کا چھابڑی فروش کھڑا ہے اور ہر کوئی اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اور اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کہہ رہا ہے یا امام کے کہنے پر آمین کہہ رہا ہے۔ ایک نماز کے بعد دوسری' پھر تیسری' چوتھی اور پانچویں۔

نماز سے فارغ ہوتے ہی سب کام کاج میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ محلے کے

نمازی دکاندار سے خریدار کچھ لینے جاتے ہیں تو اسے کم تولتے شرم آتی ہے' ملاوٹ والا مال دیتے شرم آتی ہے' زیادہ نرخ وصول کرتے شرم آتی ہے کہ ابھی تھوڑی دیر بعد پھر مسجد میں اسی محلّہ دار کے ساتھ کندھا ملا کر میں نے اللہ کے حضور کھڑا ہو کر اھدنا الصراط المستقیم کہنا ہے۔ چغلی اور غیبت سے بھی یہی احساس روک دیتا ہے کہ مسجد میں کس منہ سے سامنا کرونگا۔

ایک نماز میں کوئی محلّہ دار حاضر نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کہ بیمار ہے' پریشان ہے' دوسرے نمازی اس کی عیادت کے لئے' اس کی دلجوئی کے لئے اس کے گھر جاتے ہیں تو وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ میں مشکل میں تنہا نہیں ہوں میرے احباب میرے دکھ سکھ کے ساجھی ہیں اس میں حوصلہ بڑھتا ہے باہم محبت کا احساس مستحکم ہوتا ہے اور یوں فرد کی اکائی' افراد کی اکائی میں ضم ہو کر بتدریج قوت پکڑتی ہے یہ قوت خلافتِ راشدہ کے دور میں ہر کسی نے دیکھی ہے

مسجد کی نماز باجماعت فرد اور افراد کو تمام سماجی معاشرتی برائیوں سے روکتی ہے کسی جگہ افراد کا خوف ہوتا ہے تو کسی جگہ خدا کا خوف اور مسلسل عمل سے بالاخر بندہ' بندوں سے خوف کے بجائے خدا کے خوف تک جا پہنچتا ہے وہ گالی نہیں بکتا' وہ جھگڑا نہیں کرتا' وہ بددیانتی سے باز رہتا ہے' زنا کے پاس جانا تو کجا بدنظری سے بچتا ہے' رشوت اور سود سے بچتا ہے کہ اہل محلّہ اور مسجد کا مسلسل دباؤ اسے مجبور کر دیتا ہے۔

نماز جمعہ :

محلّہ میں روزانہ پانچ وقت نماز کی ادائیگی کے بعد آٹھویں روز مرکزی جامع مسجد کا پر شکوہ اور روح پرور منظر' نمازی کو چھوٹی کونسل سے نکال کر بڑی کونسل کا ممبر بنا دیتا ہے۔ یہ نسبتاً" بڑی اکائی ہے جو اس کی طاقت میں اضافہ ہے یہ چھوٹے سے بڑے معاشرہ کی طرف قدم ہے۔ میل ملاپ کا دائرہ اس سے وسیع ہوتا ہے۔ جان پہچان محلے سے نکل کر دسرے محلوں کی مرکزیت تک پہنچ جاتی ہے جس کو ہر ہفتہ کا تسلسل مستحکم کرتا چلا جاتا ہے۔

جمعہ کے اجتماعات کے بعد ہر سال پورے شہر کی بنیاد پر بلکہ گردو پیش کی چھوٹی بستیوں کو جلو میں لئے یہ مزید بڑی اکائی بنتی ہے ملت کی قوت کا یہ عمدہ مظاہرہ ہوتا ہے گلیوں، محلوں سے پھوٹتے باہمی محبت و اخوت کے سوتے شہر کی مرکزیت میں ضم ہوتے ہیں۔ تعارف بڑھتا ہے۔

حج:

سالانہ عالمی سطح کا یہ اجلاس، جس میں شرق و غرب سے، شمال و جنوب سے فرزندانِ توحید شمولیت کرتے ہیں، ملتِ مسلمہ کے لئے "ایک بنو اور نیک بنو" کا عملی درس ہے۔ حرمِ کعبہ ہو، منیٰ و مزدلفہ ہو یا میدانِ عرفات، رنگ و نسل و علاقہ اور شخصی عقیدہ اپنی اپنی جگہ، یہاں ہر کوئی، ہر طرح کے تعصب سے بالا، تسبیح و تہلیل میں مصروف ملے گا۔ یہاں کی نمازوں میں، خصوصاً" حرم مکی اور میدانِ عرفات میں، دائیں بائیں آگے پیچھے دیوبندی کھڑا ہے، بریلوی یا اہل الحدیث اور فقہ جعفریہ والا ہے کوئی نہیں جانتا، کوئی نہیں پوچھتا، سب کا دھیان یا ذات باری تعالیٰ کی جانب ہے یا وہ اپنے ذاتی محاسبے میں گم ہے۔ یوں ان مقامات پر 'ایک اور نیک' کی روح کارفرما ہوتی ہے، جسے بدقسمتی سے محفوظ نہیں رکھا جاتا۔

زکوۃ

ملی یکجہتی کے لئے نماز اور حج کے بعد دوسرا موثر ترین ذریعہ زکوۃ و عشر کا اسلامی نظام ہے۔ صاحبِ نصاب اپنے مال کو پاک کرنے کے لئے فرمانِ الٰہی پر عمل کرتے اپنے اموال میں سے متعین حصہ نکال کر مستحقین کو کھلے دل و دماغ سے پیش کریں تو معاشرے کا یہ پسماندہ طبقہ جسے زکوۃ و عشر دیا جا رہا ہے، دینے والے کے لئے یقیناً احساسِ ممنونیت رکھے گا اور یہ جذبہ جوں جوں پھیلے گا مستحکم و مربوط معاشرہ وجود میں آئے گا۔

اختتامیہ:

ہم نے تفصیل کے ساتھ ملی یکجہتی (ایک بنو) کے سلسلے میں معروضات آپ

... ایک ہونے کے ساتھ نیک ہونے کے معیار پر پوری تھی۔ شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے، یعنی غیر مسلم بھی مسلمان کی حکمرانی میں تحفظ کا یقین رکھتے تھے جس کی مثالیں اوپر دی جا چکی ہیں اور جس دور میں مسلمان اس معیار سے نیچے گرے، غیر مسلموں کو ان سے خوف آنے لگ گیا اور یوں فریقین ہی خسارے میں رہے۔

اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ زندگی اگرچہ پوری انسانیت سے راست روی کا مطالبہ کرتی ہے مگر اہل ایمان سے، جو اللہ کی بات کو ہر دوسری بات پر غالب رکھنے کے مکلف ہیں، یہ مطالبہ زیادہ شدت سے ہے کہ حقیقی قوتِ نافذہ ایک ہونے سے ہی آ سکتی ہے۔ اب اگر اس قوت کو نیکی کی قوت کے ساتھ ملاکر استعمال نہ کیا جائے تو محض اندھے کی لاٹھی، ثابت ہو گی کہ جس کا دل چاہے سر پھوڑ دیں۔ یہ قطعاً" غیر مطلوب ہے۔

مسلمان، عالمی سطح پر انسانیت کے سکھ چین اور معاشی معاشرتی تحفظ کا ضامن ہے اس مرتبہ جلیلہ پر یہ اسی وقت فائز ہو سکتا ہے اور فائز رہ سکتا ہے جب اتحاد یکجہتی کے ساتھ ساتھ خدا خوفی اسکا مقدر ہو اور یقیناً" یہ فروعات میں الجھ کر ممکن نہیں ہے، نہ ہی اسکا نام تقویٰ ہے۔ مقامِ افسوس ہے کہ کسی چوک، گلی محلے میں لگے وی سی آر پر، کسی سنیما میں لگی فلم پر یا کسی جگہ رکھے حُقے پر بیٹھے کسی نے گردو پیش والوں سے کبھی یہ سوال نہ پوچھا ہو گا، تجسّس تک نہیں کیا ہو گا کہ دائیں بائیں کس عقیدہ و مسلک کے لوگ بیٹھے ہیں، یہ سنیما، وی سی آر اور یہ حُقّہ کس مسلک کی ملکیت ہے مگر وہی لوگ اگر نماز کیلئے، بارگاہِ رب العزت میں حاضری کیلئے، کسی مسجد میں داخل ہونا چاہیں تو عقیدہ و مسلک انکی راہ روک لیتا ہے۔ وی سی آر، سنیما اور حُقّہ غیر مسلم کا بھی ہو تو قابلِ قبول اور مسجد کلمہ گو کی ہو، کلمہ گو ہی داخل ہونا چاہے تو ناقابلِ قبول۔ یہ ہے عقل کا اندھا پن۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ آج پوری دنیا سکھ چین اور تحفظات کی متلاشی ہے۔ اسمیں ترقی یافتہ اور ترقی پذیر کی کوئی درجہ بندی نہیں ہے اس عالمی ضرورت کو صرف اور صرف عالمی نظام ہی پورا کر سکتا ہے اور عالمی نظام بھی وہ، جو اس عالم کے تخلیق کنندہ نے عالم کی ضروریات کو مدِنظر رکھ کر تشکیل دیا ہے بلاشک و شبہ یہ عالمی نظام،

اسلام کا نظامِ حیات ہے جو آج کی سرگرداں اور پیاسی انسانیت کی پیاس بجھا سکتا ہے' سسکتی تڑپتی انسانیت کے زخموں پر ٹھنڈی پٹی رکھ سکتا ہے اور کلمہ گو جس کے امین

ہیں۔ آج اگر ملت مسلمہ نے اپنی یہ ذمہ داری نہ پہچانی' یہ ذمہ داری فروعی اختلافات' ہٹ دھرمی اور محض اپنی گردن اونچی رکھنے کی خواہش میں پوری نہ کی' تو غیر مسلم اقوام محشر میں یہ کہنے میں یقیناً حق بجانب ہونگی کہ خدا وندا! تیرے جن بندوں کے پاس اکسیرِ حیات تھا' پارس تھا' وہ تو اپنی سر پھٹول میں لگے رہے۔ ہمارے سامنے حکمت و تدبر اور اپنے کردار کے نکھار کے ساتھ اسلام پیش کرتے تو ہم بھلا کیوں قبول نہ کرتے۔ یہ راحت کا ضامن نظام حیات تو ہماری ضرورت تھا۔

کیا یہ درست نہیں ہے کہ آج غیر مسلموں کے قبولِ اسلام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ خود مسلمان (کا عمومی کردار) ہے۔ غیر مسلم اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں تو قبول کرنے کو جی چاہتا ہے مگر مسلمان کو دیکھتے ہیں تو پیچھے ہٹ جاتے ہیں کہ مسلم اور غیر مسلم کے عمومی کردار میں کہیں نمایاں فرق نہیں ہے۔

شاہد رشید

"اتحاد ملت میں رخنہ کا بنیادی سبب قرآن و سنت کے علم کا نہ ہونا ہے قرآن و سنت کا وہ علم، جو قرآن میں خالق نے فرمایا ہے اور جس کی وضاحت محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و فعل سے امت کے سامنے رکھی ہے۔
ہم نے آنکھ کھولتے ہی اپنے اپنے فرقہ و مسلک کا قرآن اور اسی مسلک سے لگا کھاتی احادیث سنیں اور اپنی عقل کو زحمت دیئے بغیر اپنے اپنے مولوی صاحب کی بات پر ڈٹ گئے علم کے وارث علمائے دین کی راہنمائی ہمارا مقدر نہ بنی۔ یہ جہل کی ابتدا تھی۔ یہ جہل اعلیٰ تعلیم کے باوجود انسان کے دل و دماغ پر چھا جاتا ہے۔
اسی جہل کا کرشمہ ہے کہ ہر نئے دن کے ساتھ نئی جماعت، نیا گروہ اور نیا مسلک ہمارے سامنے آتا ہے۔ کیا آپ خود اس پر گواہ نہیں ہیں؟
اس جہل کا خاتمہ ممکن ہے بشرطیکہ آپ خود قرآن و حدیث کا ترجمہ پڑھیں اس پر غور کریں اور اللہ تعالیٰ سے راستی طلب کریں۔ آپ کے اندر سے آواز آئے گی کہ آپ کے گرد پھیلے اسلام میں کیا کھرا ہے اور کیا کھوٹا ہے۔ کھرا رکھ لیجئے، کھوٹا بلکہ مشکوک بھی چھوڑ دیجئے اتحاد ملت ہمارا مقدر بن جائے گا"۔ انشاء اللہ

بت صنم خانے میں کہتے ہیں مسلمان گئے ۔ : ۔ ہے خوشی ان کو کہ کعبے کے نگہبان گئے
منزل دہر سے اونٹوں کے حدی خوان گئے ۔ : ۔ اپنی بغلوں میں دبائے ہوئے قرآن گئے

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں!
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک ۔ : ۔ ایک ہی سب کا نبی، دین بھی، ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک ۔ : ۔ کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

تعاونوا بالبر التقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان

بھلائی کے کاموں میں تعاون کریں

☆

میاں نور محمد میموریل اُلنوّر ٹرسٹ رجسٹرڈ' اسلام اور نظریہ پاکستان کے استحکام کے لئے کام کرنے والا ایک سماجی ادارہ ہے ٹرسٹ کا شعبہ تحقیق و تالیف گزشتہ ایک سال سے مصروفِ عمل ہے اور اسلامی تعلیمات کے حوالے سے اب تک کئی کتب اور کتابچے مخیر اداروں اور مخیر حضرات کے تعاون سے آپ کے سامنے لا چکا ہے الحمد للہ مختلف حلقوں میں اس کام کی افادیت کو تسلیم بھی کیا گیا ہے۔

آج جب ہمارے گردوپیش بگاڑ ہے اور روز بروز اس میں اضافہ ہو رہا ہے یہ ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ خیر و بھلائی کو زیادہ موثر انداز میں پھیلایا جائے۔ اتحادِ ملت کے لئے قرآن و سنت کی تعلیم کو عوام کے سامنے لایا جائے۔

اُلنوّر ٹرسٹ کا کام آپ کے سامنے ہے یہ کام کسی اکیلے شخص یا ادارے کا نہیں ہے اس میں دامے درمے سخنے ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ تاریکی چھٹے گی تو روشنی پھیلے گی اور روشنی پھیلے گی تو میرا اور آپ کا رہنا سہل ہو گا ہماری آئندہ نسل تنزل سے محفوظ رہے گی۔ انشاللہ تعالیٰ۔

اپنے اور اپنی اولاد کے سکھ بھرے مستقبل کی خاطر تعاون کیجئے کہ اسلام کی روشنی پھیلے' اتحادِ ملت پروان چڑھے۔

عطیات کے لئے :۔ مسلم کمرشل بنک اکاؤنٹ نمبر MCB/CD-897

میاں نور محمد میموریل اُلنوّر ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

کل نفسٍ ذائقۃ الموت

(قبر)

عبدالرشید ارشد

فون نمبر 3401

النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ) جوہر پریس بلڈنگ جوہر آباد

آئینہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆
تقریظ
☆

ہر ذی روح کو زمین پر اپنی مہلت مکمل کر کے موت کا مزہ چکھنا ہے۔ ہم نے اس کا خود مشاہدہ کیا ہے اور ہمارے بعد کے لوگ بھی یہ مشاہدہ کرتے رہیں گے کہ اس کائنات میں بقا صرف خالق کائنات کا حق ہے۔

فنا ہونے والی ہر نوع کی مخلوق میں صرف انسان ہے جس کے لئے یہ دنیا امتحان گاہ ہے کہ وہ قول و فعل کے لئے ہدایت ربانی کے باوجود مرضی و منشا میں آزاد ہے۔ خالق کائنات کا یہ احسان عظیم کہ اس نے ہر لمحہ گذرنے والی زندگی کے لئے اس کو رہنمائی سے نوازا۔ اب یہ اس کی اپنی ہمت ہے کہ وہ محض کامیاب ہو' اچھے نمبر لے کر ممتاز رہے یا اس کی بد نصیبی کہ فیل ہو جائے۔

ہر انسان کو جس پہلی منزل پر آزمائش کا سامنا ہے وہ قبر ہے' اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ ڈوب کر مرا' مچھلی کے پیٹ میں گیا یا جلا کر راکھ فضا میں بکھیر دی گئی۔ اللہ تعالیٰ اسے اس پہلی پرزش کے لئے سمیٹ لے گا۔ اسی سمیٹنے کا نام قبر ہے جو محض ہمیں سمجھانے کے لئے بطور استعارہ بیان کی گئی اور قبر کو سیانوں نے دو گز زمین کا نام دیا ہے۔

کہنے کو تو بات محض "دو گزر زمین" کی ہے مگر اس دو گز زمین کا شعور یا عدم شعور انسانی زندگی کے بناؤ بگاڑ کی حقیقی کلید ہے۔ گردوپیش بسنے والوں کا قول و فعل یہ بتانے کے لئے کافی ہوتا ہے کہ ان میں دو گز زمین کا شعور کس قدر ہے۔

"دو گز زمین" (قبر) کے شعور کو اجاگر کر کے کردار میں نکھار پیدا کرنے کے حوالے سے یہ مختصر تحریر آپ کے سامنے ہے' اس دعا کے ساتھ کہ یہ لکھنے والے' آپ تک پہچانے والے اور پھر خود آپ کے لئے نافع بن جائے۔ دو گز زمین ہم سب کے لئے بقول محسن انسانیت ﷺ' جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بن جائے۔

آمین یا رب العالمین

میاں عبداللطیف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دو گز زمین

خالقِ کائنات کے کُن فرمانے کے ساتھ ہی کرہ ارض وجود میں آگیا۔ ماہرینِ ارضیات نے جسے سائنس کی زبان میں Big Bang کا نتیجہ قرار دیا۔ زمین وجود میں آئی تو سینۂِ دھرتی سجانے کے لئے خالق نے اسے نباتات و جمادات سے سجایا پھر چرند' پرند سے اس میں رنگ بھرا مگر اس کے باوجود دھرتی کے حسن کی تکمیل نہ ہوئی تھی۔ تکمیلِ حُسن کے لئے مرضی کی مالک ایک مخلوق کی ضرورت تھی' جو کاملا" آزاد بھی ہو اور آزادی کے درست یا غلط استعمال کا شعور بھی رکھتی ہو۔ یہ مخلوق' اشرف المخلوقات کے اعزاز کے ساتھ' بصورتِ انسان (مرد و زن) سینۂِ دھرتی پر آباد کی گئی۔

خالق نے جب اس کائنات کا نظام چلانے والی خالص نوری مخلوق' فرشتوں کے سامنے تخلیقِ انسانیت اور اس کے ذمہ نیابتِ الٰہی کے منصوبہ کا ذکر کیا اور یہ بھی فرمایا کہ وہ اپنی مرضی میں آزاد ہو گا تو تعجب اور بے ساختگی سے فرشتوں نے عرض کیا کہ یہ انسان تو زمین میں فساد پھیلائے گا۔ یوں پہلے ہی دن سے انسان اور زمین کے رشتہ و تعلق میں خرابی کی بو سونگھی گئی دوسرے لفظوں میں مہورت ہی غلط ہو گئی۔

رَبّ العزت نے اس وقت اگرچہ فرشتوں کو یہ کہہ کر مطمئن کر دیا کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے (اِنِّیۡ اَعۡلَمُ مَالَا تَعۡلَمُوۡنَ) مگر گردوپیش نظر دوڑائیں یا تاریخ کے اوراق پر اچٹتی ہوئی صرف ایک نظر ڈالیں تو اندر سے گواہی ملتی ہے کہ کم فہم بلکہ کم ظرف انسان اپنے خالق کو (معاذ اللہ) جھٹلا کر فرشتوں کے کہے کو سچ کر دکھانے کے لئے ادھار کھائے بیٹھا ہے کہ چہار سو لڑائی ہے' فساد ہے' عدم اطمینان ہے۔ زمین پر بذریعہ زمین فساد ہے۔

بات آگے بڑھی تو سیانوں کو کہاوتوں کی صورت میں اپنے تجربات کا نچوڑ آنے والی نسلوں کو منتقل کر کے سرخرو ہونے کا خیال آیا۔ انہوں نے فساد فی الارض کا تجزیہ تین حروف میں نہیں، بلکہ تین الفاظ میں یوں پیش کیا کہ سینۂ دھرتی کے ہر فساد کی تہہ میں صرف یہ تین عوامل زمین، زن اور زر کارفرما ہوتے ہیں۔ ممکن ہے ان کی ترتیب مختلف ہو مگر فساد فی الارض کی اس مصدقہ جڑ پر سب کا اجماع ہے۔

زمین، زن اور زر باہم لازم و ملزوم ہیں اور کسی طرح بھی شرعاً" قانوناً" یا اخلاقاً" غیر مطلوب و مردود نہیں ہیں۔ یہ تینوں اجزا حضرت انسان کی اس آزمائش کا لازمی بنیادی جزو ہیں، جس آزمائش کی خاطر اسے اشرف المخلوقات کے اعزاز کے ساتھ، نیابتِ الٰہی کے تقاضے پورے کرنے کے لئے سینۂ دھرتی پر سجایا گیا تھا مذکورہ تینوں اجزاء کے درست استعمال کے لئے خالق نے اپنی کتاب اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے واضح ہدایات دیں۔

انسانیت کی تاریخ اس پر گواہ ہے اور روزمرہ زندگی کا مشاہدہ بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ اس زمین پر پیدا ہونے والا ہر مرد و زن، امتحان کا عرصہ گزار کر واپس اسی دھرتی کے اندر چلا جاتا ہے (الاماشاءاللہ) کہ یہی انجام اس کا مقدر ہے۔ (حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ) اور یوں قبر کے لئے استعمال ہونے والی زمین، لمبائی چوڑائی کی عمومیت کے سبب دو گز زمین قرار پائی۔ یہ زمین، شعرا کے ہتھے چڑھی تو یاس و حسرت کے مارے، بہادر شاہ ظفر جیسے مغل دور حکمرانی پر دھبّہ بننے والے، پکار اٹھے کہ "کتنا ہے بدنصیب ظفر کہ دو گز زمین نہ ملی کوئے یار میں"۔

دو گز زمین کے لئے بھی ہر ایک کا اپنا اپنا تصور ہے مثلاً" بعض دنیوی رشتوں کے سبب، اپنے پیاروں کے پہلو میں یا قدموں میں دو گز زمین کے متمنی ہوتے ہیں تو بعض اتنے اکتائے ہوئے ہوتے ہیں کہ دعا کرتے ہیں "میری دو گز زمین (قبر) بھی اس کے قریب نہ ہو" کچھ احباب کے کندھوں پر دو گز زمین کی طرف سفر کرتے ہیں تو کچھ بے یارومددگار اس کا پیٹ بھرتے ہیں، بعض کو یہ دو گز بھی نصیب نہیں ہوتی۔

یہ تو دو گز زمین کے لئے عمومی تعارفی گفتگو تھی۔ خالق کے تخلیق کردہ باشعور انسان کے لئے روئے زمین پر اگر کوئی سب سے اہم چیز ہے تو وہ یہی دو گز زمین (قبر)

ہے۔ اسی دو گز زمین کے لئے شعور یا عدم شعور' فرد ہو یا افراد ہوں' کی عملی زندگی کی راہیں متعین کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اسی شعور سے اقدار جنم لیتی ہیں جو سماجی و معاشرتی زندگی کی ریڑھ کی ہڈی ہیں اور اسی دو گز زمین کی حقیقی اہمیت کا عدم شعور کردار کے نکھار کی نفی کرتا ہے' سماجی و معاشرتی زندگی کو گھن کی طرح چاٹ لیتا ہے۔

دو گز زمین کا قرآنی تصور:

قرآن حکیم نے' جو خالق کی طرف سے مخلوق کے لئے مکمل و مدلل راہنمائی ہے' دو گز زمین کو قبر بھی کہا ہے اور اسی کے لئے موت و برزخ کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔ موت ان معنوں میں کہ اس کا لازمی نتیجہ قبر ہے خواہ یہ دو گز زمین کی صورت میں ہو یا مچھلی کے پیٹ کی صورت میں' یعنی موت وارد ہونے سے دوبارہ جی اٹھنے تک' برزخ کے مراحل کا دوسرا نام دو گز زمین ہے۔ خواہ موت کے بعد جلا کر راکھ ہی کیوں نہ بکھیر دی جائے۔

"مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ"۔ (عبس: 19 تا 21)

"(ناپاک) پانی کی بوند سے اسے پورے توازن کے ساتھ بنایا پھر اسے آسان راستے کی راہنمائی دی اور پھر وہ قبر میں پہنچ گیا"۔

"اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ"۔ (التکاثر 1' 2)

"مال جمع کرنے کی ہوس نے تمہیں غافل رکھا اور (اسی دوڑ میں) تم قبروں تک جا پہنچے"۔

قبر' بارگاہ رب العزت میں حضوری کی پہلی منزل ہے۔ اس منزل پر مدت معینہ کے لئے قیام کا نام برزخ ہے اور اس کے بعد کی منزل آخرت یا محشر ہے جس کے بعد' امتحان کے مثبت یا منفی نتیجے میں حقیقی منزل' جنت ہے یا جہنم ہے۔ موت وارد ہوتے ہی اچھے یا برے اعمال کا صدور ختم ہو جاتا ہے مگر رحمٰن و رحیم خالق کی خصوصی شفقت کہ دنیا میں دیرپا اچھے اعمال کا سرمایہ' نیک اولاد کے اچھے اعمال برزخ میں بھی نافع بنتے ہیں' اس پر قرآن و حدیث سے بہت سی گواہیاں موجود ہیں' یہ نیک

اعمال بندے کے درجات بڑھانے اور خطا کار کا عذاب قبر کم کرنے کا سبب بنتے ہیں۔

دو گز زمین بصورت برزخ:

"وَ مِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ" (المومنوں : 100)

"اور اس کے (موت کے بعد قبر) پیچھے ایک آڑ (برزخ) ہے جہاں دوبارہ (جی) اٹھنے تک رہینگے"۔

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی مرجاتا ہے تو صبح شام اس کے سامنے اس کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے اگر مرنے والا اہل جنت میں سے ہے تو اہل جنت میں سے (اس کا ٹھکانہ) اور اگر اہل جہنم میں سے ہے تو اہل جہنم میں سے (اس کا مقام) اور کہا جاتا ہے کہ یہ تیری منزل ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ کر کے وہاں تک پہنچا دے گا"۔ (بخاری و مسلم بسلسلہ برزخ)

دو گز زمین کی روزانہ پکار:

"..... نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جانتے ہو لذتوں کو منقطع کرنے والی کون ہے؟ (سنو کہ) وہ 'موت' ہے 'قبر' روزانہ پکارتی ہے کہ میں :-

☆ ان مسافروں کا گھر ہوں جو وطن چھوڑ کر یہاں آباد ہوتے ہیں۔

☆ تنہائی کا گھر ہوں جس میں تجھے اکیلا رہنا پڑے گا۔

☆ مٹی کا گھر ہوں اور کیڑوں کا گھر ہوں۔

جب مومن بندے کو قبر کے سپرد کیا جاتا ہے تو وہ اسے خوش آمدید کہتی ہے اور کہتی ہے کہ تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ میری

پیٹھ پر (سینۂ دھرتی پر) چلنے والوں میں تو مجھے سب سے محبوب تھا اس وقت جب مجھے تیرا والی بنایا گیا ہے اور تو میرے قبضہ میں ہے تو عنقریب دیکھ لے گا کہ میں تیرے ساتھ کیسا اچھا روّیہ رکھتی ہوں پھر قبر حدِ نگاہ تک کشادہ ہو جاتی ہے اور اس میں ایسا دروازہ کھل جاتا ہے جو سیدھا بہشت تک جاتا ہے۔

جب کوئی نافرمان بندہ قبر میں جاتا ہے تو قبر خوش آمدید کہنے کی بجائے اس سے مخاطب ہو کر کہتی ہے کہ مجھے روندنے (سینۂ دھرتی پر نافرمانی کرنے) والے میرے نزدیک سب سے زیادہ قابل نفرت تم تھے آج جب (خدا تعالیٰ نے) مجھے تیرے لئے بااختیار بنا دیا ہے اور تو میرے قبضہ قدرت میں ہے تو تو دیکھ لے گا کہ میں کیسا سلوک کرتی ہوں۔ پھر قبر تنگ ہو کر اس پر ٹوٹ پڑتی ہے جس سے میت کی پسلیاں الٹ پلٹ ہو جاتی ہیں' ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتی ہیں (نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست کر کے دکھایا) پھر اس پر ستّر (70) سانپ مسلط کر دیئے جاتے ہیں۔ اگر ان میں سے ایک سانپ زمین پر پھونک مار دے تو پوری دھرتی پر ہمیشہ کے لئے کچھ نہ اگے' یہ سانپ قیامت تک اسے کاٹتے اور نوچتے رہیں گے۔ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ قبر یا تو باغ بہشت کا ایک قطعہ ہے یا جہنم کا ایک گڑھا"۔ (ترمذی عن ابی سعید ابواب القیامتہ)

دو گز زمین' منطقی انجام کی پہلی منزل:

فانی دنیا سے ابدی دنیا کی طرف ہجرت کا نام انتقال یا موت ہے اور موت وارد ہونے کے بعد ابدی زندگی کے منطقی انجام تک کے آغاز بصورت جزا یا سزا تک یہی دو گز زمین (قبر) انسان کی پہلی منزل ہے' ایک چیک پوسٹ ہے جہاں صرف تین سوالات کے جواب لے کر بندے کے مجرم یا شریف النفس ہونے کا تعین کیا جاتا ہے

پھر مثبت یا منفی جواب کی روشنی میں "برزخ" کے سکھ یا دکھ سے دوچار ہونا مقدر ٹھہرتا ہے۔

پہلی چیک پوسٹ، دو گز زمین (قبر) میں داخلے کے ساتھ ہی تین سوالات کے ساتھ دو فرستادگانِ خالق آ موجود ہوتے ہیں اور آنے والے مہمان کے وی آئی پی ہونے یا مجرم ہونے کا تعین کرتے ہیں، اس ضمن میں رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اتھارٹی ہے۔

"ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مرنے والا قبر میں پہنچتا ہے (اگر وہ نیک ہے) تو وہ بغیر کسی خوف و گھبراہٹ کے قبر میں بیٹھتا ہے پھر اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تم کس دین میں تھے؟ وہ کہتا ہے کہ میں اسلام میں تھا پھر پوچھا جاتا ہے یہ شخص کون ہیں؟ وہ جواب دیتا ہے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، جو اللہ کی طرف سے روشن دلائل کے ساتھ تشریف لائے ہم نے ان کی تصدیق کی۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ کیا تم نے خدا کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ کسی کے لئے ممکن نہیں کہ وہ (دنیا میں) خدا کو دیکھ سکے۔ پھر دوزخ کی طرف کھڑکی کھول کر اسے جہنم کے بعض حصے دکھائے جاتے ہیں پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز کو دیکھ لے جس سے اللہ نے تجھے بچا لیا۔ پھر اس کے لئے جنت کی طرف ایک کھڑکی کھول دی جاتی ہے وہ اس کی تازگی اور رونق اور جو کچھ اس کے اندر ہے دیکھتا ہے۔ اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تمہارا ٹھکانہ ہے کہ تم یقین پر قائم رہے، اسی پر تمہیں موت آئی اور اسی پر انشاء اللہ تم اٹھائے جاؤ گے"۔

"برا آدمی قبر میں بیٹھتا ہے تو خوف و وحشت کا مارا، اس سے پوچھا جاتا ہے تم کس دین میں تھے؟ وہ کہتا ہے نہیں جانتا۔ پھر نبی اکرمؐ کے لئے کہا جاتا ہے یہ شخص کون ہے؟ کہتا ہے میں نے لوگوں کو جو بات کہتے سنا وہی بات میں نے کہہ دی اس پر جنت

کی طرف ایک کھڑکی کھولی جاتی ہے تو وہ اس کی رونق و تازگی وغیرہ دیکھتا ہے اس پر اس سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز کی طرف دیکھو جسے اللہ نے تمہاری طرف سے پھیر دیا ہے اور پھر اس کے لئے جہنم کی طرف ایک کھڑکی کھول دی جاتی ہے وہ اس کی طرف دیکھتا ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو کھائے جا رہا ہے اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ ہے تمہارا ٹھکانہ۔ تم شک میں مبتلا تھے اور اسی پر تمہیں موت آئی اور اسی پر انشاء اللہ تم اٹھائے جاؤ گے"۔ (ابن ماجہ بحوالہ کلام نبوت' صفحہ 54-353' محمد فاروق خان' احباب پبلیکیشنز لاہور)

مذکورہ روایت معمولی لفظی اختلاف کے ساتھ دیگر کتب میں بھی وارد ہوئی ہیں' کہیں اختصار کے ساتھ تو کہیں بالتفصیل' بہرحال تین سوالات یہی ہیں کہ تمہارا رب کون ہے؟ تمہارا رسول کون؟ اور تمہارا دین کونسا؟ ان سوالات پر' جو رحمت اللعالمین ﷺ نے اللہ رب العزت کی اجازت سے اپنی امت کو قبل از وقت بتا دیئے' معمولی غور کریں تو اللہ تعالیٰ کے رحمٰن و رحیم ہونے اور سرور دو عالم ﷺ کے محسن ہونے کا کھلا اظہار ملتا ہے دنیا کا کوئی انتہائی مخلص و مہربان ممتحن (پرچہ فروشوں کی بات نہیں) اپنے شاگردوں کو امتحان میں پوچھے جانے والے سوالات سے آگاہ نہیں کرتا۔

معاملہ کس قدر توجہ طلب ہے کہ خود ممتحن یہ فرما دے کہ نمبر میں نے لگانے ہیں' تم ان تین سوالات کا درست جواب لے آؤ' میں تمہیں پاس کر دونگا (یا بقول ھادی برحق محشر کے چار یا پانچ سوالات) مگر جوابات ڈھونڈنے کے دوران میں کب پرچہ تمہارے ہاتھ سے کھینچ لوں' یہ تمہیں نہ بتاؤنگا۔ یعنی دو گز زمین کی جانب سفر کے وقت سے آگاہ نہیں کرونگا تاکہ تم ہر لحہ تیار' پرچہ حل کرنے میں لگے رہو۔ پھر بھی فیل ہو گئے تو بدبخت ٹھہرو گے۔

دو گز زمین (قبر) اور احساس و فکرِ آخرت:

محسنِ انسانیت ﷺ نے اپنی امت کو تلقین فرمائی کہ تم وقتاً" فوقتاً"

قبرستان کا چکر لگایا کرو تاکہ تمہارے قلب و ذہن میں یہ احساس ہمہ وقت موجود رہے کہ تمہیں بھی اسی بستی میں دو گز زمین کے نیچے، چھوٹی بڑی جائیداد و جاگیر چھوڑ کر آباد ہونا ہے۔

"حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (پہلے) میں نے تم کو زیارت قبور سے (دینی تربیت میں کمی کے سبب) منع کیا تھا اب (تمہارے دین فہمی کے سبب) تم قبروں کی زیارت کرو کیونکہ زیارتِ قبور دنیا سے بے رغبت اور آخرت کی یاد کو تازہ رکھتی ہے"۔ (ابن ماجہ، مشکوۃ، باب زیارۃ القبور)

قبر کی ابتدائی منزلِ شعور و احساس پر کس قدر اثر انداز ہوتی ہے اس کا اندازہ عشرہ مبشرہ (دس صحابہؓ جن کو نبی رحمت ﷺ نے ان کی زندگی ہی میں جنت کی خوشخبری دے دی تھی) میں سے حضرت عثمانؓ خلیفہ صادق کی پاکیزہ زندگی میں ملاحظہ فرمائیے:۔

"امیرالمومنین سیدنا عثمانؓ کسی قبر پر ٹھہرتے تو بے تحاشا روتے یہاں تک کہ آپ اپنی داڑھی آنسوؤں سے تر کر دیتے۔ آپؓ کی یہ کیفیت دیکھ کر پوچھا گیا کہ حضرت! جنت و دوزخ کا تذکرہ تو آپ کو اشکبار نہیں کرتا لیکن قبر کو دیکھتے ہی آپ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کے جواب میں آپؓ نے فرمایا کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ میں نے قبر سے زیادہ بھیانک اور خوفناک منظر اور کہیں نہیں دیکھا ہے یہ آخرت کی سب سے پہلی منزل ہے اگر یہ آسانی سے طے ہو جائے تو اس کے بعد آنے والے مراحل اس سے زیادہ آسان ہونگے، اور اگر آدمی اس سے چھٹکارا نہ پا سکے (اور پھسل جائے) تو ہر آنے والی منزل زیادہ دشوار اور پریشان کن ثابت ہو گی"۔

(ترمذی، ابواب الزھد، مسند احمد حدیث نمبر 454)

فکر آخرت اور عملی زندگی:

قبر یا دو گز زمین، آخرت کی پہلی منزل ہونے کے ناطے، انسان کی عملی زندگی

کو سنوارنے اور نکھارنے کا ذریعہ بنتی ہے کہ گردو پیش پھیلے قبرستان ہر لحہ یہ یاد دہانی کروانے کے لئے کافی ہیں کہ حقیقی گھر یہی ہے جہاں تمہیں عارضی گھر اور عارضی زندگی کے تمام تر سازوسامان کو چھوڑ کر بہرحال آنا ہے وہ عارضی گھر، وہ عارضی سازوسامان عیش و آسائش اور بنک بیلنس، جس کے لئے ہمہ وقت اور ہمہ جہت تم مصروف تھے اور تین سوالات کا جواب ڈھونڈنے کے لئے غفلت کا شکار ہوئے اس دو گز والے گھر کا اثاثہ نہ بنا سکے۔ اور اگر ہر کام کے دوران یہ تین سوالات پیش نظر رکھتے تو تیرا مکان، تیرا کاروبار، تیری گاڑی، تیرا بنک بیلنس غرض تیرا سب کچھ، اس دو گز زمین کو بے حد و حساب کشادہ کر کے یہاں بھی اسی طرح کی راحت کا سبب بنتا جیسی راحت کا سبب یہ عارضی زندگی میں تھا۔

جن نفوسِ قدسیہ کی زندگیوں میں یہ فکرِ آخرت مکمل شعور و ادراک کے ساتھ جاگزیں تھا وہ تاریخِ انسانی میں روشنی کا مینار تھے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و محبت نے انہیں مقصدِ حیات سے ایک لحہ بھی غافل نہ کیا۔ قیصرو کسریٰ کی سپرپاور حکومتیں جس کے رعب و دبدبے سے لرزاں رہیں، جس کے دور خلافت میں روزانہ اوسطاً" 290 مربعہ میل علاقہ شامل ہوا، جسے دنیوی زندگی میں جنت کی بشارت دی گئی، جو سرورِ دو جہاںؐ کے سسر تھے، سارے اعزازات کے باوجود ان میں فکر آخرت کی جھلک دیکھئے (عمرؓ نے) فرمایا "اگر فرات کے کنارے بکری بھی مرگئی تو عمرؓ سے مواخذہ ہو گا"

دو گز زمین کسی شخص کے سامنے رہے تو وہ نہ:

☆ جھوٹا ہو سکتا ہے۔

☆ خائن ہو سکتا ہے۔

☆ راشی و مرتشی ہو سکتا ہے، نہ ہی شرابی و زانی ہو سکتا ہے۔

☆ ملاوٹ کرنے والا، کم تولنے والا، ذخیرہ اندوز یا دھوکہ دینے والا ہو سکتا ہے۔

☆ فحش گو اور اخلاقی اقدار سے عاری ہو سکتا ہے۔

☆ وطن دشمن سیاستدان اور سمگلر ہو سکتا۔ وغیرہ

فکرِ آخرت والے لوگ قوم کو اسلام کا مطلوب بنیانٌ مرصوص، فلاحی معاشرہ

دیتے ہیں۔ ایسا منظم و مستحکم معاشرہ' جس میں جاہلیت والی عصبیت' گروہی' لسانی یا مذہبی گروہ بندی کی دراڑیں نہ ہوں' جہاں فرد کا اخلاص سے نکھرا کردار افراد کی طرف منتقل ہو کر اجتماعی معاشرتی زندگی کے نکھار کا سبب بنے جس کی وجہ سے سماج و معاشرہ ہر طرح کے سکھ چین' ہر طرح کے تحفظ اور ہر طرح کی خوشحالی سے فیضیاب ہو۔

یہ ناممکن العمل مرحلہ نہیں کہ اس کے لئے دائمی فارمولہ ہمارے پاس موجود ہے اور اس فارمولہ کی 'کلید' یا Silver key احساس و شعور و فکرِ آخرت ہے۔ اس کنجی کے ساتھ' قرآن سے اسوہ رسولؐ سے راہنمائی کا دروازہ کھولیئے' آپ انہی کی طرح فیضیاب ہوں گے جنہوں نے تاریخ کے اوراق پر سنہرے نقوش چھوڑے ہیں۔ ہماری مراد خلافت راشدہ کے دور سے ہے اور یہ بھی اسی تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہے کہ جونہی دو گز زمین کا شعور و ادراک' حصولِ زمین (ملکیت سازی) میں ڈھل کر خلافت سے ملوکیت کی راہ چل نکلا' فیض' بے فیض میں بدل گیا۔

دو گز زمین کو روایتی انداز میں یاد رکھنے والے آج رسول برحق ﷺ کے مطابق روئے زمین پر ریت کے ذروں کی مانند ہیں مثلاً" دنیا میں مسلمان کم و بیش 90 کروڑ ہیں اور حکومتیں بھی باہم منسلک ہیں اور ان پر شرق سے غرب تک غیر مسلم اقوام' چاول کی پلیٹ پر بھوکوں کے ٹوٹ پڑنے کی طرح' ٹوٹی پڑ رہی ہیں۔ خصوصاً" مٹھی بھر یہود جن کی دنیا میں تعداد ایک ڈیڑھ کروڑ اور صرف اسرائیل میں چالیس لاکھ کے لگ بھگ ہے' پورے شرق اوسط میں کروڑوں مسلمانوں پر بھاری ثابت ہو رہے ہیں کہ فکرِ آخرت سے مزین مستحکم ایمان کی جگہ حُبُّ الدُّنیا اور کَرَاہِیَۃُ المَوت جاگزین ہے۔

حرفِ آخر

عقل و بصیرت تقاضا کرتے ہیں کہ بارگاہ رب العزت میں سرخرو ہونے اور جنت کا انعام پانے کی اگر آرزو ہے تو آخرت کی جوابدہی کو شعوری طور پر اپنی عملی زندگی میں جاری و ساری کر کے دو گز زمین (قبر) کو گلزار میں تبدیل کرنے کے لئے اس کا رخ بدلیں، ہم سیاستدان ہوں یا سیاست کار، آجر ہوں یا اجیر، کاشتکار ہوں یا صنعتکار، مدرس و معلم ہوں یا متعلم اور انجینئر ہوں یا سائنسدان اگر فکرِ آخرت سے ہم آہنگ زادِ راہ ہمارا سرمایہ ہے اور یہ ہر کھوٹ سے پاک بھی ہے تو بالیقین ہم اس دنیا میں سرخرو ہونگے کہ یہ اس خالق و مالک کا وعدہ ہے جس کے انعامات اور فیصلوں میں کوئی حائل نہیں ہو سکتا اور ہماری دو گز زمین محشر کی سرخروئی کا سبب بنے گی بصورت دیگر زبانی جمع خرچ دنیا و آخرت کی رسوائی کے سوا کچھ نہیں دیتا۔

فکرِ آخرت والے چہرے غیر مسلموں کو اسلام کی طرف لانے کا سبب بنتے ہیں جبکہ فکرِ آخرت سے عاری لوگ دینِ حنیف کے لئے غیر مسلموں میں نفرت کو ہوا دیتے ہیں۔

کامیابی و کامرانی

کا

قرآنی تصور

عبدالرشید ارشد

فون نمبر 3401

النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ) جوہر پریس بلڈنگ جوہر آباد

آئینہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

کامیابی کسے نہیں چاہئے۔ آپ طالبعلم تھے تو کامیابی آپ کا منتہائے مقصود تھی۔ آپ تعلیم سے فارغ ہو کر میدان عمل میں آئے تو کامیابی آپ کی ضرورت تھی۔ مگر اس کا دائرہ صرف انسان تک محدود ہے کہ باقی ہر مخلوق آزاد نہ ہونے کے سبب اس کی آرزو مند نہیں ہے۔

کامیابی کے لئے بھی مختلف لوگوں کی مختلف پسند اور مختلف پیمانے ہیں۔ کوئی محض کامیابی چاہتا ہے تو کسی کا مطمع نظر درجہ اول سے آگے درجہ ممتاز (سوفیصد) ہے۔ کوئی سہاروں سے کامیابی پر اعتقاد رکھتا ہے تو کوئی اپنی محنت شاقہ اور لگن کے بل بوتے پر کامیاب و کامران ہونا چاہتا ہے۔ پھر کوئی کامیابی کو اپنی محنت کا ثمر قرار دیتا ہے تو کوئی اسے خالق کائنات کی رحمت سے وابستہ رکھتا ہے کہ محنت رحمت باری تعالیٰ سے مشروط ہے۔ علی ھذا لقیاس۔

انسان کے خالق' رحمٰن رحیم اور عزیز و حکیم رب نے اپنی دائمی راہنمائی کی کتاب' قرآن کریم میں ہمہ پہلو کامیابی و کامرانی کا نسخہ بیان فرمایا کہ انتم الاعلون ان کنتم مومنین - تم ہی کامیاب و کامران رہو گے بشرطیکہ ایمان تمہارا سرمایہ ہوا۔ کامیابی کے لئے انہی تقاضوں کا تذکرہ آپ کو ان صفحات میں ملے گا۔

میری دعا ہے کہ کامیابی کے ہر خواہشمند کو خالق کے عطا کردہ اس نسخہ پر عمل کی توفیق نصیب ہو کر وہ دنیوی اور اخروی کامیابی سے سرفراز ہو۔ آمین یاارحم الرا حمین

میاں عبداللطیف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کامیابی و کامرانی کا سربستہ راز

ابتدائیہ

اس ہنگامہ خیز دنیا میں ہر کس و ناقص کا مطلوب ایک ہی ہے' اور وہ ہے کامیابی و کامرانی۔ اس کامیابی و کامرانی کی طلب مختلف قسم کی ہو سکتی ہے' حصول کے طریقے مختلف ہو سکتے ہیں اور مطلوبہ کامیابی و کامرانی کی ضرورت کی تہہ میں نیت بھی مختلف ہو سکتی ہے۔ مگر یہ طلب ایسی چیز ہے جس سے کوئی بھی انسان' مرد ہو یا عورت' انکار نہیں کر سکتا۔

مطلوبہ کامرانی سیاست کے میدان میں ہو سکتی ہے' سماجی اور معاشرتی پہلو سے ہو سکتی ہے' معاش و معیشت میں اسکی خواہش کی جا سکتی ہے' معدودے چند' شعور کے ساتھ آخرت کی کامیابی و کامرانی کیلئے بھی سعی و جہد کرنے والے مل سکتے ہیں غرض عملی زندگی کا کوئی شعبہ اسکی طلب سے خالی نہیں ہے' یوں کامیابی و کامرانی وہ جنس قرار پاتی ہے جس کی ہر جگہ ہر منڈی میں مانگ ہے۔

چند برس پہلے تک جب روس اور امریکہ' خود ساختہ سپرپاور تھے (حالانکہ سپر پاور صرف اور صرف خالقِ کائنات ہے) تو دنیا کے کم و بیش سبھی ممالک (بشمول مسلم ممالک) پکے ہوئے پھل کی طرح روس اور امریکہ کی جھولی میں تھے کہ تحفظات کی ضمانت' انہی دو ممالک کے پاس تھی اور عملاً اقوام متحدہ' عالمی بنک اور عالمی مالیاتی ادارہ بھی انہی کی لونڈی کے طور پر شناخت کیئے جاتے ہیں۔

دانشوروں کا کہنا ہے کہ کسی بھی معاملے میں' سب سے موثر ضمانت اور گارنٹی اس چیز کے بنانے والے کی ہوتی ہے کہ وہ ہر کل پرزے کی ساخت اور کارکردگی سے

مکمل طور پر واقفیت رکھتا ہے۔ دوسرا کوئی بے خبر' دعوی تو کر سکتا ہے مگر عملاً ضمانت کے معیار پر پورا اترنا اسکے بس میں نہیں ہے' چہ جائیکہ کامیابی و کامرانی کی توقع ان سے وابستہ کی جائے جن کو اپنے کل کی خبر نہیں ہے۔

امریکہ ہو یا روس یہ ممالک خود سماجی و معاشرتی' معاشی و سیاسی اور اخلاقی عدم استحکام کا شکار ہیں' روس کا بھانڈہ' بیچ چوراہے پھوٹتا دیکھا چکا ہے' امریکہ اور یورپی برادری اگر عراق کا ہوّا کھڑا کر کے' کویت اور سعودیہ سمیت' دیگر عرب ریاستوں کے مالی وسائل پر ہاتھ صاف نہ کرتے تو پاونڈ اور ڈالر کا حشر نشر ہو چکا ہوتا انہوں نے مسلم ریاستوں کو کنگال کر کے مالی استحکام حاصل کیا ہے۔

کامیابی و کامرانی کے لوازم:

کامیابی و کامرانی کے لئے لوازم کے ضمن میں [illegible]ت کچھ سننے کو ملتا ہے بعض کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اَن تھک محنت کامیابی کی ضمانت ہے' جبکہ بعض بے پناہ وسائل کو کامیابی یا حصولِ کامیابی کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ پھر ہر شعبۂ حیات میں کامیابی کے لوازمات الگ الگ ہیں سیاسی کامیابی کیلئے ابنوہِ کثیر کی معاونت (ووٹ)' معاشی کامیابی کیلئے لین دین کی بصیرت' سماجی و معاشرتی چودہراہٹ میں استحکام کی ضمانت عیاری و مکاری سے درپردہ باہم چپقلش پیدا کیئے رکھنا اور سامنے مصلح بن کر اعتماد حاصل کرنا ہے امریکہ وغیرہ اس کی بہترین مثال ہیں۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے "ایمان' اتحاد اور تنظیم" کا نعرہ دے کر قوم کو کامیابی کا راستہ بتایا جو دراصل اسلام ہی کا نعرہ ہے اور جسے علامہ اقبالؒ نے

" یقین محکم' عمل پیہم' محبت فاتحِ عالم - جہاد زندگانی میں ہیں مردوں کی شمشیریں "

فرمایا تھا۔ قرآن کریم میں خالق و مالک کائنات نے "لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّامَاسَعٰى" فرمایا کہ اِنسان کیلئے وہی کچھ ہے جس کے لئے اس نے تگ و دو کی۔

یقین محکم:

اسی کا نام ایمان ہے جسکے لئے خالق نے فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ

استَقامُوا" وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا پیدا کنندہ اور پرورش کنندہ ہے پھر اس بات پر ڈٹ گئے" اور استحکام ایمان کیلئے فرمایا کہ فَاِذَاعَزَمتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ" پس جب تم (کسی کام کا) عزم کر لو تو اللہ پر توکل (بھروسہ) کرو۔ مزید فرمایا فَمَنْ یَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ۔ "جس نے (جیسا) اللہ پر توکل کیا اسنے اسے (اللہ کو) ویسا ہی پایا۔ ایک اور جگہ فرمایا کہ محکم یقین و ایمان والے ہر شک و شبہ سے بالا تر ہوتے ہیں ... اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا۔

یقین محکم و ایمان محکم کی قرانی تعریف آپ ملاحظہ فرما چکے اسکی عملی تشریح کیلئے حیات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم دیکھ لیجئے ایک سے ایک بڑھ کر درخشندہ مثال آپ کو ملیگی اور انہی مثالوں کی روشنی میں آپ عمل پیہم اور محبت فاتح عالم کے ساتھ کامیابی و کامرانی کا بتدریج چڑھتا گراف بھی دیکھ لینگے۔ یقین محکم سے انحراف اور اسکے نتیجہ میں انحطاط بھی تاریخ میں محفوظ ہے۔

عمل پیہم:

کامیابی کیلئے دوسرا اہم زینہ عمل پیہم یا جہدِ مُسلسل ہے۔ کامیابی و کامرانی کی منزل کیلئے تمنا کرنے والوں کو تھک ہار کر بیٹھنے کی گنجائش کبھی نہ ملی۔ اور غلطی سے جو ستانے بیٹھ گیا وہ پیچھے ہی گیا کہ منزل اس سے دور ہوتی چلی گئی عمل پیہم کی بہترین مثال "مکڑی اور بروس" کی کہانی ہے جسکا عنوان <Try Try Again> ہے کہ چھت تک پہنچنے کی سعی و جہُد میں مکڑی بار ہا گری مگر اس نے ہمت نہ ہاری اور بالا آخر وہ چھت تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئی۔

شاعر مشرق نے اسے اپنے انداز میں یوں بیان فرمایا کہ "پلٹنا جھپٹنا، جھپٹ کر پلٹنا۔ لہو گرم رکھنے کا ہے یہ بہانا"۔ جہدِ مسلسل میں جو یقین محکم کے ساتھ ہم آہنگ ہو، ایک لذت ہے، سرور ہے، مگر اس لذت و سرور سے فیضاب ہونے کیلئے شرط یہی ہے کہ راہ و منزل کیلئے کسی بھی سطح پر کوئی شک و تذبذب نہ ہو۔

محبت فاتح عالم:

کامیابی و کامرانی کیلئے تیسرا لازمی جزو محبت و اخوّت و مودّت ہے جو دلوں کو

تسخیر کرنے والی ہو' جو گردوپیش معاشرہ کے سامنے ثابت نہ کرنی پڑے بلکہ خوشبو کی طرح پھیلی خود ثبوت فراہم کرے۔ کامرانی کی مطلوبہ منزل کے دو بنیادی اجزا ہیں پہلا خالق کی خوشنودی اور بظاہر دوسرا مگر اصلاً" پہلے جزو ہی کا حصہ' مخلوق کی خوشنودی (اطاعتِ خالق کے ساتھ) خالق و مخلوق کے ساتھ اخلاص بھری محبت اس راہ کی تیسری سیڑھی ہے۔ قرآن نے اس محبت کی نشاندہی یوں فرمائی ہے۔ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ' "بلاشک و شبہ تمہارے درمیان وہی ہستی رسول بن کر معبوث ہوئی ہے جسے تمہارا مشقت میں پڑنا گراں گزرتا ہے' تمہاری بھلائی کیلئے حریص اور اہل ایمان کیلئے شفیق و مہربان ہے"۔

حصولِ کامیابی و کامرانی کا نسخہ کسی کو مل جائے' طبیب بھی کامل ہو' نسخے پر عمل کا طریقہ سکھانے والا بھی مریض کے دکھ درد پر کڑھنے والا اور شفاء کیلئے حریص ہو' خود عمل کر کے جزیات تک کی وضاحت کر دے اور مریض پھر بھی شفایاب نہ ہو تو قصور صرف اور صرف مریض کا ہو گا کہ اس نے یا نسخہ کے مکمل اجزا نہیں لئے' یا استعمال کا طریقہ سکھانے والے کی مکمل پیروی نہیں کی اور آخری بات یہ کہ پرہیز کیلئے دی گئی ہدایات کو کسی حد تک یا یکسر نظرانداز کیا ہے۔

فرد اور معاشرہ

ہم اکثر یہ سنتے اور کہتے ہیں کہ ہر شخص اکیلا آتا ہے اور اکیلا ہی جاتا ہے۔ بظاہر یہ بہت حد تک درست بھی محسوس ہوتا ہے مگر غور کریں تو بات یوں سمجھ آتی ہے کہ اسکا آنا بھی اجتماعیت کا جزو ہے اور جانا بھی اسی طرح جزو ہے۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں - موج ہے دریا میں بیرون دریا کچھ نہیں،

پیدائش کے ساتھ ہی انفرادیت' عائلی زندگی کی اجتماعیت میں گم ہو جاتی ہے اور عائلی زندگی معاشرہ کے بڑے جزو کا چھوٹا حصہ ہے فرد کی موت بھی اسی طرح عائلی معاشرتی زندگی کو ملوث کرتی ہے یوں فرد کی اکائی آغاز سے انجام تک معاشرے کے کلُ کا ناگزیر اور ناقابل تقسیم حصہ رہتا ہے فرد کی کامیابی یا ناکامی افراد پر اثر انداز ہوتی ہے اور

معاشرہ بھی متاثر ہوتا ہے۔

فرد یا افراد اور کامرانی

سنِ شعور تک رسائی کے ساتھ ہی کامیابی و ناکامی کا شعور بھی عملی زندگی کا حصہ بنتا ہے مثلاً" طالبعلم ہے تو امتحان میں کامیابی' امتحان پاس کر لیا تو ملازمت میں کامیابی' کاروبار شروع کیا تو کاروبار و تجارت میں کامیابی' سیاست میں کوئی آیا تو میدان سیاست میں کامیابی و کامرانی مطمع نظر ٹھہرتا ہے۔ ناکامی ایسا ناپسندیدہ لفظ ہے کہ کوئی شخص اسے سننا بھی گوارہ نہیں کرتا۔ ہر لمحہ اس سے خائف دیکھا جاتا ہے اور بعض تو عملی زندگی کے اس ناگزیر پہلو کا مقابلہ نہیں کر پاتے' کبھی دل جواب دے جاتا ہے تو کبھی دماغ اور کبھی دل و دماغ مکمل طور پر شیطان کے شکنجے میں آ کر خود کشی کی حرام موت تک لے جاتے ہیں حالانکہ ناکامی بھی فرد کی محسن ہوتی ہے کہ یہ دھچکا اسے مابعد کی زندگی میں مہمیز کا کام دیتا ہے اور پہلے سے سوچی ہوئی کامیابی و کامرانی سے کہیں بہتر مستحکم کامرانی اسکی منتظر ہوتی ہے۔

کامیابی و کامرانی کی منزل کا راستہ

منزل کیلئے راستے کا تعین ہی دراصل کامیابی کو حقیقی اور مستحکم کامرانی میں ڈھالتا ہے یا راستے کا غلط انتخاب ناکامی کے گہرے غار میں لے جاتا ہے یا کم از کم اسے غیر مستحکم ضرور بنا دیتا ہے۔اس راستے کو ہر کوئی اپنی اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے یعنی خدا شناس آنکھ یا خدا ناشناس آنکھ یا خالص منافقانہ آنکھ۔ کامیابی کیلئے خدا شناس روّیہ ہو تو خالق و قادر رب ہر لمحہ اپنے بندے کے ساتھ رہتا ہے اور ابتدائی پرکھ و امتحان کے بعد قدم قدم اپنی تائید و نصرت سے اسے نوازتا ہے' خدا ناشناس کی سرپرستی ابلیس نے اپنے ذمہ لی ہوتی ہے اور عادل خدا نے چونکہ بندے یا بندوں کے کفر کے سبب آخرت سے اسکا حصہ کاٹ دیا ہوتا ہے لہٰذا وہی کچھ دینوی حصے کے ساتھ ملا کر اسے دنیا میں دے دیا جاتا ہے لہٰذا ابلیس کے ایسے ساتھی اپنے خدا ناشناس روّیے کی بدولت' خدا شناسوں کے مقابلے میں بظاہر زیادہ کامیاب و کامران نظر آتے ہیں اگرچہ یہ کامیابی ہمیشہ ہی غیر مستحکم اور عارضی ہوتی ہے مگر ظاہری چمک بسا اوقات خدا شناسوں کو بھی دھوکے میں ڈال دیتی ہے۔

مذکورہ دونوں واضح روّیوں کے مقابلے میں تیسرا روّیہ‘ جب راہ رومنزل‘ نیمے دروں‘ نیمے بروں اور حلال و حرام کے ملغوبے کے ساتھ منزل کی طرف قدم اٹھاتا ہے تو چونکہ وہ نہ خالص خدا شناس ہوتا ہے اور نہ ہی خالص خدا ناشناس بلکہ صرف اور صرف ابن الوقت ہوتا ہے لہٰذا اس کا ولی و سرپرست نہ تو رحمان ہوتا ہے اور نہ ہی شیطان‘ شیطان ایسے افراد کو راہ لگانے کے بعد ایک طرف ہٹ جاتا ہے اور انہیں مخلوق کے رحم وکرم پر چھوڑ دیتا ہے جو اسے رسوائی کی آخری حدود تک پہنچا دیتی ہے۔ یہ رسوائی سماجی و معاشرتی سطح پر ہو یا معاشی و سیاسی میدان میں۔ سماجی‘ معاشرتی‘ معاشی اور سیاسی سطح پر مذکورہ تینوں کردار ہر کوئی دیکھ سکتا ہے۔

عقل و شعور تسلیم کرتے ہیں کہ جب یہ دنیا مسلّمہ طور پر عارضی ہے‘ ابدی زندگی اسکے بعد شروع ہو گی اور یہ دنیا‘ ابدی دنیا کیلئے امتحان گاہ ہے‘ تو پھر لازما” حقیقی کامیابی و کامرانی کیلئے نظر آخروی و ابدی کامیابی پر رہنی چاہئے۔ اسے نظرانداز کر کے عارضی، زندگی کی کامیابی کی طرف لپکنا عقل و شعور کی نفی ہے۔ خالق و مالک نے‘ جو اس دنیا کی عارضی اور بعد میں ملنے والی ابدی زندگی کا ہر طرح مالک ہے‘ ہمیں بتا دیا کہ ابدی زندگی کی کامیابی جنت الفردوس ہے اور ناکامی کا نام جہنم ہے جبکہ تیسری سوچ والے منافقین کیلئے جہنم کی تہہ ہے ”اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ“

کامیابی و کامرانی کس لئے؟

کامیابی و کامرانی کے حوالے سے طویل گفتگو کے بعد فطری طور پر یہ سوال سامنے آتا ہے کہ کس شعبہ میں کامیابی کی بات ہم کر رہے یا یہ کہ کس منتہائے کامیابی کو ہم منزل قرار دے رہے ہیں۔ اس پہلو سے غور کریں تو بات یوں سمجھ میں آتی ہے کہ فرد ہو یا افراد یا اقوام سب کی بنیادی ضرورت‘ حقیقی بنیادی ضرورت‘ روزمرہ زندگی میں سکھ چین‘ سماجی‘ معاشرتی سطح پر امن و تحفظات اور معاشی نقطہ نظر سے خوشحالی ہے باقی ہر چیز انہی کے تابع ہے۔

مذکورہ تینوں ضروریات کی تکمیل کیلئے فرد‘ افراد اور اقوام‘ علم و صحت اور تجارت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں یا میدان سیاست کا رخ کرتے ہیں۔ علم و صحت کی

ضرورت پر تو اقوامِ شرق و غرب کا اجماع ہے صرف تجارت و سیاست کے ضمن میں (باوجود اجماع کے) نقطہ ہائے نظر مختلف ہیں۔ خالقِ کائنات نے مذکورہ تینوں بنیادی ضرورتوں کی تکمیل کی گارنٹی دی صرف ایک شرط کے ساتھ اور وہ یوں کہ "اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ"تم ہی کامیاب رہو گے بشرطیکہ کہ تم صاحب ایمان ہوئے۔ اَعلون سے مراد سرفہرست و سربلند ہونا ہے یعنی کائنات کی بقا کی ضرورت 'بہترین' (Surjival of the fitte-st) ہے لہٰذا تم سرمایۂ ایمان سے یہ شرط پوری کر دو۔

فرد یا افراد

فرد ہو یا افراد ہوں اپنی انفرادی اور اجتماعی حیثیت میں' اپنی عملی زندگی کے ہر کام کی بنیاد' ایمان کے بنیادی مطالبات سے ہم آہنگ رکھیں گے تو کامیابی و کامرانی ہمہ وقت ان کے قدم چومے گی۔ یہ کامیابی ان کے گھر' محلے' شہر سے شروع ہو کر ملکی سطح تک اثرات مرتب کریگی۔ یہ سماج و معاشرہ کو منور کریگی' مستحکم بنائے گی۔ ذاتی نکھرا نکھرا کردار گردوپیش نکھار پیدا کرے گا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا اونچا نیچا پلڑا' خالق کی سرپرستی کی گارنٹی نہ بن سکے گا کہ اس ذات کو اپنے بندوں کے حقوق کی ادائیگی' اپنے حقوق کی "ادائیگی کی بہتات" سے زیادہ پسند ہے۔ عملی زندگی میں یہ بے اعتدالی اسے قطعاً" ناپسند ہے۔

آپ ملازم ہیں' آپ صنعتکار' جاگیردار' سرمایہ دار ہیں یا تاجر' ملازم ادنیٰ ہیں یا اعلیٰ' آپ جو کچھ بھی ہیں' خدا شناس روّیہ کے مالک ہیں تو سکھ و سکون' تحفظ اور خوشحالی آپ کا مقدر ہے' اگر خدا ناشناس ہیں تو صرف خوشحالی' ظاہری سکھ آپ کا مقدر ہوگا مگر اندر کے کھوکھلے پن پر آپ خود گواہ ہونگے۔ رہا تیسرا روّیہ نہ خدا شناس اور نہ ہی خدا ناشناس بلکہ ہوا کا رُخ شناس تو یقین کیجئے کہ ہمہ وقت خالق کے غضب کے سایہ میں ہیں کہ حرام کی آمدنی میں تھوڑا بہت ملا حلال بھی کام کا نہ رہے گا۔ یہ اگر وسائل رزق کے حوالے سے ہے تو یہی کچھ سماجی و معاشرتی اقدار کے حوالے سے کہا جا سکتا ہے۔

خدا کا غضب یقیناً" عاد و ثمود یا قومِ لوط کی طرز پر نہ ہو گا کہ یہ محسنِ انسانیت

سرورِ دو عالم خاتم النبیین ﷺ کی امت پر مالک کائنات کا خصوصی احسان ہے مگر یہ عذاب بے سکونی، عدم تحفظ، دعاؤں کی عدم قبولیت، انفرادی بے وقعتی سے قومی سطح کی بے وقعتی تک ہر قدم پر کار فرما دیکھا جائے گا۔ یہی کچھ اگر میدانِ تجارت میں ہو گا تو اسی طرح کا تلخ تجربہ میدانِ سیاست میں دیکھنے کو ملے گا۔ اور یہ کمی بیشی کا گراف، ایمانی اقدار کے گراف کے گھٹنے بڑھنے پر موقوف ہو گا کہ اِنْ کُنْتُمْ مُؤمِنِیْنَ کی کسوٹی پر کون کسقدر کھوٹا ہے، کس قدر کھرا ہے، تجارت میں، سیاست میں، معاش و سماج میں۔

خالقِ انسانیت نے، حضرتِ انسان پر اپنے بے حدو حساب احسانات، جن کا شمار قطعاً" ناممکن ہے، "وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا" کے ساتھ ایک خصوصی احسان یہ فرمایا کہ اسے کسوٹی عطا فرما دی تاکہ وہ کھرے کھوٹے کی پہچان کر سکے مثلاً" سورہ الدھر میں فرمایا "اِنَّا هَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا" ہم نے اسے راہِ راست کا شعور دیا اب یہ اسکی مرضی ہے کہ وہ راستی اختیار کر کے شکر گزار بنے یا راستی چھوڑ کر راہِ ابلیس اختیار کر کے ناشکرا بنے۔ کسوٹی ضمیر کی صورت میں دی جو ہر انسان کو کھرے کھوٹے پر آگاہ رکھتا ہے۔ ضمیر یا قران کے فرمان میں نفس لوامہ نہ کبھی مرتا ہے نہ انسان کا ساتھ چھوڑتا ہے۔ کسوٹی ہر ووٹر کے پاس ہے، کسوٹی ہر سیاستدان کے پاس بھی ہے۔ ووٹر اس سے استفادہ کرے گا تو ایمانی اقدار کی کسوٹی پر پورا اترنے والے شخص کو نمائندہ بنانے کی فکر کرے گا۔ سیاستدان کسوٹی سے فیضیاب ہو گا تو خود نمائندگی کا بوجھ اٹھانے کے لئے آگے نہ بڑھے گا، قوم آگے لائے گی تو احساس ذمہ داری سے دبا ہوا دیکھنے کو ملے گا۔ نشانی یہ ہو گی کہ ووٹروں کو سبز باغ نہ دکھائے گا، جھوٹے وعدے وعید یا منافقانہ آؤ بھگت نہ کرے گا۔ ووٹوں کی خرید و فروخت نہ کرے گا۔ لحہ لحہ قدم قدم توبہ استغفار اس کا شعار ہو گا۔ مومنانہ دسترخوان تو بلاشبہ وسیع ہو گا مگر انتخابی دسترخوان سے اجتناب ہو گا دنوں قسم کے دسترخوان ہر دیکھنے والے کو اپنی اصلیت بیان کر دیتے ہیں باہر سے شواہد تلاش کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

گزشتہ نصف صدی میں ووٹر اور سیاست دان عملاً اور عمداً" جو کچھ کرتے چلے آئے ہیں وہ قوم کے کسی فرد کی آنکھ سے اوجھل نہیں ہے اور کسوٹی کو نظر انداز کرنے کا ہی شاخسانہ تھا کہ نہ صرف آدھا ملک دشمن کے سپرد کیا بلکہ اسلامی تاریخ میں پہلی بدترین مثال بھی [illegible] کر دی کہ کم و بیش ایک لاکھ باقاعدہ مسلح فوج کو دشمن

کے سامنے ہتھیار رکھنے پر مجبور کیا۔ مزید رسوائی کیلئے ٹیلی ویژن پر بار بار اسکی فلم کی نمائش کی۔

کسوٹی سے انحراف ہی ہے کہ آج فرد سے ملت تک ہر سطح کا سکون غارت، تحفظ عنقا ہے اور خوشحال روٹھ چکی ہے خدا ناشناس قوم کے خدا ناشناس سیاست دان ہاتھ میں کشکول تھامے آج ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کے دروازے پر آواز لگا رہے ہیں۔

"ایک روٹی ایک ڈالر دے خدا کے نام پر" کہ "اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ" کے سرمایہ سے جھولی خالی ہے۔

کیا خدا شناس سابقہ غلطیوں کی تلافی کیلئے اٹھیں گے؟ حال سنواریں گے' مستقبل کی امین نئی نسل کو 21 ویں صدی کے لئے ہر قسم کی اقدار کے سرمایہ کے ساتھ تحفظ' خوشحالی کا سرمایہ فراہم کریں گے۔

وقت ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے۔ ہر ہر لمحے سے فائدہ اٹھانا ہی علقمندی ہے

★

تعاونوا بالبر التقوی ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان

بھلائی کے کاموں میں تعاون کریں

☆

میاں نور محمد میموریل اُلنوّر ٹرسٹ رجسٹرڈ' اسلام اور نظریہ پاکستان کے استحکام کے لئے کام کرنے والا ایک سماجی ادارہ ہے ٹرسٹ کا شعبہ تحقیق و تالیف گذشتہ ایک سال سے مصروفِ عمل ہے اور اسلامی تعلیمات کے حوالے سے اب تک کئی کتب اور کتابچے مخیر اداروں اور مخیر حضرات کے تعاون سے آپ کے سامنے لا چکا ہے الحمد للہ مختلف حلقوں میں اس کام کی افادیت کو تسلیم بھی کیا گیا ہے۔

آج جب ہمارے گردوپیش بگاڑ ہے اور روز بروز اس میں اضافہ ہو رہا ہے یہ ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ خیروبھلائی کو زیادہ موثر انداز میں پھیلایا جائے۔ اتحادِ ملت کے لئے قرآن و سنت کی تعلیم کو عوام کے سامنے لایا جائے۔

اُلنوّر ٹرسٹ کا کام آپ کے سامنے ہے یہ کام کسی اکیلے شخص یا ادارے کا نہیں ہے اس میں دامے درمے سخنے ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ تاریکی چھٹے گی تو روشنی پھیلے گی اور روشنی پھیلے گی تو میرا اور آپ کا رہنا سہل ہو گا ہماری آئندہ نسل تنزل سے محفوظ رہے گی۔ انشاللہ تعالیٰ۔

اپنے اور اپنی اولاد کے سکھ بھرے مستقبل کی خاطر تعاون کیجئے کہ اسلام کی روشنی پھیلے' اتحادِ ملت پروان چڑھے۔

عطیات کے لئے :۔ مسلم کمرشل بنک اکاؤنٹ نمبر MCB/CD-897

میاں نور محمد میموریل اُلنوّر ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روز محشر عذر ہائے من پذیر
گر تو می بینی حسابم ناگزیر
از نگاہ مصطفیٰ پنہاں بگیر